علمائے کرام کا واٹس ایپ گروپ

بزم علماء و الأئمہ

03345613913

جلد دوم

میت کے مسائل
کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بیت العمار کراچی

بزمِ علماء والأئمة

صرف علماء ، طلباء اور خطباء شامل ہوں

03345613913

آنے والا جمعہ کس عنوان پہ مناسب یا ضروری ہے

اس بارے میں

اپنی مفید آراء و تجاویز اور ان
سے متعلقہ کتب اوپر دئیے
گئے نمبر پہ ارسال فرمائیں

نام کتاب: میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف: مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی

طباعت: طبع اول ۱۴۳۷-۲۰۱۶

ناشر: بیت العمار کراچی

نورانی مسجد گل پلازہ، مارسٹن روڈ کراچی۔ 74400

فون: 0302-2205466, 0333-3136872,
0333-3845224, 0304-2191710,

ای میل: baitulammar2004@gmail.com
qaasmiesencyclopedia2004@gmail.com

ملنے کے دیگر پتے

کراچی:

الحجاز پبلشرز، بنوری ٹاؤن۔	0314-2139797
اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن۔	021-34727159
دار البشائر، بنوری ٹاؤن۔	0334-2659744
ادارۃ النور، بنوری ٹاؤن۔	0324-2855000
مکتبۃ القرآن، بنوری ٹاؤن۔	021-34856701
زم زم پبلشرز، اردو بازار۔	021-32729089
مکتبہ ندوہ، اردو بازار۔	0321-8936511
مکتبۃ المعارف، دار العلوم کراچی۔	021-35032020

کوئٹہ:

مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ۔	081-26622631
مکتبہ ماجدیہ۔	0333-7434142

پنجاب:

مکتبہ رحمانیہ۔	042-37224228
الفلاح پبلشرز۔	0333-4101085
مکتبہ عائشہ۔	0321-9233714
دار الناشر۔	0333-8335011

پختونخواہ (KPK):

مکتبہ عمر فاروق، قصہ خوانی بازار، پشاور۔	0311-8845717
مکتبہ بنوری ٹاؤن، لکی مروت۔	0336-9731158
مکتبہ فاروقیہ، بنو۔	0334-8825488
مکتبہ حقانیہ، اکوڑہ خٹک۔	0337-7445290
مکتبہ محمودیہ، صوابی۔	0312-9430416
مکتبۃ الحرمین، اکوڑہ خٹک۔	0313-8680501
مولوی ظہور، مردان۔	0334-8414660

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر

☆......ف......☆

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر
★ کفن میں گریبان کس طرف کیا جائے؟	۱۹۸
★ کفن نجاست سے ملوث ہو جائے	۱۹۸
★ کلمہ پڑھ لو	۱۹۹
★ کلمہ پڑھا نہیں جا رہا	۲۰۰
★ کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیا	۲۰۱
★ کلمۂ شہادت لکھ کر میت کے گلے میں لٹکا دیا	۲۰۳
★ کلمہ طیبہ بلند آواز سے جنازے کے ساتھ پڑھنا	۲۰۳
★ کلمۂ طیبہ کفن پر لکھنا	۲۰۳
★ کلمۂ طیبہ وغیرہ لکھ کر میت کے گلے میں لٹکا دینا	۲۰۴
★ کلمہ لکھی ہوئی چادر میت پر ڈالنا	۲۰۵
★ کمروں کا مزار کے قریب ہونا	۲۰۶
★ کمیونسٹ کے جنازہ کی نماز	۲۰۶
★ کندھا دینے سے کبیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں	۲۰۷
★ کندھا دینے کا طریقہ	۲۰۷
★ کندھا دینے والے	۲۰۸
★ کندھے پر اٹھانے کا طریقہ	۲۰۹
★ کندھے کے برابر امام نے کھڑے ہو کر نماز پڑھائی	۲۰۹
★ کنگھی کرنا	۲۰۹

عنوان	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان

عنوان	صفحہ نمبر
★ مغفرت طلب کرو........	۲۹۵
★ مقروض کے جنازے کی نماز........	۲۹۶
★ مکارم اخلاق........	۲۹۶
★ مکان میں دفن کرنا........	۲۹۶
★ مکان میں قبر نکل آئی........	۲۹۷
★ مکروہ اوقات میں جنازہ کی نماز پڑھنا........	۲۹۸
★ ملبے میں دبنے والے کے جنازے کی نماز........	۲۹۹
★ ملک الموت تعجب کرتا ہے........	۲۹۹
★ ملک الموت کا اعلان........	۳۰۰
★ ملک الموت کو جب دیکھتا ہے........	۳۰۰
★ ملک الموت کون ہے؟........	۳۰۰
★ ملک الموت نماز تلاش کرتے ہیں........	۳۰۱
★ مملوکہ زمین میں مردہ دفن کرنا........	۳۰۲
★ مملوکہ قبرستان........	۳۰۲
★ منکرات کی وجہ سے جنازہ کے پیچھے جانا نہ چھوڑے........	۳۰۳
★ منکرِ حدیث کی نمازِ جنازہ........	۳۰۳
★ منکر نکیر........	۳۰۴
★ منکر و نکیر کی صورت........	۳۰۵

عنوان	صفحہ نمبر
★ میت پر چھت کے بغیر مٹی ڈالنا........	۳۲۹
★ میت پر رونا........	۳۲۹
★ میت پر کلمہ لکھی ہوئی چادر ڈالنا........	۳۳۱
★ میت دوبارہ دنیا میں آنا پسند نہیں کرتا........	۳۳۱
★ میت دوبارہ زندہ ہو جائے تو جائیداد کا حکم........	۳۳۱
★ میت سامنے ملے........	۳۳۱
★ میت عبادات کی حفاظت میں........	۳۳۱
★ میت قبر میں دفن نہیں ہوئی........	۳۳۱
★ میت کا اعلان........	۳۳۲
★ میت کا بدن سڑتا اور گلتا کیوں ہے؟........	۳۳۲
★ میت کا چہرہ دیکھنا........	۳۳۲
★ میت کا چہرہ غیر مسلموں کو دکھانا........	۳۳۳
★ میت کا کوئی حصہ امام کے سامنے ہونا شرط ہے........	۳۳۳
★ میت کا کھانا کون کھا سکتا ہے؟........	۳۳۳
★ میت کا مال تھوڑا اور وارث زیادہ ہیں........	۳۳۳
★ میت کا مسجد میں لانا........	۳۳۴
★ میت کو بھول جانا........	۳۳۴
★ میت کو تخت پر رکھنا........	۳۳۴

صفحہ نمبر	عنوان

عنوان	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان

عنوان	صفحہ نمبر
★ نماز جنازہ کی امامت کا حقدار کون ہے؟	۴۱۸
★ نماز جنازہ کی تکبیرات	۴۱۸
★ نماز جنازہ کی تکبیرات میں رفع یدین	۴۲۳
★ نماز جنازہ کی دعا آہستہ پڑھنا سنت ہے	۴۲۵
★ نماز جنازہ کی سنت	۴۲۵
★ نماز جنازہ کی شرائط	۴۲۵
★ نماز جنازہ کے ارکان	۴۲۶
★ نماز جنازہ کے بعد دعا	۴۲۶
★ نماز جنازہ کے بغیر میت دفن کر دی	۴۲۸
★ نماز جنازہ کے فرائض	۴۲۹
★ نماز جنازہ کے لیے تیمّم کرنا	۴۲۹
★ نماز جنازہ کے لیے شرائط	۴۳۰
★ نماز جنازہ کے لیے نفل توڑنا	۴۳۲
★ نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا	۴۳۲
★ نماز جنازہ میں امام اور مقتدی میں فرق	۴۳۴
★ نماز جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں	۴۳۴
★ نماز جنازہ میں سلام بھول جانا	۴۳۵
★ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا	۴۳۶

عنوان	صفحہ نمبر

غ

غافل ہے انسان

''انسان غفلت میں ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۹۴)

غائبانہ نماز جنازہ

''نماز جنازہ غائبانہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۴۰۷)

غسل جنابت نہ کرنے کا عذاب

''جنابت کا غسل نہ کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۲۴۴)

غسل دیتے وقت

جس جگہ میت کو غسل دیا جائے وہاں پر غسل دینے والے شخص، یا جو غسل دینے کے کام میں شریک ہیں، ان کے علاوہ کسی دوسرے شخص کا نہ جانا بہتر ہے۔ (۱)

غسل دیتے وقت میت کو کس طرح لٹایا جائے؟

میت کو غسل دیتے وقت جس طرح سہولت اور آسانی ہو، لٹا سکتے ہیں۔ اور بعض نے یہ کہا ہے کہ: قبلہ کی طرف منہ کرکے عرضاً لٹا دیں، جیسا کہ قبر میں رکھا جاتا

---

(۱) ویستحب أن یستر الموضع الذی یغسل فیه المیت فلایراه إلا غاسله أومن یعینه (عالمگیری: ۱/۱۵۸، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی فی الغسل، ط: رشیدیه)

(حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۵۶۷، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط: قدیمی)

ویستحب أن یستر المیت عن العیون.... ویستحب ألایستعین بغیره ان کان فیه کفایة وإن احتاج الی معین استعان لمن لابدله، ویکره حضور غیر المعین للغسل. (الفقه الاسلامی وأدلته: ۲/ ۱۴۸۸، المبحث الثامن: صلاة الجنازة، المطلب الثانی: حقوق المیت، الفرض الثانی: تغسیل المیت، مایستحب فی الغاسل، ط: مکتبه رشیدیه)

ہے۔اور بعض نے کہا کہ: قبلہ کی طرف لمبائی میں لٹادیں۔اس صورت میں پیر اور منہ قبلہ کی طرف ہوں گے۔

خلاصہ یہ کہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔جس طرح بھی سہولت ہو،میت کو غسل دینے میں لٹا سکتے ہیں۔کیوں کہ بعض جگہ غسل کی جگہ قبلہ رخ نہیں ہوتی۔اور تنگ بھی ہوتی ہے۔(۱)

غسل دیتے وقت میت کے اوپر کا کپڑا ناپاک ہو جائے

میت کو غسل دیتے وقت جو کپڑا میت کی ناف سے لے کر گھٹنوں تک ڈالا جاتا ہے۔اگر وہ کپڑا میت کی نجاست دور کرتے ہوئے کسی وجہ سے بھی ناپاک ہو جائے تو اس پر تین مرتبہ پانی ڈال دیا جائے تو وہ پاک ہو جائے گا۔اور اگر دوسرا کپڑا ہے تو اس کو ہٹا کر اس کی جگہ پر دوسرا کپڑا ڈال دیں۔(۲)

---

(۱) ولم يبين في الكتاب كيفية وضع التخت الى القبلة طولاأوعرضا،فمن أصحابنا من اختار الوضع طولا كما يفعله في مرضه إذاأراد الصلاة بالإيماء، ومنهم من اختارا لوضع عرضا كما يوضع في القبر،قال شمس الأئمة السرخسي:الأصح أنه يوضع كما تيسر فان ذالک يختلف باختلاف الأماكن والمواضع.(تاتارخانیه:۱۰۲/۲ ،كتاب الصلاة،الباب الثاني والثلاثون في الجنائز، الاول في غسل الميت،قسم آخر:في بيان كيفية الغسل،ط:قديمي)

(المحيط البرهاني:۴۵/۳،كتاب الصلاة،الباب الثاني والثلاثون في الجنائز،قسم آخر: في بيان كيفية الغسل،ط:ادارة القرآن)

(حاشية الشلبي على التبيين: ۲۳۵/۱،كتاب الصلاة،باب الجنائز،ط:مكتبه امداديه)

(۲) فلو زالت عينها بمرة اكتفى بها ولو لم تزل بثلاثة تغسل إلى أن تزول كذافي السراجية. (عالمگیری: ۴۲،۴۱/۱كتاب الطهارة،الباب السابع في النجاسة وأحكامها،ط:رشيديه)

ويطهر محل النجاسة غير المرئية بغسلها ثلاثاً.(مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۱۶۱ ، كتاب الصلاة،باب الانجاس والطهارة منها،ط:قديمى)

حلبي كبير:ص:۱۸۳ ،شرائط الصلاة،الشرط الثاني،ط:سهيل اكيڈمی)

فنقول:يجرد الميت إذاأريد غسله عندنا...... ولنا أن المقصود من الغسل هو التطهير ومعنى التطهير لايحصل بالغسل وعليه الثوب لتنجس الثوب بالغسالات التي تنجست بما عليه من النجاسات =

غسل دینے کا مسنون طریقہ

میت کو غسل دینے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ:

☆...... غسل دیتے وقت میت کو کسی اونچی چیز مثلاً: نہلانے کے تخت پر رکھا جائے۔

☆...... پھر غسل دیتے وقت تین بار یا پانچ بار یا سات بار دھونی دی جائے، یعنی دھونی کے برتن یا لوبان کو تخت کے چاروں طرف تین بار یا پانچ بار یا سات بار پھیرا جائے۔

☆...... پھر میت کے ستر پر ایک پاک کپڑا ڈال کر باقی سارے کپڑے اوپر اور نیچے سے اتار لیے جائیں۔

☆...... میت کے پاس غسل دیتے وقت غسل دینے والے یا اس کے معاون کے علاوہ کوئی اور نہ ہو۔

☆...... پھر غسل دینے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا یا دستانہ لپیٹ کر اسے پانی سے تر کر کے میت کی اگلی پچھلی شرم گاہوں کو کپڑے کے اندر سے دھوئے، یعنی استنجا کروائے۔

☆...... پھر وضو کروائے۔ اور وضو کراتے وقت پہلے میت کے چہرہ کو دھوئے ہاتھ کو نہیں۔ زندہ اور مردہ میں یہی فرق ہے۔

☆...... میت کے غسل دینے میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہوتا، بلکہ اس کی جگہ پر کپڑے یا گیلی روئی سے دانتوں اور نتھنوں کو صاف کرنا ہوتا ہے۔

☆...... پھر اس کے بعد میت کے سر اور داڑھی کے بالوں کو کسی میل کاٹنے

= الحقيقية وتعذر عصره أو حصوله بالتجريد أبلغ فكان أولى...... وتستر عورته بخرقة لأن حرمة النظر الى العورة باقية...... (بدائع الصنائع: ۱/ ۳۰۰، کتاب الطهارة، فصل: وأما بيان كيفية الغسل، ط: سعيد)

والی چیز مثلاً: صابن وغیرہ سے دھودے۔ بال نہ ہوں تو سر کو صابن وغیرہ سے نہ دھوئے۔

☆...... پھر میت کو بائیں کروٹ پر لٹایا جائے۔ (تاکہ پہلے دائیں پہلو کو دھویا جائے)۔ پھر دائیں پہلو پر بیری کے پتے ڈال کر گرم کئے گئے یا صابن ملائے گئے پانی کو سر سے لے کر پاؤں تک تین بار بہائے۔ یہاں تک کہ نچلی طرف پانی بہہ جائے۔ اور پیٹھ دھونے کے لیے چہرے کے بل اوندھا نہ لٹایا جائے، بلکہ پہلو کی جانب سے اس طرح پانی بہایا جائے کہ پانی تمام جگہ پہنچ جائے۔ یہ پہلا غسل ہوا۔ اگر اس طرح تمام بدن پر پانی بہہ جائے تو فرض کفایہ ادا ہو گیا۔

☆...... پھر میت کو دوسری بار دائیں کروٹ لٹایا جائے، اور پھر بائیں پہلو پر تین بار اسی طرح بیری کے پتے سے گرم کیا ہوا، یا صابن ملایا ہوا پانی ڈالا جائے، جیسا کہ پہلی مرتبہ ڈالا تھا۔

☆...... پھر اس کے بعد نہلانے والے کو چاہیے کہ میت کو بٹھائے اور اس کو اپنے سہارے پر رکھ کر آہستہ آہستہ اس کے پیٹ پر ہاتھ پھیرے، اس طرح کرنے سے اگر کچھ خارج ہو تو اس کو دھو ڈالے۔ یہ دوسرا غسل ہے۔

☆...... اس کے بعد میت کو بائیں کروٹ پر لٹائے، اور سابقہ طریقہ کے مطابق کافور ملایا ہوا پانی بہادے، یہ تیسرا غسل ہو گیا۔

☆...... ابتدائی دو غسل گرم پانی سے اور میل کاٹنے والی چیز، جیسے بیری کے پتے اور صابن وغیرہ کے ساتھ دیے جائیں۔ تیسرے غسل میں کافور ملایا ہوا پانی استعمال کیا جائے۔

☆...... اس کے بعد میت کے بدن کو پونچھ کر خشک کرلیا جائے۔ اور اس پر

خوشبو مل دی جائے۔

☆...... غسل صحیح ہونے کے لیے نیت ضروری نہیں ہے۔ اور غسل دینے کا فرض کفایہ ادا ہونے کے لیے بھی نیت شرط نہیں ہے۔ البتہ ثواب حاصل کرنے کے لیے نیت شرط ہے۔(۱)

(۱) الحنفية..قالوا: يوضع الميت على شئ مرتفع ساعة الغسل، كخشبة الغسل، ثم يبخر حال غسله ثلاثا أوخمساً أوسبعاً بأن تدار المجمرة حول الخشبة ثلاث مرات أوخمسا أوسبعا، كما تقدم ثم يجرد من ثيابه ماعدا ساتر العورة، ويندب أن لايكون معه أحد سوى الغاسل ومن يعينه، ثم يلف الغاسل على يده خرقة، يأخذ بها الماء ويغسل قبله ودبره، الاستنجاء، ثم يوضأ ويبدأفي وضوئه بوجهه، لأن البدء بغسل اليدين إنما هو للأحياء الذين يغسلون أنفسهم فيحتاجون إلى تنظيف أيديهم، أماالميت فإنه يغسله غيره، ولأن المضمضة والاستنشاق لايفعلان فى غسل الميت، ويقوم مقامها تنظيف الاسنان والمنخرين بخرقة، كما تقدم، ثم يغسل رأسه ولحيته بمنظف كالصابون ونحوه إن كان عليهما شعر، فإن لم يكن عليهما شعر لايغسلان كذالک، ثم يضجع الميت على يساره ليبدأ بغسل يمينه، فيصب الماء على شقه الايمن من رأسه إلى رجليه ثلاث مرات حتى يعم الماء الجانب الأسفل، ولايجوز كب الميت على وجهه لغسل ظهره بل يحرک من جانبه حتى يعمه الماء، وهذه هى الغسلة الأولى، فإذااستوعبت جميع بدنه حصل بها فرض الكفاية، أماالسنة فإنه يزاد على هذه الغسله غسلتان أخريان، وذلک بأن يضجع ثانيا على يمينه ثم يصب الماء على شقه الايسر ثلاثا بالكيفية المتقدمة، ثم يجلسه الغاسل ويسنده اليه ويمسح بطنه برفق ويغسل مايخرج منه، وهذه هى الغسلة الثانية، ثم يضجع بعد ذالک على يساره ويصب الماء على يمينه بالكيفية المتقدمة، وهذه هى الغسلة الثالثه، وتكون الغسلتان الاوليان بماء ساخن مصحوب بمنظف، كورق النبق والصابون، أماالغسلة الثالثه فتكون بماء مصحوب بكافور، ثم بعد ذالک يجفف الميت ويوضع عليه الطيب، كماتقدم هذا، ولايشترط لصحة الغسل نية، وكذالک لاتشترط النية لاسقاط فرض الكفاية على التحقيق، إنما تشترط النية لتحصيل الثواب على القيام بفرض الكفاية. (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۱۰، ۵۱۱، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، كيفية غسل الميت، ط: دار الفكر)

(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمى)

(البحر الرائق مع الحاشية منحة الخالق: ۲/ ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

(الدر مع الرد: ۲/ ۱۹۶، ۱۹۷، ۲۰۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: سعيد)

(الهندية: ۱/ ۱۵۸، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الثانى فى الغسل، ط: رشيديه)

(حلبى كبير: ص: ۵۸۰، فصل فى الجنائز، ط: سهيل اكيڈمى)

غسل دینے کی اجرت لینا

☆......اگر ایک شخص کے علاوہ دوسرا کوئی شخص میت کو نہلانے والا نہ ہو تو اس شخص کے لیے میت کو غسل دے کر اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس پر میت کو غسل دینا اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض عین ہے۔

اور اگر دوسرے افراد بھی نہلانے والے موجود ہوں تو اجرت لینا جائز ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں کسی خاص آدمی پر میت کو غسل دینا فرض نہیں ہے۔(۱)

☆......واضح رہے کہ میت کو غسل دینے کا فریضہ میت کے رشتہ داروں کو خود ادا کرنا چاہیے۔ اپنے عزیز رشتہ دار کو خود غسل نہ دینا اور دوسروں کے سپرد کرنا انتہائی بے مروتی، اور غرور، تکبر کی دلیل ہے۔(۲)

---

(۱) والأفضل أن يغسل الميت مجانا،فإن ابتغى الغاسل الأجر جاز إن كان ثمة غيره،وإلا لا)لتعينه عليه. قوله:لتعينه عليه)أى لانه صار واجباعليه عينا.(الدر مع الرد: ۱۹۹/۲، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب فى حديث "كل سبب ونسب منقطع الاسببى ونسبى" ط:سعيد)

(حاشية الطحطاوى على المراقى،ص: ۵۷۰، كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،ط:قديمى)

والافضل أن يغسل الميت مجانا وإن ابتغى الغاسل الاجر فإن كان هناك غيريجوز أخذ الاجر والالم يجز هكذافى الظهيرية.(عالمگيرى؛ ۱۵۹/۱، ۱۶۰، كتاب الصلاة،الباب الحادى والعشرون فى الجنائز،الفصل الثانى فى الغسل،ط:رشيديه)

(البحر الرائق: ۱۷۳/۲، ۱۷۴، كتاب الجنائز،ط:سعيد)

(۲) وفى المجتبىٰ:وأماما يستحب للغاسل فالأولى أن يكون أقرب الناس إلى الميت،فإن لم يعلم الغسل فأهل الأمانة والورع للحديث.(البحر الرائق: ۱۷۵/۲، كتاب الجنائز،ط:سعيد)

والأولىٰ كونه أقرب الناس اليه،فإن لم يحسن الغسل فأهل الأمانة والورع.(ردالمختار: ۲/ ۲۰۲، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب فى الكفن،ط:سعيد)

ويغسله أقرب الناس إليه وإلا فأهل الأمانة والورع.(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۵۷۰، كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،ط:قديمى)

غسل دینے کی جگہ

اگر میت کے غسل دینے کی کوئی جگہ الگ ہے کہ پانی کہیں الگ بہہ کر چلا جائے گا تو بہتر ہے۔ ورنہ میت کے تختہ کے نیچے گڑھا کھودلیا جائے، تاکہ سارا پانی اس میں جمع ہوجائے۔ اگر گڑھا نہ کھدوایا اور سارا پانی گھر میں یا زمین میں پھیل گیا تب بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ آنے جانے میں کسی کو تکلیف نہ ہو، اور کوئی پھسل کر گر نہ پڑے۔ (۱)

غسل دینے کی وصیت کرنا

اگر مرنے والے نے یہ وصیت کی کہ اس کے مرنے کے بعد فلاں آدمی اس کو غسل دے تو یہ وصیت معتبر نہیں۔ اس پر عمل کرنا لازم نہیں۔ کیونکہ یہ کام میت کے

---

(۱) إذا اراد أحد تعمير داره فله عمل الطين فی جانب من الطريق وصرفه فی بنائه بشرط عدم الإضرار بالمارين ولافرق فی ذالک بين أن يكون الطريق عاماأو خاصاً كما يفهم من اطلاقهم، قال فی جامع الفصولين: أراد ان يتخذا فی الأحايين مرة ويرفعه سريعا فله ذالک. اه(شرح المجلة لسليم رستم: ۱/۵۲۶، ۵۲۷، المادة: ۱۲۱۵، الكتاب العاشر فی أنواع الشركات، الفصل الثالث فی الطريق، ط: دار الكتب العلمية)

🗀 وإن كان يضر بالعامة لايجوز إحداثه لقوله عليه الصلاة والسلام "لاضرر ولاضرار فی الاسلام...... وهذا فی النافذة(وفی غير النافذ لايجاز أن يتصرف باحداث مطلقا)أضر بهم أولا. (الدر المختار: ۶/۵۹۳، كتاب الديات، باب مايحدثه الرجل فی الطريق وغيره)

🗀 وعن انس، أخرجه ابن ابی شيبة من حديث قتادة عنه، قال: "كانت شجرة علی طريق الناس فكانت يؤذيهم فغزلها رجل عن طريقهم، قال النبی صلی الله عليه وسلم: رأيته يتقلب فی ظلها فی الجنة"...... وفيه دلالة أن طرح الشوک فی الطريق والحجارة والكناسة والمياه المفسده للطريق وكل مايؤذی الناس يخشی العقوبة عليه فی الدنيا والآخرة. (عمدة القاری: ۹/۲۳۴، كتاب المظالم والغصب، باب من أخذ الغصن ومايؤذی الناس فی الطريق فرمی به، ط: دار الفكر بيروت)

🗀 اصلی بہشتی زیور: حصہ دوئم، ص: ۱۷۲، باب بست وسوم (۲۳) نہلانے کا بیان، ط: دارالاشاعت، کراچی، اشاعت اول محرم ۱۴۰۲، ۱۹۸۱ء)

اختیار میں نہیں ہے۔ یہ ورثاء کا حق ہے۔ ورثاء جو بہتر ہو اس پر عمل کریں۔ چاہے ورثاء خود غسل دیں یا وصیت پر عمل کریں دونوں کی گنجائش ہے۔(۱)

غسل دینے کے بعد میت کو رکھا جائے

اگر میت کو غسل دے کر میت کو مثلاً: ایک رات گھر میں یا سرد خانہ میں رکھا جائے تو دوسرے دن دوبارہ غسل دینے کی ضرورت نہیں ہے۔(۲)

غسل دینے کے بعد نجاست نکلے

اگر میت کو غسل دینے کے بعد میت کے جسم سے نجاست خارج ہو، تو کوئی حرج نہیں ہے۔ دوبارہ غسل دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ خواہ اس کے کفن یا بدن کو لگ

---

(۱) والفتویٰ علی بطلان الوصیة بغسله والصلاة علیه.(الدر المختار مع الرد: ۲/۲۲۱، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: تعظیم أولی الأمر واجب، ط: سعید)

وفی الکبریٰ: المیت إذا أوصی بأن یصلی علیه فلان فالوصیة باطلة وعلیه الفتویٰ کذا فی المضمرات (عالمگیری: ۱/۱۶۳، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس فی الصلاة علیه، ط: رشیدیه)

(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص؛ ۵۹۱، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: قدیمی)

وإذا أوصی لأحد بأن یصلی علیه أو بأن یغسله فهی وصیة باطلة لاتنفذ.(کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۱/۵۲۴، کتاب الصلاة، مباحث الجنائز، مبحث الاحق بالصلاة علی المیت، ط: دار الفکر)

(۲) ولایعاد غسله ولا وضوء ه بالخارج منه.(الدر المختار مع الرد: ۲/۱۹۷، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی القراء ة عند المیت، ط: سعید)

قوله: ولم یعد غسله) لأن الغسل عرفناه بالنص وقد حصل مرة. (البحر الرائق: ۲/ ۱۷۳، کتاب الجنائز، ط: سعید)

(عالمگیری: ۱/۱۵۸، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی فی الغسل، ط: رشیدیه)

جائے۔ البتہ کفن پہنانے سے پہلے صفائی کے خیال سے اس کو دھوڈالنا چاہیے۔(۱)
کفن پہنانے کے بعد نجاست خارج ہوئی تو اس کو دھونا نہیں چاہیے۔ کیونکہ
دھونے میں دشواری اور حرج ہے۔ ہاں اگر کفن ہی ناپاک ہوگیا ہے تو اس کو دھونا
ضروری ہے۔ ورنہ کفن ناپاک ہونے کی وجہ سے جنازہ کی نماز درست نہیں ہوگی۔(۲)

غسل دینے کے پانی میں خوشبوڈالنا

''پانی میں خوشبوڈالنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱۷۲/۱)

---

(۱) وماخرج منه يغسله.....ولايعاد غسله ولا وضوءه بالخارج منه.
قوله: وماخرج منه يغسله)أى تنظيفا له بحر،قال الرملي:أى لاشرطا حتى لو صلى عليه من غير غسله جاز وهذا ممالايتوقف فيه.اه...... وفى كتاب الصلاة للحسن إذا سأل قبل أن يكفن غسل وبعده لا.اه (الدر مع الرد:۱۹۷/۲،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فى القراءة عند الميت، ط: سعيد)
(البحر الرائق: ۱۷۲/۲، ۱۷۳،كتاب الجنائز،ط:سعيد)
(عالمگيرى: ۱۵۸/۱،كتاب الصلاة،الباب الحادى والعشرون فى الجنائز،الفصل الثانى فى الغسل، ط: رشيديه)
(۲) وفى ط عن الخزانة:إذا تنجس الكفن بنجاسة الميت لايضر دفعاللحرج بخلاف الكفن المتنجس ابتداء. اه(الشامية: ۲۰۸/۲،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب:هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى؟،ط:سعيد)
(طحطاوى على الدر: ۳۷۱/۱،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،ط:المكتبة العربية)
ويشترط طهارة الكفن الااذا شق ذالک لمافى الخزانة انه ان تنجس الكفن بنجاسة الميت لايضر دفعا للحرج بخلاف الكفن المتنجس ابتداء..اه.(حاشية الطحطاوى على المراقى: ص: ۵۸۲، كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،فصل :الصلاة عليه،ط:قديمى)
إذاخرج من الميت بعد غسله نجاسة علقت ببدنه أوبكفنه فانها تجب ازالتها ولايعاد الغسل مرة اخرى باتفاق المالكية والشافعية ،الحنفية..قالوا:النجاسة الخارجة من الميت لاتضر، سواء أصابت بدنه أو كفنه الاانها تغسل قبل التكفين تنظيفا لاشرطاً فى صحة الصلوة عليه، أمابعد التكفين فإنها لاتغسل ،لان فى غسلها مشقه وحرجا،بخلاف النجاسة الطارئة عليه، كأن كفن بنجس فانها تمنع من صحة الصلاة عليه.(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة؛ ۵۰۹/۱، ۵۱۰، كتاب الصلاة،مباحث الجنائز،إذاخرج من الميت نجاسة بعد غسله،ط:دارالفكر)

غسل دینے والا سنجیدہ آدمی ہو

غسل دینے والے کا سنجیدہ آدمی ہونا مستحب ہے، جو میت کو مکمل طور پر غسل دے۔ اگر کوئی بری بات میت میں دیکھے، اس کو چھپائے۔ اور اگر کوئی اچھی بات دیکھے تو بیان کر دے۔(۱)

غسل دینے والا کیسا ہونا چاہیے؟

مردہ کو غسل دینے والا ایسا شخص ہونا چاہیے جس کو میت کا دیکھنا جائز ہے۔ عورت کو مرد اور مرد کو عورت کا غسل دینا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر مردہ شوہر کو غسل دینے کے لیے کوئی مرد نہیں ہے، تو بیوی شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔ اس لیے کہ وہ عدت تک اس کے نکاح میں سمجھی جاتی ہے۔ لیکن شوہر کے لیے بیوی کو کسی حال میں بھی غسل دینے کی اجازت نہیں ہوگی۔ کیونکہ بیوی مرتے ہی اس کے نکاح سے علیحدہ ہو جاتی ہے۔(۲)

---

(۱) ینـدب ان یکـون الـغـاسـل ثقة کی یستوفی الغسل،ویستر مایراه من سوء ویظهر مایراه من حسن، فـان رأى مـایـعـجبه من تهلل وجه المیت وطیب رائحته ونحو ذالک فإنه یستحب له ان یتحدث بـه الی الناس ،وان رأى مایکرهه من نتن رائحة أوتقطیب وجه أو نحو ذالک لم یجز له ان یتحدث بـه.(کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۱/۵۰۹،ماینـدب ان یکون علیه الغسل من الصفات، ط: دار احیاء التراث العربی،بیروت)

ویستحب أن یکـون الـغـاسـل ثقه یستوفی الغسل ویکتم مایری من قبیح ویظهر مایری من جمیل. (عالمگیری: ۱/۱۵۹،کتاب الصلاة،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل الثانی فی الغسل،ط:رشیدیه)

(الجوهرة النیرة: ۱/۱۲۳،۱۲۴،کتاب الصلاة،باب الجنائز،ط:قدیمی)

وینـبـغـی أن یکـون الغاسل ثقه امیناصالحا لینشر مایره من الخیر ویستر مایظهر له من الشر. (فقه السنة: ۱/۳۳۵،الجنائز،صفة الغسل،ط:دارابن کثیر)

(۲) وأمـا الـغـاسـل فمن شرطه أن یحل له النظر الی المغسول فلایغسل الرجل المرأة ولاالمرأة =

غسل دینے والے کا غسل کرنا

مردہ کو غسل دینے کے بعد غسل دینے والے کو غسل کر لینا مستحب ہے۔ تاکہ میت کو غسل دینے کے دوران جو چھینٹیں وغیرہ پڑ گئی ہیں وہ دور ہو جائیں، اور نظافت و پاکیزگی حاصل ہو جائے۔(۱)

غسل دینے والے کو روح دیکھتی ہے

"روح سب دیکھتی ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۹/۱)

غسل دینے والے کو غسل کا طریقہ نہیں آتا

جس آدمی کو میت کو غسل دینے کا طریقہ نہیں آتا، اگر اس نے میت کو غسل دیا تو وہ گناہ گار نہیں ہوگا۔ لیکن جہاں تک ہو سکے میت کو ایسے آدمی سے غسل دلانا چاہیے

= الرجل...... ولایغسل الرجل زوجته والزوجة تغسل زوجها دخل بهاأولا بشرط بقاء الزوجية عند الغسل. (البحر الرائق: ۱۷۴/۲، كتاب الجنائز، ط:سعيد)

ویمنع زوجها من غسلها ومسها......وهی لاتمنع من ذالک.

قوله: ویمنع زوجها...الخ)أشار الی مافی البحر:من ان شرط الغاسل ان یحل له النظر الی المغسول فلایغسل الرجل المرأة وبالعکس..۱ه.(الدر مع الرد: ۱۹۸/۲، کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فی حدیث"کل سبب ونسب منقطع الاسببی ونسبی"،ط:سعید)

ویغسل الرجال الرجال والنساء النساء ولایغسل احدهما الآخر.....ویجوزللمرأة أن تغسل زوجها إذالم یحدث بعد موته مایوجب البینونة....وأما هو فلایغسلها عندنا..(عالمگیری: ۱/ ۱۶۰، کتاب الصلاة،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل الثانی فی الغسل، ط: رشیدیه)

(۱) یندب الغسل من غسل المیت.(الشامیة: ۲۰۲/۲، کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب فی الکفن، ط:سعید)

(فتح القدیر: ۷۶/۲، کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،قبیل فصل:فی التکفین،ط:رشیدیه)

(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص: ۵۷۰، کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،ط:قدیمی)

جو میت کو سنت طریقے کے مطابق غسل دے سکے۔(۱)

غسل دینے والے کو مردہ پہچانتا ہے

''مردہ پہچانتا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲؍۲۶۳)

غسل دینے والے کے لیے میت کو دیکھنا جائز نہیں تھا

اگر کسی ایسے آدمی نے میت کو غسل دیا جس کے لئے میت کا دیکھنا جائز نہیں تھا۔تب بھی غسل صحیح ہو جائے گا۔مگر مکروہ ہوگا۔(۲)

غسل سے پہلے میت کو وضو کرانا

''وضو کرانا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲؍۴۵۵)

غسل کا سامان

۱-غسل دینے کے لیے پانی کے برتن حسبِ ضرورت اگرچہ گھر کے استعمال

---

(۱) والأولى فى الغاسل ان يكون اقرب الناس الى الميت،فان لم يحسن الغسل فاهل الامانة والورع. (حلبي كبير:ص:۵۸۰،فصل: فى الجنائز،ط:سهيل اكيڈمى)

(النهر الفائق: ۳۸۵/۱،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،ط:رشيديه)

ويستحب للغاسل أن يكون أقرب الناس الى الميت فان لم يعلم الغسل فأهل الامانة والورع ويستحب ان يكون الغاسل ثقة يستوفى الغسل.(عالمگيرى، ۱۵۹/۱،كتاب الصلاة،الباب الحادى والعشرون فى الجنائز،الفصل الثانى فى الغسل،ط:رشيديه)

(۲) ويمنع زوجها...الخ)أشارالى مافى البحر:من ان شرط الغاسل ان يحل له النظر الى المغسول فلايغسل الرجل المرأة وبالعكس..اه.....والظاهر ان هذا شرط لوجوب الغسل أولجوازه لالصحته.(الدر مع الرد:۱۹۸/۲،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فى حديث "كل سبب ونسب منقطع الاسببى ونسبى"،ط:سعيد)

فإذاغسل الميت مع مخالفة شئ مماذكر صح غسله مع الإثم.(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة، كتاب الصلاة،مباحث الجنائز،حكم النظر الى عورة الميت ولمسها وتغسيل الرجال النساء وبالعكس،ط:دار الفكر)

شدہ ہوں، لیکن پاک ہوں۔

۲- لوٹا یا پانی نکالنے کا مگا ایک عدد، اگر چہ پُرانا کیوں نہ ہو۔

۳- غسل کا تختہ ایک عدد۔ اکثر مساجد میں رہتا ہے۔ موذن یا خادم سے کہہ کر لایا جا سکتا ہے۔ یا کوئی اور تختہ جس پر میت کو لٹا کر غسل دیا جا سکے، انتظام کر لیا جائے۔

۴- استنجے کے ڈھیلے، تین یا پانچ عدد۔

۵- بیری کے تھوڑے سے پتے اگر مل جائیں۔

۶- لوبان ایک تولہ (گیارہ گرام ۶۶ سینٹی گرام)

۷- عطر کی شیشی (تقریباً چار ماشہ ایک تولے کا تہائی حصہ)

۸- پاک صاف روئی تھوڑی سی۔

۹- گل خیرو ایک چھٹانک۔ اور اگر یہ نہ ملے تو نہانے کا صابن بھی کافی ہے۔

۱۰- کافور پانچ گرام۔

۱۱- پاک تہبند دو عدد۔ گھر میں موجود نہ ہوں تو بالغ مرد و عورت کے لیے سوا میٹر لمبا کپڑا۔ البتہ عورت کے لیے ڈیڑھ میٹر رنگین کپڑا زیادہ مناسب ہے۔ کیوں کہ رنگین میں غسل کے وقت پوشیدہ حصہ نمایاں نہیں ہوتا ہے۔

۱۲- دو عدد کسی پاک صاف موٹے کپڑے کی تھیلیاں سی کر اتنی بڑی بنالیں کہ غسل دینے والے کا ہاتھ کلائی تک اس میں آسانی سے آجائے۔ یہی تھیلیاں دستانوں کے طور پر استعمال ہوں گی۔ ایک تھیلی کے لیے کپڑا تقریباً چھ گرہ لمبا اور تین گرہ چوڑا کافی ہے۔ (۲۵ سینٹی میٹر) (۱)

---

(۱) احکام میت: ص: ۵۳، ۵۴، باب دوم، تجہیز و تکفین کے سامان کی مکمل فہرست، ط: ادارۃ الفاروق)

غسل کی شرعی حیثیت

☆......مردے کو غسل دینا زندوں پر فرض کفایہ ہے۔یعنی اگر کچھ لوگوں نے اس فریضے کو انجام دے دیا تو دوسرے لوگ اس ذمہ داری سے بری ہو جائیں گے۔ ورنہ جن لوگوں کو اس کی اطلاع ملی ہوگی وہ سب گناہ گار ہوں گے۔

☆......اور مردہ کو اس طرح ایک بار غسل دینا فرض ہے کہ پورے بدن پر پانی پہنچ جائے۔اور تین بار پانی بہانا سنت ہے۔(۱)

غسل کے بغیر جنازہ کی نماز پڑھی گئی

اگر کسی میت کو غسل نہیں دیا گیا، یا غسل ناممکن ہونے کی صورت میں تیمّم بھی نہیں کرایا گیا، اور غسل اور تیمّم کے بغیر اسی حالت میں جنازہ کی نماز پڑھی گئی، اور قبر میں دفن کر دیا گیا، اور دفن کر دینے کے بعد خیال آیا کہ اس کو غسل نہیں دیا گیا تھا، تو اس کے جنازے کی نماز دوبارہ اس کی قبر پر ادا کی جائے گی۔اس لیے کہ پہلی نماز صحیح

---

(۱) غسل المیت حق واجب علی الاحیاء بالسنة واجماع الامة...... ولکن اذاقام به البعض سقط من الباقین...... والواجب ھو الفعل مرة واحدہ والتکرار سنة.(عالمگیری: ۱/۱۵۸، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل الثانی فی الغسل ط:رشیدیه)

🗀 الناس توارثوا ذالک من لدن آدم صلی اللہ علیه وسلم الی یومنا ھذا،فکان تارکه مسیئا لترکه السنة المتوارثه والاجماع المنعقدة علی وجوبه.....واماکیفیة وجوجبه فھو واجب علی سبیل الکفایه اذاقام به البعض سقط عن الباقین لحصول المقصود بالبعض.....وکذاالواجب ھو الغسل مرة واحدة والتکرار سنة ولیس بواجب.(بدائع الصنائع،۲/۲۹۹،۳۰۰، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،فصل؛واماالکلام فی الغسل،ط:سعید)

🗀 والصلاة علیه.فرض کفایة بالاجماع.... کدفنه وغسله وتجھیزہ فإنھا فرض کفایة .(الدر المختار: ۲/۲۰۷، کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب:فی صلاة الجنازة،ط:سعید)

🗀 غسل المیت فرض کفایة علی الاحیاء،اذاقام به البعض سقط عن الباقین والمفروض غسله مرة واحدہ بحیث یعم بھا جمیع بدنه،أما تکرار غسله وترافھوسنة.(کتاب الفقه علی المذاھب الاربعة: ۱/۵۰۲، کتاب الصلاة،مباحث الجنائز ،مبحث غسل المیت،وحکمه،ط:دارالفکر)

نہیں ہوئی۔ہاں اب چونکہ غسل ممکن نہیں ہے، لہٰذا نماز صحیح ہوجائے گی۔

واضح رہے کہ جب تک میت قبر میں پھٹ نہ گئی ہو، اس وقت تک قبر پر اس کے جنازہ کی نماز ادا کی جاسکتی ہے۔(۱)

غسل کے بغیر نماز پڑھی گئی

اگر کسی میت پر غسل یا تیمّم کے بغیر جنازہ کی نماز پڑھی گئی ہو اور وہ دفن کردیا گیا ہو، اور دفن کرنے کے بعد خیال آیا کہ اس کو غسل نہیں دیا گیا تھا، تو اس کے جنازہ کی نماز دوبارہ اس کی قبر پر پڑھی جائے، اس لیے کہ پہلی نماز صحیح نہیں ہوئی۔ہاں اب چونکہ غسل ممکن نہیں۔لہٰذا نماز ہوجائے گی۔(۲)

(۱، ۲) (وإن دفن) وأهيل عليه التراب (بغير صلاة) أوبها غسل.... (صلى على قبره) استحساناً (مالم يغلب على الظن تفسخه) من غير تقدير هو الاصح.

قوله: أوبهابلا غسل) هذارواية ابن سماعة، والصحيح انه لايصلى على قبره فى هذه الحالة لانها بلاغسل غير مشروعة كذافى غاية البيان، لكن فى السراج وغيره قيل لايصلىٰ على قبره، وقال الكرخى: يصلى وهوالاستحسان لان الاولى لم يعتد بها لترك الشرط مع الامكان والآن زال الامكان فسقطت فرضية الغسل، وهذا يقتضى ترجيح الاطلاق، وهو الأولىٰ. نهر. (الدر مع الرد: ۲/ ۲۲۴، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى كراهة صلاة الجنازة فى المسجد، ط: سعيد).

(وإن دفن) وأهيل عليه التراب (بلاصلاة)..... صلى على قبره وان لم يغسل) لسقوط شرط طهارته لحرمة نبشه وتعاد (لو صلى عليه قبل الدفن) بلاغسل لفساد الاولى بالقدرة على تغسيله قبل الدفن..... (مالم يتفسخ) والمعتبر فيه اكبر الرأى على الصحيح.

قوله: صلى على قبره) اقامة للواجب بقدر الامكان كذافى التبيين. (مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۵۹۱، ۵۹۲، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: السلطان احق بصلاته، ط: قديمى)

ولو دفن الميت قبل الصلاة أوقبل الغسل فانه يصلى على قبره الى ثلاثة ايام والصحيح أن هذا ليس بتقدير لازم بل يصلى عليه مالم يعلم أنه قد تمزق كذافى السراجية. (عالمگيرى: ۱/ ۱۶۵، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

غسل کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کس طرف تھے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد غسل دیتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کس طرف تھے؟ اور سر مبارک کس طرف تھا؟ اس بارے میں کوئی بات منقول نہیں ہے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:

''یہ تمہارا قبلہ ہے زندگی میں اور مرنے کے بعد۔''(۱)

اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جیسے قبر میں میت کو رکھا جاتا ہے، اسی طرح غسل کے وقت لٹا دیا جائے، جیسا کہ اب معمول ہے۔ (۲)

غسل میت کی اہمیت

''میت کے غسل کی اہمیت'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۳۵۵)

---

(۱) عن عبد الحميد بن سنان حدثنا عبيد بن عمير عن ابيه انه حدثه وكان له صحبة ان رجلا سأله فقال يارسول الله! ماالكبائر؟ قال: هن تسع فذكر معناه زاد وعقوق الوالدين المسلين واستحلال البيت الحرام قبلتكم احياء وامواتا. (سنن ابی دائود: ۲/۳۹۷، كتاب الوصايا، باب ماجاء فی التشديد فی اكل مال اليتيم، ط: مير محمد)

(مجمع الزوائد: ۱/۲۰۶، رقم الحديث: ۱۴۲، كتاب الايمان، باب فيما بنى عليه الاسلام، ط: دار الكتب العلمية)

(كنز العمال: ۳/۵۴۰، رقم الحديث: ۷۸۰۰، الكتاب الثالث من حرف الهمزة فی الأخلاق، الباب الثانی فی الاخلاق والافعال المذمومة، ط: اداره تاليفات اشرفيه)

(۲) ويوجه الى القبلة على جنبه الايمن) بذالک امر النبی صلى الله عليه وسلم، وفی حديث ابی داؤد البيت الحرام قبلتكم احياء وامواتا. (مرقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی: ص: ۶۰۹، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمی)

(حلبی كبير: ص: ۵۹۷، فصل فی الجنائز، ط: سهيل اكيڈمی)

(الشامية: ۲/۲۳۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب فی دفن الميت، ط: سعيد)

غسل میت کے مستحبات

میت کے غسل میں چند امور مستحب ہیں:

۱- تین بار غسل دیا جائے، یعنی پورے جسم پر تین مرتبہ پانی بہایا جائے۔ پہلی مرتبہ پانی بہانا فرض اور اس کے بعد دو دفعہ بہانا سنت ہے۔

اگر تین بار پانی بہانے سے میت کا بدن صاف نہ ہو تو تین دفعہ سے زیادہ دھونا مستحب ہے، تاکہ بدن صاف ہو جائے، اس کے لیے کوئی تعداد مقرر نہیں ہے۔ لیکن پانی بہانے کی تعداد طاق میں ہونا مستحب ہے۔ چنانچہ اگر چار بار دھونے سے مطلوبہ صفائی حاصل ہو جائے تب بھی پانچویں بار دھویا جائے وغیرہ۔

۲- آخری بار غسل کے پانی میں کافور وغیرہ خوشبو کی آمیزش کی جائے، ان میں کافور افضل ہے۔(۱)

---

(۱) ویغسل ثلثا اعتباراً بسنة الغسل حال الحياة.... وروى الجماعة عن ام عطية دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نغسل ابنته فقال: اغسلنها وتراً ثلاثا أوخمسا أوسبعا بماء وسدر واجعلن فى الآخرة كافوراً ودل هذا على جواز الزيادة على الثلاثة عند الحاجة لكن ينبغى ان يكون وتراً ذكره فى شرح مختصر الكرخى وكذا فى المفيد. (حلبى كبير: ص: ۵۷۸، ۵۷۹، فصل فى الجنائز، ط: سهيل اكيڈمى)

عن ام عطية قالت: دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن تغسل ابنته فقال: اغسلنها ثلاثاأو خمساأو اكثر من ذالك ان رائين ذالك بماء وسدر، واجعلن فى الآخرة كافوراً أو شيئا من كافور، فإذا فرغتن فآذنني "فلما فرغنا آذناه فألقى إلينا حقوه، فقال: اشعرنها اياه وفى رواية: اغسلنها وتراً، ثلاثا أوخمسا أوسبعا...... الحديث. (مشكاة المصابيح: ص: ۱۴۳، كتاب الجنائز، باب غسل الميت وتكفينه، الفصل الاول، ط: رشيديه)

الاحكام فى مسائل...... الثالثة: قوله: (ثلاثاً أوخمسا) إشارة الى ان المشروع هو الوتر لانه نقلهن من الثلاث الى الخمس وسكت عن الاربع وكذالك هى وظائف الشرع وتر، وخاصة فى الطهارة. (عارضة الاحوذى: ۱۶۷/۴، كتاب الجنائز، باب ماجاء فى غسل الميت، ط: دار الكتب العلمية)=

آخری غسل کے علاوہ دوسرے غسل کے پانی میں بیری کے پتے یا میل دور کرنے والی کوئی اور چیز جیسے صابن وغیرہ ملالیا جائے، تاکہ صفائی حاصل ہو۔ اور میت کے غسل میں خوشبو وغیرہ ڈالنا مستحب ہے، خواہ وہ میت احرام کے لباس میں ہو یا نہ ہو، کیونکہ مردہ انسان غیر مکلّف ہوتا ہے۔ لہٰذا موت کے ساتھ ہی احرام بھی ختم ہوجاتا ہے۔ اس وجہ سے اس کا سر ڈھانک دیا جاتا ہے۔ ہاں اگر احرام کی حالت میں زندہ ہے تو سر بھی نہیں ڈھانکے گا، اور خوشبو بھی نہیں لگائے گا۔ لیکن موت سے یہ سب پابندیاں ختم ہوجاتی ہیں۔ (۱)

= تندب فی غسل المیت اشیاء ،أحدها:تکرار الغسلات الی ثلاث بحیث تعم کل غسلة منها جمیع بدن المیت....واحدی الغسلات الثلاث التی تعم جمیع البدن فرض،والغسلتان اللتان بعدها مندوبتان باتفاق ثلاثة،وخالف الحنفیة فقالوا:إن الغسلتین مسنونتین ....أما إذا لم ینظف البدن، بالثلاث المذکورة المستوعة لجمیع البدن،فانه یندب ان یزاد علیها حتی ینظف البدن بدون عدون معین، ولکن یندب ان تنتهی الزیاده الی وتر،فإن حصل تنظیف البدن باربع یندب علیها خامسة،وهکذا....ثانی المندوبات:أم یجعل فی ماء الغسلة الأخیرة کافور ونحوه من الطیب، الأن الکافور أفضل(کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۰۶،۵۰۷، کتاب الصلاة، مباحث الجنائز ،مندوبات غسل المیت،ط:دارالفکر)

(۱) وأما غیر الغسله الأخیرة فیندب أن یکون بماء فیه ورق نبق ونحوه مما ینظف کالصابون، وإنما یوضع الطیب فی غسل المیت إذالم یکن ملتبسا بالإحرام للحج،أما المتلبس بالإحرام فإنه یوضع فی ماء غسله طیب،کمالو کان حیا،وهذا متفق علیه عند الحنابلة والشافعیة....الحنفیة والمالکیة.قالوا:یندب وضع الطیب ونحوه فی ماء غسل المیت،سواء کان متلبسابالإحرام أولا، وذالک لأن المیت غیر مکلف، وینقطع إحرامه بالموت ،ولذایغطی رأسه.(کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة: ۱/ ۵۰۷، کتاب الصلاة،مباحث الجنائز،حکم خلط ماء الغسل بالطیب ونحوه، ط:دارالفکر)

(و) بعد الوضوء(صب علیه ماء مغلی) قد مزج(بسدرأوحرض)أشنان غیر مطحون مبالغة فی التنظیف وقد أمر النبی صلی الله علیه وسلم أن تغسل بنته،والمحرم الذی وقصته دابته بماء وسدر (وإلا)أی وإن لم یوجدا)فالغسل بالقراح وهو الماء الخالص) کاف ویسخن إن تیسر لأنه أبلغ فی التنظیف ویغسل رأسه ....ولحیته بالخطمی)نبت بالعراق طیب الرائحة یعمل عمل =

۳-مردہ کو ہلکے گرم پانی سے غسل دینا مستحب ہے۔(۱)

۴-غسل دینے کے بعد میت کے سر اور ڈاڑھی میں خوشبو لگائی جائے، لیکن زعفران نہ ہو۔اسی طرح جن اعضاء پر خوشبو لگانا مستحب ہے، وہ اعضاء یہ ہیں: پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں، نیز دونوں آنکھوں پر، دونوں کانوں اور دونوں بغلوں کے نیچے بھی لگائی جائے۔اور بہتر یہ ہے

= الصابون فی التنظیف وإن لم یکن فالصابون.(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص:۵۲۸، ۵۲۹،کتاب الصلاۃ،باب احکام الجنائز،ط:قدیمی)

🗀 ویصب علیه ماء مغلی بسدرأوحرض.......ویغسل رأسه ولحیته بالخطمی.....إن وجد وإلافبالصابون ونحوه...... ویجعل الحنوط...العطر المرکب من الاشیاء الطیبة ....علی رأسه ولحیته ندبا....والکافور علی مساجده.

وفی الرد:قوله: ویضجع)....نعم اختلفوا فی شئ وهوأنه فی الهدایة لم یفصل فی الغسلات بین القراح وغیره وهوظاهر کلام الحاکم وذکر شیخ الاسلام أن الأولی بالقراح أی الماء الخالص، والثانیة بالمغلی فیه سدر،والثالثه بالذی فیه کافور قال فی الفتح:والأولی کون الأولیین بالسدر کما هو ظاهر الهدایة لما فی أبی داؤد بسند صحیح"أن أم عطیة تغسل بالسدر مرتین والثالث بالکافور.

قوله:علی مساجده)موضع سجوده ....وسواء فیه المحرم وغیره فیطیب ویغطی رأسه.(الدر مع الرد: ۲/ ۱۹۶، ۱۹۷،کتاب الصلاۃ، باب صلاة الجنازة،مطلب:فی القراء ة عند المیت،ط: سعید)

(۱) ثالث المندوبات:....وأماالحنفیة فقالوا: الماء الساخن افضل علی کل حال،(کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۰۷ ،کتاب الصلاۃ،مباحث الجنائز،تسخین ماء الغسل، ط:دار الفکر)

🗀 والغسل بالماء الحار افضل عندنا کذافی المحیط.(عالمگیری: ۱/ ۱۵۸،کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل الثانی فی الغسل،ط:رشیدیه)

🗀 ویصب علیه ماء مغلی بسدر....أوحرض.....إن تیسر وإلا فماء خالص مغلی.

قوله:وإلا فماء خالص مغلی)أی إغلاء وسطاً لأن المیت یتأذی بما یتأذٰ به الحی ط وأفاد کلامه أن الحار أفضل سواء کان علیه وسخ أولا.(الدر مع الرد: ۲/ ۱۹۶ ، کتاب الصلاۃ،باب صلاة الجنازة،مطلب:فی القراء ة عند المیت،ط:سعید)

🗀 (حاشیة الطحطاوی علی المراقی:ص: ۵۲۸،کتاب الصلاۃ،باب احکام الجنائز،ط:قدیمی)

کہ یہ خوشبو کافور ہو۔(۱)

۵- میت کے قریب دھونی دی جائے۔ اور دھونی دینا تین موقعوں پر مستحب ہے۔(۲)

اس کی تفصیل کے لیے ''دھونی'' عنوان کے تحت دیکھیں!

۶- غسل دیتے وقت میت کے ستر پر ایک پاک کپڑا ڈال کر باقی تمام کپڑے اتار دیے جائیں۔(۳)

---

(۱) رابعها: أن تطيب رأس الميت ولحيته بعد تمام الغسل بطيب،بشرط أن لايكون الطيب زعفران، وأن يوضع الطيب على الاعضاء التي يسجد عليها وهي الجبهة والأنف،واليدان والركبتان والقدمان ،وكذالك يوضع الطيب على عينيه وأذنيه وتحت إبطيه والأفضل أن يكون الطيب كافوراً.(كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: ۱/۵۰۷،كتاب الصلاة،مباحث الجنائز، تطييب رأس الميت ولحيته،ط:دارالفكر)

(ويجعل الحنوط) وهو عطر مركب من اشياء طيبة ولابأس بسائر أنواعه غير الزعفران والورس للرجال (على رأسه ولحيته)...ويجعل الكافورعلى مساجده.)..... وهي الجبهةوأنفه ويداه وركبتاه وقدماه.(مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی:ص؛۵۷۰، ۵۷۱،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز ،ط:قديمی)

(الدر مع الرد:۱۹۷/۲ ،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب:فی القراءة عند الميت، ط: سعيد)

(حلبی كبير:ص: ۵۷۹،فصل: فی الجنائز،ط:سهيل اكيڈمی)

(۲) خامس المندوبات: اطلاق البخور عند الميت...... الحنفية قالوا: يندب اطلاق الكافور فی ثلاثه مواضع:أحدها:عند خروج روح الميت...ثانيها: عند غسله...... ثالثها:عند تكفينه. (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۵۰۸، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز ،اطلاق البخور عند الميت...... ط:دارالفكر)

(التاتارخانيه: ۱۰۲/۲ ،كتاب الصلاة،الفصل الثانی والثلاثون فی الجنائز،قسم آخر فی بيان كيفية الغسل،ط:قديمی)

(حلبی كبير:ص:۲۹۶،فصل فی الجنائز ،البحث الثانی فی غسله،ط:نعمانيه كوئٹه)

(۳) سادسها: ان يجرد الميت عند غسله من ثيابه ماعدا ساترالعورة.(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۵۰۸،كتاب الصلاة، مباحث الجنائز ،ط:دارالفكر)

ويجردالميت إذاأريده غسله وهذا مذهبنا.....وستر عورته من السرة الى الركبة=

غسل میں بے احتیاطی

''تجہیز وتکفین میں بے احتیاطی'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱۹۵/۱)

غصب کی ہوئی زمین میں جنازہ کی نماز پڑھنا

غصب کی ہوئی زمین میں جنازہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔(۱)

غلاف کے ٹکڑے کفن میں رکھنا

اگر کعبہ شریف کے غلاف کے ٹکڑے میں قرآنی آیات اور کلمہ شریف لکھا ہوا نہیں ہے، تو اس کو برکت کے لیے کفن میں رکھنا جائز ہے۔(۱) اور اگر قرآنی آیات یا

= كذافي محيط السرخسي هو الصحيح كذافي الهداية (عالمگيری: ۱۵۸/۱، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی فی الغسل، ط: رشيديه)

وتستر عورته الغليظة فقط على الظاهر) من الرواية (وقيل مطلقا) الغليظة والخفيفة (وصحح) صححه الزيلعي وغيره (ويغلسها تحت خرقة) السترة. (الدر المختار: ۱۹۵/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی القراء ة عند الميت، ط: سعيد)

(ويستر عورته) مابين سرته إلى ركبته قال الزيلعي، والنهاية هو الصحيح ... (ثم) بعد ستر عورته بإدخال الساتر من تحت الثياب (جرد عن ثيابه) (مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی: ص: ۵۶۷، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمی)

(۱) تكره صلاة الجنائز فی الشارع وأرض الناس.

قوله: تكره الجنائز.. الخ) لشغل حق العامة فی الاول، وحق المالک فی الثانی. (مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی: ص: ۵۹۶، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط: قديمی)

(الهنديه: ۱۶۵/۱، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس فی الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

(الشامية: ۲۲۵/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی كراهة صلاة الجنازة فی المسجد، ط: سعيد)

(۱) عن أم عطية الأنصارية قالت: دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم حين توفيت ابنته فقال: "إغسلنها ثلاثا أو خمسا أو أكثر من ذالک إن رائتن ذالک بماء وسدر واجعلن فی الآخرة كافوراً أو شيئا من كافور فإذا فرغتن فآذننی" فلما فرغنا اذناه فأعطانا حقوه، فقال اشعر نها إياها =

کلمہ شریف لکھا ہوا ہو تو کفن میں نہ رکھیں، تا کہ قرآنی آیات اور کلمہ شریف کی بے حرمتی نہ ہو۔(۱)

غیر شادی شدہ کی نماز جنازہ

☆......غیر شادی شدہ مرد اور عورت کے جنازہ کی نماز پڑھنا اسی طرح فرض ہے، جس طرح شادی شدہ کے جنازے کی نماز پڑھنا فرض ہے۔ البتہ نکاح سے انسان عام طور پر پاکدامن رہتا ہے۔

☆......بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی شادی نہ کرے اور مر جائے تو اس کے جنازے کی نماز جائز نہیں ہے، یہ بات غلط ہے، کیونکہ جنازہ کی نماز جائز ہونے کے لیے میت کا مسلمان ہونا شرط ہے، شادی شدہ ہونا شرط نہیں ہے۔(۲)

= تعني إزاره.(صحيح البخاري: ۱/۱۶۷، كتاب الجنائز، باب غسل الميت ووضوءه بالماء والسدر، ط: قديمى)

(مشكوٰة المصابيح: ص: ۱۴۳، كتاب الجنائز، باب غسل الميت وتكفينه، الفصل الاول، ط: قديمى)

فقال (اشعرنها) أى الميتة (إياه) أى الحقوا والخطاب للغاسلات.....قال الطيبي: أى اجلعن هذا الحقوا تحت الأكفان، بحيث يلاصق بشرتها والمراد إيصال البركة إليها. (مرقاة المفاتيح: ۴/ ۱۰۳، كتاب الجنائز، باب غسل الميت وتكفينه، الفصل الاولى، ط: رشيديه)

وهو أصل في التبرك بآثار الصالحين. (فتح البارى: ۱/۱۶۷، كتاب الجنائز، باب مايستحب أن يغسل وترا... ط: قديمى)

(۱) وقد أفتى ابن الصلاح بأنه لايجوز أن يكتب على الكفن يٰس والكهف ونحوهما خوفا من صديد الميت. (الشامية: ۲/۲۴۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فيما يكتب على كفن الميت، ط: سعيد)

(احسن الفتاوىٰ: ۱/۳۵۱، باب رد البدعات، میت کے سینہ پر کلمہ شہادت لکھنا، ط: سعید)

(فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۵/۲۸۹، کتاب الجنائز، آٹھویں فصل: زیارت قبور، اور ایصال ثواب، عہد نامہ لکھوا کر مردہ کے ساتھ قبر میں رکھنا، کیسا ہے؟، ط: دار الاشاعت)

(۲) فكل مسلم مات بعد الولادة يصلى عليه صغيراً كان أو كثيراً ذكراً كان أو انثى حراً كان أو عبداً إلا البغاة وقطاع الطريق ومن بمثل حالهم لقول النبى صلى الله عليه وسلم: صلوا على كل بر وفاجر. =

غیر مسلم رشتہ دار کی تجہیز و تکفین

☆...... غیر مسلم مرد یا عورت، اپنے قریبی رشتہ دار، والدین وغیرہ اگر کفر کی حالت میں مرجائیں تو ان کی سنت کے مطابق تجہیز و تکفین نہ کرے، بلکہ ناپاک کپڑے کی طرح دھو کر اور کپڑے میں لپیٹ کر گڑھے میں ڈال دے۔ اگر وہ مرنے والا اپنے مذہب کے مطابق عمل کرنے کی وصیت کرے تو وصیت پر عمل نہ کرے۔

☆...... مسلمان اپنے قریبی غیر مسلم رشتہ دار کو ضرورت کے وقت کفن دفن کرسکتا ہے۔ لیکن بلا ضرورت ایسا نہ کرے۔ (۱)

غیر مسلم کا بچہ

اگر کسی مسلمان نے غیر مسلم کے بچے کو خریدا، اور وہ مرگیا تو اس کے جنازے کی نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ البتہ اگر اس کے ماں باپ میں سے کوئی ایک بھی مسلمان ہوگیا ہے تو یہ بچہ اس کے تابع ہو کر مسلمان شمار ہوگا۔ اور اس کے جنازہ کی

= (بدائع الصنائع: ۱/ ۳۱۱، کتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: وأما الكلام فی صلاة الجنازة، ط: سعيد)

🗀 وهی فرض علی كل مسلم مات خلا) أربعة (بغاة وقطاع طريق.... وكذا أهل عصبية ومكابر فی مصر ليلاً بسلاح وخناق. (الدر المختار مع الرد: ۱/ ۲۱۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبی؟، ط: سعيد)

🗀 (عالمگيری: ۱/ ۱۶۳، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس فی الصلاة علی الميت، ط: رشيديه)

(۱) ويغسل المسلم ويكفن ويدفن قريبه) كخاله (الكافر الأصلی.... (عند الاحتياج)... من غير مراعاة السنة) فيغسله غسل الثوب النجس ويلفه فی خرقة ويلقيه فی حفرة. (الدر المختار: ۲/ ۲۳۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، قبيل مطلب: فی حمل الميت، ط: سعيد)

🗀 (البحر الرائق: ۲/ ۱۹۰، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

🗀 (الهندية: ۱/ ۱۶۰، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی فی الغسل، ط: رشيديه)

نماز پڑھنا واجب ہوگی۔(۱)

اور اگر غیر مسلم بچہ خود کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کرلے تو اس کو غسل دے کر کفن پہنا کر جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کرنا لازم ہوگا۔

غیر مسلم کا بچہ گود لیا

غیر مسلم کا زندہ بچہ جس کو کسی مسلمان نے گود لیا ہے وہ کافر ہی سمجھا جائے گا، کیونکہ بچہ کے مسلمان ہونے کے لیے ماں باپ میں سے کسی ایک کا مسلمان ہونا شرط ہے، یا خود اس بچہ کا سمجھ دار ہونے کے بعد اسلام لانا ضروری ہے۔ اگر ان میں سے ایک بات بھی نہیں تو اس بچے کو مسلمان نہیں سمجھا جائے گا۔(۲)

غیر مسلم کا غسل دینا

مسلمان شخص کی موجودگی میں مسلمان میت کو کسی کافر نے غسل دیا تو مکروہ ہے لیکن اگر کوئی مسلمان موجود نہیں ہے اور کافر غسل دے دے تو درست ہے البتہ سنت کے خلاف ہے۔

(۱، ۲) وإلا يستهل (غسل وسمى....وأدرج في خرقة ودفن ولم يصل عليه)....(كصبي سبى مع أحد أبويه) لايصلى عليه لأنه تبع له أى فى احكام الدنيا لا العقبىٰ.(ولوسبى بدونه) فهو مسلم تبعا للدار أو للسبى (أوبه فأسلم هو أو) أسلم (الصبى وهو عاقل) أى أحد أبويه ح أى فإن الصبى يصير مسلما، لأن الولد يتبع خير الأبوين دينا. ولافرق بين كون الولد مميزاً أولا كمامر.(الدر مع الرد: ۲/ ۲۲۸، ۲۳۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب مهم: إذا قال: إن شتمت فلانا فى المسجد يتوقف على كون الشاتم فيه.، ط: سعيد)

قوله: كصبى سبى مع أحد أبويه) أى لايصلى عليه لانه تبع لهما (إلا أن يسلم أحدهما) أنه يصلى عليه لاسلامه تبعا للمسلم منهما لانه يتبع خيرهما دينا....(أوهو) أنه يصلى عليه إذا أسلم وأبواه كافران لصحة اسلامه عندنا وأطلقه وقيده فى الهداية بأن يعقل الاسلام.(البحر الرائق: ۲/ ۱۸۹، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص؛ ۵۹۹، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمى)

☆ اگر مسلمان موجود ہیں تو سنت کے مطابق دوبارہ غسل دیدیں۔(۱)

غیر مسلم کا مسلمان کے جنازے میں شرکت کرنا

مسلمانوں کے ذمہ جو کام فرض ہے وہ پورا کرلیں یعنی میت کو غسل دے کر کفن پہنا کر جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کردیں، اگر کوئی غیر مسلم میت کو ہاتھ لگائے، چہرہ دیکھے یا استغفار کرے یا اپنے طور پر جنازہ کی نماز پڑھے تو اگر منع کرنے کی قدرت ہو تو منع کردیں، ورنہ خاموش رہیں۔(۲)

غیر مسلم کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جائے

اگر کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جائے ملاقات وغیرہ کی وجہ

---

(۱) وليس للكافر غسل قريبه المسلم ، وفى الشامى : أى إذا لم يكن للمسلم قريب مسلم فيتولى تجهيزه المسلمون ، ويكره أن يدخل الكافر فى قبر قريبه المسلم ليدفنوه ، "بحر" وقدمنا أنّه لو مات مسلم بين نساء معهن كافر يعلمنه الغسل ، ثم يصلين عليه فتغسيل الكافر المسلم فيه للضرورة ، فلايدلّ على أنّه يمكن من تجهيز قريبه المسلم عند عدمها خلافا للزيلعى رحمه الله تعالىٰ أفاده فى البحر . (الدر مع الرد : (٢٣١/٢) باب صلاة الجنازة ، قبل : مطلب فى حمل الميت ، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوى على الدر المختار : (٣٧٩/١) .

البحر : (١٩١/٢) كتاب الجنائز ، قوله: ويغسل ولى مسلم الكافر ويكفنه ويدفنه، ط: سعيد.

ولو كان الغاسل جنبا أو حائضًا أو كافرًا جاز ويكره . (الهندية : (١٥٩/١) الباب الحادى والعشرون فى الجنائز الخ ، الفصل الثانى فى الغسل ، ط: رشيديه)

ولو لم يكن فيهن امرأته ولكن معهن رجل كافر علمنه غسل الميت ويخلين بينهما حتى يغسله ويكفنه ، ثم يصلين عليه ويدفنه ؛ لأنّ نظر الجنس إلى الجنس أخف وإن لم يكن بينهما موفقة فى الدين . بدائع الصنائع : (٣٠٥/١) فصل فى بيان من يغسل ، ط: سعيد)

(قوله : فى الاختيار الخ) استفيد منه أنّه شريعة قديمة وأنّه يسقط ، وإن لم يكن الغاسل مكلفا ، ولذا لم يعد أولاد ابينا آدم عليه السلام غسله . (شامى : (٢٠٠/١) باب صلاة الجنائز ، مطلب فى حديث كل سبب و نسب ومنقطع الخ ، ط: سعيد)

(۲) فتاویٰ دارالعلوم دیو بند: ۲۲۰/۵ ،سوال نمبر: ۲۷۴۱/۲ ،عنوان: مسلمان کی لاش کو غیر مسلم چھو سکتے ہیں یا نہیں؟ ط: دارالاشاعت)

سے تو اس کو روکا نہ جائے؛ کیوں کہ یہ مسلمانوں کے اخلاق کے خلاف ہے۔(۱)

غیر مسلم کفن کی قیمت دے تو

میت کا کوئی غیر مسلم جاننے والا کفن کی قیمت دے دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔(۱)

غیر مسلم کے جنازہ پر نظر پڑے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب غیر مسلم کے جنازہ پر نظر پڑے تو: " فـي نـــار

(۱) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۴۶/۵، سوال نمبر: ۲۸۰۶، عنوان: مسلمان کا ہندو میت کے ساتھ جانا اور کفن دفن میں شریک ہونا مباح ہے۔ط: دارالاشاعت)

(۱)ولو أهدى لمسلم ولم يرد تعظيم اليوم وجرى على عادة الناس لايكفر وينبغي أن يفعله قبله أو بعده نفياً للتهمة.(الدر المختار: ۷۵۴/۶، كتاب الخنثیٰ ،مسائل شتیٰ،ط:سعيد)

هـذا هوالكلام فی صلة المسلم المشرک .وجئنا إلى صلة المشرک المسلم،فقدروی محمد رحـمـه الـله تعالى فی السيرالكبير أخبارا متعارضة فی بعضها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل هـدايا الـمشـرک،وفـي بـعضها أنه صلى الله عليه وسلم لم يقبل،فلابد من التوفيق، واختلفت عبارة الـمشـايخ رحـمهـم الـلـه تـعالى فی وجه التوفيق،فعبارة الفقيه أبی جعفر الهند ونی أن ماروی أ نه لم يقبلهامحمول على أنه لم يقبلها من شخص غلب على ظن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه وقع عند ذالک الشخص ان رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما يقاتلهم طمعاً فی المال،لالإعلاء كلمة الـلـه،ولايجوز قبول الهدية من مثل هذاالشخص فی زماننا،وماروی أنه قبلها محمول على أنه قبل من شـخـص غـلـب على ظن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه وقع عند ذالک الشخص ان رسول الله صـلـى الـله عليه وسلم إنما يقاتلهم لإعزاز الدين،ولإعلاء كلمة الله لالطلب المال وقبول الهدية من مثل هـذاالشخص جائز فی زماننا أيضا،ومن المشايخ من وفق من وجه آخر فقال:لم يقبل من شخص أنه لو قبل منه يقل صلابته وعزته فی حقه ويلين له بسبب قبول الهدية، وقبل من شخص علم أنه لايقل صلابته وعزته فی حقه ولايلين بسبب قبول الهدية كذافی المحيط. (عالمگيری؛ ۳۴۷/۵، ۳۴۸، كتاب الكراهية،الباب الرابع عشر فی أهل الذمة والاحكام التی تعود اليهم، ط: رشيديه)

(الـمـحـيـط الـبـرهـانی: ۷۰/۸، كتاب الكراهيةوالاستحسان،الفصل السادس عشر فی أهل الذمة والاحكام التی تعود اليهم،ط:ادارة القرآن والعلوم الاسلامية)

(تـاتـارخـانيـه: ۱۶۸/۱۸، ۱۶۹، كـتـاب الـكـراهية،الفصل السادس فی اهل الذمة والاحكام التی تعود اليهم،ط:مكتبه فاروقيه)

جہنم خالدین فیھا" پڑھنا چاہیے۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (۱)

غیر مسلم کے جنازہ میں شرکت کرنا

کسی مصلحت یا ضرورت سے غیر مسلموں سے ملنا جلنا، ان کے دکھ درد میں شریک ہونا اور انسانیت کے ناطے ان کا تعاون کرنا خاص کر جب کہ پڑوسی ہوں شرعاً جائز ہے۔ نیت اچھی اور اصلاح کی ہونی چاہیے۔ مداہنت (خوشامد) کی صورت نہ ہو۔ البتہ ان کے مذہبی معاملات، اور رسومات میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا اگر کوئی غیر مسلم بیمار ہوگیا یا اس کے یہاں کسی کا انتقال ہوگیا تو اس کی عیادت اور تعزیت کرنا تو جائز ہے۔ (۲) مگر میت اور جنازہ لے کر چلنا اور ان کی دیگر مذہبی رسومات کی ادائیگی میں شرکت کرنا جائز نہیں۔ (۳) اگر کسی مسلمان نے ایسا کیا ہے تو

---

(۱) (أغلاط العوام، ص: ۲۲۳، بعنوان "میراث"، ضمیمہ جدیدہ، ط: زمزم پبلشرز)

(۲) عن أنس أن غلام كان يخدم النبي صلى الله عليه وسلم، فمرض، فأتاه النبي صلى الله عليه وسلم يعوده فقال: أسلم، فأسلم. (صحيح البخاري، ۲/۸۴۴، كتاب المرضىٰ، باب عيادة المشرك، ط: قديمي)

قوله: فمرض فأتاه النبي صلى الله عليه وسلم يعوده) فيه دلالة على جواز عيادة الذمي، في الخزانة: لابأس بعيادة اليهودي. (مرقاة المفاتيح: ۴/۴۳، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض وثواب المريض، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

قوله: وجاز عيادته) أي عيادة مسلم ذميا، نصرانيا أو يهودياً، لأنه نوع بر في حقهم ومانهينا عن ذالك وصح ان النبي صلى الله عليه وسلم عاد يهودياً مرض بجواره. هدايه. (الشامية: ۶/ ۳۸۸، كتاب الحظر والاباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد)

(عالمگيری؛ ۵/۳۴۸، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في اهل الذمة واحكام التي تعود اليهم، ط: رشيديه)

(۳) عن ابن عباس عن عمر بن الخطاب انه قال لمامات عبدالله بن أبي سلول، دعي له رسول الله صلى الله عليه وسلم، ليصلي عليه، فلماقام رسول الله صلى الله عليه وسلم، وثبت إليه فقلت: يارسول الله! تصلي على ابن أبيّ؟ وقد قال يوم كذاو كذا كذاو كذا۔ أعدد عليه قوله۔ فتبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: أخر عني يا عمر فلماأكثرت عليه، قال: إني خيرت فاخترت =

وہ توبہ استغفار کرے۔ اور آئندہ اس قسم کی حرکت نہ کرنے کا پختہ عزم کرے۔(۱)

غیر مسلموں کا قبرستان

''ہندو کے نابالغ بچے'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۳۶۹)

غیر مسلموں کو میت کا چہرہ دکھانا

غیر مسلموں کو مسلمان مرد کا چہرہ جنازے کی نماز سے پہلے دکھانا جائز ہے۔(۲)

= ولو أعلم إني إن زدت على السبعين يغفر له لزدتُ عليها قال: فصلى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم انصرف،فلم يمكث إلايسيرا حتى نزلت الآيتان من برآءة "ولاتصل على أحد منهم مات أبداً" . الى قوله وهم فاسقون "ولاتقم على قبره إنهم كفروا بالله وماتوا وهم فاسقون" قال فعجبت بعد من جرأتي على رسول الله صلى الله عليه وسلم يومئذ،والله اعلم ورسوله. (صحيح البخاری، ۱/۱۸۲،كتاب الجنائز،باب مايكره من الصلاة على المنافقين...... الخ، ط: قديمی)

(سنن النسائی: ۱/۲۷۹،كتاب الجنائز،الصلاة على المنافقين،ط:قديمی)

ولهذا كان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد نزول هذه الآية الكريمة عليه لايصلى على أحد من المنافقين، ولايقوم على قبره.(تفسير ابن كثير: ۳/۴۲۷،سورة التوبة،آیت:۸۴،ط: مكتبه رشيديه)

(۱) يأيها الذين آمنوا توبوا الى الله توبة نصوحا...(سورة التحريم،آيت:۸)

عن ابی هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لله اشدفرحا بتوبة احدكم من احدكم بضالته إذاوجدها.(الصحيح للمسلم: ۲/۳۵۴،كتاب التوبة،ط:قديمی)

واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصى واجبة وأنها واجبة،على الفور،لايجوز تاخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة.والتوبة من مهمات الاسلام وقواعده المتاكدة ووجوبها عند أهل السنة بالشرع.(شرح النووی على الصحيح للمسلم: ۲/۳۵۴،كتاب التوبة، ط: قديمی)

(۲) عن انس بن مالك قال لما قبض ابراهيم بن النبى صلى الله عليه وسلم قال لهم النبى صلى الله عليه وسلم "لاتدرجوه فى اكفانه حتى أنظرإليه" فاتاه فانكب عليه،وبكى.(سنن ابن ماجة:ص: ۱۰۶،ابواب الجنائز،باب ماجاء فى النظر الى الميت إذاأدرج فى أكفانه،ط:قديمی)

(تاريخ ابن كثير: ۳/۳۲۳،فصل: فى ذكر أولاده عليه السلام،ط: المكتبة الحقانية)

(المسند الجامع لابى الفضل: ۱/۳۹۶،رقم الحديث: ۵۷۲،الجنائز،ط: دارالجيل)

لیکن اگر شر اور فساد کا زیادہ اندیشہ نہ ہو تو انکار کر دیا جائے اور ان کو میت کا چہرہ نہ دکھایا جائے، احتیاط یہی ہے، کیونکہ اس وقت اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ (۱)

غیر مسلموں کی عیادت کرنا

''کافروں کی عیادت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۱۷۳)

غیر مقلد کے جنازے کی نماز میں شریک ہونا

غیر مقلدین کافر نہیں ہیں، البتہ مقلدین کو مشرک اور گمراہ کہنے، اور ان پر طعن وتشنیع کرنے کی وجہ سے گمراہ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ہر ایک نیک وبد کے پیچھے نماز پڑھو اور ہر ایک نیک وبد کے جنازہ کی نماز پڑھو۔ لہٰذا غیر مقلدین کے جنازے کی نماز پڑھی جائے گی البتہ ان کو امام نہ بنایا جائے۔ (۲)

---

(۱) عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لقد أنزل لموت سعد بن معاذ رضي الله تعالیٰ عنه سبعون ألف ملك ماوطئوا الأرض قبلها.... الحديث (مجمع الزوائد: ۹/۵۰۹، رقم الحديث: ۱۵۹۶۱، كتاب المناقب، باب ماجاء في فضل سعد بن معاذ، ط: دار الكتب العلمية)

عن ثوبان قال خرجنا مع النبي صلى الله عليه وسلم في جنازة فرأى ناسا ركبانا فقال: لاتستحيون أن ملائكة الله على أقدامهم وأنتم على ظهور الدواب. (جامع الترمذي: ۱/۱۹۶، ابواب الجنائز، باب ماجاء في المشي خلف الجنازة، ط: قديمي)

حديث ثوبان بأن يدل على أن الملائكة تحضر الجنازة والظاهر أن ذالك عام من المسلمين بالرحمة ومع الكفار باللعنة. (مرقاة المفاتيح: ۴/۱۴۰، كتاب الجنائز، باب المشي بالجنازة والصلاة عليها، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

(۲) عن ابي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الجهاد واجب عليكم مع كل امير براً كان أوفاجراً، والصلاة واجبة عليكم خلف كل مسلم برا كان أوفاجراً، وإن عمل الكبائر والصلاة واجبة على كل مسلم برا كان أوفاجرا، وإن عمل الكبائر. (سنن أبي داؤد، ۱/۳۴۳، كتاب الجهاد، باب في الغزو مع ائمة الجور، ط: مير محمد)=

= فکل مسلم مات بعد الولادة يصلى عليه صغيرا كان أو كبيرا ذكرا كان أو أنثى حرا كان أو عبدا إلا البغاة وقطاع الطريق ومن بمثل حالهم،لقول النبي صلى الله عليه وسلم :صلوعلى كل بر وفاجر. (بدائع الصنائع: ۱/۳۱۱،كتاب الصلاة،باب الجنائز،فصل:وأما الكلام فی صلاة الجنازة، ط: سعید)

وهى فرض على كل مسلم مات خلا)أربعة(بغاة وقطاع الطريق....وكذاأهل عصبية ومكابر فى مصر بسلاح وخناق.(الدرالمختار: ۲/۲۱۰،كتاب الجنائز، باب صلاة الجنازة، مطلب:هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى؟ط:سعيد)

تكره إمامة الفاسق إلاإذا كان إماماً لمثله.....وكذا تكره إمامة المبتدع إذا كانت بدعته غير مكفرة باتفاق.(كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: ۱/۴۲۹،كتاب الصلاة،مباحث الإمامة فى الصلاة ،مبحث مكروهات الإمامة ،إمامة الفاسق والأعمىٰ...ط:دارالفكر)

ف

فاتحہ

میت کو ثواب پہنچانا جائز ہے۔ اور اس سے میت کو فائدہ بھی ہوتا ہے۔ لیکن ثواب پہنچانے کے لیے کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ثابت نہیں ہے؛ اس لیے کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

فاتحہ پڑھنا جنازہ اٹھانے سے پہلے

بعض علاقوں میں یہ دستور ہے کہ میت کے گھر پر لوگ جمع ہوتے ہیں، جنازہ اٹھانے سے پہلے امام صاحب کھڑے ہو کر ''الفاتحہ'' کہہ کر جمع شدہ لوگوں سے فاتحہ پڑھواتے ہیں۔ اور پھر بلند آواز سے دعا مانگتے ہیں۔ یہ دستور اور طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمۂ مجتہدین اور سلف صالحین کے عمل اور طریقہ کے خلاف ہے، لہٰذا یہ طریقہ ترک کرنا ضروری ہے، البتہ ہر آدمی ذاتی اور انفرادی طور پر دعا کر سکتا ہے، اس کی اجازت ہے۔ لیکن اجتماعی دعا کا ثبوت نہیں

(۱) قراءة الفاتحة والاخلاص والكافرون على الطعام بدعة. (الجنة لاهل السنة، ص: ۱۵۵، ط: المكتبة البنورية)

سوال: فاتحہ مروجہ حال یعنی طعام را روبرو نہادہ دست برداشتہ چیزے خواندن چہ حکم دارد؟
جواب: این طور مخصوص نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود نہ در زمان خلفاء بلکہ وجود آں در قرونِ ثلاثہ کہ مشہود لھا بالخیر اند منقول نشدہ۔ وحالا در حرمین شریفین زادھما اللہ شرفا عادت خواص نیست واگر کسے ایں طور مخصوص بعمل آورد آں طعام حرام نمی شود بخوردنش مضائقہ نیست وایں را ضروری دانستن مذموم است۔۔۔الخ (مجموع الفتاویٰ علی هامش خلاصة الفتاوى: ۱/۱۹۵، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: امجد اکیڈمی)

(فتاوٰی دار العلوم دیو بند: ۵/۲۹۵، کتاب الجنائز، آٹھویں فصل: زیارت قبور اور ایصال ثواب، عنوان: تیسرے دن چنے پڑھنے کی رسم، ط: دار الاشاعت)

ہے۔(۱)

فاتحہ جنازہ کی نماز میں پڑھنا

''سورۂ فاتحہ جنازہ کی نماز میں پڑھنا'' (۴۳۶/۱) اور ''نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا'' کے تحت دیکھیں! (۴۳۶/۲)

فاسد ہوتا ہے

جنازہ کی نماز بھی ان چیزوں سے فاسد ہوجاتی ہے، جن چیزوں سے دوسری نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ جنازہ کی نماز میں قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹتا اور عورت کے برابر میں کھڑا ہونے سے جنازہ کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ دوسری نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ (۲)

---

(۱) كره أن يقوم رجل بعد مااجتمع القوم للصلاة ويدعو للميت ويرفع صوته. (الهندية: ۵/ ۳۱۹، كتاب الكراهية، الباب الرابع فى الصلاة والتسبيح وقراءة القرآن والذكر والدعاء ورفع الصوت عند قراءة القرآن، ط: رشيديه)

(المحيط البرهاني: ۵۱۳/۸، كتاب الكراهية والاستحسان، الفصل الرابع فى الصلاة والتسبيح وقراءة القرآن والذكر والدعاء ورفع الصوت عند قرآءة القرآن والذكر والدعاء، ط: ادارة القرآن)

(تاتارخانيه: ۵٦/۱۸، كتاب الكراهية والاستحسان، رفع الصوت عند قراءة القرآن عند الجنائز والذكر، ط: مكتبه فاروقيه.)

(أنظر ايضا الحاشية السابقة)

(۲) وتفسد صلاة الجنازة بما تفسد به سائر الصلوات إلا محاذاة المرأة. (الهنديه: ۱٦۴/۱، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

وفى البحر: ويفسدها ماأفسد الصلاة إلا المحاذاة كما فى البدائع. (الشامية: ۲۰۷/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب: فى صلاة الجنائز، ط: سعيد)

(البحرالرائق: ۱۸۰/۲، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

وينقضه إغماء....وجنون وسكر....وقهقهة.....بالغ ....يصلى....صلاة كاملة.=

فدیہ زندگی میں دینا

"زندگی میں فدیہ دینا" عنوان کے تحت دیکھیں! (۴۱۱/۱)

فدیہ کا مصرف

فدیہ کا مصرف زکاۃ اور صدقۂ فطر کا مصرف ہے۔ یعنی مسلمان فقیر وغریب جو سید نہیں ہیں اور ان میں بھی زیادہ مستحق وہ لوگ ہیں جو زیادہ حاجت مند ہیں۔ جیسے مقروض وغیرہ۔ اور اگر دینی مدارس کے غریب طلبہ اور مجاہدین کے واسطے بھیجا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ یہ صدقہ جاریہ ہے۔ (۱)

= قوله: كاملة) أى ذات ركوع وسجود ،أومايقوم مقامها من الإيماء لعذر،أوراكباً يؤمى بالنفل أو بالفرض حيث يجوز فلاتنقض فى صلاة الجنازة وسجدة التلاوة.(الدر مع الرد: ۱/۱۴۳،۱۴۵، كتاب الطهارة،مطلب: نوم الانبياء غير ناقض،ط:سعيد)

(ومنها القهقهة)..... القهقهة فى كل صلاة فيها ركوع وسجود تنقض الصلاة والوضوء عندنا .....ولو قهقه فى سجدة التلاوة أوفى صلاة الجنازةتبطل ماكان فيها ولاتنقض الطهارة.(الهنديه: ۱/۱۲،كتاب الطهارة،الباب الاول:فى الوضوء،الفصل الخامس فى نواقض الوضوء، ط:رشيديه)

(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى:ص: ۹۱،۹۲،كتاب الطهارة،قبيل فصل:عشرة اشياء لاتنقض الوضوء،ط:قديمى)

(۱) باب المصرف أى مصرف الزكاة والعشر.....هو فقير....ومسكين.....وعامل....فيعطى ولو غنيا لاهاشميا.....(ومديون لايملك نصابا فاضلا عن دينه)وفى الظهيرية:الدفع للمديون أولى منه للفقير(وفى سبيل الله وهو منقطع الغزاة)وقيل الحاج وقيل طلبة العلم، وفسره فى البدائع بجميع القرب.

قوله: أى مصرف الزكاة والعشر)........وهو مصرف أيضا لصدقة الفطر والكفارة والنذروغير ذالك من الصدقات الواجبة كمافى القهستانى.قوله:أولى من الفقير)أى أولى من الدفع للفقير الغير المديون لزيادة احتياجه.

قوله: وقيل طلبة العلم)كذافى الظهيرية والمرغينانى...... فالتفسير بطالب العلم وجيه خصوصاً وقد قال فى البدائع:فى سبيل الله جميع القرب فيدخل فيه كل من سعى فى طاعة الله وسبيل الخيرات إذاكان محتاجا.(الدر مع الرد: ۲/۳۳۹،۳۴۳،كتاب الزكاة،باب المصرف، ط: سعيد)=

فدیہ مرض الموت میں دینا

''مرض الموت میں خود فدیہ دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/ ۲۷۰)

فرشتوں کا محاصرہ

''موت کے وقت فرشتوں کا محاصرہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/ ۳۲۰)

فرشتے جنازہ کی نماز پڑھتے ہیں

''مؤمن جب آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

فرشتے جنازہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے جنازہ کے آگے آگے چلتے ہیں اور آپس میں کہتے ہیں کہ اس نے آخرت کے واسطے کیا عمل کیا ہے؟ اور آدمی یہ کہتے ہیں کہ اس نے کیا میراث چھوڑی ہے۔ (۱)

فرشتے میت کو عالم برزخ میں بٹھاتے ہیں

فرشتے میت کو ظاہری قبر میں نہیں، بلکہ عالم برزخ میں بٹھاتے ہیں۔ لحد یا شق (صندوقی قبر) کی گہرائی صرف اتنی ہونی چاہیے کہ اس میں میت کو سنت کے

= (مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی: ص: ۷۱۹، كتاب الزكاة، باب المصرف، ط: قديمی)

(بدائع الصنائع، ۲/ ۴۳، ۴۷، كتاب الزكاة، فصل: وأما للذی يرجع إلى المؤدی إليه، ط: سعيد)

(۱) وأخرج البيهقی فی شعب الإيمان والديلمی عن أبی هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ: إذا مات الميت تقول الملائكة ماقدّم؟ وتقول النّاس: ماخلّف؟. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۱۲۹) باب مشی الملائكة فی الجنازة ومايقولون، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

مطابق کروٹ پر لٹایا جا سکے۔(۱)

فضائی حادثے میں مرنے والوں کے جنازہ کی نماز

جو شخص جہاز کے فضائی حادثے کا شکار ہو کر ہلاک ہو جائے، اور بدن کا اکثر حصہ محفوظ ہو تو اس کو باقاعدہ غسل وکفن دے کر اور جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کرنا چاہیے۔(۲)

فلاں جگہ دفنانے کی وصیت

''دفن کے بارے میں وصیت کرے'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۳۵۲)

فیوضِ اولیاء مرنے کے بعد

''اولیاء کے فیوض مرنے کے بعد باقی رہتے ہیں یا نہیں؟'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۹۶)

---

(۱) ویسقف علیه باللبن أو الخشب ولا یمس السقف المیت.(حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۶۰۷، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها و دفنها، ط: قدیمی)

(حلبی کبیر: ص: ۵۹۵، فصل: فی الجنائز، ط: سهیل اکیڈمی)

ویرفع السقف قلیلا بحیث لا یمس المیت.(نهایة المحتاج: ۳/۵، کتاب الجنائز، فصل: فی دفن المیت ومایتعلق به، ط: دار الفکر، بیروت.)

(۲) ولو وجد الاکثر من المیت أو النصف مع الرأس غسل وصلی علیه، وإلا فلا.(البحر الرائق: ۲/۱۷۴، کتاب الجنائز، ط: سعید)

وجد رأس آدمی، أو أحد شقیه (لایغسل ولا یصلی علیه) بل یدفن إلا إذا یوجد أکثر من نصفه ولو بلا رأس.(الدر مع الرد: ۲/۱۹۹، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: سعید)

وشرائطها ستة.....والرابع: حضوره أو حضور اکثر بدنه، أو نصفه مع رأسه.(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۵۸۲، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: الصلاة علیه، ط: قدیمی)

ق

قاتل علی کرم اللہ وجہہ کا انجام

''عبدالرحمٰن بن ملجم' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۸۶/۱)

قاتل کا جنازہ

اگرایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کوقصداًقتل کر دیا اور حکومت نے اس کو قصاصاًقتل کر دیا یا پھانسی دے دی، تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا لازم ہے۔ البتہ قصداً کسی مسلمان کوقتل کرنے کی وجہ سے وہ بہت بڑا مجرم اور سخت گناہ گار ہے۔(۱)

قادیانی امام نے جنازہ کی نماز پڑھائی

قادیانی مسلمان نہیں ہیں، کافر ہیں، یہ آستین کے سانپ ہیں، اسلام کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینکنے کے لیے اسلامی لباس میں اسلام کے دشمن بنائے گئے ہیں۔ اور غیر مسلم مسلمان میت کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھا سکتا لہٰذا اگر کسی قادیانی نے مسلمان

---

(۱) عن ابی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الجهاد واجب عليكم مع كل امير برا كان أوفاجرا، والصلاة واجبة عليكم خلف كل مسلم براً كان أوفاجراً، وإن عمل الكبائر، والصلاة واجبة على كل مسلم برا كان أوفاجراً، وإن عمل الكبائر. (سنن ابی داؤد، ۳۴۳/۱، كتاب الجهاد، باب فی الغزو مع ائمة الجور، ط: میرمحمد)

(وهي فرض على كل مسلم مات خلا) أربعة (بغاة وقطاع الطريق) فلايغلسوا، ولايصلى عليهم (إذاقتلوا فى الحرب) ولوبعده صلى عليهم لأنه حدأوقصاص.

قوله: ولوبعده... الخ) قال الزيلعي: وأماإذا قتلوا بعد ثبوت يدالإمام عليهم فإنهم يغسلون ويصلى عليهم. وهذا تفصيل حسن أخذ به كبار المشايخ، لأن قتل قاطع الطريق فى هذه الحالة حد أوقصاص، ومن قتل بذالک يغسل ويصلى عليه. (الدر مع الرد: ۲۱۰/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى، ط: سعيد)

(البحرالرائق: ۲۰۰/۲، كتاب الجنائز، باب الشهيد، ط: سعيد)

کے جنازہ کی نماز پڑھائی ہے تو وہ صحیح نہیں ہے۔ (۱)

جنازہ کی نماز دوبارہ پڑھنا فرض ہے۔ اور اگر میت کو دوبارہ جنازہ کی نماز پڑھے بغیر دفن کر دیا گیا ہے تو تمام مسلمان گناہ گار ہوں گے۔ (۲)

قادیانیوں کے جنازہ کی نماز پڑھنا

جو شخص اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کے رنگ میں پیش کرتا ہو، اسلام کے قطعی اور متواتر عقائد کے خلاف قرآن وسنت میں تاویلیں کرتا ہو، ایسا شخص ''زندیق'' کہلاتا ہے۔ اور زندیق، مرتد کے حکم میں ہے۔ بلکہ ایک اعتبار سے زندیق مرتد سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ اگر مرتد توبہ کر کے اسلام میں دوبارہ داخل ہو تو اس کی توبہ بالاتفاق قبول کے لائق ہے۔ لیکن زندیق کی توبہ قبول ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے۔ (۳)

---

(۱) ویکرہ امامۃ عبد...... ومبتدع...... لایکفر بہا...... وإن...... کفر بہا...... فلایصح الاقتداء بہ أصلا. (الدر المختار، ۱/ ۵۵۹، ۵۶۲، کتاب الصلاۃ، مطلب: البدعۃ خمسۃ اقسام، ط: سعید)

والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئا علی خلاف مایعتقدہ أھل السنۃ والجماعۃ وانما یجوز الاقتداء بہ مع الکراھۃ إذا لم یکن مایعتقدہ یودی الی الکفر عند اھل السنۃ أمالو کان مؤدیا الی الکفر فلایجوز اصلاً. (حلبی کبیر: ص: ۵۱۴، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ط: رشیدیہ)

(الکفایۃ شرح الھدایۃ: ۱/ ۳۰۵، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ط: رشیدیہ)

(۲) والصلاۃ علی المیت فرض کفایۃ إذاقام بہ البعض واحداً کان أوجماعۃ .... سقط عن الباقین واذاترک الکل أثموا. (عالمگیری: ۱/ ۱۶۲، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس الصلاۃ علی المیت، ط: رشیدیہ)

والصلاۃ علیہ.... فرض کفایۃ بالإجماع.... کدفنہ وغسلہ وتجھیزہ فإنھا فرض کفایۃ. (الدر المختار مع الرد: ۲/ ۲۰۷، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: فی صلاۃ الجنازۃ، ط: سعید)

(سکب الانھر مع ملتقی الابحر. ۱/ ۱۸۲، کتاب الصلاۃ، فصل: فی الصلاۃ علی المیت، ط: دار الکتب العلمیۃ)

(۳) الزندیق فی لسان العرب یطلق علی من ینفی الباری تعالیٰ وعلی من یثبت الشریک وعلی من ینکر حکمتہ (قولہ لاتوبۃ لہ) تصریح بوجہ الشبہ، والمراد بعدم التوبۃ أنھا لاتقبل منہ فی نفی القتل عنہ کما مر فی الساب، ولذانقل البیری عن الشمنی بعد نقلہ اختلاف الروایۃ فی القبول =

قادیانیوں کا زندیق ہونا بالکل واضح ہے۔ کیونکہ ان کے عقائد، اسلامی عقائد کے قطعی طور پر خلاف ہیں، اور وہ قرآن وسنت کی نصوص میں غلط تاویلیں کر کے جاہلوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ خود تو وہ پکے سچے مسلمان ہیں، اور ان کے سوا باقی پوری امت گمراہ اور کافر، بے ایمان ہے۔(۱)

اس لیے قادیانی غیر مسلم اور زندیق ہیں، ان پر مرتدین کے احکام جاری ہوتے ہیں اور کسی غیر مسلم کے جنازہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اسی طرح انہیں

= وعدمه أن الخلاف فی حق الدنیا،أما فیما بینه وبین الله تعالیٰ فتقبل توبته بلاخلاف،(قوله المعروف)...... فإن الزندیق یموه کفره ویروج عقیدته الفاسدة ،ویخرجها فی الصورة الصحیحة،...... (الدر مع الرد: ۲۴۲/۲۴۱/۴، کتاب الجهاد،باب المرتد،مطلب فی الفرق بین الزندیق والمنافق والدهری والملحد،ط:سعید)

وفی الدرایة :قال فی الزندیق لنا روایتان،فی روایة:لاتقبل توبته کقول مالک وأحمد وفی روایة:تقبل کقول للشافعی وهذا فی أحکام الدنیا.(فتح القدیر:۳۰۹/۵،کتاب الحدود، باب احکام المرتدین،ط:رشیدیه)

(العنایةشرح فتح القدیر:۳۱۰/۵،کتاب الحدود،باب احکام المرتدین،ط:رشیدیه)

(شرح الفقه الاکبر للملاعلی القاری :ص:۱۶۵ ،مطلب فی إیراد الالفاظ المکفرة، ط: قدیمی)

(النهر الفائق:۲۵۴/۳،کتاب الجهاد،باب المرتدین،ط:مکتبه رشیدیه)

(۱) جواب: کافر است فی الشفاء للقاضیٰ عیاض قد أجمع المسلمون علی من نقض من القرآن حرفا قاصداً لذلک أوبدله بحرف آخر أوزاد فیه آخر مما لم یشمل علیه المصحف الذی وقع الاجماع علیه وأجمع أنه لیس من القرآن عامداً لکل هذا أنه کافر انتهی.(مجموع الفتاویٰ علی هامش خلاصه الفتاویٰ: ۸۸/۱،کتاب الصلاة،باب القرآء ة فی الصلاة ،ط:مکتبه رشیدیه)

ومن جحد القرآن:أی کله أو سورة منه أو آیة قلت،وکذا کلمة أوقراء ه متواترة أوزعم أنه لیست من کلام الله تعالیٰ کفر.(شرح فقه اکبر،ص:۱۶۷ ،فصل فی القرآن،ط:قدیمی)

إذلاخلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام من حدوث العالم وحشر الاجساد ونفی العلم بالجزئیات وإن کان من أهل القبلة المواظب طول عمره علی الطاعات کما فی شرح التحریر.(الشامیة: (۵۶۱/۱)، کتاب الصلاة،باب الامامة،مطلب:البدعة خمسة اقسام،ط:سعید)

دعوی النبوة بعد نبینا صلی الله علیه وسلم کفر بالاجماع.(شرح الفقه الاکبر للملاعلی القاری:ص:۱۶۴ ،قبیل مطلب:فی ایرادالالفاظ المکفرة،ط:قدیمی)

مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا اور ان کے دفن میں شرکت کرنا، اور ان کے لیے مغفرت کی دعا کرنا حرام اور ناجائز ہے، اور مسلمانوں کو ان سے مکمل طور پر بائیکاٹ کرنا چاہیے۔(۱)

قبر اپنے لیے زندگی میں بنانا

''زندگی میں اپنے لیے قبر بنانا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۴۰۹/۱)

قبر بیٹھ جائے

اگر پرانی قبر بیٹھ جائے تو تختوں کو نکال کر دوبارہ درست نہ کیا جائے، بلکہ قبر کے اوپر مٹی ڈال کر درست کر دیا جائے۔ قبر اکھاڑ کر اندر سے تختہ وغیرہ درست کرنا یا

---

(۱) ولاتصل علی أحد منهم مات أبدا)....والمراد من الصلاة المنهی عنها صلاة المیت المعروفة وهی متضمنة للدعاء والاستغفار والاستشفاع له. قیل: والمنع عنها لمنعه علیها لصلاة والسلام من الدعاء للمنافقین المفهوم من الآیة السابقةأو من قوله سبحانه:''ماکان للنبی''التوبة:۱۱۳، (روح المعانی: ۴۷۸/۱۰، سورة التوبة، آیت: ۸۴، ط: مکتبه رشیدیه)

عن ابن عباس عن عمر بن الخطاب انه قال: لمامات عبدالله بن أبی سلول، دعی له- رسول الله صلی الله علیه وسلم- لیصلی علیه، فلماقام رسول الله صلی الله علیه وسلم وثبت إلیه، فقلت: یارسول الله! تصلی علی ابن أبیّ؟ وقد قال یوم کذاو کذا کذاو کذا۔ أعدّد علیه قوله۔ فتبسم رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال: أخر عنی یا عمر فلماأکثرت علیه قال: إنی خیرت فاخترت ولوأعلم إنی إن زدت علی السبعین یغفر له لزدتُ علیها قال: فصلی علیه رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم انصرف، فلم یمکث إلایسیرا حتی نزلت الآیتان من برآءة ''ولاتصل علی أحد منهم مات أبداً'' الی قوله وهم فاسقون.'' ولاتقم علی قبره إنهم کفروا بالله وماتوا وهم فاسقون'' قال فعجبت بعد من جرأتی علی رسول الله صلی الله علیه وسلم یومئذ، والله اعلم ورسوله. (صحیح البخاری، ۱۸۲/۱، کتاب الجنائز، باب مایکره من الصلاة علی المنافقین والاستغفار للمشرکین، ط: قدیمی)

وشرطها اسلام المیت. (الدر المختار: ۲۰۷/۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب فی صلاة الجنازة، ط: سعید)

میت کو نکال کر دوسری قبر میں منتقل کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

قبر پختہ کرنا

☆......قبر کو پختہ کرنا جائز نہیں ہے۔

☆......قبر کی لحد کو کچا رکھنا اور باقی اطراف کو پختہ کرنا بھی جائز نہیں ہے۔(۲)

قبر پر اذان دینا

☆......میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان دینا شریعت کے خلاف ہے،

---

(۱) ولوجه اليها وجوبا.......ولاينبش ليوجه اليها.

قوله:ولاينبش ليوجه إليها)أى لودفن مستدبراً لها و أهالوا التراب،لاينبش؛لأن التوجه الى القبلة سنة والنبش حرام،بخلاف ماإذاكان بعد إقامة اللبن قبل إهالة التراب فإنه يزال ويوجه الى القبلة عن يمينه. (الدرمع الرد:۲/۲۳۵،۲۳۶،كتاب الصلاة ،باب صلاة الجنازة،مطلب:فى دفن الميت، ط: سعيد)

ولودفن الميت لغير القبلة....وأهيل التراب لم ينبش ولوسوى عليه اللبن ولم يهل عليه التراب نزع اللبن وروعى السنة،(عالمگيرى، ۱/۱۶۷ ،كتاب الصلاة،الباب الحادى والعشرون فى الجنائز ،الفصل السادس فى القبروالدفن.....ط:رشيديه)

(البحرالرائق،۲/۱۹۴ ،كتاب الجنائز ،فصل:السلطان أحق بصلاته ،ط:سعيد)

(۲)عن جابر قال:نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يجصص القبر وأن يقعد عليه وأن يبنى عليه،(الصحيح لمسلم، ۱/۳۱۲،اكتاب الجنائز ،فصل فى تسوية القبر،ط:قديمى)

قال النووى:وفى هذا الحديث كراهة تجصيص القبر والبناء عليه.....هذا مذهب الشافعى وجمهورالعلماء.(شرح النووى على المسلم، ۱/۳۱۲،كتاب الجنائز ،فصل فى تسوية القبر، ط: قديمى)

ولايجصص لنهى النبى صلى الله عليه وسلم عن تربيع القبور وتجصيصها.

قوله:ولايجصص)به قالت الثلاثة لقول جابر:"نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تجصيص القبور،وأن يكتب عليها،وأن يبنى عليها".....قوله: لنهى النبى صلى الله عليه وسلم)يفيد أن ماذكره مكروه تحريما(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى،ص: ۶۱۱ ،كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز ،فصل فى حملها ودفنها،ط:قديمى)

(الدر مع الرد: ۲/۲۳۷ ،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب:فى دفن الميت،ط:سعيد)

یہ دین میں شامل نہیں، بدعت ہے، ترک کرنا لازم ہے۔(۱)

☆...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کی مغفرت، قبر کے عذاب، اور شیطانی شرارت سے حفاظت کے لیے جنازہ کی نماز پڑھنے اور میت کو قبر میں رکھتے وقت "بسم اللہ وعلی ملة رسول اللہ" پڑھنے کی، اور مٹی ڈالتے وقت تین مٹھی مٹی ڈالنے کی اور پہلی بار " منها خلقنٰكم" دوسری بار "وفیها نعید کم" اور تیسری بار " ومنها نخرجکم تارةً اخریٰ" پڑھنے کی ہیں ہدایت فرمائی ہے۔(۲)

اور دفنانے کے بعد سرہانے پر سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیتیں اور پائنتی کی جانب

---

(۱) لایسن الاذان عند ادخال المیت فی قبره كماهو المعتاد الآن،وقد صرح ابن حجر فی فتاويه: بأنه بدعة.وقال: ومن ظن أنه سنة قیاسا علی ندبها للمولود الحاقالخاتمة الامر بابتدائه فلم يصب.(الشامية،۲۳۵،کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن المیت،ط:سعید)
قیل: وعند انزال المیت القبر قیاسا علی أول خروجه للدنیا،لكن رده ابن حجر فی شرح العباب، (منحة الخالق علی البحر الرائق، ۲۵۶/۱،کتاب الصلاة،باب الآذان،ط:سعید)
(فتاویٰ الكبرى لابن حجر المكی،۱۷/۲ ،باب الجنائز،ط:المكتبة الاسلامية)

(۲) ويقول واضعه "بسم الله وعلى ملة رسول الله" كذافی المتون.....ويستحب لمن شهد دفن المیت أن يحثو فی قبره ثلاث حثيات من التراب بيديه جميعا ويكون من قبل رأس المیت ويقول فی الحثية الاولی:منها خلقنا كم وفی الثانية:وفيها نعيد كم وفی الثالثة:ومنها نخرجكم تارة أخرى كذا فی الجوهرة النيرة.(عالمگیری، ۱۶۶/۱ ،کتاب الصلاة،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل السادس فی القبر والدفن،ط:رشیدیه)
ويقول واضعه:بسم الله، وبالله،وعلی ملة رسول الله صلی الله علیه وسلم.....ويستحب حثية من قبل رأسه ثلاثا.
قوله: من قبل رأسه ثلاثا)لما فی ابن ماجة عن ابی هريرة "أن رسول الله صلی الله علیه وسلم صلی علی جنازة ثم أتی القبر فحثی علیه من قبل رأسه ثلاثا"شرح المنية.قال فی الجوهرة : ويقول فی الحثية الاولی :منهاخلقناكم .وفی الثانية:وفيها نعيدكم.وفی الثالثة:ومنها نخرجكم تارة أخرى.(الدر مع الرد:۲۳۵/۲ ،کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)
(مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی :ص:۶۰۸،۶۱۱ ،کتاب الصلاة،باب احكام الجنائز، فصل فی حملها ودفنها،ط:قدیمی)

سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھنے اور دیر تک قرآن شریف وغیرہ پڑھنے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت عجز و انکساری کے ساتھ میت کے لیے مغفرت کی دعا کرنے کا ثبوت بھی ملتا ہے۔(۱)

اگر اس وقت اذان دینے کی ضرورت ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ضرور حکم فرماتے، اور تمام صحابہ کرام اس پر ضرور عمل کرتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلفائے راشدین کے دور میں ہزاروں صحابہ و تابعین نے وفات پائی، مگر کسی کی قبر پر اذان نہیں دی گئی، کسی نے بھی اس پر عمل نہیں کیا؛ اس لیے تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ مسنون طریقے پر عمل کریں، اس میں ہماری نجات اور کامیابی ہے۔اس کی خلاف ورزی میں گمراہی اور ناکامی ہے۔

جو کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں دین میں شامل نہیں تھا وہ آج بھی بلکہ قیامت تک بھی دین میں شامل نہیں ہوسکتا۔(۲)

---

(۱) عن عبدالله بن عمر قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إذامات أحدكم فلاتحبسوه وأسرعوا به الى قبره وليقرأ عند رأسه فاتحة البقرة وعند رجليه بخاتمة البقرة، رواه البيهقى فى شعب الايمان. (مشكاة المصابيح: ص: ۱۴۹، كتاب الجنائز، باب دفن الميت، الفصل الثالث، ط: قديمى)

وكان ابن عمر يستحب أن يقرأ على القبر بعد الدفن أول سورة البقرة وخاتمتها...... فقد ثبت "أنه عليه الصلاة والسلام قرأ أول البقرة عند رأس ميت وآخرها عند رجليه" (الشامية: ۲/ ۲۳۷، ۲۴۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب فى دفن الميت، ومطلب فى زيارة القبور، ط: سعيد)

(مناسک للملا على القارى: ص: ۵۰۱، باب المتفرقات، فصل: يستحب زيارة أهل المعلى، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية)

(۲) أصل مادة بدع للاختراع على غير مثال سابق.... فالبدعة إذن عبارة عن طريقه فى الدين مخترعة تضاهى الشريعة، يقصد بالسلوك عليها المبالغه فى التعبد لله سبحانه وتعالىٰ. (الاعتصام للشاطبى: ۱/ ۳۶، ۳۷، الباب الاول فى تعريف البدع، ط: دار المعرفه)=

عیدین کی نماز سے پہلے بھی اذان اور اقامت اسی لئے نہیں دی جاتی؛ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں یہ دین میں نہیں تھی۔ اسی طرح قبر پر اذان دینا بھی دین میں شامل نہیں بلکہ بدعت ہے؛ کیونکہ یہ سنت سے ثابت نہیں۔ (۱)

قبر پر اگربتی جلانا

''اگربتی جلانا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۸۹)

قبر پر پانی چھڑکنا

مردہ کو دفن کرنے کے بعد مٹی جمانے اور قبر کی حفاظت کی غرض سے پانی چھڑکنا مستحب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پانی چھڑکنا ثابت ہے۔ سر کی طرف سے پانی چھڑکنا شروع کرے، اور پائنتی تک چھڑکے۔

= قال النووی: البدعة کل شیء عمل علی غیر مثال سبق، وفی الشرع إحداث مالم یکن فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم. (مرقاة المفاتیح: ۱/۳۳۷، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الاول، ط: رشیدیه)

أما أهل السنة والجماعة فیقولون فی کل فعل وقول لم یثبت عن الصحابة رضی الله عنهم: هو بدعة، لأنه لو کان خیرا لسبقونا إلیه، لأنهم لم یترکوا خصلة من خصال الخیر إلا وقد بادروا الیها. (تفسیر ابن کثیر: ۵/۵٦۷، سورة الاحقاف، آیت: ۱۱، ط: مکتبه رشیدیه)

وشر الأمور محدثاتها وکل بدعة ضلالة، یرید مالم یوافق کتابا أوسنة أو عمل الصحابة رضی الله عنهم. (تفسیر قرطبی: ۲/۸۵، سورة البقرة، آیت: ۱۱۷، ط: مکتبه رشیدیه)

(۱) لایسن الاذان عن ادخال المیت فی قبره کماهو المعتاد الآن، وقد صرح ابن حجر فی فتاویه: بأنه بدعة. وقال: ومن ظن أنه سنة قیاسا علی ندبها للمولود الحاقالخاتمة الامر بابتدائه فلم یصب. (الشامیة، ۲۳۵، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

وأیضا فیه: ۱/۳۸۵، کتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب فی المواضع التی یندب لها الأذان، ط: سعید)

قیل: وعند انزال المیت القبر قیاسا علی أول خروجه للدنیا. لکن رده ابن حجر فی شرح العباب. (منحة الخالق علی البحر الرائق، ۱/۲۵٦، کتاب الصلاة، باب الآذان، ط: سعید)

(فتاوی الکبری لابن حجر المکی، ۲/۱۷، باب الجنائز، ط: المکتبة الاسلامیة)

اگر بعد میں بھی قبر کی مٹی منتشر ہوگئی ہو تو قبر کو ٹھیک کر کے پانی چھڑکنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن ہر جمعرات یا جمعہ کو پانی چھڑکنے کا اہتمام کرنا شریعت سے ثابت نہیں ہے۔(۱)

قبر پر پھول ڈالنا

''پھول ڈالنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱ر۱۸۴)

قبر پر چادر چڑھانا

''چادر چڑھانا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱ر۲۹۵)

قبر پر چاردیواری بنانا

☆...... قبر کی تعیین اور حفاظت کے لیے چہار دیواری کی گنجائش ہے۔ ہاں اگر یہ قبہ بنانے کا ذریعہ بنے تو گناہ ہے۔

☆...... قبر پر زینت کی غرض سے ہر قسم کی تعمیر حرام ہے۔ اور استحکام اور مضبوطی کے لئے تعمیر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور گناہ میں مکروہ تحریمی بھی حرام کے برابر

---

(۱) وعن جعفر بن محمد عن ابیه مرسلا، أن النبی صلی الله علیه وسلم حثی علی المیت ثلاث حثیات بیده جمیعا، وأنه رش علی قبر ابنه ابراهیم، ووضع علیه حصباء، رواه فی شرح السنة. (مشکوة المصابیح: ص: ۱۴۸، کتاب الجنائز، باب دفن المیت، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

🗀 وعنه (جابر رضی الله عنه) قال: رُش قبر النبی صلی الله علیه وسلم، وکان الذی رش الماء علی قبره بلال ابن رباح بقربة، بدأمن قبل رأسه حتی انتهی الی رجلیه، رواه البیهقی فی دلائل النبوة، (مشکاة المصابیح: ص: ۱۴۹، کتاب الجنائز، باب دفن المیت، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

🗀 ولابأس برش الماء حفظاً له. قوله: ولابأس برش الماء) بل ینبغی أن یکون مندوباً لأن النبی صلی الله علیه وسلم فعله بقبر عبد، وقبر ولده ابراهیم وأمر به فی قبر عثمان بن معظون. (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۶۱۱، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)

ہے۔(۱)

قبر پر چراغ جلانا

"چراغ جلانا" عنوان کے تحت دیکھیں!(۱ر۳۰۰)

قبر پر سلام کرنے کا فائدہ

انسان کے مرنے کے بعد روح جنت میں جائے یا دوزخ میں، مگر مردے کی روح کا تعلق قبر سے رہتا ہے۔(۲) اس لیے "السلام علیکم" کہا جاتا ہے اور

---

(۱) ویحرم البناء علیه للزینة...... (ویکره) البناء علیه(للإحکام بعد الدفن)لأنه للبقاء والقبر للفناء وأما قبل الدفن فلیس بقبر.

قوله:ویکره البناء علیه)ظاهر إطلاقه الکراهة أنها تحریمیة.قال فی غریب الخطابی :نهی عن تقصیص القبور وتکلیلها انتهی.التقصیص التجصیص،والتکلیل بناء الکاسل،وهی القباب، والصوامع التی تبنی علی القبر،قوله:وأما قبل الدفن...الخ)...وقد اعتادأهل مصر وضع الأحجار حفظاً للقبور علی الإندراس والنبش ولابأس به.(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی،ص:۶۱۱، کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،فصل فی حملها ودفنها،ط:قدیمی)

(قوله: ولایرفع علیه بناء)أی یحرم لوللزینة،ویکره لو لإحکام بعد الدفن،وأما قبله فلیس بقبر...... قوله: وقیل لابأس به الخ)...... وعن ابی حنیفة:یکره أن یبنی علیه بناء من بیت أو قبة أونحو ذالک...... نعم فی الامداد عن الکبریٰ:والیوم اعتادوا التسنیم باللبن صیانة للقبر عن النبش ورأو ذالک حسنا وقال صلی الله علیه وسلم "ماراٰه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن" (الشامیة: ۲ر۲۳۷،کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فی دفن المیت،ط:سعید)

(البحر الرائق: ۲ر۱۹۴،کتاب الجنائز،فصل:السلطان أحق بصلاته،ط:سعید)

(۲) وفی حدیث البراء بن عازب مرفوعاً"قال:فتعاد روحه فی جسده فیأتیه ملکان فیجلسانه...... (مشکاة المصابیح: ص: ۱۴۳، کتاب الجنائز،باب مایقال عند من حضره الموت،الفصل الثالث، ط: قدیمی)

(سنن ابی داؤد،۲ر۶۵۴،کتاب السنة،باب المسألة فی القبر وعذاب القبر،ط:میرمحمد)

عن أبی نجیح قال: مامن میت یموت إلا روحه فی ید ملک ینظر إلی جسده کیف یغسل وکیف یمشی به إلی قبره ثم تعاد إلیه روحه فیجلس فی قبره...... الخ(شرح الصدور:ص:۳۸، باب معرفة المیت فی من یغسله ویجهزه وسماعه...... الخ،ط:دارالمعرفه)

بعض روایات سے سلام کا جواب ملنا بھی ثابت ہے، "کتاب الروح، ابن قیم" میں تفصیل موجود ہے۔(۱)

قبر پر قدم نہ رکھے

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر میں کوئلہ کی آگ پر یا تیز تلوار پر چلوں، یہاں تک کہ میرا پاؤں بے کار ہوجائے مجھے یہ تو پسند ہے، لیکن مسلمان کی قبر پر قدم رکھنا پسند نہیں۔(۲)

قبر پر کھیتی کرنا

☆......موقوفہ قبرستان میں کھیتی کرنا، قبور کو زمین کے برابر کرنا، یا کرایہ وغیرہ

---

(۱) وقال ابن القيم: الأحاديث والآثار تدل على أن الزائر متى جاء علم به المزور، وسمع سلامه، وأنس به ورد عليه. (حاشية الطحطاوي على المراقي: ص: ۶۲۰، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: في زيارة القبور، ط: قديمي)

وقد شرع النبي صلى الله عليه وسلم لامته إذا سلموا على أهل القبور أن يسلموا عليهم سلام من يخاطبونه فيقول: السلام عليكم دار قوم مؤمنين وهذا خطاب لمن يسمع ويعقل ولولا ذالك لكان هذا الخطاب بمنزلة المعدوم والجماد والسلف مجمعون على هذا وقد تواترت الآثار عنهم بأن الميت يعرف زيارة الحي ويستبشر به.... عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: إذا مر الرجل بقبر يعرفه فسلم عليه رد عليه السلام وعرفه وإذا مر بقبر لايعرفه فسلم عليه ورد عليه السلام. (كتاب الروح، ۱/۳۴، المسألة الاولى وهي هل تعرف الاموات زيارة الاحياء وسلامهم أم لا؟ ط: دار الكتب العلمية)

(مرقاة المفاتيح: ۴/۲۲۱، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، الفصل الثالث، رقم الحديث: ۱۷۶۷، ط: رشيديه)

(۲) أخرج ابن أبي شيبة، والحاكم، عن عقبة بن عامر الصحابي۔ رضي الله عنه۔ قال: لأن أطأ على جمرة، وعلى حد سيف حتى يخطف رجلي، أحب إلي من أن أمشي على قبر رجل مسلم، وما أبالي، أفي القبور قضيت حاجتي، أم في السوق بين ظهرانيه، والنّاس ينظرون، وأخرجه ابن ماجه عن حذيفه مرفوعًا. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۳۶۹) باب تأذيه بسائر وجوه الأذى، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

پر دینا جائز نہیں ہے۔(۱)

☆......اگر کسی میت کو کسی کی ذاتی زمین میں دفن کیا گیا ہے، اور قبر اتنی پرانی ہوگئی کہ اس میں میت مٹی بن چکی ہے، تو اس میں کھیتی کرنا درست ہے۔

☆......یا کسی نے مالک کی اجازت کے بغیر مردہ دفن کردیا تھا تو مالک کے لیے اس جگہ پر کھیتی کرنے کی گنجائش ہوگی۔

☆......اور اگر خود مالک کا مردہ تھا، یا مالک کی اجازت سے اس میں مردہ دفن کیا گیا تھا تو مردہ جب تک پرانا ہوکر مٹی نہیں ہوجائے گا، اس جگہ پر کھیتی کرنا جائز نہیں ہوگا۔تاہم کھیتی کرنے سے جو اناج حاصل ہوگا وہ حلال ہوگا۔(۲)

(۱) سئل هو ای القاضی الامام شمس الائمة)أيضا عن المقبرة في القرى اندرست ولم يبق فيها أثر الموتى لا العظم ولا غيره هل يجوز زرعها واستغلالها؟قال:لا،ولها حكم المقبرة ،كذافي المحيط.(عالمگیری:۴۷۱،۴۷۰/۲،كتاب الوقف،الباب الثاني عشر في الرباطات والمقابر...... الخ،ط:رشيديه)

(المحيط البرهاني:۱۴۵/۹ ،كتاب الوقف،الفصل الثاني والعشرون في المسائل التي تعود إلى الرباطات والمقابر...الخ،ط:ادارة القرآن)

(تاتارخانيه:۵۹۰/۵،كتاب الوقف،الفصل الثاني والعشرون في المسائل التي تعود إلى الرباطات والمقابر..الخ،ط:قديمي)

(۲) ولا يخرج منه بعد إهالة التراب (إلا)لحق آدمي(كأن تكون الارض مغصوبة.....ويخير المالك بين إخراجه ومساواته بالأرض، كماجاز زرعه والبناء عليه إذابلي وصار ترابا. زيلعي. قوله: كماجاز زرعه)أي القبر ولوغير مغصوب.(الدر مع الرد:۲۳۸،۲۳۷/۲، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنائز،مطلب: في دفن الميت،ط:سعيد)

(تبيين الحقائق،۲۴۶/۱، كتاب الصلاة،باب الجنائز،قبيل فصل في تعزية أهل الميت،ط:امداديه ملتان)

ولو بلي الميت وصار تراباً جاز دفن غيره في قبره.....والنبش حرام حقالله تعالىٰ (إلا أن تكون الارض مغصوبة فيخرج لحق صاحبها إن طلبه وإن شاء سواه بالارض، وانتفع بها زرعه،أو غيرها.(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي:ص:۶۱۵،۶۱۲ ،كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز، فصل:في حملها ودفنها،ط:قديمي)

قبر پر لوبان جلانا

''لوبان جلانا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۲۳۳)

قبر پر مٹی ڈالنا

اگر کوئی قبر بارش، پانی یا سیلاب کی وجہ سے منہدم ہوگئی ہے تو اس پر اہانت سے محفوظ رکھنے کی نیت سے مٹی ڈالنا درست ہے۔ (۱)

قبر پر نام کا پتھر لگوانا

''نام کا پتھر لگوانا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۳۷۷)

قبر پر نہ بیٹھے

عمار بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو ایک قبر پر بیٹھے دیکھا تو فرمایا: قبر سے اتر جا، اور میت کو تکلیف نہ دے تا کہ وہ بھی تجھ کو تکلیف نہ دے، یعنی تیرے لئے بد دعا نہ کرے۔ (۲)

---

(۱) وکان عصام بن یوسف یطوف حول المدینة ویعمر القبور الخربة. (مجمع الانهر: ۱/ ۲۷۶، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ط: دار الکتب العلمیة)

وإذا خربت القبور فلابأس بتطيينها، بماروى أن النبى صلى الله عليه وسلم، مر بقبر ابنه ابراهيم فرأى فيه حجر يسقط منه، فسده وأصلحه، ثم قال: "من عمل عملا فليتقنه" (تاتارخانية: ۱/ ۱۲۹، کتاب الصلاة، الفصل الثانى والثلاثون فى الجنائز، نوع آخر: من هذاالفصل فى القبر والدفن، ط: قديمى)

(عالمگیری: ۱/ ۱۶۶، کتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل السادس فى القبر والدفن، ط: رشيديه)

(۲) وأخرج الطبرانى، والحاكم وابن منده، عن عمارة بن حزم، قال: رآنى رسول الله و جالسا على قبر، فقال: يا صاحب القبر، انزل من على القبر، لاتؤذى صاحب القبر ولايؤذيك. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۳۶۹) باب تأذيه بسائر وجوه الأذى، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

☆......قبرستان میں میت کے لیے مغفرت کی دعا کرنا اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے۔اور ہاتھ اٹھائے بغیر دعا کرنا بھی جائز ہے۔(۱) لیکن چونکہ لوگ کثرت سے مزارات پر جا کر اپنی مرادیں قبر والوں سے مانگتے ہیں، جو کہ حرام اور شرک ہے۔اس لیے دعا کے وقت ہاتھ نہ اٹھانا بہتر ہے۔تا کہ ان کے ساتھ مشابہت نہ ہو، اور ان کے عمل کو تقویت اور تائید حاصل نہ ہو۔(۲)

---

(۱) عن محمد بن قيس بن مخرمة بن المطلب انه قال: يوما ألا أحدثكم عنى وعن امى؟ قال، فظننا أنه يريد امه التى ولدته. قال: قالت عائشة: ألاأحدثكم عنى وعن رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قلنا بلىٰ قال: قالت لما كانت ليلتى التى كان النبى صلى الله عليه وسلم فيها عندى، انقلب فوضع رداء ه وخلع نعليه فوضعهما عند رجليه وبسط طرف إزاره على فراشه فاضطجع فلم يلبث إلا ريثما ظن ان قد رقدت، فأخذ رداء ه رويداً وانتقل رويداً وفتح الباب روايداً فخرج. ثم اجافه رويداً. وجعلت درعى فى راسى واختمرت وتقنعت إزارى. ثم انطلقت على اثره حتى جاء البقيع فقام فاطال القيام ثم رفع يديه ثلاث مرات...... (الحديث)(الصحيح لمسلم. ۱/ ۳۱۳، كتاب الجنائز، فصل: فى التسليم على أهل القبور والدعاء والاستغفار لهم، ط: قديمى)

🗀 قولها: جاء البقيع فاطال القيام ثم رفع يديه ثلاث مرات) فيه استحباب اطالة الدعاء وتكريره ورفع اليدين فيه وفيه أن دعاء القائم اكمل من دعاء الجالس فى القبور. (شرح النووى على المسلم، ۱/ ۳۱۳، كتاب الجنائز، فصل: فى التسليم على أهل القبور والدعاء والاستغفار لهم، ط: قديمى)

🗀 ومن آدابه: أن سلم عليه بلفظ "السلام عليكم" على الصحيح...... ثم يدعو قائما طويلاً وإن جلس يجلس بعيداً منه أو قريباً بحسب مراتبه فى حال حياته (ارشاد السارى؛ ص: ۷۰۷، باب المتفرقات، فصل: زيارة مقبرة المعلاة، ط: الامدادية، المكة المكرمة)

🗀 (غنية الناسك: ص: ۲۸۸، خاتمة فى زيارة قبر الرسول صلى الله عليه وسلم، فصل: فى آداب زيارة القبور، ط: ادارة القرآن.

(۲) ويحذر هم من تلك البدع التى أحدثت هناك، فترى من لاعلم عنده يطوف بالقبر الشريف كما يطوف بالكعبة الحرام، ويتمسح به، ويقبله، ويلقون عليه مناديلهم وثيابهم، يقصدون به التبرك، وذالك كله من البدع، لأن التبرك إنما يكون بالاتباع له عليه الصلاة والسلام وما كان سبب عبادة الجاهلية للاصنام إلا من هذا الباب. (المدخل لابن الحاج: ۱/ ۲۶۳، فصل: فى زيارة القبور، ط: دار الفكر، بيروت)=

☆......میت کو دفن کرنے کے بعد قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ لہٰذا اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے قبلہ کی طرف رخ کر کے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔(۱)

قبر پکی بنانا

☆......قبر پختہ بنانا جائز نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ بنانے اور اس پر عمارت بنانے اور قبر پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔(۲)

= لایجوز مایفعله الجهال بقبور الاولياء والشهداء في السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد عليها ومن الاجتماع بعد الحول كالأعياد ويسمونه عرسا. (تفسیر مظهری: ۲/ ۶۵، سورة العمران، آیت: ۶۴، ط: المكتبة الرشيديه)

(۱) عن محمد بن قيس بن مخرمة بن المطلب انه قال يوما: ألا أحدثكم عني وعن امي؟ قال، فظننا أنه يريد امه التي ولدته. قال: قالت عائشة: ألاأحدثكم عني وعن رسول الله صلى الله عليه وسلم قلنا بلیٰ قال: قالت لما كانت ليلتي التي كان النبي صلى الله عليه وسلم فيها عندي، انقلب فوضع رداءه وخلع نعليه فوضعهما عند رجليه وبسط طرف إزاره على فراشه فاضطجع فلم يلبث إلا ريث ما ظن ان قد رقدت فأخذ رداءه رويداً وانتقل رويداً وفتح الباب رواياداً فخرج ثم اجافه رويداً. وجعلت درعي في راسي واختمرت وتقنعت إزاري. ثم انطلقت على اثره حتى جاء البقيع فقام فاطال القيام ثم رفع يديه ثلاث مرات.... (الحديث) (الصحيح لمسلم. ۱/ ۳۱۳، كتاب الجنائز، فصل: في التسليم على أهل القبور والدعاء والاستغفار لهم، ط: قديمي)

وفي حديث ابن مسعود رضي الله عنه رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في قبر عبدالله ذي البجادين الحديث. وفيه فلما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعا يديه. أخرجه ابو عوانة في صحيحه. (فتح الباری: ۱۱/ ۱۷۳، كتاب الدعوات، باب الدعاء مستقبل القبلة، ط: قديمي)

عن ابن مسعود قال: والله لكأني أرى رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوة تبوک، وهو في قبر عبدالله ذي البجادين وأبوبكر وعمر، يقول أدنيا مني اخاكما وأخذه من قبل القبلة، حتى أخذه في لحده ثم خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم وولاهما العمل فلمافرغ من دفنه استقبل القبلة رافعاً يديه. (مرقاة المفاتيح: ۴/ ۱۶۴، كتاب الجنائز، باب دفن الميت، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

(۲) عن جابر قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يجصص القبر وأن يقعد عليه وأن يبنى عليه. (صحيح مسلم: ۱/ ۳۱۲، كتاب الجنائز، فصل في تسوية القبر، ط: قديمي)

وفي هذا الحديث كراهة تجصيص القبر والبناء عليه وتحريم القعود والمراد بالقعود الجلوس عليه هذا مذهب الشافعي وجمهور العلماء. =

☆......اس لیے فقہاء کرام نے قبر میں پکی اینٹ رکھنے اور قبر کے چاروں طرف پختہ چبوترہ بنانے اور قبر کے پاس آگ اور اس میں پکائی ہوئی چیزیں لے جانے کی بھی ممانعت فرمائی ہے۔(۱)

☆......شرعی ضرورت کے بغیر قبر کی چاردیواری کی بھی ضرورت نہیں ہے، قبر کچی رہنے میں میت کا فائدہ ہے، کچی اور کسمپرسی کی حالت میں رہنے والی قبر اللہ تعالیٰ کے انوارات اور رحمت کی زیادہ مستحق ہے اور زیارت کرنے والوں کے دلوں پر زیادہ اثر ڈالنے والی ہے، ایسی قبر کی زیارت سے موت یاد آتی ہے اور دنیا ختم ہونے کا نقشہ سامنے آجاتا ہے اور قبر کی زیارت کا جو مقصد ہے وہ حاصل ہوجاتا ہے۔ میت کے ساتھ محبت اور عقیدت ہونے کے لیے قبر کا پختہ اور خوبصورت مزین ہونا ضروری نہیں ہے۔(۲)

= (شرح النووی علی المسلم: ۱/ ۳۱۲، کتاب الجنائز، فصل فی تسویة القبر، ط: قدیمی)

▭ قوله: ولا يجصص) به قالت الثلاثة، لقول جابر: "نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تجصيص القبور وأن يكتب عليها وأن يبنى عليها" رواه مسلم وابوداؤد والترمذی وصححه، وزاد وأن توطأ. (حاشية الطحطاوی علی المراقی: ص: ۶۱۱، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)

(۱) قوله: لاالآجر)...... قال فی البدائع: لأنه يستعمل للزينة ولاحاجة للميت اليها. (الشامية: ۲/ ۲۳۷، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی ادن الميت، ط: سعيد)

▭ ويكره الاجر فی اللحد إذاكان يلی الميت كذافی فتاویٰ قاضيخان. (عالمگيری: ۱/ ۱۶۶، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن، ط: رشيديه)

▭ (البحر الرائق: ۲/ ۱۶۶، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

(۲) ويكره البناء عليه للإحكام بعد الدفن) لأنه للبقاء والقبر للفناء. (مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی: ص: ۶۱۱، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها، ط: قديمی)

▭ ويختار للقبور ماهو أبعدمن أحكام الأبنية. (المبسوط: ۲/ ۹۹، کتاب الصلاة، باب غسل الميت، ط: مكتبه غفارية)

▭ ويكره الآجر والخشب لأنها لاحكام البناء والزينة والقبر مكان البلاء والفناء. (حلبی كبير: ص: ۵۹۸، فصل فی الجنائز، ط: سهيل اكيڈمی)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق اور جان ومال قربان کرنے والے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی کو زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے، ہاتھوں میں لے کر اپنے منہ اور آنکھوں پر ملتے تھے، ایسی محبت اور عظمت ہونے کے باوجود ان حضرات نے اپنے محبوب ترین آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پختہ نہیں بنائی، کچی رہنے دی، ہمیں بھی انہی کے نقشِ قدم پر چلنا چاہیے۔(۱)

☆......کسی بھی اللہ کے ولی اور بزرگانِ دین نے پکی قبر کو پسند نہیں فرمایا، اگر کسی دوسرے شخص نے کسی بزرگ کی قبر کو پختہ کر دیا تو اس میں بزرگ کا کوئی قصور نہیں ہے، بزرگ سے اس کا مواخذہ نہیں ہوگا، البتہ پختہ قبر بنانے والا گناہ گار ہوگا۔

☆......اگر کسی ولی اور بزرگ کو یقین ہے کہ ان کے انتقال کے بعد ان کے ناعاقبت اندیش خیر خواہ حضرات ان کی قبر کو پکا بنائیں گے اور اس میں شریعت کے خلاف کام کریں گے، تو ان پر ان تمام چیزوں سے منع کرنے کی وصیت کرنا لازم ہوگا، ورنہ آخرت میں مواخذہ ہوگا۔(۲)

---

(۱) وأما أهل السنة والجماعة فيقولون فى كل فعل وقول لم يثبت عن الصحابة رضى الله عنهم هو بدعة، لأنه لو كان خيرا لسبقونا اليه، لأنهم لم يتركوا خصلة من خصال الخير إلا وقد بادرو إليها. (تفسير ابن كثير: ۵/۵٦۷، سورة الأحقاف، آيت: ۱۱، ط: مكتبه رشيديه)

🗁 وشر الأمور محدثاتها وكل بدعة ضلالة، يريد مالم يوافق كتاباً أو سنة أو عمل الصحابة رضى الله عنهم، (تفسير قرطبى: ۲/۸۵، بقره، آيت: ۱۱۷، ط: مكتبه رشيديه)

🗁 ومن أجل ذلك قال حذيفة رضى الله عنه: كل عبادة لم يتعبدها أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلاتعبدوها فإن الاول لم يدع للآخرة مقالا، فاتقوا الله يامعشر القراء! وخذوا بطريق من كان قبلكم، ونحوه لابن مسعود ايضا، (الاعتصام للشاطبى: ۲/۱۳۲، الباب الثامن فى الفرق بين البدع والمصالح المرسلة والاستحسان، ط: دار المعرفة)

(۲) واختلف العلماء فى هذه الاحاديث فتأولها الجمهور على من وصى أن يبكى عليه ويناح بعد موته فنفذت وصيته فهذا يعذب ببكاء اهله عليه ونوحهم لانه بسببه ومنسوب اليه. قالوا: فاما من بكى عليه اهله وناحوا من غير وصيته منه فلايعذب، لقول الله تعالىٰ: ولاتزر وازرة وزر أخرى...... وقالت طائفة: هو محمول على من أوصى بالبكاء والنوح أولم يوص بتركهما، فمن أوصى بهما =

قبر پھٹ گئی

اصفہانی نے ”ترغیب“ میں عوام بن حوشب سے روایت کیا ہے کہ میں ایک قبیلہ میں گیا، وہاں ایک قبر تھی، عصر کے بعد وہ قبر پھٹ گئی، اور اس میں سے ایک آدمی نکلا، اس کا سر گدھے کا تھا، اور بدن آدمی کا تھا، اس نے تین بار گدھے کے مثل آواز نکالی، اور قبر میں چلا گیا، اور قبر برابر ہوگئی، میں نے لوگوں سے اس کا حال دریافت کیا تو لوگوں نے بیان کیا کہ یہ شخص شراب پیتا تھا، جب نشہ سے ہوش میں آتا تو اس کی ماں نصیحت کرتی اور کہتی، اے میرے لڑکے! اللہ تعالیٰ کا خوف کر، وہ جواب دیتا تھا تو کیا گدھی کے مانند بکتی ہے، وہ شخص عصر کے بعد مرا، اس وقت سے ہمیشہ عصر کے بعد یہ قبر پھٹتی ہے اور وہ شراب خور نکل کر تین بار گدھے کی مانند چلاتا ہے پھر قبر برابر ہو جاتی ہے۔(۱)

= أو أهمل الوصية بتركهما يعذب بهما لتفريطه بإهمال الوصية بتركهما، فأما من وصى بتركهما فلايعذب بهما إذلا صنع له فيهما ولاتفريط منه، وحاصل هذاالقول ايجاب الوصية بتركهما ومن أهملهما عذب بهما. (شرح النووى على المسلم: ۱/ ۳۰۲، كتاب الجنائز، فصل: إن الميت لايعذب ببكاء اهله عليه إلاأن يكون راضيا أوأوصى بالبكاء، ط: قديمى)

(عمدة القارى: ۶/ ۱۰۹، كتاب الجنائز، باب قولِ النبى صلى الله عليه وسلم يعذب الميت ببعض بكاء أهله عليه، ط: دارالفكر بيروت)

(مرقاة المفاتيح: ۴/ ۱۸۱، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت، الفصل الاول، ط: رشيديه)

والحاصل أن الميت إذا كان له تسبب فى هذه المعصية فالعذاب على حقيقته، ويعذب بفعل نفسه حيث تسبب فى ذالک لابفعل غيره..... وبهذا يحصل الجمع بين قوله تعالىٰ: ”ولا تزر وازرة وزرأخرى“ وبين الاحاديث المطلقة فى هذه البلية الكبرى. (حاشية الطحطاوى على المراقى: ص: ۵۲۶، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمى)

(۱) وأخرج الأصبهانى فى الترغيب عن العوّام بن حوشب، قال: نزلت مرة حيًّا، وإلى جانب ذلک الحى مقبرة، فلما كان بعد العصر، انشق منها قبر، فخرج منه رجل رأسه رأس حمار، وجسده جسد انسان، فنهق ثلاث نهقات، ثم انطبق عليه القبر، فسألت عنه، فقيل: إنّه كان يشرب الخمر، فإذا راح، تقول أمه: اتق الله ياولدى فيقول: إنّما أنت تهقين كما ينهق الحمار، =

قبر تیار کرانا

زندگی میں اپنے لیے ذاتی زمین یا ذاتی قبرستان میں قبر تیار کرانا جائز ہے۔(۱) البتہ وقف قبرستان میں قبر کے لیے جگہ گھیرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ شخصی جائیداد نہیں ہے۔(۲)

= فمات بعد العصر، فهو ينشق عنه القبر كل يوم بعد العصر، فينهق ثلاث نهقات، ثم ينطبق عليه القبر. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص:۲۱۸) باب عذاب القبر، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

(۱) ومن حفر قبراً لنفسه فلابأس به ويؤجر عليه كذا في التاتارخانيه (عالمگيری: ۱/ ۱۶۶، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن....الخ، ط: رشيديه)

ومن حفر لنفسه قبراً فلابأس به ويؤجر عليه كذاعمل عمر بن عبدالعزيز والربيع ابن خيثم وغيرهما ذكره فی التاتارخانية. (حلبی كبير: ص: ۶۱۰، فصل فی الجنازة، قبيل فصل فی احكام المساجد، ط: سهيل اكيڈمی)

الدر مع الرد: ۲/ ۲۴۴، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی إهداء ثواب القراءة للنبی صلی الله عليه وسلم، ط: سعيد)

(۲) لأن المقابر وقف من أوقاف المسلمين لدفن موتاهم لايجوز لأحد أن يملكها. (عمدة القاری: ۳/ ۴۳۵، كتاب الصلاة، باب هل تنبش قبور مشركی الجاهلية ويتخذ مكانها مساجد، ط: دارالفكر)

(شرح سنن ابی داود للعينی: ۲/ ۳۵۵، كتاب الصلاة، باب بناء المسجد، ط: مكتبة الرشد، رياض)

إذا صح الوقف لم يجز بيعه ولاتمليكه. (هدايه: ۲/ ۶۱۹، كتاب الوقف، ط: رحمانيه)

وإذاصح الوقف...... لم يجز بيعه ولاتمليكه) هو باجماع الفقهاء. (فتح القدير، ۵/ ۴۳۲، ۴۳۳، كتاب الوقف، ط: رشيديه)

قال فی الشرنبلالية: صرح رحمه الله تعالىٰ ببطلان بيع الوقف، وأحسن بذالک إذ جعله فی قسم البيع الباطل، إذلاخلاف فی بطلان بيع الوقف لأنه لايقبل التمليک والتملک......والحاصل أن ههنا مسألتين: الاولی أن بيع الوقف باطل ولو غير مسجد. (الشامية: ۵/ ۵۷، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: فی بطلان بيع الوقف وصحة بيع الملک المضموم اليه، ط: سعيد)

قبر روشن

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، میں علم پڑھنے والے اور پڑھانے والے کی قبر روشن کرتا ہوں تا کہ قبر کی وحشت سے کبھی وہ نہ گھبرائیں۔(۱)

قبرستان بیچنا

اگر قبرستان عام لوگوں کو دفن کرنے کے لیے وقف ہے تو اس کو بیچنا جائز نہیں ہے۔(۲)

قبرستان پر مکان بنانا

اگر قبرستان عام لوگوں کو دفن کرنے کے لیے وقف ہے تو اس میں رہنے کے لیے مکان بنانا ناجائز ہے۔(۳) ہاں قبرستان کے چوکیدار اور محافظ کے لیے جھونپڑی

---

(۱) وأخرج الإمام أحمد فی الزهد وابن عبد البر فی کتاب العلم بسنده عن کعب ، قال : أوحی الله عز وجل إلی موسیٰ ـ علیه السلام ـ تعلم الخیر وعلمه الناس ، فإنّی منوّر لمعلم العلم ومتعلمه قبورهم، حتی لا یستوحشوا لمکانهم . (شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور: (۲۰۰، ۲۰۱) باب فظاعة القبر و سهولته وسعته علی المؤمن ، ط: المکتبة التوفیقیة ، مصر)

(۲) انظر إلی الحاشیة السابقة، رقم: ۳ "لأن المقابر وقف من أوقاف المسلمین"

(۳) وبطل بیع ما لیس فی ملکه. (الدر المختار، ۵/۵۸، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: الآدمی مکرم شرعا ولو کافراً، ط: سعید)

لأن المقابر وقف من أوقاف المسلمین لدفن موتاهم لایجوز لأحد أن یملکها. (عمدة القاری: ۳/۴۳۵، کتاب الصلاة، باب هل تنبش قبور مشرکی الجاهلیة ویتخذ مکانها مساجد، ط: دار الفکر)

لایجوز الانتفاع لأهل القریة بالمقبرة الدائرة. (فتح القدیر: ۶/۲۴۰، کتاب الوقف، ط: رشیدیه)

وإذا صح الوقف (لم یجز بیعه ولا تملیکه) هو باجماع الفقهاء. (فتح القدیر، ۵/۴۳۲، ۴۳۳، کتاب الوقف، ط: رشیدیه).

یا کوٹھڑی یا کمرہ بنانا جائز ہے۔ (۱)

قبرستان تک قرآن شریف لے جانا

’’قرآن شریف چارپائی پر رکھ کر قبرستان تک لے جانا‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں!

قبرستان جا کر یہ کہنا چاہئے

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو رزین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا آنا جانا قبرستان کی طرف سے ہوتا ہے، تو جب میں وہاں پہونچوں تو مجھے کیا کہنا چاہئے؟ آپ نے فرمایا: جب تم قبرستان میں جاؤ تو کہو:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا أَھْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُؤْمِنِیْنَ، أَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ وَإِنَّا إِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ.

ابو رزین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارا اسلام مردے سنتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں سنتے ہیں، اور جواب دیتے ہیں، مگر تم نہیں سنتے۔ (۲)

---

(۱) أرض أهل القرية جعلوها مقبرة وأقبروا فيها ثم إن واحدا من أهل القرية بنى فيها بناء لوضع اللبن وآلات القبر وأجلس فيها من يحفظ المتاع بغير رضا أهل القرية أو رضا بعضهم بذلك قالوا: ان كان في المقبرة سعة بحيث لايحتاج الى ذالك المكان فلاباس به. (عالمگیری: ۲/ ۴۶۷، ۴۶۸، كتاب الوقف، الباب الثانى عشر فى الرباطات والمقابر...الخ، ط: رشيديه)

(الخانية على هامش الهندية: ۳/ ۳۱۳، كتاب الوقف، فصل: في المقابر والرباطات، ط: رشيديه)

(التاتارخانيه: ۵/ ۵۸۹، كتاب الوقف، الفصل الثانى والعشرون فى المسائل التى تعود الى الرباطات والمقابر...... الخ، ط: قديمى)

(۲) وأخرج العقيلي، عن أبي هريرة - رضي الله عنه - قال: قال أبو رزين: يارسول الله! ان طريقي على الموتى، فهل من كلام أتكلم به إذا مررت عليهم؟ قال: قل: السلام عليكم يا أهل القبور من المسلمين والمؤمنين، أنتم لنا سلف ونحن لكم تبع، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون. قال أبو رزين: يارسول الله! يسمعون؟ قال: يسمعون ولكن لايستطيعون أن يجيبوا، قال: يا أبا رزين: ألا ترضى أن يرد عليك بعددهم من الملائكة؛ قاله: لايستطيعون أن يجيبوا، اى جوابًا يسمعه الجن والإنس، فهم يردون حيث لايسمع. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۲۵۴، ۲۵۵) باب زيارة القبور وعلم الموتى بزوارهم ورؤيتهم لهم، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

قبرستان جانے کا مسنون طریقہ

☆...... جب قبر کی زیارت کے لیے جائے تو قبرستان میں جا کر قبر کے پاس پہنچتے ہی یہ کہے:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ، وَنَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ."

☆...... قبر کی زیارت کے وقت کھڑے رہنا اور کھڑے کھڑے کچھ پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچانا، اس کے لیے اور اپنے لیے دعا کرنا مستحب ہے۔

☆...... کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھے، اگر کسی کو زیادہ دیر تک ٹھہرنا ہو، یا کھڑے ہونے میں تھکان ہو تو بیٹھنا بھی درست ہے۔ اگر زندگی میں مرنے والے سے بے تکلفی کے تعلقات تھے، تو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر دونوں طرح فاتحہ پڑھنا درست ہے۔ (۱)

---

(۱) قال فی الفتح: والسنة زیارتها قائما، والدعاء عندها قائما، کما کان یفعله صلی الله علیه وسلم فی الخروج إلی البقیع ویقول: السلام علیکم... الخ وفی شرح اللباب للملا علی القاری ومن آدابها أن یسلم بلفظ السلام علیکم علی الصحیح، لا علیکم السلام فانه ورد: "السلام علیکم دار قوم مومنین، وإنا إن شاء الله بکم لاحقون ونسال الله لنا ولکم العافیة" ثم یدعو قائما طویلا، وإن جلس یجلس بعیدا أو قریبا بحسب مرتبته فی حال حیاته... اھ (الشامیة: ۲/ ۲۴۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی زیارة القبور، ط: سعید)

✍ (مناسک للملا علی القاری، ص: ۵۰۱، باب المتفرقات، فصل: یستحب زیارة أهل المعلی، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة)

✍ والسنة زیارتها قائما، والدعاء عندها قائما، کما کان یفعله صلی الله علیه وسلم فی الخروج إلی البقیع ویقول: السلام علیکم... الخ وفی شرح اللباب للملا علی القاری ومن آدابها أن یسلم بلفظ السلام علیکم علی الصحیح، لا علیکم السلام فانه ورد: "السلام علیکم دار قوم مومنین، وإنا إن شاء الله بکم لاحقون ونسال الله لنا ولکم العافیة".

قوله: والسنة زیارتها قائما) قال فی شرح المشکاة: ینبغی أن یدنو من القبر قائما أو قاعدا بحسب ما کان یصنع لزواره فی حیاته ...... اھ وکذ ذکره غیره. (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۶۲۱، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: فی زیارة القبور، ط: قدیمی)

☆......سورۂ اخلاص وغیرہ پڑھ کر میت کو پہنچا دینا بہتر ہے۔(۱)

قبرستان خاص لوگوں کے لیے وقف ہو

''قبرستان عام مسلمانوں کے لیے وقف نہ ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں!

قبرستان سے الگ دفن کرنا

مسلمان مردوں کو مسلمانوں کے عام قبرستان میں دفن کرنا مسنون ہے۔اس کے خلاف کسی خاص مقام میں دفن کرنا مکروہ ہے۔

موجودہ دور میں کسی جگہ پر قبضہ جمانے یا کسی اور مقصد کے لیے عام قبرستان سے ہٹ کر کسی خاص مقام، مسجد یا مدرسہ میں مردہ دفن کرنے کا جو رواج ہے یہ سنت طریقہ کے خلاف ہے۔ بلکہ ناجائز طور پر کسی اور کی جگہ پر ایسا کرنا تو بالکل جائز نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) وأخرج ابو محمد السمرقندی فی فضائل "قل هو الله أحد" عن علی مرفوعا "من مر علی المقابر وقرأ" قل هو الله "إحدی عشر مرة ثم وهب أجرها للاموات أعطی من الاجر بعدد الاموات. (شرح الصدور للسیوطی: ص: ۱۳۵، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی زیاره القبور، ط: مطابع الرشید بالمدینة المنورة)

(الدر المختار مع الرد: (۲/۲۴۲، ۲۴۳) کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی زیارة القبور، ط: سعید)

(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۶۲۲، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل فی زیارة القبور، ط: قدیمی)

(۲) ولایدفن صغیر ولا کبیر فی البیت الذی مات فیه فإن ذلک خاص بالأنبیاء، بل ینقل إلی مقابر المسلمین. اه، ومقتضاه أنه لایدفن فی مدفن خاص کما یفعله من یبنی مدرسة ونحوها، ویبنی له بقربها مدفناً تامل. (الشامیة: ۲/۲۳۵، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

(فتح القدیر، ۲/۱۴۱، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: فی الدفن، ط: رشیدیه)

(حلبی کبیر: ص: ۶۰۷، فصل فی الجنائز، ط: سهیل اکیڈمی)

قبرستان سے درخت ختم کرنا

''سبز گھاس قبرستان سے ختم کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۴۱۹/۱)

قبرستان سے سبز گھاس ختم کرنا

''سبز گھاس قبرستان سے ختم کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۴۱۹/۱)

قبرستان عام مسلمانوں کے لیے وقف نہ ہو

اگر قبرستان عام مسلمانوں کے لیے وقف نہ ہو، کسی خاص جماعت یا خاندان یا کسی خاص محلہ کے لوگوں کے لیے وقف ہو، تو ان لوگوں کو ہی اس قبرستان میں دفن ہونے کا حق حاصل ہے، دوسرے لوگوں کو اس میں مردہ دفن کرنے کا حق حاصل نہیں ہے البتہ قبرستان کی انتظامیہ ان لوگوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کو اس میں میت دفن کرنے کی اجازت دے سکتی ہے۔(۱) لیکن اس صورت میں زمین کی قیمت لینا جائز نہیں ہوگا۔ کیونکہ قبرستان وقف ہے۔(۲)

---

(۱) میت دفن فی أرض انسان بغیر اذن مالکها کان المالک بالخیار ان شاء الله رضی بذالک وان شاء امر باخراج المیت وان شاء سوی الارض وزرع فیها،لأن الارض ظهرها وبطنها مملوکة له. (الخانیة علی هامش الهندیة: ۳۱۴/۳، کتاب الوقف،فصل:فی المقابر والرباطات، ط: رشیدیه)

(عالمگیری: ۴۷۲/۲، کتاب الوقف،الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر،ط:رشیدیه)

لایجوز التصرف فی مال غیره بلاإذنه ولاولایته. (الشامیة: ۲۰۰/۶، کتاب الغصب، مطلب: فیما یجوز من التصرف بمال الغیر،ط:سعید)

(الاشباه والنظائر:ص: ۲۷۶، کتاب الغصب،ط:قدیمی)

(۲) وبیع ارض الوقف لایجوز. (الخانیة علی هامش الهندیة: ۳۱۰/۳، کتاب الوقف،قبیل فصل:فی الاشجار،ط:رشیدیه)

وبطل بیع مالیس فی ملکه. (الدر المختار: ۵۸/۵، کتاب البیوع،باب البیع الفاسدی، مطلب: الآدمی مکرم شرعا ولو کافراً،ط:سعید)

وإذاصح الوقف ... لم یجز بیعه ولاتملیکه) هو باجماع الفقهاء. (فتح القدیر، ۴۳۲/۵، ۴۳۳، کتاب الوقف،ط:رشیدیه)

قبرستان عام ہے

''عام قبرستان'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱؍۴۸۴)

قبرستان عبرت کی جگہ ہے

بعض لوگ قبرستان میں پہنچ کر بھی دنیا کی باتیں نہیں چھوڑتے، حالانکہ یہ عبرت کی جگہ ہے، قبر اور آخرت کے مراحل، ان کی ہولناکیوں اور اپنے انجام کی فکر کرنے کی جگہ ہے۔(۱)

قبرستان کا احاطہ بنانا

حلال رقم سے قبرستان کا احاطہ بنانا جائز ہے البتہ حرام رقم یا زکاۃ سے احاطہ

---

(۱) وروی الطبرانی عن ام سلمة بسند حسن ولفظه: نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها، فان لكم فيها عبرة، (مرقاة المفاتيح: ۲۱۵/۴، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

(وعن ابن مسعود أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فإنها تزهد فى الدنيا وتذكر الآخرة. ابن ماجه. (مشكاة المصابيح: ص: ۱۵۴، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، الفصل الثالث، ط: قديمى)

وينبغى لمتبع الجنازة أن يكون متخشعاً متفكراً فى مآله متعظا بالموت وبما يصير اليه الميت ولايتحدث بأحاديث الدنيا ولا يضحك وسمع ابن مسعود رجلاً يضحك فى جنازة فقال له: أتضحك وأنت فى جنازة؟ لاأكلمك أبداً. رواه سعيد بن منصور. (حلبى كبير: ص: ۵۹۴، فصل: فى الجنائز، ط: سهيل اكيڈمى)

(المغنى لابن قدامه: ۳۹۶/۳، مسألة: ۳۵۲، المشى بالجنازة الاسراع، فصل: ويستحب لمتبع الجنازة ان يكون متخشعا، ط: هجر، بيروت)

ويستحب لمن تبع الجنازة أن يكون مشغولا بذكر الله تعالىٰ والتفكر فيما يلقاه الميت وأن هذا عاقبة أهل الدنيا وليحذر عمالا فائدة فيه من الكلام، فإن هذا وقت ذكر وموعظة فتقبح فيه الغفلة. (حاشية الطحطاوى على المراقى: ص: ۶۰۲، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: فى حملها ودفنها، ط: قديمى)

بنانا جائز نہیں ہے۔(۱) اور زکاۃ کی رقم لگانے سے زکاۃ ادا بھی نہیں ہوگی۔(۲)

قبرستان کی خدمت کیسے آدمی سے لے؟

☆......قبرستان کی خدمت ایسے آدمی سے لی جائے جو قبروں کے آداب واحترام سے واقف ہو؛ اس لیے جہاں تک ممکن ہو مسلمان ملازم رکھنا لازم ہے۔ اور جہاں مسلمان ملازم نہ مل سکے تو مجبوری ہے۔(۳)

(۱) قال تاج الشريعة :أما لو أنفق في ذالک مالا خبثا ومالا سببه الخبيث والطيب فيكره لان الله تعالىٰ لا يقبل الا الطيب. (الشامية: ۱/۶۵۸، کتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب: كلمة لاباس دليل على ان المستحب غيره. الخ، ط:سعيد)

فلو المال خبيثا أوفيه شبهة الخبث فيكره، لان الله تعالىٰ لايقبل الا الطيب. (طحطاوى على الدر، ۱/۲۷۸، کتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، ط:مکتبه عربيه)

والحاصل انه ان علم ارباب الاموال وجب رده عليهم، والا فان علم عين الحرام لايحل له، ويتصدق به بنية صاحبه. (شامی:۵/۹۹، باب البيع الفاسد، مطلب:فيمن ورث مالا حراما، ط: سعيد)

(قوله كما بسطه الزيلعى)....وعلى هذا قالوا لو مات الرجل وكسبه من بيع العازف او الظلم أو اخذ الرشوة يتورع الورثة، ولاياخذون منه شيئا وهو اولى بهم، ويردونها على اربابها ان عرفوهم، والا تصدقوا بها، لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق اذا تعذر الرد على صاحبه. (شامى: ۶/ ۳۸۵، كتاب الحظر والاباحة، فصل فى البيع، ط:سعيد) وشامی(۲/ ۲۹۱، کتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، قبل، مطلب: فى التصدق من المال الحرام، ط:سعيد)

(۲) ويشترط أن يكون الصرف تمليكا لا إباحة كما مر ولايصرف الى بناء نحو مسجد ولا الى كفن ميت...الخ

قوله: نحو مسجد، كبناء القناطير والسقايات واصلاح الطرقات وكرى الانهار، والحج والجهاد وكل مالا تمليک فيه. (الدر مع الرد: ۲/۳۴۴، کتاب الزكاة، باب المصرف، ط:سعيد)

قوله: وبناء مسجد وتكفين الميت وقضاء دينه وشراء قن ليعتق) بالجر بالعطف على ذمى والضمير فى دينه للميت وعدم الجواز لانعدام التمليک الذى هو الركن فى الاربعة (البحر الرائق: ۲/۲۴۳، كتاب الزكاة، باب المصرف، ط:سعيد)

(تاتارخانيه: ۲/۲۰۵، كتاب الزكاة، الفصل الثامن فى المسائل المتعلقة بمن توضع فيه الزكاة، ط:قديمى)

(۳) يجب تعظيم قبر المسلم. (تاتارخانيه: ۲/۱۷۱، كتاب الصلاة، الباب الثانى والثلاثون فى الجنائز، فصل: فى القبر والدفن، ط:قديمى)=

☆......قبرستان کی خدمت اور صفائی وغیرہ کے لیے عورت کو مقرر کرنا درست نہیں، کیونکہ اس میں فتنہ کا اندیشہ ہے۔(۱)

قبرستان کی زمین دفن کے لیے وقف ہے

اگر قبرستان کی زمین دفن کرنے کے لیے وقف ہے تو اس کو اپنے مکان کے طور پر استعمال کرنا جائز نہیں ہے، اسی طرح اس میں سے قبروں کے نشانات کو مٹانا بھی جائز نہیں ہے۔(۲) البتہ اگر زمین دفن کرنے کے لیے وقف نہ ہو، بلکہ کسی کی مملوکہ زمین ہو، اور اس کی اجازت کے بغیر کسی نے میت کو دفن کر دیا ہو، یا اجازت سے دفن کیا ہو مگر مالک نے زمین وقف نہ کی ہو تو ان صورتوں میں جب یہ گمان غالب

= ویکره أن یدخل الکافر فی قبر قرابته من المسلمین لدفنه،لان المواضع التی فیه الکافر ینزل فیه اللعن والسخط والمسلم یحتاج الی نزول الرحمة فی کل ساعة فینزه قبره من ذالک.

(المحیط البرهانی:۳/ ۹۶،کتاب الصلاة،الباب الثانی والثلاثون فی الجنائز،نوع آخر من هذا الفصل فی الکافر یموت وله ولی مسلم،ط:ادارة القرآن)

(۱) وحاصل الکلام انها تکره للنساء، بل تحرم فی هذاالزمان لاسیما نساء مصر لان خروجهن علی وجه فیه فساد وفتنة.(حاشیة الطحطاوی علی المراقی:ص: ۶۲۰،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،فصل: فی زیارة القبور،ط:قدیمی)

(عمدة القاری،۶/ ۹۶،کتاب الجنائز،باب زیارة القبور،ط:دارالفکر بیروت)

(شرح سنن ابی داود للعینی،۴/ ۴۸۸،کتاب الصلاة،باب الخطبة فی یوم العید،ط:مکتبة الرشد)

(۲) سئل هو(ای القاضی الامام شمس الائمة)أیضا عن المقبرة فی القری اندرست ولم یبق فیها اثر الموتی لاالعظم ولاغیره هل یجوز زرعها واستغلالها؟قال: لا،ولها حکم المقبرة کذافی المحیط.

(عالمگیری، ۲/ ۴۷۰، ۴۷۱،کتاب الوقف،الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر، ط: رشیدیه)

(المحیط البرهانی: ۹/ ۱۴۵،کتاب الوقف،الفصل الثانی والعشرون فی المسائل التی تعود الی الرباطات والمقابر....الخ،ط:ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة)

(تاتارخانیة:۵/ ۵۹۰،کتاب الوقف،الفصل الثانی والعشرون فی المسائل التی تعود الی الرباطات والمقابر،ط:قدیمی)

لایجوزالانتفاع لأهل القریة بالمقبرة الداثرة،(فتح القدیر: ۶/ ۲۴۰،کتاب الوقف، ط: رشیدیه)

ہو جائے کہ میت کی لاش مٹی ہوگئی ہے، تو مالک کو زمین پر مکان بنانا جائز ہوگا۔(۱)

قبرستان کی سوکھی گھاس جلانا

''گھاس جلانا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۲۲۲)

قبرستان کی صفائی کے لیے عورت مقرر کرنا

قبرستان میں جھاڑو اور صفائی کے لیے عورت کو مقرر کرنا درست نہیں، کیونکہ فتنہ کا اندیشہ ہے۔(۲)

قبرستان کی گھاس کاٹنے کی ممانعت

''گھاس کاٹنے کی ممانعت'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۲۲۲)

قبرستان کے آداب

☆...... قبرستان عبرت، اور آخرت کے مراحل، اور اس کی ہولناکیوں اور اپنے انجام کی فکر کرنے کی جگہ ہے، اس لیے وہاں پہنچ کر دنیا کی باتیں اور مذاق مستی کی باتیں نہیں کرنی چاہییں۔(۳)

---

(۱) ولایخرج منه)بعد إهالة التراب(إلا) لحق آدمی(كأن تكون الارض مغصوبة....ويخير المالك بين إخراجه ومساواته، كما جاز زرعه والبناء عليه إذابلىٰ وصار ترابا زيلعى.
قوله: كما جاز زرعه)أى القبر ولو غير مغصوب. (الدر مع الرد: ۲/۲۳۷، ۲۳۸، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى دفن الميت، ط: سعيد)
(تبيين الحقائق، ۱/۲۴۶، كتاب الصلاة، باب الجنائز، قبيل فصل: فى تعزية اهل الميت، ط: امداديه ملتان.
(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۶۱۲. ۶۱۵، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: فى حملها ودفنها، ط: قديمى)
(۲) انظر الى الحاشية السابقة، رقم: ۱، (وحاصل الكلام انها تكره للنساء،)
(۳) (وعن ابن مسعود أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فإنها تزهد فى الدنيا وتذكر الآخرة. ابن ماجه. (مشكاة المصابيح: ص: ۱۵۴، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، الفصل الثالث، ط: قديمى) =

☆...... قبرستان میں داخل ہوتے وقت قبر والوں کو سلام کرنے کے جو کلمات ہیں وہ کہنے چاہییں، اس سے غافل ہونا قبرستان کے آداب کے خلاف ہے۔ (۱)

☆...... قبرستان میں معروف اور متعین راستے سے چلنا چاہیے، معروف راستہ چھوڑ کر قبروں کے اوپر سے پھلانگ کر میت کی قبر تک پہنچنے کی کوشش کرنا یا قبروں پر چڑھ کر چلنا ناجائز، اور قبرستان کے آداب کے خلاف ہے؛ اس لیے قبرستان کے

= وروی الطبرانی عن ام سلمة بسند حسن ولفظه: نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها، فان لكم فيها عبرة، (مرقاة المفاتيح: ۲۱۵/۴، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

وينبغي لمتبع الجنازة أن يكون متخشعاً متفكراً في مآله متعظا بالموت وبما يصير اليه الميت ولايتحدث بأحاديث الدنيا ولا يضحك وسمع ابن مسعود رجلاً يضحك في جنازة فقال له: أتضحك وأنت في جنازة؟ لاأكلمك أبداً. رواه سعيد بن منصور. (حلبی کبیر: ص: ۵۹۴، فصل: في الجنائز، ط: سهيل اكيڈمی)

(المغني لابن قدامه: ۳۹۶/۳، مسألة: ۳۵۲، المشي بالجنازة الاسراع، فصل: ويستحب لمتبع الجنازة ان يكون متخشعا، ط: هجر، بيروت)

ويستحب لمن تبع الجنازة أن يكون مشغولا بذكر الله تعالىٰ والتفكر فيما يلقاه الميت وأن هذا عاقبة أهل الدنيا وليحذر عمالا فائدة فيه من الكلام، فإن هذا وقت ذكر وموعظة فتقبح فيه الغفلة. (حاشية الطحطاوي على المراقي: ص: ۶۰۶، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: في حملها ودفنها، ط: قديمي)

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: مر رسول الله صلى الله عليه وسلم بقبور المدينة، فأقبل عليهم بوجهه فقال: السلام عليكم ياأهل القبور! يغفر الله لناولكم، أنتم سلفنا ونحن بالأثر. (جامع الترمذي: ۲۰۳/۱، ابواب الجنائز، باب مايقول الرجل إذا دخل المقابر، ط: قديمي)

قال في الفتح: والسنة زيارتها قائما، والدعاء عندها قائما، كماكان يفعله صلى الله عليه وسلم في الخروج إلى البقيع ويقول: السلام عليكم...... الخ وفي شرح اللباب للملا على القاري ومن آدابها أن يسلم بلفظ السلام عليكم على الصحيح، لاعليكم السلام فانه ورد: "السلام عليكم دار قوم مومنين، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون ونسأل الله لنا ولكم العافية" ثم يدعو قائما طويلا، وإن جلس يجلس بعيداً أو قريبا بحسب مرتبته في حال حياته...... اه (الشامية: ۲۴۲/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في زيارة القبور، ط: سعيد)

(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۶۲۱، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: في زيارة القبور، ط: قديمي)

معروف اور مقررہ راستہ خواہ کچھ لمبا ہی کیوں نہ ہو، اسی پر چلنا چاہیے۔(۱)

☆......بعض لوگ قبرستان پہنچ کر میت کے اردگرد جم کر بیٹھ جاتے ہیں، تاکہ میت کی تدفین کی کارروائی دیکھ سکیں، یہ بھی آداب کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے میت کے رشتہ دار اور قبر بنانے والوں کو بہت کلفت اور تکلیف ہوتی ہے۔ اور ہجوم کی بنا پر آپس میں بھی ایک دوسرے کو اذیت ہوتی ہے۔ پھر اکثر قرب وجوار کی دوسری قبروں کو بھی اپنے پیروں سے بری طرح روندتے ہیں، یہ بھی آداب کے خلاف ہے۔

واضح رہے کہ دفن کی کارروائی دیکھنا کوئی فرض یا واجب نہیں ہے، لیکن دوسروں کو اپنے اس طرز عمل سے تکلیف دینا حرام ہے۔ اور قبروں کو روندنا اور ان پر چلنا جائز نہیں ہے، لہٰذا گناہ کے کاموں سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ قبر کے پاس صرف کام کرنے والوں کو رہنے دینا چاہیے، تاکہ وہ لوگ اپنا کام سہولت سے انجام دے سکیں۔ اور جب مٹی دینے کا وقت آئے تو مٹی ڈال دیں۔

مٹی دینے میں عجلت سے کام لینا، ایک دوسرے پر چڑھ جانا اور تکلیف پہنچانا وغیرہ یہ بھی ناجائز ہے۔(۲)

---

(۱) عن جابر رضی الله عنه قال: نهى النبى صلى الله عليه وسلم: أن تجصيص القبور، وأن يكتب عليها، وأن يبنى عليها وأن توطأ(جامع الترمذى: ۲۰۳/۱، ابواب الجنائز، باب ماجاء فى كراهة تجصيص القبور والكتابة عليها، ط: قديمى)

ويكره الجلوس على القبر ووطؤه. (الشامية: ۲۴۵/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى وضع الجريد ونحو الآس على القبور، ط: سعيد)

(البحر الرائق: ۱۹۴/۲، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

(عالمگیری: ۱۲۶/۱، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل السادس فى القبر والدفن، ط: رشيديه)

(۲) عن عبد الله بن عمر عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده..... الحديث. (الصحيح للبخارى: ۶/۱، كتاب الايمان، باب: المسلم من سلم المسلمون..... الخ، ط: قديمى)=

قبرستان کے درختوں کا پھل کھانا

قبرستان کے درختوں کا پھل کھانا جائز ہے۔ قبر پر درخت ہونے کی وجہ سے اس کا پھل کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ اگر قبرستان وقف ہے تو اس کے پھلوں کے متعلق جو کچھ شرط یا تعامل ہو، ویسا کرے۔ یعنی اگر فروخت کرنے کی شرط ہے، تو قیمت دے کر خرید ے بغیر مت کھائے۔ اور اگر فقراء کے لیے وقف ہے تو مالدار نہ کھائے۔ (۱)

قبرستان کے درختوں کا حکم

☆......قبرستان کے درخت اگر زمین کو قبرستان بنانے سے پہلے کے ہیں، تو اگر وہ زمین پہلے کسی شخص کی مملوکہ تھی اور اس نے اسے قبرستان کے لیے وقف کر دیا تو

= (الصحیح للمسلم: ۱/۴۸، کتاب الایمان، باب بیان تفاضل الاسلام وأی أموره أفضل، ط: قدیمی)

وحاصله: أن المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده والأخ لایضر أخاه بل ینفعله فی کل مایراه، (مرقاة المفاتیح: ۹/۱۶۹، کتاب الأدب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق، الفصل الاول، ط: رشیدیه)

(۱) علی أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفین واجبة. (الشامیة: ۴/۴۴۵، کتاب الوقف، مطلب: مراعاة غرض الواقفین واجبة...الخ، ط: سعید)

شرط الواقف کنص الشارع. (الشامیة: ۴/۴۳۳، کتاب الوقف، مطلب: فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع، ط: سعید)

شرط الواقف کنص الشارع أی فی المفهوم والدلالة. (تنقیح الفتاوی الحامدیة. ۱/۱۲۶، کتاب الوقف، مطلب: شرط الواقف کنص الشارع، ط: مکتبه حبیبه)

(الاشباه والنظائر: ص: ۱۹۴، الفن الثانی، الفوائد، کتاب الوقف، ط: قدیمی)

فإن شرائط الواقف معتبرة. (الشامیة، ۴/۳۴۳، کتاب الوقف، مطلب: شرائط الواقف معتبرة...... الخ، ط: سعید)

درخت اس کی ملک ہیں، جو چاہے کرے۔ اور اگر زمین کسی کی ملک نہیں تھی، تو درخت اب بھی اسی حالت میں رہیں گے، جیسے قبرستان بننے سے پہلے تھے۔(۱)

☆......قبرستان کی زمین اگر مملوکہ ہو تو اس کے درخت خواہ لگائے ہوئے ہوں یا خود اُگے ہوں مالک کے ہیں۔(۲) جن درختوں سے مقبرہ کو نقصان پہنچنے کا

---

(۱) المالک هو المتصرف فی الاعیان المملوکة کیف شاء من الملک. (بیضاوی: ص:۳۳، سورة الفاتحة، ط: رحمانیه)

مقبرة علیها أشجار عظیمة فهذا علی وجهین: اما ان کانت الاشجار نابتة قبل إتخاذ الارض مقبرة أو نبتت بعد إتخاذ الارض مقبرة، ففی الوجه الاول المسألة علی قسمین: اما ان کانت الارض مملوکة لها مالک أو کانت لا مالک لها و اتخذها أهل القریة مقبرة، ففی القسم الاول الاشجار بأصلها علی ملک رب الارض یصنع بالاشجار و أصلها ماشاء، وفی القسم الثانی الأشجار بأصلها علی حالها القدیم. (المحیط البرهانی: ۱۴۷/۹، کتاب الوقف، الفصل الثانی والعشرون فی المسائل التی تعود الی الاشجار التی فی المقابر وأراضی الوقف وغیر ذالک، ط: ادارة القرآن)

(تاتارخانیة: ۵۹۲/۵، کتاب الوقف، الفصل الثانی والعشرون فی المسائل التی تعود الی الاشجار التی فی المقابر وارضی الوقف وغیر ذالک، ط: قدیمی)

(عالمگیری: ۴۷۳/۲، ۴۷۴، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر..الخ، مطلب: الکلام علی الاشجار فی المقبرة وغیر ذالک، ط: رشیدیه)

(۲) مقبرة علیها أشجار عظیمة فهذا علی وجهین: اما ان کانت الاشجار نابتة قبل إتخاذ الارض مقبرة أو نبتت بعد إتخاذ الارض مقبرة، ففی الوجه الاول المسألة علی قسمین: اما ان کانت الارض مملوکة لها مالک أو کانت لا مالک لها و اتخذها أهل القریة مقبرة، ففی القسم الاول الاشجار بأصلها علی ملک رب الارض یصنع بالاشجار و أصلها ماشاء. (عالمگیری: ۴۷۳/۲، ۴۷۴، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر..الخ، مطلب: الکلام علی الاشجار فی المقبرة وغیر ذالک، ط: رشیدیه)

(المحیط البرهانی: ۱۴۷/۹، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر...الخ، مطلب: الکلام علی الأشجار فی المقبرة وغیر ذالک، ط: رشیدیه)

(التاتارخانیة: ۵۹۲/۵، کتاب الوقف، الفصل الثانی والعشرون فی المسائل التی تعود الی الاشجار التی فی المقابر وأراضی الوقف وغیر ذالک، ط: قدیمی)

اندیشہ ہو، ان کو کاٹنا بلاتردد جائز ہے۔(۱)

☆......اور اگر قبرستان کی زمین مملوکہ نہیں، بلکہ وقف ہے، اور زمین وقف ہونے کے بعد درخت اُگے ہیں، تو وہ درخت بھی وقف کے حکم میں ہیں۔ اس میں قاضی یا متولی یا قبرستان کی انتظامیہ تصرف کرسکتی ہے۔ یعنی ان کی آمدنی کو قبرستان کی مرمت اور توسیع کے لیے استعمال کرسکتے ہیں۔(۲)

---

(۱) عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الايمان بضع وسبعون أو بضع وستون شعبة فأفضلها قول لااله الاالله وادناها اماطة الاذى عن الطريق والحياء شعبة من الايمان.

قوله: صلى الله عليه وسلم: أدناها اماطة الاذى عن الطريق) أى تنحيته وإبعاده والمراد بالاذى كل مايؤذى من حجر او مدر أوشوك. (صحيح مسلم مع شرح النووى: ۱/۴۷، ۴۸، كتاب الايمان، باب بيان عدد شعب الايمان وأفضلها وأدناها، ط: قديمى)

مرقاة المفاتيح: ۱/۱۳۵، كتاب الايمان، الفصل الاول، ط: رشيديه)

وعن أنس، أخرجه بن ابى شيبة من حديث قتادة عنه، قال: "كانت شجرة على طريق الناس فكانت تؤذيهم فعزلها رجل عن طريقهم، قال النبى صلى الله عليه وسلم: رأيته يتقلب فى ظلها فى الجنة" وأعلم ان الشخص يوجر على اماطه الاذى وكل مايؤذى الناس فى الطريق.... ولاشك ان نزع الأذى عن الطريق من اعمال البر وأن أعمال البر تكفر السيئات وتوجب الغفران، ولاينبغى للعاقل أن يحقر شيئا من أعمال البر، أما ماكان من شجر فقطعه وألقاه، وأماماكان موضوعا فأماطه. (عمدة القارى، ۹/۲۳۴، كتاب المظالم والغصب، باب من أخذ الغصن وما يؤذى الناس فى الطريق فرمى به، ط: دار الفكر)

(۲) وإن نبت الاشجار فيها بعد إتخاذ الارض مقبرة فإن علم غارسها كانت للغارس وإن لم يعلم الغارس فالرأى فيها يكون للقاضى إن رأى أن يبيع الاشجار ويصرف ثمنها إلى عمارة المقبرة فله ذالك ويكون فى الحكم كأنها وقف، (الخانية على هامش الهندية: ۳/۳۱۱، كتاب الوقف، فصل: فى الاشجار، ط: رشيديه)

(الهندية: ۲/۴۷۴، كتاب الوقف، الباب الثانى عشر فى الرباطات والمقابر.... الخ، مطلب: الكلام على الاشجار فى المقبرة وغير ذالك، ط: رشيديه)

(المحيط البرهانى: ۹/۱۴۷، كتاب الوقف، الفصل الثانى والعشرون فى المسائل التى تعود الى الاشجار التى فى المقابر وأراضى الوقف وغير ذالك، ط: اداره القرآن)

قبرستان کے درختوں کا مصرف

☆......اگر قبرستان وقف ہے، جیسا کہ عام عرف یہی ہے تو کسی بھی شخص کے لیے قبرستان کے درختوں کو کاٹ کر اپنے کام میں لانا جائز نہیں ہے۔ بلکہ وقف کے مصارف میں خرچ کرنا لازم ہے۔(۱)

☆......اور ضرورت کے بغیر قبرستان سے سبز درخت کاٹنا جائز نہیں ہے۔ البتہ سوکھا درخت کاٹ کر وقف کے مصارف پر صرف کر دیا جائے۔(۲) اگر وقف کرنے والے نے مسجد میں خرچ کرنے کی اجازت دے دی تو وہاں بھی خرچ کرنا درست ہے۔(۳)

---

(۱) وإن نبت الاشجار فيها بعد إتخاذ الارض مقبرة فإن علم غارسها كانت للغارس وإن لم يعلم الغارس فالرأى فيها يكون للقاضى إن رأى أن يبيع الاشجار ويصرف ثمنها إلى عمارة المقبرة فله ذالک ويكون فى الحكم كأنها وقف،(الخانية على هامش الهندية: ۳/۳۱۱، كتاب الوقف، فصل: فى الاشجار،ط:رشيديه)

(الهندية: ۲/۴۷۳، كتاب الوقف،الباب الثانى عشر فى الرباطات و المقابر....الخ، مطلب: الكلام على الاشجار فى المقبرة وغير ذالک،ط:رشيديه)

(المحيط البرهانى: ۹/۱۴۷، كتاب الوقف،الفصل الثانى والعشرون فى المسائل التى تعود الى الاشجار التى فى المقابر وأراضى الوقف وغير ذالک،ط:اداره القرآن)

(۲) يكره ايضا قطع النبات الرطب والحشيش من المقبرة دون اليابس.(الشامية: ۲/۲۴۵، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فى وضع الجريد ونحو الآس على القبور، ط:سعيد)

ويكره قطع الحطب والحشيش من المقبرة الا اذا كان يابسا ولايستحب قطع الحشيش الرطب. (البحر الرائق،۲/۱۹۶، كتاب الصلاة،قبيل باب الشهيد،ط:سعيد)

(عالمگیری: ۱/۱۶۷، كتاب الصلاة،الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل السادس فى القبر والدفن، ط:رشيديه)

(۳) على أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة.(الشامية: ۴/۴۴۵، كتاب الوقف، مطلب: مراعاة غرض الواقفين واجبة...الخ،ط:سعيد)

شرط الواقف كنص الشارع.(الشامية: ۴/۴۳۳، كتاب الوقف،مطلب:فى قولهم شرط الواقف كنص الشارع،ط:سعيد)=

☆...... اگر قبرستان وقف نہیں، بلکہ ذاتی ملک ہے، تو مالک کے لئے سوکھے درخت کاٹ کر اپنے استعمال میں لانا جائز ہے۔(۱)

قبرستان مسلم غیر مسلم سے مخلوط ہے

''مخلوط قبرستان میں دفن کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۲۵۲)

قبرستان مملوکہ ہے

''مملوکہ قبرستان'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۳۰۲)

قبرستان میں آمدنی کے لیے درخت لگانا

''درخت لگانا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۳۴۵)

= شرط الواقف کنص الشارع أی فی المفهوم والدلالة.(تنقیح الفتاوی الحامدیة. ۱/۱۲۶، کتاب الوقف، مطلب: شرط الواقف کنص الشارع، ط: مکتبه حبیبیه)

(الاشباه والنظائر: ص: ۱۹۴، الفن الثانی، الفوائد، کتاب الوقف، ط: قدیمی)

فإن شرائط الواقف معتبرة.(الشامیة، ۴/۳۴۳، کتاب الوقف، مطلب: شرائط الواقف معتبرة...... الخ، ط: سعید)

(۱) مقبرة علیها أشجار عظیمة قبل اتخاذ الارض مقبرة فان کانت الارض یعرف مالکها فالاشجار بأصلها للمالک یصنع بالاشجار وأصلها ماشاء..... وإن نبتت الاشجار فیها بعد إتخاذ الارض مقبرة فإن علم غارسها کانت للغارس وإن لم یعلم الغارس فالرأی فیها یکون للقاضی إن رأی أن یبیع الاشجار ویصرف ثمنها إلی عمارة المقبرة فله ذالک.(الخانیة علی هامش الهندیة: ۳/۳۱۱، کتاب الوقف، فصل: فی الاشجار، ط: رشیدیه)

(الهندیة: ۲/۴۷۴، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر....الخ، مطلب: الکلام علی الاشجار فی المقبرة وغیر ذالک، ط: رشیدیه)

(المحیط البرهانی: ۹/۱۴۷، کتاب الوقف، الفصل الثانی والعشرون فی المسائل التی تعود الی الاشجار التی فی المقابر وأراضی الوقف وغیر ذالک، ط: اداره القرآن)

(التاتارخانیة: ۵/۵۹۲، کتاب الوقف، الفصل الثانی والعشرون فی المسائل التی تعود الی الاشجار التی فی المقابر وأراضی الوقف وغیر ذالک، ط: قدیمی)

قبرستان میں بیٹھنے کے لیے کرسی بنانا

''کرسی بنانا''عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۱۷۹)

قبرستان میں جوتا پہن کر چلنا

''جوتا پہن کر قبرستان میں چلنا''عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۲۸۹)

قبرستان میں چبوترہ بنانا

☆......جو زمین قبرستان کی ہے اور میت دفن کرنے کے لیے وقف ہے اس پر جنازہ کی نماز پڑھنے کے لیے چبوترہ بنانا اور نماز کے لیے خاص کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر کسی نے قبرستان کی جگہ پر نماز پڑھنے کے لیے چبوترہ بنایا ہے تو اس کو توڑ کر زمین کو میت دفن کرنے کے لیے خالی کردینا ضروری ہے۔(۱)اور اگر چبوترہ کی زمین میت دفن کرنے کے لیے وقف نہیں، بلکہ وقف کرنے والے نے جنازہ کی نماز کے لیے وقف کی ہے،تو اس پر جنازہ کی نماز پڑھنا جائز ہے۔

☆......پنج وقتہ نمازوں میں سے کوئی نماز اگر اتفاقاً اس چبوترہ پر پڑھ لی

---

(۱) سئل هو(ای القاضی الامام شمس الائمة)أيضا عن المقبرة فی القری اندرست ولم يبق فيها أثر الموتی لا العظم ولا غيره هل يجوز زرعها واستغلالها؟قال: لا،ولها حكم المقبرة ،كذافی المحيط.(عالمگیری:۲/۴۷۰،۴۷۱،كتاب الوقف،الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر...الخ،ط:رشيديه)

(المحيط البرهانی:۹/۱۴۵ ،كتاب الوقف،الفصل الثانی والعشرون فی المسائل التی تعود إلی الرباطات والمقابر...الخ،ط:ادارة القرآن)

(تاتارخانيه:۵/۵۹۰،كتاب الوقف،الفصل الثانی والعشرون فی المسائل التی تعود إلی الرباطات والمقابر...الخ،ط:قديمی)

جائے، تو کوئی مضائقہ نہیں، (۱) مگر پنجگانہ نمازوں کے لیے اس کو مخصوص کر دینا جائز نہیں۔ (۲)

☆...... چبوترہ کے سامنے دیوار نہ ہو تو اس کے آگے قبلہ کی جانب سترہ قائم کر کے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ (۳)

---

(۱) ولابأس بالصلاة فيها إذا كان فيها موضع أعد للصلاة وليس فيه قبر ولانجاسة كمافي الخانية ولاقبلته إلى قبر. "حليه" (الشامية: ۱/ ۳۸۰، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: تكره الصلاة في الكنيسة، ط: سعيد)

وتكره الصلاة في المقبرة الا ان تكون فيها موضع أعد للصلاة لانجاسة فيه ولاقذر (حاشية الطحطاوي على المراقي: ص: ۳۵۷، كتاب الصلاة، باب الامامة، فصل: في المكروهات، ط: قديمي)

(البحر الرائق: ۲/ ۳۳، كتاب الصلاة، قبيل فصل: لما فرغ من بيان الكراهة في الصلاة، ط: سعيد)

(۲) شرط الواقف كنص الشارع. (الشامية: ۴/ ۴۳۳، كتاب الوقف، مطلب: في قولهم شرط الواقف كنص الشارع، ط: سعيد)

شرط الواقف كنص الشارع أي المفهوم والدلالة. (تنقيح الفتاوى الحامدية. ۱/ ۱۲۶، كتاب الوقف، مطلب: شرط الواقف كنص الشارع، ط: مكتبه حبيبيه)

(الاشباه والنظائر: ص: ۱۹۴، الفن الثاني، الفوائد، كتاب الوقف، ط: قديمي)

على أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة. (الشامية: ۴/ ۴۴۵، كتاب الوقف، مطلب: مراعاة غرض الواقفين واجبة... الخ، ط: سعيد)

(۳) وكفت سترة الامام للكل ولو عدم المرور والطريق جاز تركها وفعلها أولى. (قوله: ولوعدم المرور...... الخ)...... قال في البحر عن الحلية: ويظهر أن الاولى اتخاذها في هذا الحال وإن لم يكره الترك لمقصود آخر وهو كف بصره عما وراءها وجمع خاطره بربط الخيال، (الدر مع الرد: ۱/ ۶۳۸، كتاب الصلاة، مطلب: مكروهات الصلاة، ط: سعيد)

وتكره الصلاة في الصحراء من غير سترة إذا خاف المرور بين يديه...... والمستحب لمن يصلي في الصحراء أن ينصب شيئا ويستتر. (البحر الرائق: ۲/ ۱۷، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، ط: سعيد)

(مراقي الفلاح مع الطحطاوي: ص: ۳۶۵، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، فصل: في المكروهات، فصل: في اتخاذ السترة، ط: قديمي)

☆......اگر قبرستان کی خالی جگہ پر صرف جنازہ کی نماز پڑھنے کے لیے اور بارش، دھوپ وغیرہ میں بیٹھنے کے لیے کوئی کمرہ وغیرہ بنایا جائے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ قبرستان میں جنازہ کی نماز پڑھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ سامنے قبریں نہ ہوں، اور بہتر یہ ہے کہ جنازہ کی نماز دوسری جگہ پڑھیں۔(۱)

قبرستان میں خشک گھاس کو آگ لگانا

''گھاس کو آگ لگانا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/ ۲۲۳)

قبرستان میں دکان بنانا

عام قبرستان مسلمان مُردوں کے لیے وقف ہوتا ہے، اور قبرستان کا اصل مقصد یہی ہوتا ہے؛ اس لیے قبرستان کے کسی حصے میں قبرستان کے مفاد کے لیے بھی

---

(۱) ولابأس بالصلاة فيها إذا كان فيها موضع أعد للصلاة وليس فيه قبر ولانجاسة كمافی الخانية ولاقبلته إلى قبر. "حليه" (الشامية: ۱/ ۳۸۰، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: تكره الصلاة فی الكنيسة، ط: سعيد)

وتكره الصلاة فی المقبرة الا ان تكون فيها موضع أعد للصلاة لانجاسة فيه ولاقذر (حاشية الطحطاوی علی المراقی: ص: ۳۵۷، كتاب الصلاة، باب الامامة، فصل: فی المكروهات، ط: قديمی)

(البحر الرائق: ۲/ ۳۳، كتاب الصلاة، قبيل فصل: لما فرغ من بيان الكراهة فی الصلاة، ط: سعيد)

شرط الواقف كنص الشارع. (الشامية: ۴/ ۴۳۳، كتاب الوقف، مطلب: فی قولهم شرط الواقف كنص الشارع، ط: سعيد)

شرط الواقف كنص الشارع أی المفهوم والدلالة. (تنقيح الفتاوی الحامدية: ۱/ ۱۲۶، كتاب الوقف، مطلب: شرط الواقف كنص الشارع، ط: مكتبه حبيبيه)

(الاشباه والنظائر: ص: ۱۹۴، الفن الثانی، الفوائد، كتاب الوقف، ط: قديمی)

علی أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة. (الشامية: ۴/ ۴۴۵، كتاب الوقف، مطلب: مراعاة غرض الواقفين واجبة...الخ، ط: سعيد)

دکانیں بنانا شرعاً جائز نہیں ہے،(۱) ہاں اگر واقف نے وقف کرتے وقت دکان بنانے کی اجازت دی ہے، یا کسی آدمی نے قبرستان کے مفاد کے لیے دکان بنانے کے لیے جگہ دی ہے، تو اس میں دکان بنانا جائز ہے اور اس کی آمدنی قبرستان میں خرچ کرنا لازم ہے۔(۲)

قبرستان میں مویشی چرانا

قبرستان میں مویشی کو گھاس چرانے کے لیے چھوڑنا منع ہے، قبریں روندی جائیں گی، گوبر وغیرہ نجس چیزیں قبروں پر گریں گی، جس سے میت کی بے حرمتی ہوگی۔(۳)

---

(۱) سئل هو(ای القاضی الامام شمس الائمة)أيضا عن المقبرة فی القری اندرست ولم يبق فيهاأثر الموتی لاالعظم ولاغيره هل يجوز زرعها واستغلالها؟قال:لا،ولها حکم المقبرة ،کذافی المحيط.(عالمگیری:۲/۴۷۰،۴۷۱،کتاب الوقف،الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر...الخ،ط:رشيديه)

(المحيط البرهانی:۹/۱۴۵،کتاب الوقف،الفصل الثانی والعشرون فی المسائل التی تعود إلی الرباطات والمقابر...الخ،ط:ادارةالقرآن)

(تاتارخانيه:۵/۵۹۰،کتاب الوقف،الفصل الثانی والعشرون فی المسائل التی تعود إلی الرباطات والمقابر..الخ،ط:قديمی)

(۲) شرط الواقف کنص الشارع.(الشامية:۴/۴۳۳،کتاب الوقف،مطلب:فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع،ط:سعيد)

شرط الواقف کنص الشارع أی المفهوم والدلالة.(تنقيح الفتاوی الحامدية.۱/۱۲۶،کتاب الوقف،مطلب:شرط الواقف کنص الشارع، ط:مکتبه حبيبيه)

(الاشباه والنظائر:ص:۱۹۴،الفن الثانی،الفوائد،کتاب الوقف،ط:قديمی)

علی أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة.(الشامية:۴/۴۴۵،کتاب الوقف، مطلب: مراعاة غرض الواقفين واجبة...الخ،ط:سعيد)

(۳) فلوکانت فيها حشيش يحش ويرسل الی الدواب ولاترسل الدواب فيها کذا فی البحرالرائق، (عالمگیری:۲/۴۷۱،کتاب الوقف،الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر... الخ، ط: رشيديه)

(البحرالرائق:۵/۳۵۴،کتاب الوقف،ط:سعيد)

(الخانية علی هامش الهندية:۳/۳۱۴،کتاب الوقف، فصل: فی المقابر والرباطات، ط: رشيديه)

Scanned by CamScanner

قبرستان میں میت کا منہ دکھانا

قبرستان میں میت کا منہ دکھانے کے بارے میں شریعت میں کوئی اصل اور ثبوت نہیں ہے، اور بعض جگہ مردے کو قبر میں رکھنے کے بعد کفن کھول کر چہرہ دکھلایا جاتا ہے، یہ بے اصل ہے، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے،(۱) کفن کا بند (گرہ) لگا دینے کے بعد کھولنا مناسب نہیں کیونکہ بعض مرتبہ برزخ کے آثار شروع ہوجاتے ہیں، انہیں ظاہر کرنا مناسب نہیں ہے، البتہ قبر میں کفن کے بند کھول دیے جائیں گے۔(۲)

---

(۱) عن عائشة رضى الله عنها قالت: قال النبى صلى الله عليه وسلم :من أحدث فى أمرنا هذا ماليس منه فهو رد.(صحيح البخارى: ۱/۳۷۱،كتاب الصلح، باب إذااصطلحوا على صلح جور فهو مردود،ط:قديمى)

من أصر على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة،فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال،فكيف من أصر على بدعة أومنكر.(مرقاة المفاتيح:۳/۲۶، كتاب الصلاة،باب الدعاء فى التشهد، ط:رشيديه)

الاصرار على المندوب يبلغه الى حد الكراهة ،فكيف إصرار البدعة التى لاأصل لها فى الشرع، (السعايه:۲/۲۶۵، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة،قبيل فصل: فى القراءة ،ط:سهيل اكيڈمى)

(۲) وينبغى للغاسل ولمن حضر إذا رأى مايجب الميت ستره أن يستره ولايحدث به لأنه غيبة، وكذا اذاكان عيبا حادثا بالموت كسواد وجه ونحوه.(الشامية: ۲/۲۰۲، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب:فى الكفن،ط:سعيد)

وينبغى للغاسل ولمن حضر اذارأى من الميت شيئا ممايجب على الميت ستره أن يستره ولا يحدث به لانه غيبة هذا اذاكان من العيوب الموجودة قبل الموت وكذا اذاكان من العيوب الحادثه بالموت كسواد وجهه ونحوه.(حلبى كبير:ص:۵۸۰،فصل فى الجنائز،ط:سهيل اكيڈمى)

ويستر مالاينبغى إظهاره)...... وإن رأى مايكره كنتنه وسواد وجهه وبدنه أوانقلاب صورته حرم أن يتحدث به.(حاشية الطحطاوى على المراقى:ص: ۵۷۰، كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز، ط:قديمى)

قبرستان میں نماز پڑھنا

اگر قبرستان میں خالی جگہ ہو، اور سامنے قبریں نہ آتی ہوں، اور اگر آتی ہوں تو اتنی دور ہوں کہ نمازی کی نگاہ ان پر نہ پڑتی ہو یا درمیان میں کوئی حائل ہو تو جنازہ کی نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے ورنہ قبروں کے درمیان جنازہ کی نماز پڑھنا منع ہے۔(۱)

قبر سے خوشبو آنا

''مشک کی خوشبو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۲۹۳)

قبر عمل کا صندوق ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ قبر عمل کا صندوق ہے، اس کا حال موت کے بعد معلوم ہوگا، یعنی جس طرح آدمی اپنی محنت کا روپیہ صندوق میں رکھتا ہے، اسی طرح جو عمل بھلا یا بُرا کرتا ہے اس کا صندوق قبر ہے۔(۲)

قبر کا استقبال

''قبر کا میت سے بات کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۱۲۱)

---

(۱) ویکره ان تکون قبلة المسجد الى المخرج...... او الى القبر...... هذااذا لم يكن بين يدى المصلى وبين هذه المواضع حائل كالحائط وإن كان حائط لايكره.(حلبى كبير:ص:٣٦٦، كراهية الصلاة، فروع فى الخلاصة)

یکره ان تكون قبلة المسجد الى حجام او مخرج او قبر ،فان كان بينه وبين هذه حائل حائط لايكره، (فتح القدير: ١/٣٦٥، كتاب الصلاة،فصل: يكره للمصلى ان يبعث بثوبه.)

وقال فى الحلية: وتكره الصلاة عليه وإليه لورود النهى عن ذالک.(الشامية: ٢/٣٤٥، كتاب الصلاة،مطلب: فى وضع الجريد ونحوالآس على القبر، ط:سعيد)

(٢) وأخرج ابن العساكر ، عن على بن أبى طالب رضى الله عنه قال : القبر صندوق العمل ، و بعد الموت يأتيک الخبر . (شرح الصدور بشرح حال الموتٰى و القبور : (ص: ٣٦) باب ذكر الموت والاستعداد له ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

قبر کا برتاؤ

’’قبر کا میت سے بات کرنا‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں! (۱۲۱/۲)

قبر کا جواب

’’بیوی نے کیا کہا اور قبر نے کیا جواب دیا؟‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں! (۱۶۵/۱)

قبر کا سامان تیار کرو

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اپنی قبر کا سامان تیار کرو، اس واسطے کہ قبر ہر روز سات بار تم سے کہتی ہے کہ اے آدم کی اولاد! تم لوگ ضعیف ہو، میری مصیبت برداشت نہ کرسکو گے، تم لوگ زندگی میں اپنے اوپر رحم کرو، میرے اندر آنے سے پہلے جب اپنے اوپر رحم کروگے تو میرے عذاب سے نجات پاؤ گے۔ (۱)

قبر کا طواف کرنا

قبر کا طواف کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے اس سے بچنا ضروری ہے۔ (۲)

---

(۱) وأخرج الديلمي عن ابن عباس قال: قال رسول الله ﷺ: تجهزوا لقبوركم، فإن القبر في كل يوم سبع مرات يقول: يا ابن آدم الضعيف، ترحّم في حياتك على نفسك قبل أن تلقاني، أترحم عليك وتكفي مني الردى. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۱۵۱) باب مخاطبة القبر للميت، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

(۲) ولا يطوف أي لا يدور حول البقعة الشريفة لان الطواف من مختصات الكعبة المنيفة فيحرم حول قبور الانبياء والاولياء ولا اعتبار بما يفعله العامة الجهلة ولو كانوا في صورة المشائخ والاولياء. (مناسك للملا على القارى: ص: ۵۱۵، ۵۱۶، باب زيارة سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، فصل: وليغتنم ايام مقامه بالمدينة الشريفة، ط: ادارة القرآن)

☐ لا يجوز ما يفعله الجهال بقبور الاولياء والشهداء في السجود والطواف حولها. (تفسير مظهرى: ۶۵/۲، سورة العمران، آيت: ۶۴، ط: المكتبة الرشيديه)=

قبر کا میت سے بات کرنا

حدیث میں ہے کہ: جب کسی مومن شخص کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے: ''خوش آمدید'' آپ اپنے ہی گھر آئے ہیں۔ سن لو میری پشت پر جتنے چلنے والے ہیں تم مجھے ان سب سے زیادہ محبوب تھے، اب آج جب میں نے تمہیں ٹھکانا دیا ہے اور میرے پاس آگئے ہو تو اب تم دیکھ لوگے کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرتی ہوں۔ چنانچہ قبر حد نگاہ تک اس کے لیے کشادہ ہو جاتی ہے اور اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

اور جب کافر یا بدکردار کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے: تمہارا آنا نامبارک ہو، تم اپنے گھر نہیں آئے، سن لو تم مجھے ان سب لوگوں سے زیادہ ناپسند تھے جو میری پشت پر چلتے تھے، اور اب جب میں نے آج تمہیں ٹھکانا دے دیا ہے اور تم میرے پاس آگئے ہو، تم دیکھ لوگے کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرتی ہوں۔ پھر قبر اس پر تنگ ہو جاتی ہے اور مل جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کر کے اشارہ کر کے دکھایا۔ فرمایا: اس پر ننانوے اژدھے مسلط کر دیے جاتے ہیں، اگر ان میں سے ایک اژدھا بھی زمین پر پھونک مار دے تو ساری زندگی زمین میں

= ويحذرهم من تلك البدع التى أحدثت هناك،فترى من لاعلم عنده يطوف بالقبر الشريف كما يطوف بالكعبة الحرام،ويتمسح به، ويقبله، ويلقون عليه مناديلهم وثيابهم يقصدون به التبرك، وذالک كله من البدع،لان التبرک انما يكون بالاتباع له عليه الصلاة والسلام وماكان سبب عبادة الجاهلية للاصنام الا من هذاالباب.(المدخل لابن الحاج، ۱/ ۲۶۳،فصل: فى زيارة القبور،ط:دارالفكر،بيروت)

وينبغى ان تكون الزيارة مطابقه لاحكام الشريعة،فلايطوف حول القبر ولايقبل حجراً، ولاعتبة ولاخشبا، ولايطلب من المزور شينا الى غير ذالک،(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة ۱/ ۵۴۰،خاتمة فى زيارة القبور،قبل "كتاب الصيام" ط:داراحياء التراث العربى،بيروت)

کچھ نہ اُگے۔ وہ اژدھے اسے ڈستے رہتے ہیں، یہاں تک کہ اسے حساب کتاب کے لیے پیش کیا جائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔(۱)

قبر کا نشان باقی رہے

''نشان باقی رہے''عنوان کے تحت دیکھیں!(۳۹۶/۲)

قبر کچی بنانا

''کچی قبر بنانا''عنوان کے تحت دیکھیں!(۱۷۸/۲)

قبر کو چومنا

قبر کو چومنا جائز نہیں ہے، اس لیے اس سے بچنا ضروری ہے۔(۲)

(۱) عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال: دخل رسول الله صلی الله علیه وسلم مصلاه...... فقال...... فإذا دفن العبد المؤمن، قال له القبر: مرحباً و أهلا أما إن كنت لأحب من يمشی علی ظهری الی فإذا وليتک اليوم وصرت الی فستری صنيعی بک فيتسع له مد بصره ويفتح له باب الجنة، وإذا دفن العبد الفاجر أو الكافر قال له القبر: لامرحباً ولا أهلاً، أما ان كنت لأبغض من يمشی علی ظهری الی، فإذا وليتک اليوم وصرت الی فستری صنيعی بک قال: فيلتئم عليه حتی يلتقی وتختلف أضلاعه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم بأصابعه فأدخل بعضها جوف بعض، قال: ويقيض الله له تسعين تنينا أو تسعة وتسعين لو أن واحدا منها نفخ فی الارض ماأنبتت شيئا مابقيت الدنيا فتنهشه حتی يفضی به الی الحساب، قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: إنما القبر روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفر النار. (التذكرة فی احوال الموتیٰ وامور الآخرة، ص: ۸۴، باب ماجاء فی كلام القبر كل يوم وكلامه للعبد ذا وضع فيه، ط: دار الحديث قاهره)

(مختصر تذكرة القرطبی، ص: ۶۱، باب ماجاء فی كلام القبر للعبد اذا وضع فيه، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

(۲) ولايمس القبر، ولايقبله فانه من عادة أهل الكتاب...... ولايمسح القبر، ولايقبله ولايمسه فإن ذالک من عادة النصاریٰ. (حاشية الطحطاوی علی المراقی: ص: ۶۲۰، ۶۲۱، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: فی زيارة القبور، ط: قديمی)=

قبر کو مٹی سے لیپ لینا

قبر کو اوپر سے مٹی سے لیپ لینا جائز ہے، مگر بہتر نہیں ہے، اس لیے اس سے احتراز کرنا بہتر ہے۔(۱)

قبر کھل جائے

اگر کسی انسان کی قبر کھل جائے یا کسی وجہ سے اس کی نعش باہر آ جائے، پھٹی نہ ہو اور کفن نہ ہو، تو اس کو بھی مسنون کفن دے دینا چاہیے، اور اگر نعش پھٹ گئی ہے تو صرف پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دینا کافی ہے۔(۲)

= (حلبی کبیر: ص: ۶۰۸، فصل فی الجنائز، ط: سہیل اکیڈمی)

(ہندیہ: ۵/ ۳۵۱، کتاب الکراھیة، الباب السادس عشر فی زیارہ القبور، ط: رشیدیہ)

وینبغی ان تکون الزیارة مطابقه لاحکام الشریعة، فلایطوف حول القبر ولایقبل حجراً، ولاعتبة ولاخشبا، ولایطلب من المزور شیئا الی غیر ذالک. (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ۱/ ۵۴۰، خاتمة فی زیارة القبور، قبل "کتاب الصیام" ط: داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(۱) عبارة السراجیه...... ان تطیین القبور مکروه، والمختار أنه لایکره. (الشامیة: ۲/ ۲۳۷، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

وفی النوازل لابأس بتطیینه) وفی التنجیس والمزید لابأس بتطیین القبور خلافا لما فی مختصر الکرخی. (حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۶۱۱، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)

(البحر الرائق: ۲/ ۱۹۴، کتاب الصلاة، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعید)

(۲) (و) آدمی (منبوش طری) لم یتفسخ (یکفن کالذی لم یدفن) مرة بعد أخری (وإن تفسخ کفن فی ثوب واحد. قوله: کالذی لم یدفن) أی یکفن فی ثلاثة أثواب. (الدرمع الرد: ۲/ ۲۰۵، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی الکفن، ط: سعید)

وإن نبش المیت وهو طری کفن ثانیا من جمیع المال...... وإن نبش بعد ماتفسخ فأخذ کفنه کفن فی ثوب واحد. (تاتارخانیه: ۲/ ۱۴۱، کتاب الصلاة، الباب الثانی والثلاثون فی الجنائز، قسم آخر: فی کیفیة التکفین، ط: قدیمی)

(عالمگیری: ۱/ ۱۶۱، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثالث فی التکفین، ط: رشیدیہ)

قبر کھودتے وقت ہڈیاں نکل آئیں

"ہڈیاں نکل آئیں" عنوان کے تحت دیکھیں! (۴۶۵/۲)

قبر کھول کر میت نکالنا

☆...... جب تک یہ گمان ہے کہ میت کی کوئی ہڈی گلنے سڑنے سے باقی ہے، کسی قبر کو کھولنا حرام ہے۔ البتہ اس حکم سے چند صورتیں مستثنیٰ ہیں:

۱- ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ میت کو دوسرے آدمی کی زمین میں اجازت کے بغیر دفن کیا گیا ہو، اور زمین کا مالک اس کی قیمت لینے سے انکار کردے۔

۲- یا کسی کی زمین کو غصب کر کے مردہ دفن کیا گیا ہو، اور اس کا مالک اس میت کے وہاں مدفون رہنے پر راضی نہ ہو۔

۳- یا میت کے ساتھ کچھ مال قصداً یا بے خبری میں دفن ہو گیا، خواہ وہ مال خود میت کا ہو یا کسی دوسرے کا، اور خواہ وہ مال مقدار میں زیادہ ہو یا کم، یعنی صرف ایک ہی درہم ہو۔ ان تمام صورتوں میں قبر کھول کر وہ مال نکالنا جائز ہے۔ خواہ لاش خراب ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ (۱)

---

(۱) ولایخرج من القبر إلا ان تکون الارض مغصوبه) أی بعد ماأهیل التراب علیه لایجوز إخراجه لغیرضرورة، للنهی الوارد عن نبشه وصرحوا بحرمته وأشار بکون الارض مغصوبة الی إنه یجوز نبشه لحق الآدمی کماإذا سقط فیها متاعه أو کفن بثوب مغصوب أودفن فی ملک الغیر أودفن معه مال إحیاء لحق المحتاج (البحر الرائق: ۱۹۵/۲، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعید)

ولایخرج منه) بعد إهالة التراب (إلا) لحق آدمی (کأن تکون الارض مغصوبة أو أخذت بشفعة) ویخیر المالک بین إخراجه ومساواته، کما جاز زرعه والبناء علیه إذابلیٰ وصار ترابا زیلعی.

قوله: کأن تکون الارض مغصوبة) وکما إذاسقط فی القبر متاع أو کفن بثوب مغصوب أودفن معه مال (الدر مع الرد: ۲۳۸،۲۳۷/۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)=

قبر کھولنا

☆......میت کو دفن کرنے کے بعد قبر کو کھولنا اور میت کو پوسٹ مارٹم کی غرض سے نکالنا جائز نہیں ہے۔(۱)

☆......اگر حکومت کی جانب سے ایسا قانون ہے تو عوام کوشش کر کے اس قانون کو منسوخ کرانا چاہیے۔اور جب تک منسوخ نہ ہو اور حکومت یہ کام جبراً کرے تو عوام معذور ہیں۔اور حکومت گناہ گار ہوگی۔(۲)

= (عالمگیری: ۱/۱۶۷، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن، ط: رشیدیه)

یحرم نبش القبر مادام یظن بقاء شئ من عظام المیت فیه، ویستثنی من ذالک امور: منها ان یکون المیت قد کفن بمغصوب، وأبی صاحبه أن یاخذ القیمة، ومنها ان یکون قد دفن فی ارض مغصوبة، ولم یرض مالکها ببقاه، ومنها أن یدفن معه مال بقصدأوبغیر قصد، سواء کان هذاالمال له او لغیره، وسواء کان کثیرا أوقلیلا ولو درهمًا، سواء تغیر المیت اولا، وهذامتفق علیه.(کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة (۱/۵۳۷،۵۳۸) مباحث الجنائز، نبش القبر، ط: داراحیاء التراث العربی بیروت)

(۱) ولایسع إخراج المیت من القبر بعدا لدفن الااذاکانت الارض مغصوبة.(الخانیة علی هامش الهندیة: ۱/۱۹۵، کتاب الصلاة، قبیل: بیان أن النقل من بلد الی بلد مکروه، ط: رشیدیه)

(ولایخرج منه) بعد إهالة التراب(إلا) لحق آدمی(کأن تکون الارض مغصوبة)(الدر مع الرد: ۲/۲۳۸، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

ولایخرج من القبر الاان تکون الارض مغصوبة)......وأفاد کلام المصنف انه لو وضع لغیر القبلة أوعلی شقه الایمن أو جعل رأسه فی موضع رجلیه أودفن بلاغسل وأهیل علیه التراب فإنه لاینبش قال فی البدائع: لأن النبش حرام حقا لله تعالیٰ.(البحر الرائق: ۲/۱۹۵، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعید)

(۲) وأما قوله تعالی: یاایها الذین آمنوا علیکم انفسکم لایضرکم من ضل إذااهتدیتم)الآیة فلیست مخالفة لوجوب الامر بالمعروف والنهی عن المنکر، لان المذهب الصحیح عند المحققین فی معنی الآیة أنکم إذا فعلتم ماکلفتم به فلایضرکم تقصیر غیرکم، مثل قوله تعالیٰ "ولا تزر وازرة وزر أخری" فإذا کان کذالک فهما کلف به الامر بالمعروف إذافعله ولم یتمثل المخاطب فلاعتب بعدذالک علیه لکونه ادی ماعلیه. هکذا ذکره النووی وفی آخره: فانما علیه الامر والنهی لاالقبول" والله اعلم(شرح النووی علی المسلم: ۱/۵۱، کتاب الایمان، =

قبر کھولنے والے کا بیان

"گورکن کا بیان" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۲۲۰)

قبر کی اہانت

قبر کی اہانت کرنا ناجائز اور حرام ہے؛ اس لیے اس پر بیٹھنا، چلنا، نجاست ڈالنا، پیشاب، پاخانہ کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ (۱)

قبر کی بلندی

قبر کی بلندی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہونی چاہیے۔ ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ تازہ قبر کی مٹی ایک بالشت سے بھی زیادہ بلند ہوجائے کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن بعد میں مزید مٹی ڈال کر بلند کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (۲)

= باب بیان کون النهی عن المنكر من الایمان، ط: قدیمی)

(مرقاة المفاتیح: ۹/ ۳۳۲، کتاب الآداب، باب الامر بالمعروف، الفصل الثانی، ط: رشیدیه)

(عون المعبود: ۲/ ۱۹۹۹، کتاب الملاحم، باب الامر والنهی، ط: دار ابن باز)

(۱) ویکره ان یبنی علی القبر أویقعد أوینام علیه او یوطأ علیه أو یقضی حاجة الانسان من بول او غائط. (عالمگیری: ۱/ ۱۶۶، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن، ط: رشیدیه)

وكره (وطؤها) بالاقدام لما فيه من عدم الاحترام........ وكره تحريماً (قضاء الحاجة) أی البول والتغوط (عليها). (مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی: ص: ۶۲۳، کتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: فی زيارة القبور، ط: قدیمی)

وفی المجتبیٰ: ویكره أن یطأ القبر أویجلس أوینام علیه أویقضی علیه حاجة من بول أوغائط. (البحر الرائق: ۲/ ۱۹۴، کتاب الجنائز، فصل: السلطان احق بصلاته، ط: سعید)

(۲) ویکره ان یزید فیه علی التراب الذی خرج منه، ویجعله مرتفعا عن الارض قدر شبر أو اكثر بقليل. (مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی: ص: ۶۱۱، کتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قدیمی)

ويهال التراب عليه، وتكره الزيادة عليه من التراب لانه بمنزلة البناء...... ولايربع للنهی ويسنم ندباً وفی الظهيرية وجوباً قدر شبر. قوله: لانه بمنزلة البناء) كذافی البدائع. وظاهره أن الكراهة =

قبر کی چھت پر نماز پڑھنا

قبر کی چھت پر نماز پڑھنا جائز ہے۔(۱)

قبر کی حفاظت

قبر کی حفاظت کرنا اس وقت تک ضروری ہے جب تک میت مٹی نہیں ہوجاتی۔ مٹی ہوجانے کے بعد اس کی حفاظت ضروری نہیں۔ اس لیے قبر کی مضبوطی کے لیے زیادہ اہتمام کرنا درست نہیں ہے۔(۲)

=تحريمية.قوله: ويسنم)أي يجعل ترابه مرتفعا كسنام الجمل.قوله: قدر شبر)أو اكثر قليلا بدائع.(الدر مع الرد: ۲۳۶/۲، ۲۳۷، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: في دفن الميت، ط: سعيد)

(ويهال التراب)وتكره زيادته (ويسنم القبر)قدر شبر.(الدر المنتقى مع مجمع الانهر: ۲۷۵/۱،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنائز ، ط:دار الكتب العلمية)

(البحر الرائق: ۱۹۴/۲ ، كتاب الجنائز ،فصل: السلطان احق بصلاته،ط:سعيد)

(۱) الحنفية قالوا:تكره الصلاة في المقبرة اذا كان القبر بين يدي المصلي ،بحيث لو صلى صلاة الخاشعين وقع بصره عليه،اما اذا كان خلفه أوفوقه أوتحت ماهو واقف عليه،فلاكراهة على التحقيق.وقد قيد الكراهة بان لايكون في المقبرة موضع اعد للصلاة ،لانجاسة فيه ولاقذر،والا فلاكراهة،وهذا في غير قبور الانبياء عليهم السلام فلاتكره الصلاة عليها مطلقا(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۲۷۹/۱، ۲۸۰ ،مكروهات الصلاة،الصلاة في المقبرة،ط:داراحياء التراث العربي،بيروت)

(شامي: ۶۵۴/۱ ،باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها،مطلب في بيان السنة والمستحب والمندوب والمكروه وخلاف الاولىٰ،ط:سعيد)

(۲) قوله: لاالآجر والخشب) لأنهما لاحكام البناء والقبر موضع البلاء. (البحر الرائق: ۱۹۴/۲ ،كتاب الجنائز ،،فصل:السلطان احق بصلاته،ط:سعيد)

ويكره الآجر والخشب لانهما لاحكام البناء والزينة والقبر مكان البلاء والفناء، (حلبي كبير:ص: ۵۹۸ ،فصل: في الجنائز ،ط:سهيل اكيڈمی)

(الجوهرة النيرة: ۱۳۳/۱ ، كتاب الصلاة،باب الجنائز ،ط:قديمي)

(احسن الفتاویٰ: ۲۰۰/۴، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، قبر پر چار دیواری یا چبوترہ بنانا منع ہے، ط:سعید)

قبر کی زمین خریدنا

☆...... وارثوں کے لیے میت کو کسی عام غیر محفوظ قبرستان میں دفن کرنا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ کسی خاص قبرستان میں زمین خرید کر اس میں میت کو دفن کرنا بھی جائز ہے، کوئی وارث ہو یا قرض خواہ اس سے منع نہیں کرسکتا۔ اور قیمت کی رقم کو میت کے ترکے سے ادا کرنا درست ہے۔ اور اگر ورثاء خوشی سے عام قبرستان میں دفن کرنا چاہیں تو یہ بھی جائز ہے۔(۱)

☆...... اگر میت عورت ہے اور اس کا شوہر زندہ ہے تو تجہیز و تکفین کے خرچ کا ذمہ دار شوہر ہے، اس لیے یہ خرچہ عورت کے ترکے میں سے نہیں لیا جائے گا، شوہر اپنی حیثیت کے اعتبار سے تجہیز و تکفین کا خرچہ ادا کرے گا، اور اگر شوہر نہ ہو، یا تجہیز و تکفین کا خرچہ دینے سے انکار کردے تو عورت کے ترکے میں سے تجہیز و تکفین کا خرچہ لیا جائے گا۔(۲)

---

(۱) التركة تتعلق بها حقوق اربعة.... فيبدأ أولا بجهازه وكفنه ومايحتاج اليه فى دفنه بالمعروف...... ويكفن فى مثل ما كان يلبسه من الثياب الحلال حال حياته على قدر التركة من غير تقتير ولاتبذير.(عالمگيرى: ۶/۴۴۷، كتاب الفرائض، الباب الاول فى تعريفها ومايتعلق بالتركة، ط: رشيديه)

(البحرا لرائق: ۸/۵۵۷، كتاب الفرائض، ط: سعيد)

(تبيين الحقائق، ۶/۲۲۹، كتاب الفرائض، ط: امداديه)

(۲) وعلى الرجل تجهيز امرأته)أى تكفينها ودفنها..... ولو كان الزوج معسراً وهى موسرة فى الاصح وعليه الفتوىٰ، ومن مات ولامال له فكفنه على من تلزمه نفقته من اقاربه.

قوله: ودفنها)أى مونته ان لم يتبرع به.

قوله: ولامال له)قيد به لانه لو كان له مال فانه يجب فيه، ويقدم على الدين.(حاشية الطحطاوى على المراقى: ص: ۵۷۳، ۵۷۴، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمى)

واختلف فى الزوج والفتوى على وجوب كفنها عليه)عند الثانى(وإن تركت مالا)خانيه ورجحه فى البحر بانه الظاهر لانه ككسوتها.(الدر المختار: ۲/۲۰۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى كفن الزوجة على الزوج، ط: سعيد)

(البحر الرائق: ۲/۱۷۷، ۱۷۸، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

قبر کی زندگی کی کیفیت

ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا: جب میت سے سوال کے واسطے روح بدن میں ڈالتے ہیں تو مردہ زندہ ہوتا ہے مگر یہ زندگی ایسی نہیں ہوتی جیسے ہم لوگوں کی ہوتی ہے، کہ چلنے پھرنے کھانے پینے کی حاجت ہو، بلکہ یہ دوسری قسم کی زندگی ہے، جو اس زندگی کے مثل نہیں ہے، اسی زندگی میں منکر ونکیر کا سوال اور امتحان ہوتا ہے۔

اس زندگی کی مثال یوں سمجھنا چاہئے کہ جاگتے ہوئے آدمی کی حیات ہے اور سوتے ہوئے بھی آدمی کی حیات ہے لیکن اس حیات کو موت نہیں کہہ سکتے، اسی طرح میت میں روح ڈالنے کے بعد ایک حیات ہے، اور یہ حیات دنیاوی حیات کے درمیان کی ایک چیز ہے، جیسے نیند، حیات وموت کے درمیان کی چیز ہے، اب اگر بدن موجود ہے یا سڑ گل جائے، یا ریزہ ریزہ ہو جائے، یا ٹکڑے ٹکڑے کر کے اڑا دیا جائے، ہر صورت میں یہ حیات باقی رہتی ہے۔(۱)

قبر کی زیارت رات کو کرنا

''رات کے وقت قبر کی زیارت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۳۷۸)

---

(۱) وقال ابن القيم : ان الأحاديث مصرحة بإعادة الروح إلى البدن عند السؤال ، لكن هذه الإعادة لا تحصل بها الحياة المعهودة الّتي تقوم بها الروح بالبدن وتدبيره ، ويحتاج معها إلى الطعام ونحوه وإنّما يحصل بها للبدن حياة أخرى ، يحصل بها الإمتحان بالسؤال وكما أن حياة النائم ، وهو حي غير حياة المستيقظ ، فإنّ النوم أخو الموت ، ولا ينفى عن النائم إطلاق الحياة ، وكذلك حياة الميت عند الإعادة غير حياة الحي ، وهي حياة لا تنفى عند إطلاق اسم الموت ، بل أمر متوسط بين الموت والحياة ، كما أنّ النوم متوسط بينهما ، ولا دلالة فى الحديث على أنها مستقرّة ، وإنّما يدلّ على تعلق مثالها بالبدن ، وهي لا تزال متعلق به وإن بلى ، وتمزق ، وتقسم ، وتفرق . (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور : ص: ۱۸۴) باب فتنة القبر وسؤال الملكين ، فصل فيه فوائد ، تحت العاشرة ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

قبر کی زیارت عیدین کے دن کرنا

''عیدین کے دن قبر کی زیارت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۵۲۴/۱)

قبر کیسی بنائی جائے؟

قبر کی دو قسمیں ہیں: ۱- بغلی۔ ۲- صندوقی۔

بغلی قبر سنت ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ قبر میت کی لمبائی اور چوڑائی کے برابر پوری کھودنے کے بعد قبلے کی جانب دیوار کے نیچے سے کھود کر، ایسا خلا بنا لیا جائے کہ میت کو اس میں آسانی سے لٹایا جا سکے۔ پھر میت کو اس میں قبلہ رو کر کے لٹا کر کچی اینٹیں کھڑی کر کے یہ خلا بند کر دیا جائے۔ اگر اس میں کوئی سوراخ یا چھید رہ جائے تو اس کو گارے مٹی سے بند کر دیا جائے۔ اگر کچی اینٹیں نہ ہوں تو بانس رکھے وہ بھی نہ ہوں تو مجبوراً لکڑی تختہ رکھ کر اوپر درخت کا بھوسہ، پتے وغیرہ یا کھجور کی چٹائی بچھا کر کمرے کی چھت کی مانند بنا دیا جائے، تا کہ اس میں مٹی کا گزر نہ ہو، مگر یہ بغلی قبر سخت زمین میں بن سکتی ہے۔ نرم زمین میں اگر بنائی جائے تو جلد بیٹھ جاتی ہے۔ ایسی زمین میں صندوقی قبر بنائی جائے۔

صندوقی قبر کی صورت یہ ہے کہ قبر کھودنے کے بعد اس کے بیچ میں لمبائی میں نہر کی مانند زمین اتنی کھودی جائے اور صاف کر دی جائے کہ میت کو لٹایا جا سکے، اس پر کچی اینٹیں، بانس، تختہ وغیرہ اگر یہ نہ ہوں تو پتھر کی سلیں بچھا کر قبر چھت والے صندوق کے مانند بنا لی جائے تا کہ قبر کے اندر مٹی کا گزر نہ ہو سکے۔ پھر مٹی ڈال کر پُر کر دیا جائے۔ (۱)

---

(۱) ویحفر القبر ویلحد)..... هو أ: یحفر القبر بتمامه ثم یحفر فی جانب القبلة منه حفیرة یوضع فیها المیت ویجعل کالبیت المسقف. والشق أن یحفر حفیرة فی وسط القبر یوضع فیها=

قبر کی قیمت کس مال سے دی جائے؟

☆......قبر کی زمین کی قیمت کا خرچ تجہیز و تکفین میں شامل ہے۔لہٰذا میت کے مال سے ادا کر سکتے ہیں۔

☆......اگر شوہر زندہ ہے تو بیوی کی تجہیز و تکفین کا خرچہ شوہر پر ہے،اس لیے قبر کی زمین خریدنے کی صورت میں اس کی قیمت ادا کرنا شوہر پر ہے۔اور اگر شوہر نہیں ہے یا زندہ ہے لیکن قیمت ادا کرنے سے انکار کردے تو بیوی کے ترکے سے ادا کیا جائے گا۔(۱)

= الميت واستحسنوا الشق فيمااذاكانت الارض رخوة لتعذر اللحد. (البحر الرائق: ۱۹۳/۲، كتاب الجنائز،فصل: السلطان احق بصلاته،ط:سعيد)

🗀 وحفر قبره في غير دار مقدار نصف قا... فان زاد فحسن ويلحد ولايشق الافي ارض رخوة

قوله: مقدار نصف قامة...... الخ)أو الى الصدر...... وفي القهستاني:وطوله على قدر طول الميت،وعرضه على قدر نصف طوله.

قوله: ويلحد)لانه السنة،وصفته ان يحفر القبر ثم يحفر في جانب القبلة منه حفيرة فيوضع فيها الميت ويجعل ذالک كالبيت المسقف .حليه.

قوله: ولايشق)وصفته ان يحفر في وسط القبر حفيرة فيوضع فيها الميت .حليه(الدر مع الرد: ۲۳۳/۲،۲۳۴،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: في دفن الميت،ط:سعيد)

🗀 والسنة هو اللحد دون الشق...... وصفة اللحد ان يحفر القبر بتمامه ثم يحفر في جانب القبلة منه حفيرة فيوضع فيه الميت...... ويجعل ذالک كالبيت المسقف...... فان كانت الارض رخوة فلاباس بالشق وصفة الشق ان تحفر حفيرة كالنهر وسط القبر ويبنى جانباه باللبن او غيره ويوضع الميت فيه ويسقف،وينبغي ان يكون مقدار عمق القبر الى صدر رجل وسط القامة وكلما زاد فهو أفضل.وروى الحسن بن زياده عن ابى حنيفة رحمهما الله تعالى طول القبر على قدر طول الانسان وعرضه [illegible] نصف قامته.(عالمگيرى: ۱۶۵/۱،۱۶۶،كتاب الصلاة،الباب الحادى والعشرون في الجنائز،الفصل السادس في القبر والدفن،ط:رشيديه)

(۱) وعلى الرجل تجهيز امرأته)أى تكفينها ودفنها.....ولوكان الزوج معسراً وهى موسرة في الاصح وعليه الفتوىٰ،ومن مات ولامال له فكفنه على من تلزمه نفقته من اقاربه.

قوله: ودفنها)أى مونته ان لم يتبرع به.=

قبر کی وحشت دور ہوگی

☆ سری ابن مخلد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر تم سفر کا ارادہ کرو گے، تو اس کے واسطے سامان تیار کرو گے، تو قیامت کے واسطے تم نے کیا سامان تیار کیا ہے، اے ابوذر! ہم تم کو بتا دیتے ہیں، وہ چیز جو اس دن کام آوے، ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: فرمائیے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: گرمی کے زمانے میں نفل روزہ رکھو، اور دو رکعات اندھیری رات میں پڑھا کرو، اس سے قبر کی وحشت دور ہوگی۔(۱)

☆ حضرت علی کرم اللہ وجھہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی ہر روز سو بار لا إلٰہ الّا اللّٰہ الملک الحق المبین پڑھتا رہے گا، تو تنگ دستی سے محفوظ رہے گا، اور قبر کی وحشت اس کو نہیں ہوگی، اور جنت کے دروازے اس کے واسطے کھولے جائیں گے۔(۲)

= قوله: ولامال له)قيد به لانه لو كان له مال فانه يجب فيه، ويقدم على الدين.(حاشية الطحطاوى على المراقى: ص: ۵۷۳، ۵۷۴، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمى)

واختلف فى الزوج والفتوى على وجوب كفنها عليه)عند الثانى(وإن تركت مالا)خانيه ورجحه فى البحر بانه الظاهر لانه ككسوتها.(الدر المختار: ۲/۲۰۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى كفن الزوجة على الزوج، ط: سعيد)

(البحر الرائق: ۲/۱۷۷، ۱۷۸، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

(۱) وأخرج ابن أبى الدنيا فى كتاب [illegible]، عن السرى بن مخلد أنّ النّبىّ صلى الله عليه وسلم قال لأبى ذر: لو اردت سفرًا لأعددت له عدة، فكيف سفر طريق القيامة؟ ألا أنبئك يا أباذر بما ينفعك ذلك اليوم؟ قال: بلىٰ، بأبى أنت وأمّى، قال: صم يومًا شديد الحر النشور، وصلّ ركعتين فى ظلمة الليل لوحشة القبور. (شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور: (ص: ۲۰۰) باب فظاعة وسهولته و سعته على المؤمن، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

(۲) وأخرج الديلمى والخطيب فى الرؤية عن مالك وأبو نعيم وابن عبد البر فى التمهيد =

قبر کی گہرائی

☆......قبر کے اوپر کا حصہ سینے کے برابر یا پورے قد کے برابر گہرا ہونا چاہیے۔ اور جس جگہ میت کو رکھا جاتا ہے وہ جگہ اتنی گہری ہو کہ قبر کا تختہ اس کے جسم سے نہ لگے، تقریباً دو بالشت کی مقدار گہری ہو تو تختہ میت کے جسم سے نہیں لگے گا۔(۱)

☆......میت کو دفن کرتے وقت فرشتوں کے آنے اور میت کے بیٹھنے کے لیے جگہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب فرشتے آئیں گے، وہ خود بٹھانے کی جگہ کرلیں گے۔ اور قبر کی مٹی میت کے حق میں پانی کی طرح نرم ہو جائے گی۔(۲)

☆......نصف قامت گہرائی سے کل قبر کی گہرائی مراد ہے۔ اور یہ گہرائی کا سب سے کمترین درجہ ہے۔ اس سے زیادہ پورے قد تک گہرائی کرنا بہتر ہے۔ اس

= عن علی ابن أبی طالب - کرم اللّٰہ وجهه - قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: من قال فی کل یوم مائة مرّة " لا إلٰه إلاّ اللّٰه " الملک الحق المبین، کان له أمانا من الفقر، وأنسًا فی وحشة القبر، وفتحت له أبواب الجنة. وأخرج الخطیب أیضًا من حدیث ابن عمر. (شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور: (ص: ۲۰۰) باب فظاعة القبر و سهولته علی المؤمن، ط: المکتبة التوفیقیة، مصر)

(۱) ویحفر القبر نصف قامة او الی الصدر ولمن یزد کان حسنا.

قوله: ویحفر القبر نصف قامة) فی الحجة روی الحسن بن زیاد عن الامام رحمه الله تعالیٰ قال: طول القبر علی قدر طول الانسان وعرضه قدر نصف قامة...... یوضع فیها المیت...... ویسقف علیه باللبن اوالخشب ولایمس السقف المیت،(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۶۰۷، کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،فصل: فی حملها ودفنها، ط:قدیمی)

(حلبی کبیر: ص: ۵۹۵،فصل فی الجنائز،ط:سهیل اکیڈمی)

(نهایة المحتاج: ۵/۳، کتاب الجنائز،فصل فی الدفن ومایتعلق به،ط:دارالفکر)

وانظر الحاشیة السابقة تحت عنوان: "قبر کیسی بنائی جائے" أیضًا.

(۲) فیقعد انه فیبتدئانه بعنف وینتهرانه بجفاء وقد صار التراب له کالماء حیثما تحرک انفسخ فیه ووجد فرجة...... الخ (التذکرة فی احوال الموتی وامورالآخرة،ص: ۲۱۸،باب فی سؤال الملکین للعبد...... الخ، ط:دار الحدیث قاهره)
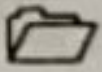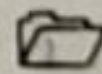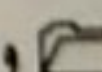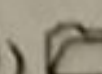
کی وجہ یہ ہے کہ بدبو باہر نہ پھیلے اور درندوں سے محفوظ رہے۔(۱)

قبر کی لحد کی جہت

قبر کی لحد قبلہ کی جانب میں ہونا مستحب ہے۔لیکن اگر غفلت یا کسی عذر کی بنا پر میت کو قبلہ کی جانب کے خلاف رکھ دیا اور مٹی ڈال دی گئی تو پھر دوبارہ قبر کھود کر میت کو قبلہ کی جانب رکھنے کی ضرورت نہیں۔(۲)

قبر کی لمبائی چوڑائی

قبر کی لمبائی اور چوڑائی کم سے کم اتنی ہونی چاہیے جس میں میت کی اور قبر میں

---

(۱) ويحفر القبر نصف قامة او الى الصدر ولمن يزد كان حسنا) لانه ابلغ فى الحفظ.

قوله: لانه ابلغ فى الحفظ)أى حفظ الميت من السباع،وحفظ الرائحة من الظهور.(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى:ص:٦٠٧،كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،فصل: فى حملها ودفنها، ط: قديمى)

وحفر قبره فى غير دار مقدار نصف قامة فان زاد فحسن.

قوله: مقدار نصف قامة)...... فعلم ان الأدنى نصف القامة والأعلى القامة،ومابينهما شرح المنية، وهذاحد العمق،والمقصود منه المبالغه فى منع الرائحة ونبش السباع.(الدر مع الرد: ٢/ ٢٣٣، ٢٣٤، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة، مطلب: فى دفن الميت،ط:سعيد)

القصد من الدفن ان يوارى الميت فى حفره تحجب رائحته وتمنع السباع والطيور عنه وعلى اى وجه تحقق هذاالمقصود تأدى به الفرض وتم به الواجب إلا انه ينبغى تعميق القبر قدر قامة. (فقه السنة: ١/ ٣٦٣،الجنائز،الدفن،استحباب إعما ق القبر، ط:دارابن كثير)

(٢) وصفته أن يحفر القبر ثم يحفر فى جانب القبلة منه حفيرة فيوضع فيه الميت...... قوله: ولا ينبش ليوجه اليها)أى لو دفن مستدبراً لها وأهالوا التراب لاينبش؛لأن التوجه إلى القبلة سنة والنبش حرام. (الشامية: ٢/ ٢٣٤، ٢٣٦،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فى دفن الميت، ط: سعيد)

وصفة اللحد ان يحفر القبر بتمامه ثم يحفر فى جانب القبلة منه حفيرة فيوضع فيه الميت...... ولو وضع الميت لغير القبلة او على شقه الايسر أو جعل رأسه موضع رجليه وأهيل عليه التراب لم ينبش.(عالمگيرى: ١/ ١٦٥، ١٦٧، كتاب الصلاة،الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل السادس فى القبر والدفن،ط:رشيديه)

(البحرالرائق: ٢/ ١٩٣، ١٩٤، كتاب الجنائز،فصل:السلطان احق بصلاته،ط:سعيد)

اتارنے والوں کی گنجائش ہو۔(۱)

قبر کی مٹی برکت کے لیے لے جانا

☆...... وقف قبرستان سے مٹی اٹھا کر لانا جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ وہ وقف ہے۔ اور اپنے مملوک قبرستان سے مٹی اٹھا کر لانا جائز ہے۔ کیوں کہ وہ اس کی ملک ہے۔(۲) البتہ برکت کے لیے کسی بزرگ کی قبر سے مٹی لانا اور اپنے پاس رکھنا قرآن وسنت، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین سے ثابت نہیں ہے، اس سے بچنا چاہیے۔(۳)

---

(۱) عن هشام بن عامر ان النبی صلی الله علیه وسلم قال یوم احد: احفروا واوسعوا واعمقوا...... الحدیث. (مشکاة المصابیح: ص: ۱۴۸، کتاب الجنائز، باب دفن المیت، الفصل الاول)

(ابوداود: ۲/۴۵۹، کتاب الجنائز، باب تعمیق القبر، ط: میرمحمد)

(سنن نسائی: ۱/۲۸۳، کتاب الجنائز، باب مایستحب من توسیع القبر)

أما أقلها طولاً وعرضاً فهو مایسع االمیت ومن یتولی دفنه، (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۱/۱۳۴، کتاب الصلاة، مباحث الجنائز، حکم دفن المیت ومایتعلق به، ط: دارالفکر)

(۲) المالک هو المتصرف فی الاعیان المملوکة کیف شاء من الملک. (بیضاوی: ص: ۳۳، سورة فاتحه، تحت مالک یوم الدین، ط: رحمانیه)

وللمالک أن یتصرف فی ملکه کیف یشاء. (العنایة شرح الهدایة: ۹/۳۷۰، کتاب الوصایا، باب الوصیة بثلث المال، ط: رشیدیه)

إذاصح الوقف لم یجز بیعه ولاتملیکه. (هدایه: ۲/۶۱۹، کتاب الوقف، ط: رحمانیه)

شرط الواقف کنص الشارع: أی فی المفهوم والدلالة، (الدرالمختار: ۴/۴۳۳، کتاب الوقف، فصل: یراعی وشرط الواقف فی إجازته، ط: سعید)

(البحرالرائق: ۵/۴۱۱، کتاب الوقف، ط: رشیدیه)

(تبیین الحقائق: ۴/۲۶۹، کتاب الوقف، ط: دارالکتب العلمیة)

(۳) عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: قال النبی صلی الله علیه وسلم من احدث فی أمرنا هذا مالیس منه فهو رد. (صحیح البخاری: ۱/۳۷۱، کتاب الصلح، باب إذااصطلحو علی صلح جور فهو مردود، ط: قدیمی)

من أصر علی أمر مندوب وجعله عزماولم یعمل بالرخصة، فقدأصاب منه الشیطان =

☆......شریعت میں میت کا احترام ہے قبر کی مٹی کا کوئی احترام نہیں ہے۔

اس لیے اگر میت کو مملوکہ زمین میں دفن کیا گیا ہے اور اندازہ سے معلوم ہوا کہ میت مٹی بن گئی ہے تو اس پر کھیتی کرنا اور مکان بنانا جائز ہے۔(۱)

قبر کی وسعت

"مومن قبر میں سرسبز باغ میں رہتا ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۵/۲)

قبر کے پاس اجرت پر قرآن خوانی کرنا

"اجرت پر قرآن خوانی کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں!(۶۷/۱)

قبر گر جائے دفن کرتے وقت

"دفن کرتے وقت قبر گر جائے" عنوان کے تحت دیکھیں!(۳۵۱/۱)

قبر مربع بنانا

قبر مربع بنانا مکروہ ہے۔قبر کو اونٹ کے کوہان کی طرح بنانا مستحب ہے۔اور اس کی بلندی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہونی چاہیے۔

= من الإضلال، فكيف من أصر على بدعة اومنكر.(مرقاة المفاتيح: ۲۶/۳، كتاب الصلاة،باب الدعاء فى التشهد، ط:رشيديه)

الاصرار على المندوب يبلغه الى حد الكراهة فكيف اصرارا لبدعة التى لاأصل لها فى الشرع. (السعاية: ۲۶۵/۲، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة،قبيل فصل:فى القراءة، ط:سهيل اكيڈمى)

(۱) جاز زرعه والبناء عليه إذا بلى وصار تراباً ،زيلعى.(الدرالمختار: ۲۳۸/۲، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فى دفن الميت،ط:سعيد)

(تبيين الحقائق: ۲۴۶/۱، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،قبيل فصل: فى تعزية اهل الميت، ط:امداديه ملتان.

(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى:ص: ۶۱۲، كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،فصل: فى حملها ودفنها،ط:قديمى)

اور ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ تحریمی ہے۔(۱)

قبر مکان میں نکل آئی

''مکان میں قبر نکل آئی'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۲۹۷)

قبر منہدم ہو جائے

اگر قبر منہدم ہو جائے تو جب بھی ضرورت ہو اس پر مٹی ڈال دینا جائز ہے۔(۲) اس کے لیے کوئی خاص مہینہ یا خاص دن مقرر نہیں ہے۔ اس لیے محرم

---

۱) ویسنم القبر ویکره ان یزید فیه علی التراب الذی خرج منه،ویجعله مرتفعا عن الارض قدر شبر أو اکثر بقلیل...... ولا یربع ولا یجصص لنهی النبی صلی الله علیه وسلم عن تربیع القبور تجصیصها.(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص: ۶۱۱،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،فصل :فی حملها ودفنها،ط:قدیمی)

ویهال التراب علیه،وتکره الزیادة علیه من التراب لانه بمنزلة البناء......ولا یرجع للنهی ویسنم ندباً وفی الظهیریة وجوباً قدر شبر.قوله: لانه بمنزلة البناء)کذافی البدائع.وظاهره أن الکراهة تحریمیة.

قوله: ویسنم)أی یجعل ترابه مرتفعا کسنام الجمل.قوله: قدر شبر)أو اکثر قلیلا بدائع.(الدر مع الرد: ۲/۲۳۶،۲۳۷،کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فی دفن المیت،ط:سعید)

ویسنم أی یرفع القبر استحبابا غیر مسطح قدرشبر فی ظاهر الروایة وفیه إباحة الزیادة ولا یربع.

وفی الدر المنتقی:ویهال التراب)وتکره زیادته (ویسنم القبر)قدر شبر.(مجمع الانهرمع الدر المنتقی: ۱/۲۷۵،کتاب الصلاة،باب صلاة الجنائز، ط:دارالکتب العلمیة)

(۲) وکان عصام بن یوسف یطوف حول المدینة ویعمر القبور الخربة.(مجمع الانهر: ۱/۲۷۶،کتاب الصلاة،باب الجنائز،ط:دارالکتب العلمیة)

وإذا خربت القبور فلابأس بتطیيبها ،لما روی ان النبی صلی الله علیه وسلم ،مر بقبر بنه ابراهیم فرأی فیه حجر یسقط منه ،فسده،وأصلحه،(تاتارخانیه: ۱/۱۲۹،کتاب الصلاة،الفصل الثانی والثلاثون فی الجنائز،نوع آخر:من هذا الفصل فی القبر والدفن،ط:قدیمی)

(عالمگیری: ۱/۱۶۶،کتاب الصلاة،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل السادس فی القبر والدفن،ط:رشیدیه)

کی دس تاریخ کو اس کام کے لیے خاص طور پر متعین کرنا درست نہیں ہے۔(۱)

قبر میت سے کہتی ہے

☆ابو الحجاج ثمالی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قبر میں مردہ رکھا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے، کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ میں عذاب کا گھر ہوں، اور میں اندھیری کوٹھڑی ہوں، اور کیڑے مکوڑے کا مکان ہوں، اے آدم کی اولاد تو بڑی غفلت میں تھا اور تکبر سے میرے اوپر اکڑ کر چلتا تھا، پس اگر مردہ نیک ہے تو اس کی طرف سے فرشتہ جواب دیتا ہے یہ تو بتا کہ اگر یہ نیک ہو اور لوگوں کو اچھے کام کی رغبت دلاتا ہو اور برے کام سے منع کرتا ہو تب بھی عذاب کرے گی؟ قبر جواب دے گی، اب میں اس کے واسطے سرسبز باغ ہو جاؤں گی، اور اس کا بدن نور کا ہوگا اور اس کی روح اللہ تعالیٰ کی طرف جائے گی۔(۲)

(۱) عن ابی هريرة عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: لاتختصوا ليلة الجمعة بقيام بين الليالی ولاتختصوا يوم الجمعة بصيام من بين الايام الاان يكون فی صوم يصوم احدكم.(صحيح المسلم: ۱/ ۳۶۱، كتاب الصيام، باب كراهة افراد يوم الجمعة بصوم لايوافق عادته، ط: قديمی)

ومنها (أی من البدع) التزام العبادات المعينة فی أوقات معينة لم يوجد لها ذالک التعيين فی الشريعة. (الاعتصام للشاطبی: ص: ۳۹، الباب الاول فی تعريف البدع وبيان معناها وأشتق منه لفظا. ط: دار المعرفة، بيروت)

لان ذكر الله تعالىٰ إذاقصد به التخصيص بوقت دون وقت أو بشئ دون شئ لم يكن مشروعا حيث لم يرد به الشرع لانه خلاف الشرع. (البحر الرائق: ۲/ ۱۵۹، كتاب الصلاة، باب العيدين، ط: سعيد)

(۲) وأخرج ابن أبی الدنيا، والحكيم الترمذی، وأبو يعلی، وأبو أحمد والحاكم فی الكنی، والطبرانی فی الكبير، وأبو نعيم، عن الحجاج الثمالی قال: قال رسول الله ﷺ: يقول القبر للميت حين يوضع فيه: ألم تعلم - ويحک - أنّی بيت الفتنة؟ وبيت الظلمة؟ وبيت الوحدة؟ وبيت الدود؟ يا ابن آدم ماغرّک بی إذ كنت تمر علیّ فدّادًا؟ فإن كان مصلحًا أجاب عنه مجيب القبر، فيقول: أرأيت إن كان يامر بالمعروف وينهی عن المنكر؟ فيقول القبر: إنّی إذًا تحول عليه خضرًا، ويعود جسده نورًا وتصعد روحه إلی الله تعالیٰ.

قيل لأبی الحجاج: ما الفداد؟ قال: الّذی يقوم رجلًا ويؤخذ أخرى

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قبر میت سے پکار کر کہتی ہے: میں اندھیری کوٹھری ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، اگر تو اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار تھا تو میں تیری واسطے رحمت ہوں اور اگر نافرمان تھا تو میں تیرے واسطے عذاب ہوں، میں وہ گھر ہوں کہ جو اللہ کا فرمانبردار شخص میرے اندر آئے گا وہ مجھ سے خوش ہو کر قیامت کے دن اٹھے گا اور جو نافرمان بندہ میرے اندر آئے گا وہ مجھ سے ہلاک ہو کر قیامت کے دن اٹھے گا۔(۱)

قبر میں اتارنے والے کو مردہ پہچانتا ہے

''مردہ پہچانتا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۶۳/۲)

قبر میں اعمال چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں

''اعمال قبر میں چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۸۲/۱)

قبر میں افسوس ہوگا

''صدقے کا ثواب پہنچانے کا انداز'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۴۷۷/۱)

قبر میں بستر، تکیہ وغیرہ بچھا کر دفنانا

بعض علاقوں میں میت کو دفن کرتے وقت قبر میں چادر، گدّا، اور بعض جگہ تکیہ

= يعني الّذي يمشي مشية المتبختر . (شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور : (ص:۱۴۸) باب مخاطبة القبر للميت ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

(۱) وأخرج ابن أبي الدنيا ، عن عبيد بن عمير ، قال : ليس من ميت يموت الا نادته حضرته الّتي يدفن فيها ، أنا بيت الظلمة والوحدة والانفراد ، فإن كنت في حياتك للّٰه مطيعا كنت عليك اليوم رحمة ، وإن كنت لربّك في حياتك عاصيا ، فأنا عليك نقمة ، أنا البيت الّذي من دخله مطيعًا خرج منه مسرورًا ، ومن دخله عاصيا خرج منه مثبورًا . (شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور : (ص: ۱۵۰) باب مخاطبة القبر للميت ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

بھی رکھ کر میت کو اس پر لٹا کر دفن کرتے ہیں، یہ شریعت سے ثابت نہیں ہے۔(۱)

قبر میں ثواب پہنچتا ہے

حافظ ابو نعیم رحمہ اللہ وغیرہ مرفوع روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سات چیزوں کا اجر بندے کو اس کی قبر میں بھی پہنچاتے رہتے ہیں وہ سات چیزیں یہ ہیں: دینی تعلیم دی ہو، یا نہر کھدوائی ہو، یا کنواں کھدوایا ہو، یا کھجور کا درخت لگایا ہو، یا مسجد بنائی ہو، یا قرآن کریم میراث میں چھوڑا ہو، یا اولاد چھوڑی ہو جو مرنے کے بعد اس کے لیے استغفار کرتی ہو۔

ایک روایت میں ہے: نیک صالح مسلمان بچہ اور ایک روایت میں ہے کہ مومن کو اس کے اعمال وحسنات میں سے اس صدقہ کا اجر بھی ملتا ہے جو اس نے صحت کی حالت میں اپنے مال سے نکالا ہو۔(۲)

---

(۱) ولایجوز ان یوضع فیه مضربة.

قوله: ولایجوز...... الخ)أی یکره ذالک، قال فی الحلیة:ویکره ان یوضع تحت المیت فی القبر مضربة أو مخدة أوحصیر أونحو ذالک...اه،ولعل وجهه أنه إتلاف مال بلاضرورة ،فالکراهة تحریمیة ولذاعبر بلایجوز. (الدر مع الرد: ۲/ ۲۳۴، کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

(حاشیة الطحطاوی علی المراقی:ص: ۶۰۸، کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،فصل: فی حملها و دفنها،ط:قدیمی)

(البحر الرائق: ۲/ ۱۹۳، کتاب الجنائز،فصل: السلطان احق بصلاته،ط:سعید)

ویکره ان یوضع المیت فی صندق إلا لحاجة...... کما یکره وضع وسادة أو فراش أو نحو ذالک معه فی قبره باتفاق الحنفیة......(کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۳۵، کتاب الصلاة، مباحث الجنائز،حکم دفن المیت،ط: دار الفکر)

(۲) وروی ابونعیم من حدیث قتادة عن انس بن مالک قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: سبع یجری أجرها للعبد بعد موته وهو فی قبره من علم علماأو أجری نهراأو حفرا بئراأوغرس نخلاً أوبنی مسجداًأوورث مصحفاً أوترک ولداً یستغفرله بعد موته...... عن ابی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إن ممایلحق المؤمن من عمله و حسناته بعد موته علما علمه ونشره او ولداتر که أو مصحفاً ورثه أو مسجداً بناه أوبیتا لابن السبیل بناه او نهرا أجراه =

قبر میں جسم کا حال

ایک طویل روایت کا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ...... قبر میں جسم کا حال یہ ہوتا ہے کہ جب قبر میں دفن کر کے واپس آتے ہیں تو نماز اس کے داہنی طرف آتی ہے، اور روزہ بائیں طرف، اور قرآن اور وظیفہ سر کی طرف، اور نماز کے واسطے مسجد کا آنا جانا پیر کی طرف، اور صبر قبر کے باہر رہتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ عذاب نازل کرتا ہے، دائیں طرف سے عذاب مردہ کے پاس آتا ہے تو نماز کہتی ہے دور ہو، اس طرف سے تیرا راستہ نہیں ہے، اللہ کی قسم اس نے تمام عمر کوشش کی تھی، اب آرام پایا ہے جب کہ قبر میں آیا، بائیں طرف سے عذاب آتا ہے تو روزہ بھی اسی طرح کہتا ہے، سر کی طرف سے آتا ہے تو قرآن اور وظیفہ بھی یہی جواب دیتا ہے، پیر کی طرف سے آتا ہے تو بھی ایسا ہی جواب پاتا ہے، جب ہر طرف سے عاجز ہو جاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ عبادت نے ہر طرف سے اس کی حفاظت کی ہے تو واپس چلا جاتا ہے، پھر صبر تمام عبادات سے کہتا ہے (جو کہ خاموش تھا) اگر تم سب عاجز ہو جاتے تو میں تنہا اس کا ساتھ دیتا اور عذاب کو دفع کرتا، اب پل صراط اور میزان پر اپنا کام کروں گا۔(۱)

= أو صدقة أخرجاه من ماله فی صحته تلحقه بعد موته. (التذكرة فی احوال الموتیٰ وأموار الآخرة، ص:۷۵، باب مايتبع الميت إلى قبره وبعد موته ومايبقى معه فيه، ط: دار الحديث، قاهره)

(۱) وأخرج أبو يعلى فی مسنده، ابن أبی الدنيا من طريق يزيد الرقاشی، عن أنس، عن تميم الداری عن النبیّ ﷺ : ...... فإذا وضع فی قبرہ جاء ت الصلاة ، فكانت عن يمينه ، وجاء الصيام فكان عن يسارہ ، وجاء القرآن والذكر ، فكانا عند رأسه ، وجاء مشيه إلى الصلاة ، فكان عند رجليه ، وجاء الصبر فكان ناحية القبر ، ويبعث الله عنقًا ، من العذاب ، فيأتيه عن يمينه فتقول الصلاة : وراء ک ، و الله مازال دائبا عمره كله ، وإنّما استراح الآن ، حين وضع فی قبرہ ، قال : فيأتيه من يساره ، فيقول الصيام مثل ذٰلک ، فيأتيه من قبل رأسه ، فيقال له مثل ذٰلک ، فلايأتيه العذاب من ناحيةٍ ، فيلتمس هل يجد إليه مساغًا ، الا وجد ولیٖ الله قد أحررته الطاعة، =

قبر میں جھانکنا

''قبر میں مت جھانکو'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱۴۲/۲)

قبر میں رقم رہ جائے

''سامان رہ جائے'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۴۱۸/۱)

قبر میں رکھتے وقت

قبر میں رکھتے وقت '' بِسْمِ اللهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ '' کہنا مستحب ہے۔(۱)

قبر میں سامان رہ جائے

''سامان رہ جائے'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۴۱۸/۱)

قبر میں مت جھانکو

روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ کے ساتھ تشریف

= فيخرج عنه العذاب عند مايرى ، ويقول الصبر لسائر الأعمال : اما إنّه لم يمنعنى ان أباشره أنا بنفسى الا أنّى نظرت ما عندكم ، فلو عجزتم ، كنت أنا صاحبه ، فأما إذا أجزأتم عنه ، فأنا ذخر له عن الصراط ، وذخرله عند الميزان الخ . (شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور : (ص: ٨٠) بان من يحضر الميت من الملائكة وغيرهم ، ومايراه المحتضر ، ومايقال له ، وما يبشر به المؤمن وينذر به الكافر ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

(١) عن ابن عمر قال كان النبى صلى الله عليه وسلم إذا أدخل الميت القبر قال :بسم الله وعلى ملة رسول الله .(ابن ماجه:ص: ١١١ ،ابواب الجنائز،با ب ماجاء فى إدخال الميت القبر، ط: قديمى)

ويستحب...... أن يقول واضعه:بسم الله ،وبالله ،وعلى ملة رسول الله صلى الله عليه وسلم، (الدرالمختار: ٢٣٥/٢ ،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فى دفن الميت، ط: سعيد)

(ويقول واضعه)ندبا فى قبره كماأمر به النبى صلى الله عليه وسلم،وكان يقوله إذا أدخل الميت "باسم الله وعلى ملة رسول الله''(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى:ص: ٦٠٨، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز ،فصل: فى حملها ودفنها،ط:قديمى)

لے گئے، جب اس پر نماز پڑھی تو ایک کپڑا منگا کر قبر پر پھیلا دیا، اور فرمایا کہ: قبر میں مت جھانکو، یہ امانت ہے، بعض مرتبہ اسے دوزخ لے جانے کا حکم ہوتا ہے، تو زنجیروں کی آواز آتی ہے۔

ایک روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قبر میں مت جھانکو، یہ ایک امانت ہے، ہوسکتا ہے کہ اس شخص کو وہ عذاب یا سزا دی جا رہی ہو جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقرر کر رکھی ہے، اور کالا سانپ اس کی گردن میں پڑا ہوا نظر آئے، یا یہ حکم ہو کہ اسے دوزخ میں لے جایا جائے، اور زنجیروں کی آواز آئے۔

کالے سانپ انسان کے برے اعمال ہیں، جب کہ علماء نے لکھا ہے کہ ہر انسان کے لیے اس کا برا عمل بری صورت میں بنا دیا جائے گا، اور قیامت تک اسے عذاب دیا جاتا رہے گا۔(۱)

قبر میں میت کو اتارتے وقت

''میت کو قبر میں اتارتے وقت'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۳۴۵)

قبر ناپاک زمین میں بنانا

''ناپاک زمین میں قبر بنانا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۳۷۱)

قبر والوں کی جانب سے سبق

''تین قبریں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۲۱۶)

---

(۱) ابوهدبة ابراهيم بن هدبة قال: حدثنا أنس بن مالک أن رسول الله صلى الله عليه وسلم تبع جنازة فلما صلى عليها دعا بثوب فبسط على القبر وهويقول :لاتتطلعوا فى القبر فانها امانة فلعسى يحل القعدة فيرى حية سوداء متطوقة فى عنقه فإنهاأمانة ولعله يؤمر به فتسمع صوت السلسلة، (التذكرة فى احوال الموتى واموراالآخره،ص: ۶۳ ،باب بسط الثوب على القبر عند الدف، ط: دار الحديث القاهرة)

قبر والی جگہ مسجد میں شامل کرنا

☆......اگر مسجد کے قریب بوسیدہ قبریں ہیں اور اس جگہ کو مسجد میں شامل کرنا چاہتے ہیں تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر قبر والی جگہ مسجد کی ملک ہے، یا کسی نے مسجد میں دے دی ہے اور قبر بے نشان اور اتنی بوسیدہ ہوگئی ہے کہ مردے کے گل کر مٹی بن جانے کا یقین ہے تو ایسی جگہ کو مسجد میں شامل کرنا درست ہے، اور وہاں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس میں مردوں کی بے حرمتی بھی نہیں ہے، اور اگر قبرستان وقف ہے تو اس کا کوئی بھی حصہ مسجد میں شامل کرنا جائز نہیں۔

☆......اگر قبرستان استعمال میں نہیں ہے اور مردے دفن نہیں کیے جاتے اور آئندہ بھی دفن کیے جانے کی توقع نہیں ہے، اور قبرستان کی جگہ بے کار پڑی ہوئی ہے، تو ایسے قبرستان کو مسجد میں شامل کرنے کی اجازت ہے۔(۱)

---

(۱) وقال الزيلعي :ولو بلى الميت وصار ترابا جاز دفن غيره في قبره وزرعه والبناء عليه... اه.. قلت لكن في هذا مشقة عظيمة فالأولى اناطة الجواز بالبلا...... وإن بقى من عظامهم شئ تنبش وترفع الآثار وتتخذ مسجداً لما روى "أن مسجد النبى صلى الله عليه وسلم كان قبل مقبرة للمشركين فنبشت" (الشامية: ۲/ ۲۳۳، ۲۳۴، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في دفن الميت، ط: سعيد)

🗀 فان قلت هل يجوز ان تبنى المساجد على قبور المسلمين؟ قلت: قال ابن القاسم رحمه الله تعالى: لوأن مقبرة من مقابر المسلمين عفت فبنى قوم عليها مسجداً لم أر بذالك بأسا وذالك لأن المقابر وقف من أوقاف المسلمين لدفن موتاهم لايجوز لأحد أن يملكها فإذا درست واستغنى عن الدفن فيها جاز صرفها الى المسجد لان المسجد ايضا وقف من اوقاف المسلمين لايجوز تمليكه لاحد فمعناها على هذا واحد. (عمدة القارى: ۳/ ۴۳۵، كتاب الصلاة، باب هل تنبش قبور مشركى الجاهلية ويتخذ مكانها مساجد؟ ط: دار الفكر بيروت)

🗀 (شرح سنن ابى داود للعينى: ۲/ ۳۵۵، كتاب الصلاة، باب بناء المسجد، ط: مكتبة الرشد، رياض)

🗀 شرط الواقف كنص الشارع اى فى المفهوم والدلالة (الدر مع الرد: ۴/ ۴۳۳، كتاب الوقف، فصل: يراعى شرط الواقف فى اجازته، ط: سعيد)

🗀 (تبيين الحقائق: ۴/ ۲۶۹، كتاب الوقف، ط: دار الكتب العلمية)

🗀 (البحر الرائق: ۵/ ۴۱۱، كتاب الوقف، ط: رشيديه)

قبروں پر جانے سے منع کیوں کیا گیا تھا؟

اسلام کے شروع شروع میں جب تک کہ توحید پوری طرح عام مسلمانوں کے دلوں میں راسخ اور مضبوط نہیں ہوئی تھی، اور انہیں شرک، جاہلیت اور بت پرستی سے نکلے ہوئے تھوڑا ہی زمانہ ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر جانے سے منع فرما دیا تھا کیونکہ اس سے ان لوگوں کے شرک اور قبر پرستی میں ملوث ہو جانے کا خطرہ تھا۔

پھر جب امت کا توحیدی مزاج پختہ ہو گیا اور ہر قسم کے جلی اور خفی شرک سے دلوں میں نفرت بھر گئی اور قبروں پر جانے سے شرک کے جراثیم پھر پیدا ہونے کا اندیشہ نہیں رہا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ اعلان کے ذریعے قبروں پر جانے کی اجازت دے دی۔ اور یہ بھی واضح فرمایا کہ یہ اجازت اس لیے دی جا رہی ہے کہ قبروں کی زیارت دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد اور فکر دلوں میں پیدا ہونے کا ذریعہ ہے۔(۱)

(۱) وعن ابن مسعود أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كنت نهيتكم عن زيارة القبور، فزوروها فإنها تزهد في الدنيا، وتذكر الآخرة، رواه ابن ماجه. (مشكاة المصابيح: ص: ۱۵۴، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

كان في أول الاسلام قد نهى عن زيارة القبور صيانة لجانب التوحيد وقطعاً لتعلق بالأموت وسداً لذريعة الشرك التي أصلها تعظيم القبور وعبادتها كماقال ابن عباس فلما تمكن التوحيد من قلوبهم واضمحل الشرك واستقر الدين أذن في زيارة يحصل بها مزيد الإيمان وتذكير ماخلق العبد له من دار البقاء فأذن حينئذ فيها فكان نهيه عنها للمصلحة وإذنه فيها للمصلحة. (حاشية ابن القيم على عون المعبود: ۹/۴۴، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، ط: دار الكتب العلمية)

ومعنى النهي عن زيارة القبور إنما كان في أول الاسلام عند قربهم بعبادة الأوثان واتخاذ القبور مساجد فلما استحكم الاسلام وقوى في قلوب الناس وآمنت عبادة القبور والصلاة إليها نسخ النهي عن زيارتها لأنها تذكر الآخره وتزهد في الدنيا. (عمدة القارى: ۸/۱۰۱، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، ط: دار الفكر)

كنت نهيتكم عن زيارة القبور) لحدثان عهدكم بالكفر وأما الآن حيث انمحت آثار الجاهلية واستحكم الاسلام وصرتم أهل يقين وتقوى (فزوروا القبور فإنها تزهد في الدنيا وتذكر الآخرة)...... قال القاضي: الفاء متعلق بمحذوف أى نهيتكم عن زيارتها مباهاة بتكاثر الاموال =

قبروں پر جانے کی اجازت

''قبروں پر جانے سے منع کیوں کیا گیا تھا؟''عنوان کے تحت دیکھیں!(۱۴۵/۲)

قبروں پر چلنا

قبرستان میں قبروں پر جوتوں کے ساتھ اور جوتوں کے بغیر دونوں صورتوں میں چلنا سخت مکروہ ہے۔(۱)

قبروں پر راستہ بنانا

قبروں پر راستہ بنانا منع ہے، خواہ جوتا پہن کر ہوں یا ننگے پاؤں البتہ قبر سے بچ کر درمیانی جگہ میں جوتا پہن کر چلنا درست ہے۔(۲)

= وفعل الجاهلية وأما الآن فقد جاء الاسلام وهدم قواعد الشرک فزوروها فإنها تورث رقة القلب وتذكر الموت والبلى. (فيض القدير للمناوى: ۳۳۱/۶، رقم الحديث: ۶۴۳۰، ط: دار الحديث قاهره)

زيارة القبور مستحبة للرجال...... وكان النهى ابتداء لقرب عهد بالجاهلية وفى الوقت الذى لم يكونوا يتورعون فيه عن هجر الكلام وفحشه فلما دخلوا فى الاسلام واطمأنوا به وعرفوا أحكامه أذن لهم الشارع بزيارتها. (فقه السنة: ۳۸۲/۱، الجنائز، الدفن، زيارة القبور، ط: دار ابن كثير)

(۱-۲) وقد ثبت فى الحديث "إن الميت يسمع قرع نعالهم إذا ولوا عنه مدبرين" وهو دال على جواز لبس النعال فى المقابر قال وقد ثبت حديث انس ان النبى صلى الله عليه وسلم صلى فى نعليه قال: فإذا جاز دخول المسجد بالنعل فالمقبرة أولى.

قال العسقلانى: ويحتمل أن يكون المراد بالنهى اكرام الميت كما ورد النهى عن الجلوس على القبر وليس ذكر السبتيين للتخصيص بل اتفق ذالک، والنهى إنما هو للمشى على القبور بالنعال، والله اعلم بالحال، قلت: الظاهر أن المشى على القبور منهى بالنعال وبغيرها. (مرقاة المفاتيح: ۲۶۳/۸، كتاب اللباس، باب النعال، الفصل الاول، تحت حديث الاول، ط: رشيديه)

(فتح البارى ۳۰۹/۱۰، كتاب اللباس، باب الفعال السبتية، ط: قديمى)

ولا يكره المشى فى المقابر بالنعلين عندنا. (حاشية الطحطاوى على المراقى: ص: ۶۳۰، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصلٌ: فى زيارة القبور، ط: قديمى)

لابأس بالمشى بين القبور بالنعال. (اللباب فى الجمع بين السنة والكتاب: ۳۲۵/۱، كتاب الصلاة، باب لابأس بالمشى بين القبور بالنعال، ط: المكتبة الحقانية)=

قبروں کو لوہے کے ہتھوڑے سے مارا جارہا ہے

"لوہے کے ہتھوڑے سے مارا جارہا ہے" عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۲۳۴)

قبروں کی زمین قبروں کے لیے وقف نہ ہو

اگر قبروں کی زمین قبروں کے لیے وقف نہ ہو بلکہ کسی کی ملک ہو، یا دوسرے کام کے لیے وقف کردی گئی ہو، تو جب تک میت کے اجزاء باقی رہنے کا گمان غالب ہو تو قبروں پر تعمیر یا زراعت یا وہ کام کرنا جس کے لیے زمین وقف کی گئی ہے جائز نہیں ہے، ہاں اگر میت کے اجزاء باقی نہ رہنے کا گمان غالب ہو جائے تو قبروں پر تعمیر یا زراعت یا وہ کام کرنا جس کے لیے زمین وقف کی گئی ہے جائز ہے۔ (۱)

= ذهب اكثر اهل العلم الى انه لاباس بالمشي في المقابر بالنعال. (فقه السنة، ١/٣٦٩، كتاب الجنائز، الدفن، خلع النعال في المقابر، ط: دار ابن كثير)

عن جابر رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن تجصص القبور وأن يكتب عليها وأن توطأ، (جامع الترمذي: ١/٢٠٣، ابواب الجنائز، باب ماجاء في كراهية تجصيص القبور والكتابة عليها، ط: سعيد)

ويكره الجلوس على القبر ووطؤه (شامي: ٢/٢٤٥، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: سعيد)

(الهندية: ١/١٦٦، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في الدفن والنقل، ط: رشيديه)

(١) يكره أن يبنى على القبر بيت أو قبة أو مدرسة أو مسجد أو حيطان تحدقه به.. كالحيشان.. إذا لم يقصد بها الزينه والتفاخر، وإلا كان ذالك حراما، وهذا إذا كانت الارض غير مسبلة ولا موقوفة، والمسبلة: هي الذى اعتاد الناس الدفن فيها، ولم يسبق لأحد ملكها، والموقوفة: هي ما وقفها مالك بصيغة الوقف..... أما المسبلة والموقوفة فيحرم فيها البناء مطلقا..... (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ١/٥٣٦، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، اتخاذ البناء على القبور، ط: دار الفكر)

شرط الواقف كنص الشارع أي في المفهوم والدلالة. (الدر مع الرد: ٤/٤٣٣، كتاب الوقف، فصل: يراعى شرط الواقف في اجازته، ط: سعيد)

(تبيين الحقائق: ٤/٢٦٩، كتاب الوقف، ط: دار الكتب العلمية)=

قبروں کی زیارت کرنا

☆......عبرت حاصل کرنے اور آخرت کی یاد دلانے کے لیے قبروں کی زیارت کرنا مستحب ہے، ہر ہفتے میں کم سے کم ایک مرتبہ اور وہ بھی جمعہ کے دن ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

☆......اگر عورت جوان نہیں، بلکہ بوڑھی ہے تو اس کے لیے بھی قبر کی زیارت کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ رنج وغم تازہ کرنے کے لیے زیارت نہ کرے، بلکہ عبرت اور برکت حاصل کرنے کی غرض سے ہو۔

☆......جب قبرستان میں زیارت کے لیے جائے تو دعا بھی کرے، عبرت حاصل کرے اور میت کے لیے قرآن مجید کی تلاوت میں لگا رہے، تاکہ میت کو اس سے اجر اور ثواب ملتا رہے۔

☆......قبر کی زیارت شریعت کے احکام کے مطابق ہو، اس لیے قبر کا طواف کرنا، آستانہ یا چوکھٹ یا لکڑی یا قبر کو چومنا جائز نہیں ہے۔

= لو وضع بغير القبلة أوعلى شقه الايسر أوجعل رأسه فى موضع رجليه أودفن بلاغسل وأهيل عليه التراب فإنه لاينبش. قال فى البدائع: لأن النبش حرام حقا لله تعالىٰ.....وفى التبيين: ولو بلى الميت وصار تراباً جاز دفن غيره فى قبره وزرعه والبناء عليه. (البحر الرائق: ۲/ ۳۱۵، كتاب الجنائز، فصل: السلطان احق بصلاته، ط: سعيد)

قوله: وحفر قبره....الخ) وقال الزيلعى: ولو بلى الميت وصار ترابا جاز دفن غيره فى قبره وزرعه والبناء عليه، اه (وبعد صفحتين قال) قوله: ولاينبش ليوجه اليها) أى لو دفن مستدبراً لها وأهالوا التراب لاينبش، لان التوجه الى القبلة سنة والنبش حرام. (الشامية: ۲/ ۲۳۳، ۲۳۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى دفن الميت، ط: سعيد)

ولو بلى الميت وصار ترابا جاز دفن غيره فى قبره......ولاينبش وإن طال الزمان، (مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۶۱۲، ۶۱۳، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: فى حملها ودفنها، ط: قديمى)

اسی طرح زیارت کے وقت مسنون دعاؤں کو پڑھنا چاہیے۔(۱)

(۱) وبزيارة القبور ولو للنساء...... ويقول: السلام عليكم دارقوم مؤمنين وإنا إن شاء الله بكم لاحقون ويقرأ يس، وفي الحديث: "من قرأ الإخلاص أحد عشر مرة ثم وهب أجرها للأموات أعطى من الأجر بعدد الأموات.

قوله: وبزيارة القبور) أي لابأس بها، بل تندب...... وتزار في كل أسبوع...... إلاأن الافضل يوم الجمعة والسبت والاثنين والخميس.

قوله: ولو للنساء) وقيل تحرم عليهن. والاصح أن الرخصة ثابتة لهن...... وقال الرملي: إن كان لتجديد الحزن والبكاء والندب على ماجرت به عادتهن فلاتجوز...... وإن كان للاعتبار والترحم من غير بكاء...... فلابأس به إذا كن عجائز، ويكره إذاكن شواب كحضور الجماعة في المساجد. اه (الدر مع الرد: ۲/۲۴۲، ۲۴۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في زيارة القبور، ط: سعيد)

🗀 ندب زيارتها...... للرجال والنساء) وقيل تحرم على النساء والاصح ان الرخصه ثابتة للرجال والنساء فتندب لهن ايضا (على الاصح) والسنة زيارتها قائماو الدعاء عندها قائما...... ويقول: السلام عليكم دارقوم مؤمنين وإنا إن شاء الله بكم لاحقون أسأل الله لي ولكم العافية. قوله: للرجال) ويقصدون بزيارتها وجه الله تعالىٰ وإصلاح القلب ونفع الميت بمايُتلى عنده من القرآن. ولايمس القبر، ولايقبله فإنه من عادة أهل الكتاب.

قوله: وقيل تحرم على النساء)...... وفي السراج وأماالنساء إذا أردن زيارة القبور إن كان ذالك لتجديد الحزن والبكاء والندب كما جرت به عادتهن فلاتجوز لهن الزيارة...... وإن كان للاعتبار والترحم والتبرك بزيارة قبور الصالحين من غيرما يخالف الشرع، فلابأس به إذاكن عجائز وكره ذالك للشابات كحضورهن في المساجد للجماعات.. اه(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۶۱۹، ۶۲۰، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: في زيارة القبور، ط: قديمي)

🗀 زيارة القبور مندوبة للإتعاظ وتذكرة الآخرة، وتتأكد يوم الجمعة ويوماً قبلها، ويوماً بعدها...... وينبغي للزائر الاشتغال بالدعاء والتضرع والاعتبار بالموتىٰ وقراءة القرآن للميت، فإن ذالك ينفع الميت على الاصح...... ولافرق في الزيارة بين كون المقابر قريبة أوبعيدة...... وكما تندب زيارة القبور للرجال تندب أيضا للنساء العجائز) اللاتي لايخشى منهن الفتنة...... وينبغي أن تكون الزيارة مطابقة لأحكام الشريعة، فلايطوف حول القبر ولايقبل حجراً ولاعتبة ولاخشباً، ولايطلب من المزور شيئاإلى غير ذالك. (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۴۰، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، خاتمة في زيارة القبور، ط: دارالفكر)

🗀 (حلبي كبير، ص: ۶۰۸، فصل في الجنائز، ط: سهيل اكيڈمی)

🗀 (عالمگيری: ۵/ ۳۵۰، كتاب الكراهية، الباب السادس عشر في زيارة القبور، ط: رشيديه)

قبروں کی زیارت کرو

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو قبر پر جانے سے روک دیا تھا، اچھا تو اب قبرستان جایا کرو، کیونکہ یہ دلوں کو نرم کر دیتا ہے، اور آنکھوں کو آنسوؤں سے بھر دیتا ہے، اور آخرت کی یاد دلاتا ہے، اور واہیات باتیں مت بکا کرو۔(۱)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم قبروں پر جایا کرو تاکہ اس سے تم آخرت کی یاد حاصل کر سکو، اور دیکھو جنازوں کی نماز بھی پڑھا کرو، شاید اس سے کچھ رنج وغم تمہارے دل پر طاری ہو جائے (اور یہ رنج وغم طاری ہونا اس لئے اچھا ہے کہ) رنجیدہ اور غمگین شخص اللہ کے سایہ میں رہتا ہے اور ہر بھلائی کو تلاش کرتا ہے۔

قبروں کے درمیان نماز پڑھنا

''چاروں طرف قبریں ہوں'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲۸۹/۱)

قبر ہر روز کہتی ہے

قبر ہر روز کہتی ہے کہ میں غربت کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں عذاب کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں۔(۲)

---

(۱) وأخرج الحاكم ...... عن أنس مرفوعًا : كنت نهيتكم عن زيارة القبور ، الا فزوروها ، فإنّها ترق القلب ، وتدمع العين ، وتذكر الآخرة ، ولا تقولوا هجرًا ...... وأخرج أيضًا عن أبى ذر ، قال قال لى رسول الله ﷺ : زُر القبور ، تذكر بها الآخرة ، واغسل الموتٰى ، وإن معالجة جسد خاو موعظة بليغة ، وصلّ على الجنائز ، لعل ذٰلک يحزنک ، فإن الحزين فى ظل اللّٰه يتعرض لكل خير . (شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور : (ص: ۳۷ ، ۳۸) باب مايعين على ذكر الموت ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

(۲) فأكثروا ذكرها ذم اللذات :الموت،فانه لم يات على القبر يوم إلا تكلم فيه، فيقول:أنا بيت =

قبریں تین

''تین قبریں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۲۱۶)

قبریں قریب قریب ہونا رشتہ داروں کی

''رشتہ داروں کی قبریں قریب قریب ہونا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۳۸۳)

قبلہ رخ میت کو دفن نہیں کیا

''میت کو قبلہ رخ دفن نہیں کیا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۳۴۶)

قبلہ کی سمت بدل گئی

''سمت قبلہ بدل گئی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۴۲۹)

قبلے کی طرف سے میت کو قبر میں اتار دیں

''میت کو قبلے کی طرف سے قبر میں اتار دیں'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۳۴۶)

قبہ بنانا

انبیاء کرام کے علاوہ کسی اور کی قبر پر قبہ بنانا جائز نہیں ہے۔ (۱)

= الغربة وأنا بيت الوحدة وأنا بيت التراب وأنا بيت الدود.... الحديث. (التذكرة في احوال الموتى وامور الآخرة، ص: ۸۴، باب ماجاء في كلام القبر كل يوم وكلامه للعبد اذا وضع فيه، ط: دارالحديث قاهره)

(مشكاة المصابيح: ص: ۴۵۷، كتاب الرقاق، باب البكاء والخوف، الفصل الثاني، ط: قديمي)

(فيض القدير للمناوي: ۲/۴۹۱، رقم الحديث: ۱۵۹۸، ط: دارالحديث القاهره)

(۱) (کفایت المفتی: ۴/۵۶، کتاب الجنائز، فصل چہارم، قبر و دفن، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگوں کی قبور کا پختہ ہونے پر اشکال، ط: دارالاشاعت)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵/۲۶۸، کتاب الجنائز، فصل سادس: قبر دفن اور ان کے متعلقات، عنوان: مزارات و قبے بنانا، اور اندرون مکان دفن کرنا کیسا ہے؟ ط: دارالاشاعت)

ولا يجصص به قالت الثلاثة لقول جابر رضي الله عنه: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تجصيص القبور، وإن يكتب عليها وإن يبنى عليها" رواه مسلم وابوداود والترمذي =

قرآن پڑھایا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی کو کچھ قرآن شریف پڑھایا یا کوئی مسئلہ بتایا تو اللہ تعالیٰ اس کے ثواب کو قیامت تک بڑھاتا ہے(۱) یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے مثل ہو جائے۔

قرآن پورا یاد نہ ہو

اگر کسی شخص کو پورا قرآن یاد نہ ہو، مثلاً: صرف دس پارے یاد ہوں، اور وہ ان کو تین مرتبہ پڑھے تو اس صورت میں پورے قرآن کریم کا ثواب حاصل نہیں ہوگا۔ البتہ دس پاروں کا تین گونہ ثواب حاصل ہوگا۔

اگر پورا قرآن کریم ختم کرنا ممکن نہ ہو تو یہ ہی بہتر ہے کہ دس پاروں کو بار بار پڑھ کر ثواب پہنچادے۔ میت کو ثواب پہنچ جائے گا۔(۲)

= وصححه وزاد: وأن توطأ(حاشية الطحطاوی علی المراقی: ص: ۶۱۱، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)

(شرح النووی علی صحیح المسلم: ۱/ ۳۱۲، کتاب الجنائز، فصل: فی النهی عن تجصیص القبور، ط: قدیمی)

(مرقاة المفاتیح: ۴/ ۱۷۷، ۱۷۸، کتاب الجنائز، باب دفن المیت، الفصل الاول، ط: رشیدیه)

(۱) وأخرج ابن عساکر، من حدیث أبی سعید الخدری مرفوعًا: من علم آیة من کتاب الله عز وجل، أو بابًا من علم، أنمی الله أجره إلی یوم القیامة. (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور: (ص: ۳۷۴) باب ماینفع المیت فی قبره، ط: المکتبة التوفیقیة، مصر)

(۲) ویقرأ من القرآن ماتیسر له من الفاتحة وأول البقرة إلی المفلحون وآیة الکرسی وآمن الرسول وسورة یس...... ثم یقول: اللهم أوصل ثواب ماقرأناه إلی فلان أو إلیهم. (الشامیة: ۲/ ۲۴۳، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی القراءة للمیت وإهداء ثوابها له، ط: سعید)

قال النووی: فی شرح المهذب یستحب لزائر القبور أن یقرأ ماتیسر من القرآن ویدعو لهم عقبها نص علیه الشافعی واتفق علیه الاصحاب وزاد فی موضع آخر: وإن ختموا القرآن علی القبر کان أفضل. (مرقاة المفاتیح: ۴/ ۱۷۴، کتاب الجنائز، باب دفن المیت، الفصل الثالث، ط: رشیدیه)=

قرآن شریف چارپائی پر رکھ کر قبرستان تک لے جانا

میت کے ساتھ قرآن شریف اس کی چارپائی پر رکھ کر قبرستان تک لے جانا سنت کے خلاف ہے، درست نہیں ہے، اس کو ترک کرنا لازم ہے، کیونکہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور ائمۂ مجتہدین سے ثابت نہیں ہے، ساتھ ساتھ قرآن مجید کی بے حرمتی بھی ہے۔(۱)

= یستحب أن یقرؤوا عنده شیئا من القرآن، قالوا: فإن ختموا القرآن کله کان حسنا، (الاذکار للنووی: ص: ٦٢١، رقم الحدیث: ٩١٩، کتاب أذکار المرض والموت، باب مایقوله بعد الدفن، ط: دارابن کثیر)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۹۲/۵، کتاب الجنائز، آٹھویں فصل: زیارۃ قبور اور ایصالِ ثواب، عنوان: ثلث قرآن پڑھ کر ایصال ثواب کرنے سے پورے قرآن کا ثواب ہوگا یا نہیں؟ ط: دارالاشاعت)

(۱) وأما أهل السنة والجماعة فیقولون کل فعل وقول لم یثبت عن الصحابة رضی الله عنهم: هو بدعة، لأنه لو کان خیراً لسبقونا إلیه، لأنهم لم یترکوا خصلة من خصال الخیر إلا وقد بادروا إلیها. (تفسیر ابن کثیر: ۵/۵٦٧، سورة الاحقاف، آیت: ١١، ط: مکتبه رشیدیه)

عن عائشة رضی الله عنها، قالت: قال النبی صلی الله علیه وسلم: من أحدث فی أمرنا هذا مالیس منه فهو رد. (صحیح البخاری: ١/٣٧١، کتاب الصلح، باب اصطلحوا علی صلح جور فهو مردود، ط: قدیمی)

من أصر علی أمر مندوب وجعله عزما ولم یعمل بالرخصة، فقد أصاب منه الشیطان من الاضلال فیکف من أصر علی بدعة أو منکر. (مرقاة المفاتیح: ٣/٢٦، کتاب الصلاة، باب الدعاء فی التشهد، رقم الحدیث: ٩٤٦، ط: رشیدیه)

الاصرار علی المندوب یبلغه الی حد الکراهة، فکیف اصرار البدعة التی لا اصل لها فی الشرع. (السعایة: ٢/٢٦٥، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، قبیل فصل: فی القراءة، ط: سهیل اکیڈمی)

وفی الرد: بأنها أی: البدعة ما أحدث علی خلاف الحق الملتقی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم من علم أو عمل أو حال او بنوع شبهة او استحسان وجعل دینا قویما وصراطا مستقیما. (الشامیة: ١/٥٦٠، ٥٦١، کتاب الصلاة، باب الامامة، ط: سعید)

قرآن کریم قبر میں رکھنا

قرآن کریم قبر میں رکھنا جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ اس میں نجاست کے ساتھ ملوث ہونے کا خطرہ ہے، اور یہ جائز نہیں ہے۔ (۱)

قربانی بہتر ہے یا صدقہ کرنا

قربانی کے دنوں میں پیسہ وغیرہ صدقہ کرنے سے قربانی کرنا اور اس کا ثواب میت کو پہنچانا افضل ہے۔ کیوں کہ صدقہ وخیرات میں صرف مال ادا کرنا ہے۔ اور قربانی میں مال اور جانور کی جان دونوں قربان کرنا ہوتا ہے۔ (۲)

نیز یہ کہ صدقہ خیرات کے لیے کوئی دن اور تاریخ مقرر نہیں ہے۔ قربانی کے لیے دن تاریخ مقرر ہیں۔ مقررہ دن گزرنے کے بعد قربانی کا موقع نہیں ملے گا۔ لیکن صدقہ خیرات کرنے کا موقع ہمیشہ ملے گا، اس لیے قربانی کے ایام میں قربانی کرنا اور اس کا ثواب میت کو پہنچانا زیادہ بہتر ہے۔ (۳)

---

(۱) وقد أفتى ابن الصلاح بأنه لايجوز أن يكتب على الكفن يسٓ والكهف ونحوهما خوفا من صديد الميت. (الشامية: ۲/۲۴۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فيمايكتب على كفن الميت، ط: سعيد)

(فتح القدير: ۱/۱۹۶، كتاب الطهارة، باب الحيض والاستحاضة، ط: دارالفكر)

نفع المفتي والسائل، ص: ۴۰۳، مايتعلق بتعظيم اسم الله، الخ، ط: دار ابن حزم)

(۲) شراء الاضحية بعشرة أولىٰ من أن يتصدق بالف لأن القربة التى تحصل باراقة الدم لاتحصل بالصدقة. (خلاصة الفتاوىٰ، ۴/۳۲۰، كتاب الأضحية، ط: امجد اكيڈمى)

(الجوهرة النيرة؛ ۲/۲۸۱، كتاب الأضحية، ط: قديمى)

(الهندية: ۵/۳۳۰، كتاب الأضحية، الباب الخامس فى بيان محل اقامة الواجب، ط: رشيديه)

(۳) (خطبات حکیم الاسلام: ۲/۲۴۶، سنت حضرت خلیل، کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

قربانی رہ گئی

اگر کسی پر قربانی واجب تھی، اور زندگی میں ادا نہیں کی تو اس کے فدیہ کے طور پر ایک بکرے یا ایک حصے کی قیمت کا صدقہ ادا کرنا ہوگا، ورنہ میت بری الذمہ نہیں ہوگا۔(۱)

قربانی کرنا میت کی طرف سے

☆......میت کی طرف سے اور میت کے لیے قربانی کرنا جائز ہے اور ثواب کا کام ہے۔ اور اس کی چند صورتیں ہیں:

۱- میت نے وصیت کی ہے کہ میرے مال میں سے میری طرف سے قربانی کردینا اور وصیت کے مطابق اس کے مال میں سے قربانی کرے تو جائز ہے، مگر اس قربانی کا تمام گوشت وغیرہ مستحق لوگوں کو صدقہ کردینا واجب ہے۔ مال داروں کے لیے اس قسم کی قربانی کا گوشت لینا اور کھانا جائز نہیں ہے۔

۲- میت نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو، اس کے عزیز واقارب یا دوست احباب وغیرہ اپنے پیسوں سے نفلی قربانی کردیں، تو یہ درست ہے۔ اور میت کو ثواب ملے گا اور اس کا گوشت امیر وغریب سب کھا سکتے ہیں۔

۳- اپنے مال اور نام سے نفل قربانی کرکے اس کا ثواب ایک یا ایک سے

---

(۱) ولو كان موسرا فى أيام النحر فلم يضح حتى...... بعد مضى أيام النحر لم يسقط التصدق بقيمة الشاة حتى يلزمه الايصاء به. (الهندية: ۲۹۷/۵، كتاب الأضحية، الباب الرابع فيمايتعلق بالمكان والزمان، ط: رشيديه)

وإن لم يوجب ولم يشتر وهو موسر وقد مضت أيامها تصدق بقيمة شاة تجزى للأضحية. (الشامية: ۳۲۱/۶، كتاب الاضحية، ط: سعيد)

(بدائع الصنائع: ۶۸/۵، كتاب التضحية، فصل: وأما كيفية الوجوب، ط: سعيد)

زائد میتوں کو بخش دے تو بھی درست ہے۔ اور اس کا گوشت بھی امیر وغریب سب کھا سکتے ہیں۔(۱)

قرض

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی روح اس کے قرض میں مقید ہے، جب کوئی مومن مرا اور اس کے ذمہ قرض تھا اور وارثوں نے اس کا قرض ادا نہیں کیا تو اس کی روح جنت میں نہیں جائے گی، جب تک کہ اس کا قرض ادا نہیں کیا جائے گا۔(۲)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ آیا تا کہ آپ اس کی نماز پڑھائیں، آپ نے پوچھا کیا اس پر کسی

---

(۱) قوله عن الميت، أى لو ضحى عن ميت وارثه بأمره ألزمه بالتصدق بها وعدم الاكل منها، وان تبرع بها عنه له الاكل، لانه يقع على ملك الذابح والثواب للميت، (الشامية: ۶/ ۳۲۷، ۳۳۵، كتاب الاضحية، قبيل كتاب الحظر والاباحة، ط: سعيد)

▭ فرع: من ضحى عن الميت يصنع كما يصنع فى أضحية نفسه من التصدق والاكل والاجر للميت والملك للذابح قال الصدر: والمختار أنه إن بأمر الميت لايأكل منها وإلا يأكل. بزازيه. (الشامية: ۶/ ۳۲۶، كتاب الاضحية، ط: سعيد)

▭ (بزازيه على هامش الهنديه: ۶/ ۲۹۵، كتاب الاضحية، السابع فى التضحية عن الغير، ط: رشيديه)

▭ (الخانية على هامش الهندية: ۳/ ۳۹۵، كتاب الاضحية، فصل فيما يجوز فى الضحايا ومالايجوز، ط: رشيديه)

(۲) أخرج الترمذى وابن ماجه والبيهقى عن أبى هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يقضى عنه.

قال العلماء: معلقة: أى محبوسة عن مقامها الكريم. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۳۲۸) باب مايحبس الروح عن مقامها الكريم، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

کا قرض ہے، لوگوں نے کہا: ہاں، آپ نے فرمایا: اس کی روح قرض کی قید میں ہے، آسمان تک نہیں جاسکتی، میری نماز سے اس کو فائدہ نہیں پہنچے گا، البتہ اگر کوئی اس کے قرض ادا کرنے کا ذمہ دار بنے تو میں نماز پڑھوں گا اور میری نماز اس کو نفع دے گی۔ (۱)

☆ کتاب " من عاش بعد الموت " میں شیبان بن حسن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میرے باپ اور عبد الواحد جہاد کے واسطے گھر سے روانہ ہوئے راستے میں ایک کنواں ملا جو چوڑا اور بہت گہرا تھا، اس میں سے بھنبھناہٹ کی آواز آئی، چنانچہ ہم میں سے ایک آدمی کنویں میں اترا، دیکھا کہ ایک شخص پانی کے اوپر تختہ پر بیٹھا ہے، انہوں نے پوچھا تو کون ہے؟ جن ہے یا انسان؟ کہا: میں انسان ہوں، پھر پوچھا تو یہاں کیوں بیٹھا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں شہر انطاکیہ کا رہنے والا ہوں، میں دنیا سے انتقال کر چکا ہوں، مجھ پر قرض ہے، اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو قید کیا ہے، میرے لڑکے انطاکیہ میں ہیں، انہوں نے مجھ کو اپنے دل سے بھلا دیا، اور میرا قرض ادا نہ کیا، یہ سن کر وہ آدمی کنویں سے نکلا، اور اپنے ساتھی سے کہا کہ چلو پہلے اس کا قرض ادا کریں، اس کے بعد جہاد کریں گے، غرض کہ وہ دونوں آدمی انطاکیہ کی طرف گئے، اور قرض ادا کر کے لوٹے جب اس کنویں کے پاس آئے تو نہ کنواں دیکھا اور نہ کنویں کا کوئی نشان پایا، رات کو یہاں سو رہے، خواب میں وہ آیا اور کہنے لگا، اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو نیک بدلہ دے کہ تم نے میرا قرض ادا کیا، اب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جنت میں جگہ دی، اور اجازت دی کہ میں جہاں

---

(۱) وأخرج الطبرانی، عن أنس قال: کنا عند النبیّ ﷺ فأتی برجل یصلی علیه، فقال: هل علی صاحبکم دین؟ قالوا: نعم قال: فما ینفعکم ان أصلی علی رجل روحه مرتهن فی قبره، ولایصعد روحه إلی السماء؟ فلو ضمن رجل دینه قمت فصلیت علیه، فإنّ صلاتی تنفعه. (شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور: (ص: ۳۲۸) باب مایحبس الروح عن مقامها الکریم، ط: المکتبة التوفیقیة، مصر)

چاہوں سیر کروں۔(۱)

قرض ادا کرنے سے عذاب ختم ہو جائے گا

قرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے میت عذاب میں مبتلا رہتا ہے، اگر ورثاء میت کا قرضہ ادا کر دیں گے تو ان شاء اللہ عذاب ختم ہو جائے گا، جہاں تک ممکن ہو میت کے قرضہ کے جلد از جلد ادا کر دینا چاہیے، کیونکہ احادیث میں قرض کے بارے میں سخت وعید وارد ہوئی ہے۔(۲)

---

(۱) وأخرج ابن أبي الدنيا في كتاب " من عاش بعد الموت " عن شيبان بن حسن ، قال : خرج أبي و عبد الواحد بن زيد إلى الغزو ، فهجموا على ركية (البئر) واسعة عميقة ، فإذا بهمهمة (الكلام الخفي) فيها ، فدخل أحدهما الركية ، فإذا هو برجل على ألواح جالس ، وتحته الماء ، فقال : أ جني أم إنسي ؟ قال : بل إنسي ، قال ما أنت ؟ قال : أنا رجل من أهل إنطاكية ، وإنّي متُّ ، فحبسني ربّي هنا بدين عليّ ، وإن ولدي بأنطاكية ما يذكروني ولا يقضون عني ، فخرج الّذي كان في الركية ، فقال لصاحبه : غزوة بعد غزوة ، امشوا حتى يقضي عنه دينه فذهبوا ، حتى قضوا ذٰلك الدين ثم رجعوا إلى موضع الركية ، فلم يروا ركية ولا شيئًا ، فامسوا و باتوا هناك ، فإذا الرجل قد أتاهم في منامهم ، فقال لهم :جزاكم اللّٰه عنّي خيرًا ، فإنَّ ربّي حولني إلى موضع كذا و كذا من الجنة حيث قضى عني ديني . (شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور : (ص: ۳۳۰) باب مايهبس الروح عن مقامها الكريم ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

(۲) عن سعد بن الأطول قال: مات أخي وترك ثلث مائة دينار وترك ولداً صغارا،فأردت أن أنفق عليهم فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم:إن أخاك محبوس بدينه،فاقض عنه، قال: فذهبت فقضيت عنه، ثم جئت ،فقلت: يارسول الله! قد قضيت عنه ولم تبق إلا امرأة تدعى دينارين، وليست لها بينة؟قال صلى الله عليه وسلم: أعطها ،فإنها صادقة،رواه احمد(مشكاة المصابيح: ص: ۲۵۳، كتاب البيوع، باب الإفلاس والأنظار،الفصل الثالث)

(مسند احمد: ۱۳۶/۴ ،رقم الحديث: ۱۶۷۷۶ ،في حديث سعد بن الاطول رضى الله عنه، ط: داراحياء التراث العربي)

(السنن الكبرى للبيهقي: ۱۴۲/۱۰ ،كتاب آداب القاضي،باب من قال للقاضي أن يقضي بعلمه، ط: اداره تاليفات اشرفيه)

عن ابي هريرة رضي الله عنه قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يُقضىٰ عنه. (مشكاة المصابيح: ص: ۲۵۳ ،كتاب البيوع،باب الإفلاس والانظار، الفصل الثاني، ط: قديمي)=

قرض اور اللہ کے حق میں فرق ہے

''قرضوں قرضوں میں فرق ہے''عنوان کے تحت دیکھیں! (۱۶۲/۲)

قرض کی اہمیت

☆......میت کی تجہیز و تکفین اور تدفین کے اخراجات ادا کرنے کے بعد سب سے اہم کام لوگوں کا قرضہ ادا کرنا ہے، جو میت کے ذمہ رہ گئے ہیں، اگر میت نے بیوی کا مہر ادا نہیں کیا تھا، تو وہ قرض ہے، وراثت کی تقسیم سے پہلے اس کو ادا کرنا لازم ہے۔

☆......تجہیز و تکفین کے بعد جو ترکہ بچے گا اس میں سے سب سے پہلے میت کے تمام قرضے ادا کرنا فرض ہے، چاہے میت نے قرضے ادا کرنے کی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو، اور چاہے اس کا یہ باقی ماندہ سارا ترکہ قرضوں ہی کی ادائیگی میں ختم ہو جائے۔

☆......اگر قرضوں کی ادائیگی کے بعد کچھ ترکہ بچا تو پھر وہ میت کی وصیت میں بھی شرعی قاعدے کے مطابق خرچ کیا جائے گا، اور وارثوں کو بھی ان کا حصہ ملے گا، کیونکہ شریعت میں قرضوں کی ادائیگی وصیت اور میراث پر بہر حال مقدم ہے۔(۱)

= وعنه (أى ابى هريرة)أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال مطل الغنى ظلم)أى تاخيره أداء الدين من وقت الى وقت (ظلم)فإن المطل منع أداء مااستحق أداءه وهو حرام من المتمكن.
(مرقاة المفاتيح: ۱۰۷/۷، كتاب البيوع، باب الافلاس والانظار، الفصل الثانى، ط: رشيديه)

(۱) (ثم) تقدم (ديونه التى لها مطالب من جهة العباد)ويقدم دين الصحة على دين المرض إن جهل سببه وإلا فسيّان كما بسطه السيد، وأمادين الله تعالىٰ فإن أوصى به وجب تنفيذه من ثلث الباقى وإلا لا(ثم) تقدم (وصيته) ولو مطلقة على الصحيح خلافاً لما اختاره فى الاختيار(من ثلث مابقى) بعد تجهيزه وديونه...... (ثم) رابعاً بل خامساً(يقسم الباقى)بعد ذالك (بين ورثته)الذى ثبت إرثهم بالكتاب أوالسنة...... الخ
قوله: ثم تقدمت وصيته)أى على القسمة بين الورثة ،قال الزيلعى: ثم هذا ليس بتقديم علىٰ الورثة فى المعنىٰ، بل هو شريك لهم حتى إذاسلم له شىء سلم للورثة ضعفه أو اكثر ولابد من ذالك، وهذا ليس بتقديم فى الحقيقة، بخلاف التجهيز والدين فإن الورثة والموصىٰ له لاياخذون إلا مافضل عنهما، اه(الدر مع الرد: ۷۶۰/۶، ۷۶۱، كتاب الفرائض، ط: سعيد)
(تبيين الحقائق: ۲۳۰/۶، كتاب الفرائض، ط: امداديه ملتان)
(الهندية: ۴۴۷/۶، كتاب الفرائض، الباب الاول فى تعريفها ومايتعلق بالتركة، ط: رشيديه)

☆...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض کے متعلق نہایت تاکید اور تنبیہ فرمائی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب جنازہ کی نماز کے لیے ایسی میت کو لایا جاتا جو مقروض ہوتا، تو دریافت فرماتے کہ کیا اس نے اپنا قرض ادا کرنے کے لیے مال چھوڑا ہے؟ اگر بتایا جاتا کہ اس نے اتنا مال چھوڑا ہے کہ قرض ادا کرنے کے لیے کافی ہے، تو اس پر جنازہ کی نماز پڑھتے، ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمادیتے تھے کہ اس پر تم نماز پڑھو۔(۱)

حالانکہ ان لوگوں کا قرض بھی کچھ حد سے زیادہ نہ ہوتا تھا، اور وہ حضرات ضرورت ہی میں قرض لیتے تھے، پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر سختی فرماتے تھے۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ بعد میں جب اللہ تعالیٰ نے فتوحات دیں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقروضوں کے متعلق دریافت فرماتے، اگر وہ مال چھوڑتا، یا اس کے کوئی وارث اس کے قرض کی ذمہ داری لیتا تو نماز پڑھاتے، اور اگر کوئی ذمہ داری نہ لیتا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی طرف سے اس مقروض کا قرض ادا کر کے نماز ادا فرماتے۔(۲)

---

(۱) عن ابی هريرة رضى الله تعالىٰ عنه،ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ،كان يوتى بالرجل الميت عليه الدين فيسأل :هل ترك لدينه من قضاء؟فإن حدث أنه ترك وفاءً صلى عليه وإلا قال صلى الله عليه وسلم:صلوا على صاحبكم.....الحديث.(الصحيح لمسلم: ۲/ ۳۵،كتاب الفرائض،فصل: فى أداء الدين قبل الوصيةو الارث...الخ،ط:قديمى)

(الصحيح للبخارى: ۱/ ۳۰۸،كتاب الكفالة،قبيل كتاب الوكالة،ط:قديمى)

(جامع الترمذى: ۱/ ۲۰۵،ابواب الجنائز،باب ماجاء فى الصلاة على المديون،ط:سعيد)

(۲) عن عثمان ابن عبدالله بن موهب سمعت عبدالله بن ابى قتاده يحدث عن ابيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أتى برجل من الانصار ليصلى عليه،فقال النبى صلى الله عليه وسلم :صلوا على صاحبكم،فإن عليه دينا، قال: ابو قتادة هو على، قال النبى صلى الله عليه وسلم:بالوفاء قال: بالوفاء فصلى عليه.=

☆...... موجودہ دور میں فضول رسموں اور بے جا خرچوں کے واسطے لوگ بڑے بڑے قرضے لے لیتے ہیں اور ادا کیے بغیر مرجاتے ہیں اور وارث بھی کچھ فکر نہیں کرتے۔

حدیث شریف میں ہے کہ مومن کا جب تک قرض ادا نہ کر دیا جائے اس کی روح کو ثواب یا جنت میں داخلے سے روک دیا جاتا ہے۔(۱)

اور حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں،

= عن ابی هريرة :أن رسول الله صلى الله عليه وسلم: كان إذاتوفى المؤمن وعليه دين فيسأل: هل ترک لدينه من قضاء فإن قالوا: نعم!صلى عليه، وإن قالوا: لا،قال: صلوا على صاحبكم فلما فتح الله عزوجل على رسوله صلى الله عليه وسلم قال: أناأولى بالمؤمنين من أنفسهم فمن توفى وعليه دين فعليّ قضائه ومن ترک مالاً فهو لورثته.(سنن النسائی: ۱/ ۲۷۸، ۲۷۹، کتاب الجنائز، الصلاة على من عليه دين، ط: قديمی)

(جامع الترمذی: ۱/ ۲۰۵، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی المدیون، ط: سعید)

(مشكاة المصابيح: ص: ۲۵۲، كتاب البيوع، باب الافلاس والانظار، الفصل الاول، ط: قديمی)

(۱) عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يُقضىٰ عنه. (مشكاة المصابيح: ص: ۲۵۳، كتاب البيوع، باب الإفلاس والانظار، الفصل الثانی، ط: قديمی)

عن سعد بن الأطول قال: مات أخی وترک ثلث مائة دينار وترک ولداً صغارا، فأردت أن أنفق عليهم فقال لی رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أخاک محبوس بدينه، فاقض عنه، قال: فذهبت فقضيت عنه، ثم جئت، فقلت: يارسول الله! قد قضيت عنه ولم تبق إلا امرأة تدعی دينارين، وليست لها بينة؟ قال صلى الله عليه وسلم: أعطها، فإنها صادقة. (مشكاة المصابيح: ص: ۲۵۳، كتاب البيوع، باب الإفلاس والأنظار، الفصل الثالث)

(مسند احمد: ۴/ ۱۳۶، رقم الحديث: ۱۶۷۷۶، فی حديث سعد بن الاطول رضی الله عنه، ط: داراحياء التراث العربی)

(السنن الكبرى للبيهقی: ۱۰/ ۱۴۲، كتاب آداب القاضی، باب من قال للقاضی أن يقضی بعلمه، ط: اداره تاليفات اشرفيه)

مگر قرض معاف نہیں ہوتا۔(۱)

قرضوں قرضوں میں فرق ہے

☆...... بندہ اور اللہ کے قرضوں اور حقوق میں تین فرق ہیں:

۱- ایک یہ کہ بندوں کے قرضوں کوادا کرنا میت کی وصیت پر موقوف نہیں ہے اور اللہ کے حقوق کا ادا کرنا میت کی وصیت پر موقوف ہے، وصیت نہ کرے تو ان کا ادا کرنا وارثوں پر لازم نہیں ہے۔

۲- دوسرا فرق یہ ہے کہ بندوں کا قرض ادا کرنے میں کوئی حد نہیں ہے، تجہیز وتکفین کے بعد سارا ترکہ بھی اس میں خرچ ہو جائے تو خرچ کر کے قرض ادا کرنا فرض ہے، اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کو بندوں کے تمام قرضے ادا کرنے کے بعد جو ترکہ بچے اس کے صرف ایک تہائی سے ادا کرنا فرض ہے، تہائی سے زیادہ خرچ کرنا وارثوں پر لازم نہیں ہے۔

۳- تیسرا فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنا اسی صورت میں فرض ہے جب کہ بندوں کے تمام قرضے ادا ہو چکے ہوں۔(۲)

---

(۱) عن عبدالله بن عمرو أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: يغفر للشهيد كل ذنب إلا الدين. رواه مسلم. (مشكاة المصابيح: ص: ۲۵۲، كتاب البيوع، باب الافلاس والانظار، الفصل الاول، ط: قديمى)

(الصحيح لمسلم: ۱۳۵/۲، كتاب الامارة، باب من قتل فى سبيل الله كفرت خطاياه الاالدين، ط: قديمى)

(كنزالعمال: ۳۹۹/۴، رقم الحديث: ۱۱۱۱۰، الباب الخامس فى الشهادة الحقيقية والحكمية، الفصل الاول، ط: اداره تاليفات اشرفيه)

(۲) وفى البحر: والمراد دين له مطالب من جهة العباد، لادين الزكاة والكفارات ونحوها، لأن هذه الديون تسقط بالموت، فلايلزم الورثة أدؤها إلا إذا أوصى بها.... (ثم وصيته) أى: تنفذ وصيته من ثلث مابقى بعد التجهيز والدين لماتلونا، وفى أكثر .. الثلث لايجوز إلابإجازة الورثة.... ثم هذا ليس بتقديم على الورثة فى المعنى، بل هو شريك لهم حتى إذا سلم له شىء سلم للورثة =

☆...... ایک شخص نے آکر عرض کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے بھائی کا انتقال ہوگیا ہے، اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گیا ہے، کیا میں ان پر مال خرچ کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا بھائی قرض کی وجہ سے مقید ہے (جیل میں ہے) پہلے قرض ادا کرو۔(۱)

قرض ہو لیکن ترکہ چھوڑ کر مرا ہو

اگر کسی پر قرض ہو، اور اس نے انتقال کے وقت اپنے پیچھے اتنا ترکہ چھوڑا ہو جس سے اس کا قرض ادا ہوسکتا ہو، یا ایسے ورثاء چھوڑے ہوں جو قرض ادا کرنے پر راضی ہوں، تو ایسا آدمی حکم کے اعتبار سے مقروض مرنے والا نہیں

= ضعفه أو اكثر ولابد من ذالک بخلاف التجهيز والدين فإن الموصى لهم لايأخذون إلا مافضل منهما. (البحر الرائق: ۵۵۸/۸، كتاب الفرائض، ط: سعيد)

(ثم) تقدم (ديونه التي لها مطالب من جهة العباد) ...... (ثم) تقدم (وصيته) ...... (من ثلث مابقي) بعد تجهيزه وديونه..... (ثم) (يقسم الباقي) بعد ذالک (بين ورثته)

قوله: ثم تقدمت وصيته) أي على القسمة بين الورثة، قال الزيلعي: ثم هذا ليس بتقديم على الورثة في المعنى، بل هو شريک لهم حتى إذا سلم له شيء سلم للورثة ضعفه أو اكثر ولابد من ذالک، وهذا ليس بتقديم في الحقيقة، بخلاف التجهيز والدين فإن الورثة والموصىٰ له لاياخذون إلا مافضل عنهما، اه (الدر مع الرد: ۶/ ۷۶۰، ۷۶۱، كتاب الفرائج، ط: سعيد)

(تبيين الحقائق: ۶/ ۲۳۰، كتاب الفرائض، ط: امداديه ملتان)

(۱) عن سعد بن الأطول قال: مات أخي وترک ثلث مائة دينار وترک ولداً صغارا، فأردت أن أنفق عليهم فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أخاک محبوس بدينه، فاقض عنه، قال: فذهبت فقضيت عنه، ثم جئت، فقلت: يارسول الله! قد قضيت عنه ولم تبق إلا امرأة تدعى دينارين، وليست لها بينة؟ قال صلى الله عليه وسلم: أعطها، فإنها صادقة. (مشكاة المصابيح: ص: ۲۵۳، كتاب البيوع، باب الإفلاس والأنظار، الفصل الثالث)

(مسند احمد: ۴/ ۱۳۶، رقم الحديث: ۱۶۷۷۶، في حديث سعد بن الاطول رضي الله عنه، ط: داراحياء التراث العربي)

(السنن الكبرى للبيهقي: ۱۰/ ۱۴۲، كتاب آداب القاضي، باب من قال للقاضي أن يقضى بعلمه، ط: اداره تاليفات اشرفيه)

ہے، (۱) خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وفات کے وقت کچھ قرض تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کی ضروریات کے لیے بیس صاع ''جو'' خریدے تھے۔ (۲)

اور زرہ رہن میں رکھی تھی۔ جس کو وفات کے بعد ورثاء نے قرضہ ادا کر کے چھڑایا تھا۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بھی قرضہ چھوڑ کر گئے تھے۔ جو وارثوں نے ادا کیا ہے۔ (۳)

---

(۱) عن أبی موسی، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: إن اعظم الذنوب عند اللہ أن یلقاہ بھا عبد بعد الکبائر التی نھی اللہ عنھا، أن یموت رجل وعلیہ دین لایدع لہ قضاء، رواہ احمد وابوداود. (مشکاۃ المصابیح: ص: ۲۵۳، کتاب البیوع، باب الافلاس والانظار، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

(سنن ابی داؤد: ۲/ ۴۷۵، کتاب البیوع، باب ماجاء فی التشدید فی الدین، ط: میر محمد)

قولہ: لایدع لہ قضاء) صفۃ لدین، أی لایترک لذالک الدین مالاً یقضی بہ، وفیہ التحذیر عن کثرۃ التدین والتقصیر فی أدائہ، قال المظھر: فعل الکبائر عصیان اللہ تعالی، وأخذ الدین لیس بعصیان، بل الاقتراض والتزام الدین جائز، وإنما شدد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی من مات وعلیہ دین ولم یترک مایقضی دینہ کیلا تضیع حقوق الناس. (مرقاۃ المفاتیح: ۷/ ۱۱۷، کتاب البیوع، باب الافلاس والانظار، الفصل الثانی، ط: رشیدیہ)

(۲) عن ابن عباس قال: توفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودرعہ مرھونۃ بعشر بن صاعا من طعام أخذہ لأھلہ، ھذا حدیث حسن صحیح (سنن الترمذی: ۱/ ۲۳۰، ابواب البیوع، باب ماجاء فی الرخصۃ فی الشراء الی أجل، ط: قدیمی)

ولذالک مات صلی اللہ علیہ وسلم ودرعہ مرھونۃ علی شعیر إقترضہ قوتاً لأھلہ. (فتح الباری: ۹/ ۵۰۳، کتاب النفقات، باب حبس الرجل قوت سنۃ علی أھلہ وکیف نفقات العیال، ط: قدیمی)

انہ صلی اللہ علیہ وسلم مات وعلیہ دین. (فتح الباری: ۶/ ۱۲۱، کتاب الجھاد والسیر، باب من لم یر کسر السلاح عند الموت، ط: قدیمی)

قولہ: أوصی إلی علی) نعم أوصی إلیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض أمرہ، ککفک درعہ التی کانت مرھونۃ عند یھودی فی نفقۃ عیالہ. (فیض الباری: ۴/ ۱۴۴، کتاب المغازی، باب وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ط: رشیدیہ)

(۳) قولہ: کان اللہ مع الدائن حتی یقتضی دینہ، مالم یکن فیما یکرہ اللہ أی: إذا کان الدین فی رضاء الرب لنفقۃ الاھل والعیال والتصدق فی نوائب الحق ونیۃ القضاء. وقد روی من أدان دینا بنیۃ القضاء وکل لہ ملک بالدعاء. وقد روی عن الصحابۃ والأولیاء والصالحین فی ذالک =

قرضہ ہو تر کہ نہ ہو

''بری موت'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۱۳۷)

قریبی راستے سے جنازے کو لے جانا

''جنازے کو قریبی راستے سے لے جانا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۲۸۳)

قضا نماز

فوت شدہ نمازوں کو ادا کرنا اور تاخیر کی وجہ سے توبہ استغفار کرنا ضروری ہے، (۱) اگر زندگی میں ادا نہیں کر سکا تو موت کے بعد فدیہ دینے کی وصیت کرنی چاہیے۔ (۲)

= مالا يحصىٰ وقصة الزبير قد أخرجه البخاري في باب بركة مال الغازي حيا وميتاً وفيه كرامة عظمى له رضي الله عنه، وكذالك عمر رضي الله عنه مات مديوناً. (مصباح الزجاجة شرح سنن ابن ماجه للسيوطي: ص: ۱۷۳، ابواب الصدقات، باب من أدان دينا وهو ينوي قضائه، ط: قديمي)

(صحيح بخاري: ۱/۴۴۱، كتاب الجهاد، باب بركة الغازي في ماله حيا وميتا... الخ، ط: قديمي)

(۱) باب قضاء الفوائت لم يقل المتروكات ظنا بالمسلم خيراً، إذا التاخير بلاعذر كبيرة لاتزول بالقضاء بل بالتوبة. قوله: لاتزول بالقضاء) وإنما يزول إثم الترك، فلايعاقب عليها إذا قضاها وإثم التاخير باق. بحر. (الدر مع الرد: ۲/۶۲، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ط: سعيد)

والظاهر أن المراد بالمأثم ترك الصلاة فلايعاقب عليها إذاقضاها وأما إثم تاخيرها عن الوقت الذي هو كبيرة فباق لايزول بالقضاء المجرد عن التوبة، بل لابد منها. (البحر الرائق: ۲/۷۹، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على المراقي: ص: ۴۴۰، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ط: قديمي)

(۲) ومن مات وعليه صلوات فائتة.. الخ) أي بأن كان يقدر على أدائها ولو بالايماء، فيلزمه الايصاء بها. (الدر مع الرد: ۲/۷۲، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب: في إسقاط الصلاة عن الميت، ط: سعيد)

(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۴۳۶، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، فصل: في إسقاط الصلاة والصوم، ط: قديمي)

(الهندية: ۶/۹۰، كتاب الوصايا، الباب الاول: في تفسيرها وشرط جوازها..... ط: رشيديه)

قضا نمازوں کا فدیہ کب ادا کیا جائے؟

زندگی میں نماز کا فدیہ ادا کرنا جائز نہیں ہے بلکہ قضا نمازوں کو ادا کرنا ہی لازم ہے، البتہ اگر کوئی شخص اسی حالت میں مرجائے، اور اس کے ذمہ میں قضا نمازیں ہوں تو ہر نماز کا فدیہ صدقۂ فطر کی طرح تقریباً دوکلو گندم یا اس کی قیمت ہے اور قیمت، فدیہ ادا کرنے کے دن کی معتبر ہے، اس دن گندم یا آٹے کی جو قیمت ہوگی اس کے حساب سے فدیہ ادا کیا جائے گا، چونکہ وتر ایک مستقل نماز ہے، اس لیے دن رات کی چھ نمازیں ہوتی ہیں لہٰذا ایک دن کی نمازیں قضا ہونے پر چھ صدقۂ فطر کے برابر گندم یا اس کی قیمت ادا کرنا لازم ہے۔

اگر میت نے فدیہ ادا کرنے کی وصیت کی ہے تو ایک تہائی ترکہ سے یہ فدیہ ادا کرنا واجب ہے اور اگر میت نے فدیہ دینے کی وصیت نہیں کی تو وارثوں کے ذمہ فدیہ ادا کرنا واجب نہیں البتہ اگر تمام وارث عاقل و بالغ ہیں اور وہ اپنی اپنی خوشی سے فدیہ ادا کردیں تو میت کا بوجھ اتر جانے کی توقع ہے۔(۱)

(۱) ومن مات وعليه صلوات فائتة وأوصى بالكفارة يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر) كالفطرة وكذاحكم الوتر والصوم وإنمايعطى (من ثلث ماله).
قوله: يعطى)....أى:يعطى عنه وليه،أى من له ولاية التصرف فى ماله بوصاية أو وراثة فيلزمه ذالك من الثلث إن أوصى وإلا فلايلزم الولى ذالك لأنها عبادة فلابد من الاختيار.
قوله: وإنمايعطى من ثلث ماله)أى فلوزادت الوصية على الثلث لايلزم الولى إخراج الزائد إلا بإجازة الورثة.(الدر مع الرد: ۲/ ۷۲،۷۳، كتاب الصلاة ،باب قضاء الفوائت، ط:سعيد)

وإذامات الرجل وعليه صلوات فائتة فأوصى بأن تعطى كفارة صلواته يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر وللوتر نصف صاع ولصوم يوم نصف صاع من ثلث ماله.....وإن لم يوص لورثته وتبرع بعض الورثة يجوز ويدفع عن كل صلاة نصف صاع حنطة.....وفى اليتيمة :سئل الحسن بن على رضى الله عنهما عن الفدية عن الصلوات فى مرض الموت هل يجوز؟فقال:لا.
(الهندية: ۱/ ۱۲۵، كتاب الصلاة،الباب الحادى عشر فى قضاء الفوائت،ط:رشيدية)

(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى:ص: ۴۳۶،۴۳۷، كتاب الصلاة،باب صلاة المريض، فصل:فى اسقاط الصلاة والصوم،ط:سعيد)

قضا نمازوں کا کفارہ

قضا نمازوں کا کفارہ ان نمازوں کو ادا کرنا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے عجز اور ندامت کے ساتھ توبہ استغفار کرنا ہے، صدقہ دینا واجب نہیں ہے، ہاں اگر صدقہ بھی دے دے تو بہتر ہے تاکہ نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب کا جو سبب بنا ہے وہ ٹھنڈا ہو جائے، کیونکہ کسی غریب کی حاجت پورا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہو جاتی ہے، باقی ان نمازوں کو ادا کرنا ہر حال میں لازم ہے۔ زندگی میں صدقہ یا فدیہ دینے سے نماز معاف نہیں ہوگی۔(۱)

قضا نمازوں کی تعداد یاد نہیں

اگر قضا نمازوں کی تعداد زیادہ ہو، اور صحیح عدد یاد نہ ہو تو خوب سوچ سمجھ کر ایک صحیح اندازہ لگا لینا چاہیے، مثلاً: چودہ یا پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہوا، اور چار پانچ سال تک نمازیں نہیں پڑھیں، یا کبھی نماز پڑھی اور کبھی چھوڑ دی، اور یہ صورت اس شخص کے اندازے میں مثلاً چار سال کی ہوئی تو اس شخص کو اپنے گمان کے مطابق اس

---

(۱) وقضاء الفرض والواجب.... فرض وواجب..... وجميع أوقات العمر وقت القضاء إلا الثلاثة المنهية. (الدر المختار: ۲/ ۶۶، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ط: سعيد)

كل صلاة فاتت عن الوقت بعد وجوبها فيه يلزمه قضاؤه سواء ترك عمداً أو سهواً أو بسبب نوم وسواء كانت الفوائت كثيرة أو قليلة..... والقضاء فرض في الفرض وواجب في الواجب ..... ثم ليس للقضاء وقت معين بل جميع أوقات العمر وقت له إلا الثلاثة. (الهندية: ۱/ ۱۲۱، كتاب الصلاة، الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت، ط: رشيديه)

(البحر الرائق: ۲/ ۸۰، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ط: سعيد)

عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الصدقة لتطفئ غضب الرب وتدفع ميتة السوء، رواه الترمذي، (مشكاة المصابيح: ص: ۱۶۸، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة، الفصل الاول، ط: قديمي)

(أنظر الحاشية السابقة أيضا)

قدر نمازوں کو ادا کرنا چاہیے۔(۱)

قطع تعلق

اگر کبھی اتفاق سے کسی عزیز، رشتہ دار، ہمسایہ، دوست یا کسی مسلمان سے اختلاف یا جھگڑا ہو جائے تو تین دن سے زیادہ دل میں بغض وعداوت کو جگہ نہ دی جائے، اور جس قدر جلد ممکن ہو صلح کر لی جائے۔

اسی طرح اگر بات چیت بند کر لی، تو تین دن سے زیادہ بات چیت بند نہ کرے، ورنہ ایسی حالت میں اگر انتقال ہو جائے تو جنت حرام ہو جائے گی۔(۲)

قیامت سے پہلے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے پہلے اس قدر فتنے برپا ہوں گے کہ جب کسی کا قبر کی طرف گزر ہوگا

---

(۱) من لایدری کمیة الفوائت یعمل باکبر رأیه،فإن لم یکن له رأی یقض حتی یتقین أنه لم یبق علیه شیء.(حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص:۴۴۷،کتاب الصلاة،باب قضاء الفوائت،ط: قدیمی)

(حاشیة الشلبی علی التبیین: ۱/۱۹۰،کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،ط:امدادیه ملتان)

قال الحنفیة:من علیه فوائت کثیرة لایدری عددها،یجب علیه أن یقضی حتی یغلب علی ظنه براءة ذمته.(الفقه الاسلامی وأدلته،۲/۱۱۶۱،المبحث الثانی:قضاء الفوائت، خامسا: القضاء إن جهل عدد الفوائت،ط:رشیدیه)

(۲)عن ابی هریرة ،أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: "لایحل لمسلم أن یهجر أخاه فوق ثلاث فمن هجر فوق ثلاث فمات دخل النار"رواه احمد وابوداود.(مشکاة المصابیح: ص: ۴۲۸، کتاب الآداب،باب ماینهی عنه من التهاجر والتقاطع...الخ،الفصل الثانی، ط: رشیدیه

(ابوداود:۲/۶۷۲،کتاب الادب،باب فی هجرة الرجل أخاه،ط:میر محمد)

کنز العمال: ۹/۳۳،رقم الحدیث: ۲۴۷۹۵،الکتاب الثالث من حرف الصاد کتاب الصحبة، الباب الثانی فی آداب الصحبة والمصاحب ومحظوراتها ،محظورات الصحبة،ط:اداره تالیفات اشرفیه)

تو کہے گا: ”کیا خوب ہوتا اگر میں اس کی جگہ مدفون ہوتا“۔(۱)

(۱) أخرج مالک عن أبی هريرة قال :قال رسول الله ﷺ : لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل فيقول : ياليتنی كنت مكانه . (شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور : (ص: ۱۷) باب جواز تمنی الموت والدعاء به لخوف الفتنة فی الدين ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

ک

کاروبار بند رکھنا

کسی کے انتقال پر اس کے قریبی رشتہ داروں کے لیے تین دن تک کاروبار بند رکھنا تو جائز ہے۔ لیکن اس کو ضروری سمجھنا اور بند نہ رکھنے والے پر طعن و تشنیع کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

کافر عزیز مر گیا

اگر کسی مسلمان کا کوئی عزیز کافر ہو، اور وہ مر جائے تو اس کی نعش اس کے کسی ہم مذہب کو دے دی جائے، اور اگر اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو، یا وہ لینا قبول نہ کرے تو مجبوری کی بنا پر مسلمان اس کافر رشتہ دار کو غسل دے دے، مگر مسنون طریقے سے نہیں، یعنی اس کو وضو نہ کرایا جائے، سر صاف نہ کیا جائے، اور کافور وغیرہ اس کے بدن پر نہ ملا جائے، اور جنازہ کی نماز بھی نہ پڑھی جائے۔(۲)

---

(۱) ویباح الحداد علی قرابة ثلاثة أيام فقط)وفی الرد:للحديث الصحيح:لايحل لامرأة تومن بالله واليوم الآخر أن تحد فوق ثلاث إلا على زوجهافإنها تحد أربعة أشهر وعشر ،فدل على حله فی الثلاث دون مافوقها.(الدرالمختار:۳/۵۳۳،کتاب الطلاق،باب الحداد،ط:سعيد)

وفی خزانة الفتاوی:والجلوس للمصيبة ثلاثة أيام رخصة وتركه أحسن.(عالمگیری: ۱/ ۱۶۷، کتاب الصلاة،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل السادس فی القبر والدفن...... الخ، ط: رشيديه)

(التاتارخانيه:۲/۱۳۹،کتاب الصلاة،الباب الثانی والثلاثون فی الجنائز،فصل فی التعزية والمأثم، ط: قديمی)

(۲) ويغسل المسلم ويكفن ويدفن قريبه) كخاله(الكافر الأصلی)...... عند الإحتياج)فلو له قريب فالأولی تركه لهم (من غير مراعاة السنة) فيغسله غسل الثوب النجس ويلفه فی خرقة ويلقيه فی حفيرة. (الدر المختار: ۲/۲۳۰،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،قبيل مطلب :فی حمل الميت، ط: سعيد) =

کافر کا بچہ

"غیر مسلم کا بچہ" عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۶۶)

کافر کا ولی مسلمان ہے

اگر کوئی کافر مر گیا اور اس کا ولی مسلمان کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے تو مسلمان ولی اس میت پر پانی بہا دے، یعنی اس کو وضو نہ کرائے، سر صاف نہ کرے، کافور وغیرہ بدن پر نہ ملے، جنازہ نہ پڑھے۔(۱)

کافر کی روح کس طرح قبض کرتے ہیں؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ: حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ملک الموت علیہ السلام سے فرمایا: مجھے یہ بتلائیں کہ آپ کافر کی روح کس طرح قبض کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ذرا اپنا رخ دوسری طرف پھیر لیجیے، انہوں نے اپنا چہرہ پھیر لیا، پھر ان کی طرف منہ کیا تو دیکھا ملک الموت ایک کالے سیاہ

= ویغسل ولی مسلم الکافر ویکفنه ویدفنه)...... وإنما یغسل غسل الثوب النجس من غیر وضوء...... ویلف فی خرقة بلااعتبار عدد ولا حنوط ولا کافور ویحفر له حفیرة من غیر مراعاة السنة اللحد...... أطلق جواب المسئلة وهو مقید بما إذا لم یکن له قریب کافر فإن کان خلی بینه وبینهم. (البحر الرائق: ۲/۱۹۰، ۱۹۱، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعید)

(وإن کان لکافر قریب) حاضر، ولا ولی له کافر (غسله) المسلم (کغسل خرقة نجسة) لایراعی فیه سنة عامة بنی آدم...... (وکفنه فی خرقة) من غیر مراعاة کفن السنة (وألقاه فی حفرة)...... (أو دفعه) القریب (إلی أهل ملته)

قوله: من غیر مراعاة کفن السنة) أی فلایعتبر فیه عدد، ولایجعل فیه حنوط لایبخر. (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۶۰۰، ۶۰۱، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: قدیمی)

(۱) أنظر الحاشیة السابقة، رقم: ۲. (ویغسل المسلم ویکفن ویدفن قریبه)

انسان کی شکل میں ہیں، پاؤں زمین میں اور سر آسمان میں ہے، اور شکل ایسی ہے کہ شاید ہی ایسی کوئی بدصورت شکل کبھی دیکھی ہو، ان کے جسم کے ہر بال کے نیچے آگ کی لپیٹیں ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر کافر صرف آپ کو دیکھ ہی لے تو اس کے ڈرانے دھمکانے اور دہشت زدہ کرنے کے لیے یہ ہی کافی ہے، پھر اس کے بعد وہ فرشتہ پیاری سی صورت میں آیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روح قبض کر لی۔(۱)

کافر کے لئے موت آسان کیوں ہوتی ہے

''رحم کرنا چاہتا ہے اللہ ......''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱/ ۳۸۰)

کافر کے مرنے کی خبر سن کر کیا پڑھے

کافر کی موت کی خبر سننے پر '' الحمد لله '' پڑھنا چاہیے، اور اپنی موت کو یاد کرنا چاہیے۔(۲)

---

(۱) وروی عن ابن عباس أن ابراهيم خليل الرحمن سأل ملک الموت أن يريه كيف يقبض روح المؤمن فقال له: اصرف وجهک عنی فصرف ثم نظر إليه فرآه فی صورة شاب حسن الصورة حسن الثياب طيب الرائحه حسن البشر فقال له: والله لو لم يلق المؤمن من السرور شيئا سوى وجهک كفاه ثم قال له: أرنی كيف تقبض روح الكافر فقال له: لاتطيق ذالک قال: بلى أرنی قال: أصرف وجهک عنی فصرف وجهه عنه ثم نظر إليه فإذا صورة انسان اسود رجلاه فی الارض ورأسه فی السمآء كأقبح ماأنت راء من الصور تحت كل شعره من جسده لهيب نار فقال له: والله لولم يلق الكافر سوى نظرة إلى شخصک لكفاه...... ثم قبض روحه صلى الله عليه وسلم.(التذكرة فی أحوال الموتى وأمورا الآخرة، ص: ۵۸، باب ماجاء فی صفة ملک الموعن قبض روح المؤمن والكافر. ط: دارالحديث قاهره)

(۲) قال الله تعالىٰ: ﴿فإذا استويت أنت ومن معک فی الفلک فقل الحمد لله الّذی نجانا من القوم الظالمين﴾. [سورة مؤمنون: (۲۸)]

فبان الحمد على الانجاء منهم متضمن للحمد [illegible] ما ذكر ولم يقل: =

کافروں کی عیادت کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کافروں کی بھی عیادت کرنا ثابت ہے۔

☆......ایک جوان یہودی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، جب وہ بیمار ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کوتشریف لے گئے اور اس سے مسلمان ہوجانے کے لیے ارشاد فرمایا، اس کی خوش قسمتی کہ وہ مسلمان ہوگیا۔(۱)

☆......جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب بیمار ہوئے، جب کہ وہ مشرک تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، انہیں بھی مسلمان ہونے کے لیے ارشاد فرمایا، لیکن مسلمان ہونے کی سعادت ان کی

= فقل الحمد للّٰه الّذی أهلک القوم الظالمین ؛ لأنّ نعمة الانجاء أتم ، ...... وأنت تعلم أنّ الحمد هنا ردیف الشکر ، فإذا خص بالنعمة الواصلة إلی الشاکر ، لایصلح أن یتعلق بالمصیبة من حیث إنها مصیبة ، وهو ظاهر ، وفی أمره علیه السلام بالحمد علی نجاة أتباعه إشارة إلی أنّه بنعمة علیه أیضًا . (روح المعانی : (۱۸ / ۲۷ ، ۲۸) دار إحیاء التراث العربی ، بیروت)

قال اللّٰه تعالیٰ ﴿ فقطع دابر القوم الّذین ظلموا والحمد للّٰه ربّ العالمین ﴾ [سورة الأنعام : (۴۵)]

علی ما جری علیهم من النکال والإهلاک ، فإن هلاک الکفار والعصاة من حیث أنّه تخلیص لأهل الأرض من شؤم عقائدهم الفاسدة وأعمالهم الخبیثة نعمة جلیلة یحق أن یحمد علیها ، فهٰذا منه تعالیٰ تعلیم العباد أن یحمدوه علی مثل ذٰلک واختار الطبرسی أنّه حمد منه عز اسمه لنفسه علی ذٰلک الفعل . (روح المعانی : (۱۵۲/۷) ط: دار إحیاء التراث ، بیروت)

(۱) عن أنس قال: کان غلام یهودی یخدم النبی صلی الله علیه وسلم ،فمرض، فأتاه النبی صلی الله علیه وسلم یعوده فقعد عند رأسه،فقال له: أسلم،فنظر إلی أبیه وهو عنده فقال: أطع أبا القاسم! فأسلم، فخرج النبی صلی الله علیه وسلم وهو یقول: الحمد لله الذی انقذه من النار. (مشکاة المصابیح :ص:۱۳۷،کتاب الجنائز،باب عیادة المریض،الفصل الثالث،ط:قدیمی)

(الصحیح للبخاری، ۱/ ۱۸۱،کتاب الجنائز،باب إذا أسلم الصبی فمات هل یصلی علیه؟،ط:قدیمی)

(سنن أبی داود :۲/ ۴۴۱،کتاب الجنائز،باب عیادة الذمی،ط:میر محمد)

قسمت میں نہیں تھی، اس لیے وہ حکم کے مطابق اسلام لانے سے محروم رہے۔(۱)

کافروں کے ہاتھ مارا گیا

جو مسلمان کافروں کے ہاتھ مارا جاتا ہے وہ شہید ہوتا ہے، اس پر شہید کے دنیوی احکام جاری ہوتے ہیں۔(۲)

کافور

میت کو کفنانے کے وقت کفن پر میت کو لٹا کر اس کے سجدہ کے اعضاء پر کافور لگائی جائے، یعنی پیشانی، ناک، ہتھیلیوں، گھٹنوں اور قدموں پر کافور لگائی جائے جو

---

(۱) عن ابن شهاب قال أخبرنی سعید بن المسیب عن أبیه قال: لما حضرت أباطالب الوفاة جاء ه رسول الله صلی الله علیه وسلم فوجد عنده أباجهل وعبد الله بن أبی أمیة بن مغیرة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: یاعم!قل لااله الاالله کلمة اشهد لک بها عند الله،فقال أبوجهل وعبد الله بن أبی أمیة :یاأباطالب أترغب عن ملة عبدالمطلب؟فلم یزل رسول الله صلی الله علیه وسلم یعرضها علیه ویعید له تلک المقالة حتی قال أبوطالب آخر ماکلمهم هو علی ملة عبد المطلب وأبی أن یقول:لااله الا الله..... (الصحیح لمسلم: ۱/ ۴۰،کتاب الایمان،باب الدلیل علی صحة الاسلام، ط: قدیمی)

(الصحیح للبخاری: ۲/ ۷۰۲کتاب التفسیر،القصص،ط:قدیمی)

سنن النسائی: ۱/ ۲۸۶،کتاب الجنائز،النهی عن الاستغفار للمشرکین ،ط:قدیمی)

(۲) (والشهید)شرعا هو(من قتله أهل الحرب...... فیکفن بدمه...... ویکفن مع ثیابه...... ویصلی علیه...... بلاغسل.

قوله: هو من قتله أهل الحرب)هو حقیقة عرفیة فی کافر لم یدخل تحت أماننا.(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص ۶۲۵،۶۲۷،کتاب الصلاة،باب احکام الشهید،ط؛قدیمی)

قوله: فی الشهید الکامل)وهو شهید الدنیا والآخرة،وشهادة الدنیا بعدم الغسل....وشهادة الآخرة بنیل الثواب الموعود للشهید......والمراد بشهید الآخرة من قتل مظلوما أوقاتل لإعلاء کلمة الله تعالیٰ حتی قتل.(الشامیة:۲/ ۲۵۲،کتاب الصلاة،باب الشهید،قبیل مطلب:فی تعداد الشهداء،ط:سعید)

(البحرالرائق:۲/ ۱۹۶،۱۹۷،کتاب الجنائز،باب الشهید،ط:سعید)

سجدہ کے وقت زمین سے لگتے ہیں۔ اور یہ حکم مرد اور عورت دونوں کو شامل ہے۔(۱)

کافور بدن پر ملنے کی وجہ

میت کے بدن پر کافور ملنے سے موذی جانور پاس نہیں آتے۔(۲)

کان میں عطر کی پھریری رکھنا

''عطر کی پھریری کان میں رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲۸۱/۱)

کبیرہ گناہ کرنے والے کے جنازہ کی نماز پڑھنا

کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنا بہت بڑا جرم ہے، لیکن ایسے شخص کے جنازہ کی نماز پڑھنا لازم ہے۔ کیوں کہ وہ کافر نہیں ہے۔(۳)

(۱-۲) ثم یوضع المیت علی الإزار ویقمص ویوضع الحنوط فی رأسه ولحیته وسائر جسده...... ویوضع الکافور علی جبهته وأنفه ویدیه ورکبتیه وقدمیه.(الهندیة: ۱/۱۶۱، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثالث فی التکفین، ط: قدیمی)

▭ ویجعل الکافور علی مساجده...... لیطرد الدود عنها، وهی الجبهة وأنفه ویداه ورکبتاه وقدماه. (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۵۷۱، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط: قدیمی)

▭ ویوضع الکافور علی مساجد یعنی جبهته وأنفه ویدیه ورکبتیه وقدمیه...... وعن زفر رحمه الله تعالی أنه قال یذر الکافورُ علی عینیه وأنفه وفمه لأن المقصور أن یتباعد الدود من الموضع الذی یذر علیه الکافور فخص هذه المحال من بدنه لهٰذا.(بدائع الصنائع: ۱/۳۰۸، کتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: وأمابیان من یجبُ علیه الکفن، ط: سعید)

(۳) عن أبی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الجهاد واجب علیکم مع کل امیر برا کان أوفاجر، والصلاة واجبة علیکم خلف کل مسلم برا کان أوفاجرا، وإن عمل الکبائر والصلاة واجبة علی کل مسلم براً کان أوفاجرا، وإن عمل الکبائر.(سنن ابی داؤد: ۱/۳۴۳، کتاب الجهاد، باب فی الغزو مع ائمة الجور، ط: میر محمد)

▭ فکل مسلم مات بعد الولادة یصلی علیه صغیرا کان أو کبیراً...... إلا البغاة وقطاع الطریق ومن بمثل حالهم لقول النبی صلی الله علیه وسلم: صلوا علی کل بر وفاجر.(بدائع الصنائع: ۱/ ۳۱۱، کتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: وأما الکلام فی صلاة الجنازة، ط: سعید) =

کبیرہ گناہ معاف ہوتا ہے

''جنازے کو چاروں طرف سے کندھا دینے کا فائدہ'' عنوان کے تحت دیکھیں!

کپڑے اچھے پہن کر ناجائز کام کرنا

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ میں نے خواب میں چند مردوں کو دیکھا کہ ملائکہ ان کے گوشت کو آگ کی قینچی سے کاٹتے ہیں، میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو اچھے اچھے کپڑے پہن کر ناجائز کام میں جاتے تھے، اور میں نے دیکھا ایک کنواں سخت بدبودار، نہایت گندگی والا ہے، اس میں سے شور وفریاد کی آواز آتی ہے، میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ وہ عورتیں ہیں کہ اچھے اچھے کپڑے پہنتی تھیں ناجائز کام کے واسطے، اور میں نے دیکھا کچھ لوگوں کو کہ آدھا بدن ان کا نہایت خوبصورت ہے اور آدھا بدن انتہائی درجہ کا بدصورت، ان لوگوں نے آب حیات میں غسل کیا، تمام بدن ان کا خوبصورت ہوگیا، اور بدصورتی جاتی رہی، میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا: یہ لوگ وہ ہیں جنھوں نے دنیا میں اچھے کام کئے تھے، اور کچھ برے کام بھی، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو بخش دیا۔(۱)

= (وهی فرض علی کل مسلم مات خلا) أربعة (بغاة وقطاع الطریق......وكذا أهل عصبية ومكابر فی مصر لیلا بسلاح وخناق. (الدر المختار مع الرد: ۲/۲۱۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازه، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبی؟ ط: سعيد)

(۱) وأخرج الخطيب، وابن عساكر من حديث أبی موسٰی الاشعری أنّ رسول الله ﷺ قال: رأيت رجالاً تقرض جلودهم بمقاريض، من نار: قلت: ماشأن هٰؤلاء؟ قال: هٰؤلاء الّذين يتزينون إلی مالايحل لهم، ورأيت خباء خبيث الريح، فيه صياح، قلت: ماهٰذا؟ قال: هنّ نساء يتزين إلی مالايحلّ لهن، ورأيت قومًا اغتسلوا فی ماء الحياة، قلت: ماهٰؤلاء: قال: هم قوم خلطوا عملاً صالحًا وآخر سيئًا. (شرح الصدور بشرح حال الموتٰی والقبور: (ص: ۲۱۳) باب عذاب القبر، ط: المتكبة التوفيقية، مصر)

کچھ دیر ٹھہرنا

☆......میت کو دفن کرنے کے بعد کچھ دیر تک قبرستان میں ٹھہرنا، اور ذکر و تسبیح میں مشغول رہنا، اور مغفرت کی دعا کرنا اور میت کو ثواب پہنچانا بہتر ہے، اس سے سوال و جواب میں آسانی ہوتی ہے۔ اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی وصیت بھی فرمائی ہے۔(۱)

☆......میت کو دفن کرنے کے بعد جتنی دیر اونٹ ذبح کرکے اس کا گوشت تقسیم کرنے میں لگتی ہے، اتنی دیر تک قبر کے پاس قرآن مجید کی تلاوت اور استغفار میں مشغول رہیں، اس سے میت کو انس اور فائدہ ہوتا ہے۔(۲)

---

(۱) وکان إذافرغ من دفن الميت قام على قبره هو وأصحابه،وسأل له التثبت وأمرهم أن يسألوا له التثبت. (زاد المعاد: ۱/۵۲۲،فصل: وكان من هديه صلى الله عليه وسلم أن لايدفن الميت عند طلوع الشمس،ط:مؤسسة الرسالة ،بيروت)

عن عثمان بن عفان رضي الله عنه قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم،إذا فرغ من دفن الميت وقف عليه،فقال: استغفروا لأخيكم وسلوا له التثبت ،فإنه الآن يسأل.(سنن ابی داود: ۲/۴۵۹، كتاب الجنائز،باب الاستغفار عند قبر الميت في وقت الانصراف،ط:مير محمد

ويستحب......وجلوس ساعة بعد دفنه لدعاء وقراءة بقدر ماينحر الجزور ويفرق لحمه.

قوله: وجلوس...... الخ)لمافي سنن ابی دائود "كان النبي صلى الله عليه وسلم ،إذا فرغ من دفن الميت وقف على قبره وقال: استغفروا لأخيكم واسألوا الله له التثبت فإنه الآن يسأل...... وروى أن عمروبن العاص قال وهو في سياق الموت: إذا أنامت فلاتصحبني نائحة ولانار،فإذا دفنتموني فشنوا على التراب شنا، ثم أقيمواحول قبرى قدر ماينحر جزور ويقسم لحمها حتى أستانس بكم وأنظر ماذا أرجع رسل ربى، جوهرة. (الدر مع الرد: ۲/۲۳۶،۲۳۷، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة مطلب:في دفن الميت، ط: سعيد)

(حاشية الطحطاوى على المراقى: ص:۶۱۰، كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،ط:قديمى)

(۲) ويستحب حثيه من قبل رأسه ثلاثا وجلوس ساعة بعد دفنه لدعاء وقراءة بقدر ماينحر الجزور ويفرق لحمه.(الدر المختار: ۲/۲۳۶،۲۳۷، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة، مطلب: في دفن الميت،ط:سعيد)

ويستحب إذادفن الميت أن يجلسوا ساعة عند القبر بعدالفراغ،بقدر ماينحر الجزور ويقسم لحمها،يتلون القرآن ويدعون للميت.(الهنديه: ۱/۱۶۶، كتاب الصلاة، =

نوٹ: آج کل عام طور پر تلاوت، استغفار، اور مغفرت کے قیمتی وقت کو دنیاوی باتوں میں ضائع کردیتے ہیں، اور برائے نام دعا کر کے رخصت ہوجاتے ہیں، یہ سنت طریقے کے خلاف ہے، اس طرح قیمتی وقت ضائع کرنا بہت ہی بڑے نقصان کی بات ہے اور گھاٹے کا سودا ہے۔(۱)

کچی قبر بنانا

کچی قبر بنانا سنت ہے، پکی قبر بنانا شریعت کے خلاف اور گناہ ہے۔(۲)

= الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن، .....الخ، ط: رشیدیه)

حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۶۱۶، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)

(۱) وینبغی لمتبع الجنازة أن یکون متخشعا متفکرا فی مآله متعظا بالموت وبما یصیر إلیه المیت ولایتحدث بأحادیث الدنیا ولایضحک وسمع ابن مسعود رجلاً یضحک فی جنازة فقال له: أتضحک وأنت فی جنازة؟ لاأکلمک أبداً. (حلبی کبیر: ص: ۵۹۴، فصل: فی الجنائز، ط: سهیل اکیڈمی)

(المغنی لابن قدامه: ۳/۳۹۶، مسألة: ۳۵۲، المشی بالجنازة الاسراع"، فصل: ویستحب لمتبع الجنازة أن یکون متخشعا، ط: هجر، بیروت)

ویستحب لمن تبع الجنازة أن یکون مشغولا بذکر الله تعالی والتفکر فیما یلقاه المیت وأن هذاعاقبة أهل الدنیا ولیحذر عمالافائدة فیه من الکلام، فإن هذا وقت ذکر وموعظة فتقبح فیه الغفلة، (حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۶۰۶، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)

(۲) عن جابر قال: نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم أن یجصص القبر وأن یقعد وأن یبنی علیه، (الصحیح لمسلم: ۱/۳۱۲، کتاب الجنائز، فصل: فی تسویة القبر، ط: قدیمی)

وفی هذاالحدیث کراهة تجصیص القبر والبناء علیه.......هذا مذهب الشافعی وجمهور العلماء. (شرح النووی علی المسلم، ۱/۳۲۱، کتاب الجنائز، فصل: فی تسویة القبر، ط: قدیمی)

ولایجصص) به قالت الثلاثة، لقول جابر: نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن تجصیص القبور وأن یکتب علیها وأن یبنی علیها" (حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۶۱۱، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)

(الدر مع الرد: ۲/۲۳۷، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

کراما کاتبین آخری وقت میں کیا کہتے ہیں

''موت کے وقت چار فرشتے آتے ہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۹/۲)

کرسی بنانا

قبرستان عبرت حاصل کرنے کی جگہ ہے، تفریح گاہ یا باغ نہیں ہے، اس لیے قبرستان میں کرسی وغیرہ نہ رکھی جائے، تاکہ لوگ قبرستان کو تفریح کی جگہ نہ بنالیں اور وہاں بیٹھ کر بے کار قسم کی گپ شپ میں مشغول نہ ہو جائیں، اور قبرستان جانے کا جو مقصد ہے، وہ فوت نہ ہو جائے، اس لیے قبرستان کو پرانے اور سادا طریقے پر ہی رکھا جائے۔ (۱)

کسی کی زمین میں اجازت کے بغیر مردہ دفن کرنا

''اجازت کے بغیر کسی کی زمین میں مردہ دفن کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!

کشتی میں فوت ہو گیا

''سمندر میں فوت ہو گیا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۴۲۹/۱)

کعبہ پر غلاف چڑھانا

کعبۃ اللہ پر غلاف چڑھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اس لیے کعبۃ اللہ پر غلاف چڑھانا درست ہے، قبروں پر چادر چڑھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے، اس لیے قبروں پر چادر چڑھانا جائز نہیں۔ (۲)

---

(۱) أنظر الحاشية السابقة، رقم: ۲. (عن جابر قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم)

(۲) عبدالرزاق عن ابن جريج قال: أخبرت أن عمر كان يكسوها القباطي، قال: أخبرني غير واحد أن النبي صلى الله عليه وسلم: كساها القباطي والحبرات وأبوبكر وعمر وعثمان. (مصنف عبدالرزاق: ۵/ ۸۹، رقم الحديث: ۹۰۸۵، كتاب الحج، باب الحلية التي في البيت و كسوة الكعبة، ط: المجلسي العلمي، ادارة القرآن)=

کفن

بالغ نابالغ، مُحرم اور حلال سب کا کفن یکساں ہوتا ہے۔(۱)

کفن اچھا دیا کرو

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مردوں کو اچھا کفن دیا کرو، کیوں کہ وہ ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں اور قبروں میں ملتے ہیں۔

= وروى الواقدى ايضا عن ابراهيم بن أبى ربيعة قال: كسى البيت فى الجاهلية الازطاع، ثم كساه رسول الله صلى الله عليه وسلم الثياب اليمانية، ثم كساه عمر وعثمان القباطى..... وقال عبد الرزاق عن جريج: أخبرت أن عمر كان يكسوها القباطى، وأخبرنى غير واحد أن النبى صلى الله عليه وسلم كساها القباطى والحبرات وأبوبكر وعمر وعثمان...... وروى أبوعروبة فى "الاوائل" له عن الحسن، قال: أول من لبس الكعبة القباطى النبى صلى الله عليه وسلم. (فتح البارى: ۳/۵۸۵، ۵۸۶، كتاب الحج، باب كسوة الكعبة، ط: قديمى)

(عمدة القارى: ۷/۱۵۸، كتاب الحج، باب قول الله تعالىٰ "جعل الله الكعبة البيت الحرام" ط: دار الفكر بيروت)

وأما ما يفعله بعض من لاعلم لهم من التمسح بالأضرحة وتقبيلها والطواف حولها فهو من البدع المنكرة التى يجب اجتنابها ويحرم فعلها فإن ذالك بالكعبة زادها الله شرفاً ولايقاس قبر نبى ولاضريح ولى، والخير كله فى الاتباع، والشر كله فى الابتداع. (فقه السنة: ۱/۳۸۴، الجنائز، الدفن، صفة الزيارة، ط: دار ابن كثير)

(۱) وفى المجتبى: المكفنون اثنا عشر: الرجل والمرأة وقد تقدما، والثالث: المراهق المشتهى وهو كالبالغ...... والعاشر المحرم وهو كالحلال عندنا. (البحر الرائق: ۲/۱۷۷، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

والمحرم كالحلال والمراهق كالبالغ ومن لم يراهق إن كفن فى واحد جاز.

قوله: ومن لم يراهق......) ...... وقال فى البدائع: وإن كان صبيا لم يراهق فإن كفن فى خرقتين إزار ورداء فحسن، وإن كفن فى إزار واحد جاز...... أقول: فى قوله فحسن إشارة إلى أن يكفن فيما يكفن فيما يكفن فيه البالغ وإن كفن فى ثوب واحد جاز...... اه، وفيه اشارة إلى أن المراد بمن لم يراهق من لم يبلغ حد الشهوة. (الدر مع الرد: ۲/۲۰۴، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى الكفن، ط: سعيد)

والمراهق كالبالغ والمراهقة كالبالغة وكذا هو الأحسن لصغير وصغيرة...... والمحرم كالحلال. حاشية الطحطاوى على المراقى: ص؛ ۵۷۹، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمى)

☆......حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: میں یہ پسند کرتا ہوں کہ انسان کو انہی کپڑوں میں دفن کر دیا جائے جن میں وہ نماز پڑھتا ہو۔(۱)

کفن پر پھول ڈالنا

میت کے جنازہ پر پھولوں کی چادر ڈالنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور ائمۂ مجتہدین سے ثابت نہیں ہے، اگر یہ چیز میت کے لیے فائدہ والی ہوتی تو یہ حضرات یہ کام ضرور کرتے، حالانکہ ان حضرات نے یہ کام کیا ہی نہیں اور کرنے کے لیے کہیں حکم بھی نہیں دیا، اس لیے جنازہ پر ثواب یا سنت سمجھ کر پھولوں کی چادر ڈالنا بدعت اور مکروہ تحریمی ہے۔(۲)

---

(۱) عن جابر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أحسنوا أكفان موتاكم فإنهم يتباهون ويتزارون في قبورهم، وقال ابن المبارك: أحب إلى أن يكفن في ثيابه التي كان يصلي فيها. (التذكرة في احوال الموتى وأمور الآخرة، ص: ٦٣، باب ماجاء في تزاور الاموات في قبورهم واستحسان الكفن لذالک، ط: دار الحديث قاهره)

🗁 (البحر الرائق: ١٧٦/٢، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

🗁 (الشامية: ٢٠٥/٢، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في الكفن، ط: سعيد)

(٢) أنكر الخطابي ومن تبع وضع الجريد اليابس، وكذالک مايفعله اكثر الناس من وضع مافيه رطوبة من الرياحين والبقول ونحوهما على القبور ليس بشئ. (عمدة القارى: ١٨٠/٣، كتاب الوضوء، باب الكبائر أن لا يستتر من البول، قبيل: باب ماجاء في غسل البول، ط: دار الكتب العلمية)

🗁 وأما إلقاء الرياحين على القبور، ففي "الفتاوى الهندية" عن "مطالب المؤمنين" أنه جائز تمسكا بحديث الباب، قلت: وصرح العيني أنه لغو وعبث، وقال الخطابي: إن مايفعله الناس على القبور لا أصل له كما في النووي، ومصنف المطالب، ليس من الكبار ليثق به. (فيض البارى: ٤١١/١، ٤١٢، كتاب الوضوء، باب من الكبائر أن لا يستتر من بوله، ط: دار الكتب العلمية)

🗁 وقد أنكر الخطابي مايفعله الناس على القبور من الأخواص ونحوها متعلقين بهذا الحديث وقال: لا أصل له ولا وجه له، والله أعلم. (شرح النووي على المسلم، ١٤١/١، كتاب الطهارة، باب الدليل على نجاسة البول ووجوب الاستبراء منه، ط: قديمي)

کفن پر خوشبو لگانا

☆......کفن پر خوشبو لگانا مستحب ہے، البتہ جو خوشبو مرد کے لیے زندگی میں منع ہے، جیسے زعفران وغیرہ اس کا کفن میں لگانا بھی منع ہے۔(۱)

☆......میت کو کفناتے وقت حنوط (جو چند پاک خوشبودار عطر کا مرکب ہوتا ہے) عورت کے سر کے بالوں میں اور مرد کے سر اور ڈاڑھی کے بالوں میں لگایا جائے، اور کافور پیشانی، ناک، ہتھیلیوں، گھٹنوں اور قدموں پر لگایا جائے جو سجدہ کے وقت زمین سے لگتے ہیں، اور یہ حکم مرد اور عورت دونوں کو شامل ہے۔

مرد کے لیے حنوط میں زعفران وغیرہ رنگین خوشبو کو شامل نہ کیا جائے البتہ عورت کے لیے اجازت ہے۔

☆......اور بعض فقہ کی کتابوں میں پورے جسم پر خوشبو لگانے کی اجازت ہے مگر ناف سے گھٹنے تک کے حصے کو دیکھنے اور ہاتھ لگانے سے احتراز کرنا ضروری ہے۔

---

(۱) ثم تبسط الأكفان (ويجعل الحنوط) وهو عطر مركب من أشياء طيبة ولا بأس بسائر أنواعه غير الزعفران، والورس للرجال.

قوله: للرجال) فيكرهان لهم دون النساء اعتبارا بحال الحياة. (مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی: ص: ۵۷۰، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمی)

🗀 ويجعل الحنوط...... العطر المركب من الاشياء الطيبة غير زعفران وورس) لكراهتهما للرجال وجعلهما فی الكفن جهل. (الدر المختار: ۱۹۷/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی القراءة عند القبر، ط: سعيد)

🗀 (وتجمر الاكفان) للرجل والمرأة جميعا مجمراً (وتراً قبل أن تدرج) الميت (فيها)

قوله: وتجمر الاكفان) جمع نظيراً إلى تعداد الاثواب..... والمراد أنها تطيب بالجمر وهو مايبخر به الثوب من عود ونحوه. (مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی: ص: ۵۷۸، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمی)

اور پورے جسم پر خوشبو لگانے کی صورت یہ ہے کہ کفن پھیلا کر اس پر حنوط (مرکب خوشبو) چھڑک دی جائے اور اس پر میت کو لٹا کر کفن لپیٹ دیا جائے تاکہ سارا جسم معطر ہو جائے، اس طرح میت کے ستر کو ہاتھ لگنے اور نظر پڑنے سے حفاظت رہے گی۔(۱)

کفن پر عطر لگانا

بعض لوگ میت کو کفنانے کے بعد کفن پر عطر لگاتے ہیں، یہ جہالت ہے،

---

(۱) (ویجعل الحنوط فی لحیته ورأسه وسائر جسده)....... ولابأس بسائر الطیب غیر الزعفران والورس،فإنه لایقربه الرجال کما فی الحیاة ویجعل المسک والعنبر فی الحنوط....ولابأس أن یحنط النساء بالزعفران اعتباراً بحال الحیاة،قوله: (والکافور علی مساجده) یعنی جبهته وأنفه وکفیه ورکبتیه وقدمیه لفضیلتها،لأنه کان یسجد بها لله تعالیٰ فاختصت بزیادة الکرامة والرجل والمرأة فی ذالک سواء.(الجوهرة النیرة: ۱۲۶/۱،کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،ط:قدیمی)

ویجعل الحنوط)وهو عطر مرکب من أشیاء طیبة ولابأس بسائرأنواعه غیر الزعفران والورس للرجال (علی رأسه ولحیته).....(ویجعل الکافور علی مساجده).....وهی الجبهة وأنفه ویداه ورکبتاه وقدماه.

قوله؛ للرجال) فیکرهان لهم دون النساء اعتباراً بحال الحیاة فجعلهما فی کفن الرجال جهل.

قوله: علی رأسه ولحیته)وسائر جسده کمافی الجوهرة.(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص۵۷۰،۵۷۱،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،ط:قدیمی)

وصفة التکفین أن تبسط اللفافة علی بساط أوحصیر أونحوه ثم یذر علیها الطیب ثم یبسط علیها الازار ویذر علیه الطیب ثم یقمص کذالک،ثم یوضع المیت بالثوب الذی نشف فیه فیقمص ویحنط.(حلبی کبیر:ص: ۵۸۱،فصل فی الجنائز،ط:سهیل اکیڈمی)

یجب ستر عورة المیت فلایحل للغاسل ولاغیره أن ینظر إلیها.وکذالک لایحل لمسها، فیجب أن یلف الغاسل علی یده خرقه لیغسل بها عورته،سواء کانت مخففة أومغلظة .(کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة. ۵۰۴/۱،کتاب الصلاة، مباحث الجنائز،حکم النظر إلی عورة المیت ولمسها.....ط:دارالفکر)

شریعت سے ثابت نہیں ہے۔(۱)

کفن پر کلمہ طیبہ لکھنا

"کلمہ طیبہ کفن پر لکھنا" عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۲۰۳)

کفن پہناتے وقت کس طرح لٹایا جائے؟

کفن پہناتے وقت اور پہنانے کے بعد شمال اور جنوب کی سمت پر لٹا دیا جائے، اگر یہ شکل مشکل ہے تو مشرق اور مغرب کی سمت پر لٹا دیا جائے، قبلہ کی طرف پیر پھیلا کر لٹانا مناسب نہیں ہے، اس لیے کہ اس میں سر اونچا نہیں کیا جاتا۔(۲)

کفن پہنا کر کس طرح لٹایا جائے؟

اگر کوئی مریض اتنا کمزور ہے کہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر نماز ادا کرنے پر قادر نہیں تو لیٹ کر نماز ادا کرنے کا حکم ہے، اور لیٹے لیٹے نماز ادا کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ

---

(۱) وبهذا يعلم جهل من يجعل الزعفران فی الكفن عند رأس الميت فی زماننا. (البحر الرائق: ۲/ ۱۷۳، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

وجعلها فی الكفن جهل. (الدر المختار: ۲/ ۱۹۷، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی القراءة عند الميت، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوی علی المراقی: ص: ۵۷۰، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمی)

(۲) وكيفية الوضع عند بعض أصحابنا: الوضع طولاً كما فی حالة المرض إذا أراد الصلاة بالإيماء ومنهم من اختار الوضع كما يوضع فی القبر. والاصح أنه يوضع كما تيسر. (الهندية: ۱/ ۱۵۸، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی فی الغسل، ط: رشيديه)

(المحيط البرهانی: ۳/ ۲۸۷ كتاب الصلاة، الباب الثانی والثلاثون فی الجنائز، ط، قسم آخر: فی بيان كيفية الغسل، ط: ادارة القرآن)

ويوضع الميت كيف اتفق علی الأصح) قاله شمس الائمة السرخسی، وقيل: عرضا وقيل: إلی القبلة. قوله: وقيل عرضا) أی كما يوضع فی القبر. قوله: إلی القبلة) فتكون رجلاه إليها كالمريض إذا أراد الصلاة بإيماء، وفی القهستانی عن المحيط وغيره أنه السنة. (مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی، ص: ۵۶۷، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمی)

قبلہ کی طرف پیر کرے، مگر گھٹنے کھڑے رکھے، اگر طاقت نہ ہو تو پیر پھیلا سکتا ہے اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر ذرا اونچا کر دیا جائے، تا کہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے، اسی طرح میت کو لٹانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ جس طرح قبر میں قبلہ رخ مردہ لٹایا جاتا ہے، اسی طرح کروٹ سے لٹا دیا جائے، اگر اس میں تکلیف ہوتی نظر آتی ہے تو قبلہ کی طرف پیر پھیلا کر لٹا دیا جائے، اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر اونچا کر دیا جائے، تا کہ منہ قبلہ کی طرف ہو آسمان کی طرف نہ ہو۔ (۱)

کفن پہنانا

میت کو غسل کے بعد کفن پہنانا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے، اگر کچھ لوگ اس کام کو انجام دے دیں، تو سب کی طرف سے ذمہ داری ادا ہو جائے گی۔ (۲)

کفن پہنانے سے پہلے بدن خشک کرنا

''خشک کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۳۳۱/۱)

کفن پہنانے کے بعد نجاست نکلے

اگر کفن پہنانے کے بعد میت سے نجاست نکلی ہے، تو اس کو دھونا ضروری نہیں ہے، خواہ میت کے بدن پر ہو یا کفن پر، دھوئے بغیر جنازہ کی نماز صحیح ہے، یہ حکم خود میت سے نکلنے والی نجاست کا ہے، خارجی نجاست کا دھونا ضروری ہے ورنہ جنازہ کی

---

(۱) أنظر الحاشية السابقة، رقم: ۲. (وكيفية الوضع عند بعض أصحابنا)

(۲) أصل التكفين فرض كفاية (الشامية: ۲/۲۰۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في الكفن، ط: سعيد)

▭ والتكفين فرض) أي كفاية بالنظر لعامة المسلمين. (حاشية الطحطاوي على المراقي: ص: ۵۷۴، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمي)

▭ (الهندية: ۱/۱۶۰، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث في التكفين، ط: رشيدية)

نماز درست نہیں ہوگی، اسی طرح اگر کفن نجاست سے آلودہ ہونے کی وجہ سے ناپاک ہوگیا تو بھی جنازہ کی نماز درست نہیں ہوگی۔(۱)

کفن پہنانے والے کو مردہ جانتا ہے

''مردہ پہچانتا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۲۶۳)

کفن چور کی توبہ

رسالہ قشیریہ میں ہے کہ ایک آدمی کفن چور تھا، اتفاقاً ایک نیک بخت عورت نے انتقال کیا، لوگوں نے جنازہ کی نماز پڑھی، کفن چور بھی نماز میں شریک ہوا تا کہ قبر کی جگہ معلوم کرے، جب دفن سے فارغ ہوئے اور رات آئی، تو اس کفن چور نے قبر کھودی، عورت نے کہا: سبحان اللہ! جس کے گناہ اللہ نے بخش دیئے وہ کفن چوری کرتا ہے اس عورت کی جس کے گناہ اللہ نے بخش دیئے، اس نے پوچھا میرے گناہ بھی بخش دیئے؟ عورت نے جواب دیا: اللہ نے مجھ کو بخشا اور ان سب لوگوں کو بھی جس جس نے میری نماز جنازہ پڑھی ہے، اور تو نے بھی میری نماز جنازہ پڑھی ہے، یہ

---

(۱) وفی ط عن الخزانة :إذا تنجس الكفن بنجاسة الميت لايضر دفعاً للحرج بخلاف الكفن المتنجس ابتداءً...اھ(الشامية: ۲/۲۰۸، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب:هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى؟،ط:سعيد)

(طحطاوى على الدر: ۱/۳۷۱، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،ط:المكتبة العربية)

ويشترط طهارة الكفن إلاإذاشق ذالک لمافى الخزانة :أنه إن تنجس الكفن بنجاسة الميت لايضر دفعاً للحرج بخلاف الكفن المتنجس ابتداء...اھ(حاشية الطحطاوى على المراقى:ص: ۵۸۲، كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز ،فصل: الصلاة عليه،ط:قديمى)

الحنفية...قالو: النجاسة الخارجة من الميت لاتضر ،سواء أصابت بدنه أو كفنه إلاأنها تغسل قبل التكفين تنظيفا لاشرطا فى صحة الصلاة عليه، أمابعد التكفين فإنها لاتغسل، لأن فى غسلها مشقة وحرجا،بخلاف النجاسة الطارئة عليه، كأن كفن بنجس فانها تمنع من صحة الصلاة عليه (كتاب الفقه علىٰ المذاهب الاربعة: ۱/۵۰۹، ۵۱۰، كتاب الصلاة،مباحث الجنائز،إذاخرج من الميت نجاسة بعد غسله،ط:دارالفكر)

سن کر اس نے قبر برابر کر دی اور اس فعل سے توبہ کر لی۔(۱)

کفن دینے والے کو روح دیکھتی ہے

"روح سب دیکھتی ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱/۳۸۹)

کفن زندگی میں تیار کرنا

زندگی میں اپنے لیے کفن تیار کرانا جائز ہے۔(۲)

کفن سنت

☆......مرد کے کفن سنت میں قمیص، ازار اور چادر شامل ہیں۔

قمیص: گردن کی جڑ سے لے کر پیروں تک ہوتی ہے۔اس میں آستین نہیں ہوتی اور دامن چاک نہیں ہوتا۔

ازار: ماتھے سے قدم تک ہوتی ہے۔

---

(۱) وفی الرسالة القشيرية بسنده...... وفيها عن بعضهم ، إنّه كان نباش ، فتوفيت امرأة ، فصلى النّاس عليها ، وصلى عليها هٰذا النباش أيضًا ، ليعرف القبر ، فلمّا جنّ الليل ، نبش قبرها ، فقالت : سبحان الله ! رجل مغفور يأخذ كفن مغفورة ، قال : فقلت : هبي أنّه غفرلک فأنا مغفور؟ فقالت: إنّ الله غفرلي ولجميع من صلى علي ، وأنت قد صليت عليّ ، فتركها ورد التراب ، ثم تاب وحسنت توبته . (شرح الصدور بشرح حال الموتٰی والقبور : (ص: ۲۵۹، ۲۶۰) باب زيارة القبور ، وعلم الموتیٰ بزوارهم ورؤيتهم لهم ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

(۲) ويحفر قبراً لنفسه ،قيل يكره والذی ينبغی أن لايكره تهيئة نحو الكفن.(الدر المختار: ۲/ ۲۴۴، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فی إهداء ثواب القراء ة للنبی صلی الله عليه وسلم، ط: سعيد)

🗁 والذی ينبغی أن لايكره تهيئة نحو الكفن لأنّ الحاجة إليه غالبا بخلاف القبر .(حلبی كبير:ص: ۶۱۰ ،فصل:فی الجنائز ،قبيل فصل: فی احكام المسجد،ط:سهيل اكيڈمی)

🗁 (حاشية الطحطاوی علی المراقی:ص: ۶۱۶ ،كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز ،فصل فی حملها ودفنها،ط:قديمی)

چادر: ماتھے سے قدم تک ہوتی ہے، اور یہ چادر سر اور پیر کی طرف سے بڑھی ہوئی ہونی چاہیے البتہ عورت کے لیے ان تین کپڑوں کے علاوہ دو کپڑے اور زائد ہیں:

ایک ''اوڑھنی'' جو سر اور چہرے کو ڈھکے۔ اور ایک ''سینہ بند'' جو عورت کی چھاتیوں پر باندھا جائے۔

☆......اگر کفن کھل جانے کا اندیشہ ہو تو اس کو درمیان سے کفن کے کپڑے سے فالتو ٹکڑے نکال کر اس سے باندھ دیا جائے۔(۱)

کفن ضرورت

کفن ضرورت وہ ہے جو ضرورت کے وقت میسر ہو جائے، خواہ وہ صرف ایک ہی کپڑا پوشیدہ حصے کو چھپانے کے لیے ہو۔

اگر اتفاق سے اتنا بھی کپڑا کفن کے لیے نہ ملے تو غسل دینے کے بعد ''اذخر''

---

(۱) (وكفن الرجل سنة) ثلاثة أثواب(قميص)من أصل العنق إلى القدمين بلادخريص وكمين (وإزار) من القرن إلى القدم (و) الثالث(لفافة) تزيد مافوق القرن والقدم ليلف فيها الميت وتربط من أعلاه وأسفله......(وتزاد المرأة) على ماذكرناه للرجل(في) كفنها على جهة (السنة خماراً لوجهها) ورأسها(وخرقة)عرضها مابين الثدى إلى السرة.....(لتربط ثدييها).(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي:ص:۵۷۵،۵۷۸،كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،ط:قديمي)

🗀 ويسن في الكفن له إزار وقميص ولفافة.....(ولها درع)قميص(وإزار وخمار وخرقة تربط بها ثدياها)وبطنها.

قوله: إزار...الخ) هو من القرن إلى القدم. والقميص من أصل العنق إلى القدمين بلادخريص وكمين. واللفافة تزيد على مافوق القرن إلى القدم ليلف فيها الميت وتربط من الأعلى والأسفل. امداد. والدخريص:الشق الذى يفعل في قميص الحي ليتسع للمشى.

قوله: وخمار)بكسر الخاء ماتغطى به المرأة رأسها.

(الدر مع الرد: ۲۰۲/۲،۲۰۳،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة، مطلب:في الكفن،ط:سعيد)

🗀 (البحرالرائق: ۱۷۵/۲،۱۷۶، كتاب الجنائز،ط:سعيد)

(ہری گھاس وغیرہ) سے میت کو ڈھک دیا جائے، اور دفن سے پہلے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے، بلکہ دفن کرنے کے بعد قبر پر جنازہ کی نماز پڑھی جائے۔(۱)

کفن عورت کا

''عورت کا کفن'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۵۰۶/۱)

کفن کا کپڑا پاک ہو

کفن کا کپڑا خواہ کوئی بھی ہو، اور کوئی بھی اُسے تیار کرے اس کپڑے کا پاک ہونا شرط ہے، اور جو کپڑا بازار میں ملتا ہے وہ پاک ہے، جب تک اس کے ناپاک ہونے کا علم نہ ہو پاک سمجھا جائے گا۔(۲)

---

(۱) ویکره أن یکفن فی ثوب واحد لأن فی حال الحیاة تجوز صلاته فی ثوب واحد مع الکراهة فکذا بعد الموت یکره أن یکفن فیه إلاعند الضروره بأن کان لایوجد غیره لماروی أن مصعب بن عمیر لمااستشهد کفن فی نمرة فکان إذا غطی بها رأسه بدت رجلاه وإذاغطی بهارجلاه بدارأسه فأمرالنبی صلی الله علیه وسلم أن یغطی بهارأسه ویجعل علی رجلیه شیء من الإذخر.(بدائع الصنائع: ۳۰۷/۱، کتاب الصلاة،باب الجنائز،فصل: وأما کیفیة التکفین،ط:سعید)

(البحرالرائق: ۱۷۶/۲، کتاب الجنائز،ط:سعید)

(حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۵۷۹،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،ط:قدیمی)

وفی العتابیة: وإن لم یوجد ذالک غسل وجعل علیه الإذخر ودفن ویصلی علی قبره.(الهندیة: ص: ۱۶۱/۱، کتاب الصلاة،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل الثالث فی التکفین،ط: رشیدیه)

فإن لم یوجد من یکفن غسل،وجعل علیه الإذخر،ودفن وصلی علی قبره.(حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۵۷۴،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،ط:قدیمی)

(۲) الاصل المعهود إن غیر الثابت بیقین لایثبت بالشک والثابت بیقین لایزول بالشک.(بدائع الصنائع، ۳۴۰/۲، کتاب النکاح،فصل: وأما بیان مایرفع حکم النکاح،ط:سعید)

الیقین لایزول بالشک.(الاشباه والنظائر: ص: ۶۰، القاعدة الثالثة،ط:قدیمی)

(تکمله ردالمحتار، ۳۶/۷،مطلب: صک کتب فیه بیع وإجارة أو اقرار...الخ،ط:سعید)

کفن کس رنگ کا ہونا چاہیے؟

☆......کفن کے لیے سفید کپڑا افضل ہے، اس کے علاوہ بھی جائز ہے، اور جو رنگ اور کپڑا زندگی میں جائز ہے وہ کفن کے لیے بھی جائز ہے، اور جو زندگی کی حالت میں ناجائز ہے، وہ کفن کے لیے بھی ناجائز ہے۔

☆......عورتوں کے لیے بھی سفید رنگ کا کفن ہونا زیادہ بہتر ہے، لیکن رنگین بھی جائز ہے خواہ کل کفن رنگین ہو یا بعض۔(۱)

کفن کس کو بنانا چاہیے؟

اگر میت کا مال نہیں ہے، تو اس کا کفن اس شخص کو بنانا چاہیے جو زندگی کی حالت میں اس کی کفالت کرتا تھا۔(۲)

---

(۱) الحنفية. قالو: أحب الاكفان ان تكون الثياب البيض، سواء كانت جديدة أو خلقة وكل مايباح للرجال لبسه فى حال الحياة يباح التكفين به بعد الوفاة وكل مالايباح فى حال الحياة يكره التكفين فيه، فيكره للرجال التكفين بالحرير والمعصفر والمزعفر ونحوها إلاإذا لم يوجد غيرها، أماالمرأة فيجوز تكفينها بذالك، وينظر فى كفن الرجل إلى مثل ثيابه لخروجه فى العيدين وينظر فى كفن المرأة إلى مثل ثيابها عند زيارة ابويها. (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۱۴، ۵۱۵، التكفين، ط: داراحياء التراث العربى، بيروت)

🗀 ولم يبين لون الاكفنا لجواز كل لون لكن أحبها البياض (البحرالرائق: ۲/ ۱۷۶، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

🗀 (ولابأس فى الكفن ببرد وكتان وفى النساء بحرير ومزعفر ومعصفر) لجوازه بكل مايجوز لبسه حال الحياة وأحبه البياض. (الدرالمختار: ۲/ ۲۰۵، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى الكفن، ط: سعيد)

🗀 (حلبى كبير: ص: ۵۸۱، ۵۸۲، فصل: فى الجنائز، ط: سهيل اكيڈمى)

(۲) إذا ماتت المرأة، ولامال لها قال أبويسف: يجبر الزوج على كفنها، والاصل فيه أن من يجبر على نفقته فى حياته يجبر عليها بعد موته وقال محمد: لايجبر الزوج والصحيح الاول. (الشامية: ۲/ ۲۰۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى كفن الزوجة على الزوج، ط: سعيد) =

کفن کس کے ذمہ ہے؟

☆......میت کا کفن اسی کے خالص ذاتی مال سے ہونا چاہیے، جس کے ساتھ کسی غیر کا حق وابستہ نہ ہو، جیسے رہن کا مال نہ ہو، کیونکہ اس کے ساتھ دوسروں کا حق وابستہ ہے۔

☆......اگر مرنے والے کا خالص مال موجود نہ ہو تو اس کا کفن اس شخص کے ذمہ ہے جس پر اس کی زندگی میں اس کا ضروری خرچہ واجب تھا۔(۱)

☆......میت کا مال نہیں ہے تو اس کا کفن اس شخص کو بنانا چاہیے جو زندگی کی حالت میں اس کی کفالت کرتا تھا۔(۲)

= وكفن من لامال له على من تجب عليه نفقته.(الدر المختار: ۲/۲۰۵، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب:في الكفن،ط:سعيد)

(البحر الرائق: ۲/۱۷۸، كتاب الجنائز،ط:سعيد)

(۱) ويجب تكفين الميت من ماله الخاص الذى لم يتعلق به حق الغير كالمرهون فان لم يكن له مال خاص فكفنه على من تلزمه نفقته في حال حياته .(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۵۱۳،التكفين،ط:داراحياء التراث العربى،بيروت)

وكفن من لامال له على من تجب نفقته.وفي الرد: قوله: من لامال له) أمامن له مال فكفنه في ماله يقدم على الدين والوصية والإرث إلى قدر السنة مالم يتعلق به حق الغير كالرهن والمبيع قبل القبض.(الدر مع الرد: ۲/۲۰۵، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: في الكفن،ط:سعيد)

(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى:ص: ۵۷۴،كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز، ط: قديمى)

(البحر الرائق: ۲/۱۷۸، كتاب الجنائز،ط:سعيد)

(۲) ويجب تكفين الميت من ماله الخاص الذى لم يتعلق به حق الغير كالمرهون فان لم يكن له مال خاص فكفنه على من تلزمه نفقته في حال حياته ،ولو كانت زوجة تركت مالا فيجب على الزوج القادر تكفين زوجه ،فإن لم يكن لمن تلزمه نفقته مال، كفن من بيت المال ان كان من للمسلمين بيت مال وامكن الاخذ منه، والا فعلى جماعة المسلمين القادرين .(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۵۱۳،التكفين،ط:داراحياء التراث العربى،بيروت)

إذا ماتت المرأة ،ولامال لها قال أبويسف :يجبر الزوج على كفنها،والاصل فيه أن من يجبر على نفقته في حياته يجبر عليها بعد موته وقال محمد:لايجبر الزوج والصحيح الاول. =

☆...... میت کا کوئی غیر مسلم جاننے والا کفن کی قیمت دے تو کوئی خرابی نہیں ہے۔(۱)

کفن کفایہ

عورت کے "کفن کفایہ" کے لیے ایک ازار، ایک چادر، اوڑھنی اور سینہ بند کافی

= (الشامية: ۲/ ۲۰۶، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی کفن الزوجة علی الزوج، ط: سعید)

فإن لم يكن للميت مال فكفنه على من تجب عليه نفقته و كسوته في حياته. (البحر الرائق: ۲/ ۱۷۸، کتاب الجنائز، ط: سعید)

(الدر المختار: ۲/۲۰۵، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی الکفن، ط: سعید)

(۱) ولو أهدى لمسلم ولم يرد تعظيم اليوم وجرى على عادة الناس لايكفر وينبغي أن يفعله قبله أو بعده نفيا للتهمة. (الدر المختار: ۶/ ۷۵۴، کتاب الخنثیٰ، مسائل شتی، ط: سعید)

هذا هو الكلام فى صلة المسلم المشرك. وجئنا إلى صلة المشرك المسلم، فقد روى محمد رحمه الله تعالىٰ في السير الكبير أخباراً متعارضة في بعضها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل هدايا المشرك، وفي بعضها أنه صلى الله عليه وسلم لم يقبل، فلابد من التوفيق. واختلفت عبارة المشايخ رحمهم الله تعالى في وجه التوفيق، فعبارة الفقيه أبي جعفر الهند واني أن ماروى أنه لم يقبلها محمول على أنه إنما لم يقبلها من شخص غلب على ظن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه وقع عند ذالك الشخص أن رسو ل الله صلى الله عليه وسلم إنما يقاتلهم طمعا في المال لا لإعلاء كلمة الله ولايجوز قبول الهدية من مثل هذا الشخص في زماننا، وماروى أنه قبلها محمول على أنه قبل من شخص غلب على ظن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه وقع عند ذالک الشخص أن رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما يقاتلهم لاعزاز الدين ولإعلاء كلمة الله لالطب المال وقبول الهدية من مثل هذا الشخص جائز في زماننا ايضا، ومن المشايخ من وفق من وجه آخر فقال لم يقبل من شخص علم أنه قبل منه يقل صلابته وعزته في حقه ويلين له بسبب قبول الهدية، وقبل من شخص علم أنه لايقل صلابته وعزته في حقه ولايلين بسبب قبول الهدية. (الهندية: ۵/ ۳۴۷، ۳۴۸، کتاب الکراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة والاحكام التي تعود إليهم، ط: رشيديه)

(المحيط البرهاني: ۸/ ۷۰، کتاب الکراهية والاستحسان، الفصل السادس عشر في أهل الذمة والاحكام التي تعود إليهم، ط: ادارة القرآن).

(التاتارخانية: ۱۸/ ۱۶۸، ۱۶۹، کتاب الکراهية، الفصل السادس عشر في أهل الذمة والاحكام التي تعود إليهم، ط: مكتبه فاروقيه)

ہے، اس قدر کفن بھی بلا کراہت جائز ہے۔ (اس میں قمیص کو چھوڑ دیا گیا ہے) (۱)

کفن کم سے کم کتنا ہونا چاہیے؟

کم سے کم کفن اتنا ہونا چاہیے کہ میت کا تمام بدن ڈھک جائے، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، اگر اس سے کم ہو تو مسلمان کے ذمہ سے فرض کفایہ ادا نہ ہوگا۔ (۲)

کفن کو دھونی دینا

پہلے کفن کو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات مرتبہ لوبان وغیرہ کی دھونی دے، پھر اس سے مردہ کو کفن دے۔ (۳)

---

(۱) وتزادالمرأة (فی) کفن (الکفایة) علی کفن الرجل(خماراً) فیکون ثلاثة:خمار ولفافة وإزار . (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص:۵۷۸،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،ط:قدیمی)

🗀 والکفایة فی حقه أن یقتصر علی إزار ولفافة وفی حقها علی إزار وخمار ولفافة.(حلبی کبیر: ص: ۵۸۰، فصل: فی الجنائز،ط:سھیل اکیڈمی)

🗀 (الھندیة: ۱/ ۱۶۰، کتاب الصلاة،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل الثالث فی التکفین، ط: رشیدیه)

(۲) وکفن الضرورة لھمامایوجد) وأقله مایعم البدن)ظاھره أنه لولم یوجد له ذالک سألوا الناس له ثوباً یعمه وأن مادون ذالک بمنزلة العدم وأنه لایسقط به الفرض عن المکفلین، (الدر مع الرد: ۲/ ۲۰۴،کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب:فی الکفن،ط:سعید)

🗀 (حاشیة الطحطاوی علی المراقی:ص: ۵۷۹،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،ط:قدیمی)

🗀 تکفین المیت بمایستره ولو کان ثوباً واحداً فرض کفایة.(فقه السنة، ۱/ ۳۳۷، الجنائز، الکفن، حکمه،ط:دارابن کثیر)

(۳) وتجمر الاکفان وتراً بأن یدار المجمر ثلاثاً أوخمساً أوسبعاً قبل أن یدرج المیت فیھا،أی الأکفان.والإجمار ھوالتطیب.(مجمع الانھر: ۱/ ۲۶۷،کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة، ط: دار الکتب العلمیة)

🗀 (حلبی کبیر:ص: ۵۸۲،فصل:فی الجنائز،ط:سھیل اکیڈمی)

🗀 (حاشیة الطحطاوی علی المراقی:ص: ۵۷۸، ۵۷۹،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز، ط: قدیمی)

کفن کی اقسام

کفن کی تین قسمیں ہیں:

۱-کفن سنت۔ ۲-کفن کفایہ۔ ۳-کفن ضرورت۔(۱)

کفن کی گرہ

''گرہ کھول دے'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۲۱۸)

کفن کے بند کا حکم

''گرہ دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۲۱۷)

کفن کیسا دیا جائے؟

☆......سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ پسندیدہ کفن وہ ہے، جو سفید کپڑے کا ہو، خواہ وہ نیا ہو یا پرانا۔

☆......ہر ایسا لباس جس کا پہننا مردوں کے لئے زندگی میں مباح (جائز) ہے، مرنے کے بعد اس کا کفن دینا بھی مباح ہے، اور ہر ایسا لباس جس کا زندگی میں پہننا مکروہ ہے اس کا کفن بھی مکروہ ہے، لہٰذا مردوں کو ریشم اور زرد رنگ، اور زعفرانی رنگ اور سرخ رنگ کے کپڑے کا کفن دینا مکروہ ہے، ہاں اگر اس کے علاوہ کوئی اور کپڑا موجود نہ ہو تو مکروہ نہیں ہوگا، البتہ عورت کے لیے ایسے کپڑے کا کفن جائز ہے،

---

(۱) یجب أن یعلم بأن الکفن أنواع ثلاثة: کفن ضرورة، و کفن کفاية، و کفن سنة.

(المحیط البرهانی: ۳/۶۴، کتاب الصلاة، الباب الثانی والثلاثون فی الجنائز، قسم آخر، فی مقدار الکفن، ط: ادارة القرآن)

🗀 (التاتارخانیه: ۲/۱۱۱، کتاب الصلاة، الباب الثانی والثلاثون فی الجنائز، ط: قدیمی)

🗀 قال الحنفية: الکفن فی ثلاثة أنواع: کفن الضرورة و کفن الکفاية و کفن السنة. (الفقه الاسلامی: ۲/۱۵۰۰، الفرض الثانی، تکفین المیت، ثانیا: صفة التکفین، ط: رشیدیه)

یعنی رنگین کپڑے کا کفن بھی عورتوں کو دے سکتے ہیں۔

☆...... اور مرد کے کفن کا کپڑا ایسا ہونا بہتر ہے، جیسا کہ وہ عیدین کی نماز کے لیے پہن کر جاتا ہے اور عورت کے کفن کا کپڑا ایسا ہونا بہتر ہے جیسا کہ وہ ماں باپ کے گھر جانے کے لیے پہنتی ہے۔(۱)

(۱) الحنفية. قالو: أحب الاكفان ان تكون الثياب البيض، سواء كانت جديدة أوخلقة وكل مايباح للرجال لبسه فى حال الحياة يباح التكفين به بعد الوفاة وكل مالايباح فى حال الحياة يكره التكفين فيه، فيكره للرجال التكفين بالحرير والمعصفر والمزعفر ونحوها إلاإذا لم يوجد غيرها، أماالمرأة فيجوز تكفينها بذالك، وينظر فى كفن الرجل إلى مثل ثيابه لخروجه فى العيدين وينظر فى كفن المرأة إلى مثل ثيابها عند زيارة ابويها. (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۵۱۴، ۵۱۵، التكفين، ط: داراحياء التراث العربى، بيروت)

ويؤخذ الكفن (مما) كان (يلبسه) الرجل (فى حياته) يوم الجمعة والعيدين ويحسن للحديث: حسنوا أكفان الموتى، فإنهم يتزاورون فيما بينهم ويتفاخرون بحسن أكفانهم، ولايغالى فيه لقوله صلى الله عليه وسلم: لاتغالوا فى الكفن فإنه يسلب سريعاً.

قوله: مماكان يلبسه الرجل فى حياته) أفاد بطريق المنطوق جواز تكفينه فى كل ماجازلبسه له، وهو حى من كل جنس...... ومنع بالمفهوم مالايجوز لبسه فى حال حياته كحرير، ونحوه اعتباراً بحال الحياة إلاإذالم يوجد غيره لكن لايزاد على ثوب واحد لأن الضرورة تندفع به ويجوز ذالك للنساء كمزعفر، ومعصفر.

قوله: يوم الجمعة والعيدين) ولها ماكانت تلبسه فى زيارة الابوين.

قوله: للحديث حسنوا.. الخ)..... وأخرج مسلم إذاكفن أحدكم أخاه فليحسن كفنه يعنى فليختر من الثياب أنظفها، وأبيضها على ما روته السنة، ولم يرد به مايفعله المبذرون إسرافاً ورياءً وسمعةً... والحاصل أن الحد الوسط فى الكفن هو المستحب المستحسن. (مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۵۷۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: قديمى)

والجديد والغسيل ولو خلقا فى الكفن سواء...... والمستحب فيه البياض...... ويكره للرجال المزعفر والمعصفر والحرير ولايكرة للنساء اعتباراً بحال الحياة فإن لم يوجد للرجل إلاالحرير يجوز الكفن به ولكن لايزاد على ثوب للضرورة وينبغى أن يكون الكفن فى النفاسة مثل ملبوسه فى الجمعة والعيدين وللمرأة ماتلبس فى زياره أهلها. (حلبى كبير: ص: ۵۸۱، ۵۸۲، فصل: فى الجنائز، ط: سهيل اكيڈمى)

ولو أوصى بأن يكفن بألف درهم كفن كفنا وسطاً ولم يبين لون الأكفان لجواز كل لون لكن أحبها البياض ولم يبين جنسها لجواز الكل، لامالايجوز لبسه حال الحياة كالحرير للرجال...... وفى المجتبىٰ: والجديد والخلق فيه سواء بعد أن يكون نظيفا من الوسخ...... وفى الظهيرية: =

☆......حدیث شریف میں ہے کہ: جب تم میں کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دے۔(۱)

☆......بہت زیادہ قیمتی کپڑے کا کفن بنانا مکروہ ہے۔اور بالکل کم قیمت کے کپڑے کا کفن بھی نہ ہونا چاہیے۔(۲)

کفن کے کپڑے سلے ہوئے نہ ہوں

کفن کے کپڑے سلے ہوئے نہیں ہونے چاہییں۔ہاں اگر عرض کم ہونے کی وجہ سے مجبوری ہے تو الگ بات ہے۔(۳)

= ویکفن المیت کفن مثله.وتفسیره أن ینظر إلی ثیابه فی حال حیاته لخروج الجمعة والعیدین فذالک کفن مثله وتحسن الاکفان للحدیث. حسنوا أکفان الموتی لأنهم یتزاورون فیما بینهم ویتفاخرون بحسن اکفانهم.(البحر الرائق: ۱۷۶/۲،کتاب الجنائز،ط:سعید)

(۱) عن جابر قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم إذا کفن أحدکم أخاه فلیحسن کفنه. رواه مسلم. (مشکوٰة المصابیح،ص:۱۴۳،کتاب الجنائز،باب غسل المیت وتکفینه، الفصل الاول، ط: قدیمی)

(الصحیح لمسلم: ۳۰۶/۱،کتاب الجنائز،فصل: فی کفن المیت،ط:قدیمی)

(جامع الترمذی: ۱۹۴/۱،أبواب الجنائز،باب ماجاء مایستحب من الاکفان،وباب بعدها، ط: قدیمی)

(۲) أنظر الحاشیة السابقة رقم الحاشیة: ۱. (الحنفیة..قالو:أحب الاکفان)

(۳) قوله: إزار...الخ)هو من القرن إلی القدم والقمیص من أصل العنق إلی القدمین بلا دخریص وکمین......والدخریص:الشق الذی یفعل فی قمیص الحی لیتسع للمشی..(الشامیة: ۲۰۲/۲،کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فی الکفن،ط:سعید)

(التاتارخانیة: ۱۱۱/۲،کتاب الصلاة، الفصل الثانی والثلاثون فی الجنائز،قسم آخر فی تکفین الشهید،ط:قدیمی)

ولنا حدیث ابن عباس ،ان النبی صلی الله علیه وسلم کفن فی حلة وقمیص ،والحلة:اسم الثوبین عند العرب إزار ورداء ولأن اشرف لباس الاحیاء القمیص، فوجب تقدیمه ،إلا إنه لایجعل قمیصه علی هیئة قمیص الاحیاء فلایجعل له دخریص،لأن ذالک إنما یجعل فی حق الحی لیسع أسفله، فتیسر له المشی،والمیت لایحتاج إلی ذالک،ولایکف أطرافه ،لأن ذالک یفعل للحی، ولاحاجة للمیت إلیه(المحیط البرهانی: ۶۲/۳،کتاب الصلاة،الفصل الثانی والثلاثون فی الجنائز، قسم آخر:فی تکفین الشهید،ط:ادارة القرآن)

(البحر الرائق: ۱۷۵/۲،کتاب الجنائز،ط:سعید)

کفن کے کپڑے نہ ملیں تو

اگر کسی جگہ پر اتفاق سے میت کو کفن دینے کے لیے کپڑا بالکل نہ ملے تو غسل دینے کے بعد "اذخر" ہری گھاس وغیرہ سے میت کو ڈھک دیا جائے، اور دفن سے پہلے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے بلکہ دفن کرنے کے بعد قبر پر جنازہ کی نماز پڑھی جائے۔(۱)

کفن کے لیے چندہ کرنا

اگر کسی مسافر یا پردیسی کا انتقال ہو گیا، اور اس کا کوئی ولی وارث نہیں ہے اور اس کا کوئی مال ومتاع بھی نہیں ہے، تو اس کے کفن کے لیے چندہ کرنا جائز ہے، کیونکہ یہ مسلمانوں کے ذمے میں لازم ہے۔(۲)

---

(۱) فإن لم يوجد من يكفن غُسِّل ،وجعل عليه الاذخر، ودفن وصلى على قبره.(حاشية الطحطاوى على المراقى: ص: ۵۷۴ ،كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،ط:قديمى)

وفى العتابية:وإن لم يوجد ذالک، غسل وجعل عليه الاذخر ودفن ويصلى على قبره.

(الهندية: ۱/ ۱۶۱ ،كتاب الصلاة،الباب الحادى والعشرون فى الجنائز،الفصل الثانى فى التكفين، ط: رشيديه)

(التاتارخانيه:۲/ ۱۱۳ ،كتاب الصلاة،الباب الثانى والثلاثون فى الجنائز،قسم آخر:فى كيفية الكفن،ط:قديمى)

(۲) وكفن من لامال له على من تجب عليه نفقته...... وإن لم يكن ثمة من تجب عليه ففى بيت المال فإن لم يكن)بيت المال معموراً أو منتظما (فعلى المسلمين تكفينه)فإن لم يقدروا سألوا الناس له ثوباً.

قوله: فعلى المسلمين)أى العالمين به وهو فرض كفاية يأثم بتركه جميع من علم به.ط.

(الدر مع الرد:۲/ ۲۰۵، ۲۰۶ ،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب:فى كفن الزوجة على الزوج، ط: سعيد)

(وإن لم يوجد من تجب عليه نفقته ففى بيت المال)تكفينه وتجهيزه.....(وإن لم يعط)بيت المال(عجزاً) لخلوه من الاموال(أوظلماً)......(فعلى الناس)القادرين(و)يجب أن(يسأل) له)أى للميت (التجهيز من)علم به وهو (لايقدر عليه)أى التجهيز(غيره)من القادرين.(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى:ص: ۵۷۴ ،كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،ط:قديمى)

(البحر الرائق:۲/ ۱۷۸ ، كتاب الجنائز،ط:سعيد)

کفن لازم ہونے والا آدمی نہیں ہے

اگر اتفاق سے ایسا آدمی نہیں ہے جس پر میت کا نان ونفقہ لازم ہوتا ہے، تو بیت المال سے کفن کا خرچہ حاصل کرنا چاہیے بشرطیکہ مسلمانوں کا بیت المال ہو، اور لینا بھی ممکن ہو، ورنہ مال دار مسلمانوں پر کفن کا انتظام کرنا لازم ہوگا۔ اور اسی میں جنازے کے دوسرے اخراجات وغیرہ بھی شامل ہیں۔ مثلاً: قبرستان تک لے جانا، اور دفنانے کے مصارف وغیرہ۔ (۱)

کفن مرد کا

''مرد کا کفن'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۲۵۵)

کفن میں گریبان کس طرف کیا جائے؟

''گریبان کس طرف کیا جائے؟'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۲۱۸)

کفن نجاست سے ملوث ہوجائے

اگر میت کو غسل دینے کے بعد کفن پہنا دیا گیا پھر بدن سے خون نکل کر کفن ملوث ہوگیا تو کفن بدلنا اور دھونا ضروری نہیں۔ (۲)

---

(۱) فان لم یکن لمن تلزمه نفقته مال کفن من بیت المال ان کان للمسلمین بیت مال وامکن الاخذ منه، وإلافعلی جماعة المسلمین القادرین، ومثل الکفن فی هذاالتفصیل مؤن التجهیز کالحمل إلی المقبرة والدفن ونحوه، (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۱/۵۱۳، التکفین، ط: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(أنظر الحاشیة السابقة أیضا)

(۲) قوله: ولم یعد غسله؛ لأنّ الغسل عرفناه بالنص. وقد حصل مرة وکذا لاتجب إعادة وضوءه؛ لأنّ الخارج منه من قبل أو دبر أو غیرهما لیس بحدث؛ لأنّ الموت حدث کالخارج، فلما لم یؤثر الموت فی الوضوء وهو موجود لم یؤثر الخارج. (البحر الرائق: (۲/۱۷۳) کتاب الجنائز، ط: ماجدیة)

(ولایعاد غسله ولا وضوءه بالخارج منه) لأن غسله ما وجب لرفع الحدث لبقائه بالموت =

کلمہ پڑھ لو

☆......ایک شخص جو لین دین میں برابر کا وزن کرتا تھا، اس سے وفات کے وقت کہا گیا کہ: کلمہ پڑھ لو! تو اس نے کہا کہ: اللہ سے دعا کرو کہ میرے لیے کلمہ پڑھنا آسان بنا دیں، اس لیے کہ ترازو کا کانٹا میری زبان پر ہے اور وہ مجھے کلمہ پڑھنے سے روک رہا ہے کہ میں ترازو کا پلڑا صاف کر کے نہیں تولتا تھا، اور جو میل کچیل اور ہواؤں سے گردوغبار اس پر لگ جاتا تھا، اس کے دور کرنے کا خیال نہیں کرتا تھا۔(۱)

☆......ایک شخص کو وفات کے وقت کہا گیا کہ: کلمہ پڑھ لو! تو اس نے کہا: مجھے میرا جام دے دو۔(۲)

☆......ایک دکان دار آدمی سے وفات کے وقت کہا گیا کہ: کلمہ پڑھ لو! تو اس نے کہا: ساڑھے تین پونے چار۔(۳)

=بل لتنجسه بالموت كسائر الحيوانات الدموية الا ان المسلم يطهر بالغسل كرامة له وقد حصل، بحر. (الدر مع الرد: (۱۹۷/۲) باب صلاة الجنازة، مطلب فى القراء ة عند الميت، ط: سعيد)

(۱) ولقد حكى ابن ظفر فى كتاب النصائح له قال: كان يونس بن عبيد رحمه الله تعالى...... قال حضرت الساعة رجلاً احتضر فقلت له: قل: لاإله إلاالله فامتعص فألححت عليه فقال: أدع الله لى فقال: هذالسان الميزان على لسانى يمنعنى من قولها. قلت: أفما يمنعك إلا من قولهما؟ فقال: نعم، قلت: وماكان عملك به؟ قال: ما أخذت ولاأعطيت به إلا حقا فى علمى غير أنى كنت أقيم المدة لاأفتقده ولاأحتبره. (التذكرة فى أحوال الموتى وأمور الآخرة، ص: ۳۳، باب ما جاء أن الميت يحضره الشيطان عند موته، ط: دارالحديث قاهره)

(۲) وقال الربيع بن شبره بن معبد الجهنى وكان عابداً بالبصرة؛ أدركت الناس بالشام وقيل لرجل: يافلان قل: لاإله إلاالله قال: اشرب واسقنى. (التذكرة فى أحوال الموتى وأمور الآخرة، ص: ۳۲، باب ماجاء أن الميت يحضره الشيطان عند موته، ط: دارالحديث قاهره)

(۳) لقد حكى لنا أن بعض السماسرة جاء عند الموت فقيل له: قل: لاإله إلاالله، فجعل يقول: ثلاثة ونصف أربعة ونصف، غلبت عليه السمسرة. ((التذكرة فى أحوال الموتى وأمور الآخرة، ص: ۳۳، باب ماجاء أن الميت يحضره الشيطان عند موته، ط: دار الحديث قاهره)

کلمہ پڑھا نہیں جا رہا

☆......ایک شخص سے موت کے وقت کہا گیا کہ: کلمہ پڑھو! اس نے کہا کہ: مجھ سے پڑھا نہیں جا رہا، پوچھا گیا: کیوں؟ اس نے کہا: ایک دن ایک عورت مجھ سے رومال خریدنے آئی، میں نے اس کے حسن و جمال پر نظر ڈالی تھی۔

☆......ایک شخص سے موت کے وقت کلمہ پڑھنے کا مطالبہ کیا گیا، اس نے کہا: میں اس لیے کلمہ نہیں پڑھ پا رہا ہوں کہ: میں اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ایذا پہنچایا کرتا تھا۔

☆......ایک شخص سے موت کے وقت کہا گیا: کلمہ پڑھو! اس نے کہا: میں پڑھ نہیں سکتا، اس سے پوچھا گیا: تم کیا گناہ کرتے تھے؟ اس نے جواب دیا کہ: میں جب کسی عورت کے ساتھ تنہا ہوتا تو میرا دل چاہتا کہ وہ راضی ہو جائے تو اس کا بوسہ لے لوں۔

☆......ایک شخص سے موت کے وقت کہا گیا کہ: کلمہ پڑھو! اس نے کہا: میں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا، پوچھا گیا: کیوں؟ اس نے کہا: میں گناہ کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ لوگوں سے شرماتا تھا۔

☆......ایک شخص سے کہا گیا: کلمہ پڑھو! اس نے کہا: میں نہیں پڑھ سکتا۔ پوچھا گیا: تم کیا گناہ کرتے تھے؟ اس نے کہا: میں زندگی میں ایک مرتبہ زنا کر بیٹھا تھا۔

ایک اور شخص سے کہا گیا: کلمہ طیبہ پڑھ لو! اس نے کہا اس کی قدرت نہیں پاتا، اس سے پوچھا گیا تم کیا کرتے تھے؟ اس نے کہا کہ ایک مرتبہ میری بیوی بیمار تھی تو میں نے اپنے غلام سے منہ کالا کر لیا تھا۔

اس قسم کے بے شمار واقعات ملتے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ دنیا و آخرت میں ہمیں عافیت عطا فرمائے! لہٰذا اسے خوب اچھی طرح ذہن نشین کرلیں، اور مالک الملک کے سامنے حساب و کتاب سے پہلے اپنا حساب و کتاب کرلیں، اس لیے کہ اس وقت بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں ہوگی اور دنیا سے نیکیوں اور اچھائیوں کا توشہ ساتھ لے جائے بغیر وہاں بچنے کی کوئی جگہ نہیں ہوگی، اس لیے گناہوں سے خوب بچیں، ورنہ مرتے وقت زبان کلمہ پڑھنے سے رک سکتی ہے۔(۱)

کلمہ پڑھنے سے انکار کردیا

امام ابو جعفر احمد بن محمد قرطبی رحمہ اللہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو لوگوں نے

---

(۱) وقيل لآخر: قل: "لاإله إلاالله" لما احتضر، فقال: لااستطيع، فقيل: ومايمنعك من ذالک؟ فقال: نظرت يوماً إلى محاسن امرأة وقفت على تشترى لها منديلاً.

وقيل لآخر حين احتضر قل: لاإله إلاالله، فقال: لااقدر على النطق بهالأنى كنت أوذى جيرانى بلسانى.

وقيل لبعضهم قل: "لاإله إلاالله" فقال: لااقدر عليها فقيل له: فماذاكنت تصنع؟ قال: كنت اذاخلوت بامرأة يميل قلبى إلى تقبيلهالورضيت.

وقيل لآخر قل: لاإله إلاالله فقال: لااقدر فقيل له: فماذاكنت تصنع؟ فقال: كنت استحيى من الخلق إذا عصيت اكثر ماكنت استحيى من الله تعالىٰ.

وقيل لآخر قل: لاإله إلاالله، فقال: لااستطيع فقيل له: ماكنت تصنع؟ قال: وقعت فى الزنا مرة فى عمرى.

وقيل لآخر قل: لاإله إلاالله، فقال: لااقدر، فقيل له: ماكنت تفعل؟ فقال: مرضت زوجتى مرة فوقعت على عبدى انتهى.

والحكايات فى ذالک كثيرة نسأل الله العافية فى الدنيا والآخر، فاعلموا ذاک ايها الاخوان وحاسبوا انفسكم قبل ان تعرضوا على الملک الديان فلا مفر عن ذالک ولافوت الالمن رغب فى طاعة الله بالزاد والقوت وإياكم ان تتعاطوا شيئا من المعاصى فربما انعقد لسان احدكم من الشهادة عند الموت والحمد لله رب العالمين.

(مختصر تذكرة القرطبى للامام ابى المواهب عبد الوهاب بن احمد الشعرانى المتوفى ۹۷۳ھ، ص: ۲۷، باب ماجاء فى ان الشيطان يحضر الميت عند موته، ومايخاف من سوء الخاتمة نسأل الله العافية، ط: دارالكتب العلمية، بيروت)

ان سے کہا: ''لَا اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰه'' پڑھ لیجیے۔ وہ کہنے لگے: نہیں۔ جب انہیں افاقہ ہوا تو لوگوں نے یہ واقعہ ان سے ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا: میرے دائیں بائیں، دو شیطان آگئے تھے، ایک ان میں سے کہہ رہا تھا کہ: یہودی بن کر مرو۔ یہ سب سے بہتر مذہب ہے۔ دوسرا کہہ رہا تھا: عیسائی بن کر مرو۔ یہ سب سے بہتر دین ہے۔ میں ان دونوں سے کہہ رہا تھا: نہیں، نہیں۔ تم لوگ مجھے کلمہ پڑھنے کو کہہ رہے تھے، حالانکہ میں نے خود اپنے ہاتھ سے ترمذی اور نسائی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مبارک لکھی ہے کہ: مرنے سے پہلے تم میں سے ایک شخص کے پاس شیطان آکر کہتا ہے کہ: یہودی ہو کر مرو، عیسائی ہو کر مرو۔ میں جو ''نہیں'' کہہ رہا تھا، ان کے جواب میں کہہ رہا تھا۔ تمہارے کلمہ کی تلقین کے جواب میں نہیں کہہ رہا تھا۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایسا واقعہ بہت سارے نیک لوگوں کے ساتھ پیش آیا ہے، جس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے کلمہ پڑھنے سے انکار نہیں کیا، بلکہ وہ شیطان کو جواب دے رہے ہوتے ہیں۔(۱)

---

(۱) قلت: وقد سمعت شيخنا الامام اباالعباس احمد بن عمر القرطبی بثغر الاسكندريةيقول: حضرت أخا شيخنا أبی جعفر أحمد بن محمد بن محمد القرطبی بقرطبة وقد احتضر ،فقيل له: قل: لاإله إلاالله فكان يقول: لا. لا. فلماأفاق ذكرناله ذٰلک فقال: أتانی شيطانان عن يمينی وعن شمالی. يقول أحدهما: مت يهوديا فإنه خير الاديان والآخر يقول: مت نصرانيا فإنه خير الاديان فكنت أقول لهما: لا، لا. إلی تقولان هذا وقدكتبت بيدی فی كتاب الترمذی والنسائی عن النبی صلی الله عليه وسلم إن الشيطان يأتی أحدكم عند موته فيقول: مت يهوديا مت نصرانيا فكان الجواب لهما لالكما. قلت: ومثل هذا عن الصالحين كثير يكون الجواب للشيطان لالمن يلقنه الشهادة. (التذكرة فی احوال الموتی وأمور الآخرة، ص: ۳۲، باب ماجاء أن الميت يحضره الشيطان عند موته، ط: دارالحديث قاهره)

(مختصر تذكرة القرطبی للامام ابی المواهب عبد الوهاب بن احمد الشعرانی المتوفی ۹۷۳ھ، ص: ۲۷، باب ماجاء فی ان الشيطان يحضر الميت عند موته، ومايخاف من سوء الخاتمة نسأل الله العافية، ط: دارالكتب العلمية، بيروت)

کلمۂ شہادت لکھ کر میت کے گلے میں لٹکا دیا

"کلمۂ طیبہ وغیرہ لکھ کر میت کے گلے میں لٹکا دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

کلمہ طیبہ بلند آواز سے جنازے کے ساتھ پڑھنا

☆......میت کا جنازہ لے جاتے ہوئے بلند آواز سے "کلمۂ طیبہ" کو لازم سمجھنا بدعت ہے، اس کو ترک کرنا لازم ہے، البتہ انفرادی طور پر آہستہ آہستہ کلمہ طیبہ پڑھنا منع نہیں ہے۔

☆...... جنازے کے ساتھ چلنے والوں کو خاموش رہنا لازم ہے، بلند آواز سے ذکر کرنا، قرآن کریم کی تلاوت کرنا، اور کلمہ طیبہ کا ورد کرنا مکروہ اور بدعت ہے۔ البتہ آواز کے بغیر دل دل میں ذکر کرنا اور کلمہ طیبہ کا ورد کرنا جائز ہے۔(۱)

کلمۂ طیبہ کفن پر لکھنا

میت کے کفن پر مٹی سے کلمۂ طیبہ لکھنا، اور میت کو قبر میں رکھنے کے بعد کچی اینٹ پر لکڑی سے کلمہ شریف لکھ کر میت کے سر کے پاس مغرب کی جانب رکھنا، نیز

---

(۱) ویکرہ رفع الصوت بالذکر) والقرآن، وعلیھم الصمت وقولھم: کل حی سیموت ونحو ذالک خلف الجنازۃ بدعۃ.

قولہ: ویکرہ رفع الصوت) قیل یکرہ تحریما.....وفی الشرح عن الظھیریۃ: فإن أراد أن یذکر اللہ تعالیٰ ففی نفسہ أی سراً بحیث یسمع نفسہ، قولہ: ونحو ذالک) کالأذکار المتعارفۃ. (مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی: ص: ۶۰۶، کتاب الصلاۃ، باب احکام الجنائز، فصل: فی حملھا ودفنھا، ط: قدیمی)

کرہ فیھا رفع الصوت بذکر أو قراءۃ. وفی الرد: وینبغی لمن تبع الجنازۃ أن یطیل الصمت، وفیہ عن الظھیریۃ: فإن أراد أن یذکر اللہ تعالیٰ یذکرہ فی نفسہ، لقولہ تعالیٰ: إنہ لایحب المعتدین، أی الجاھرین بالدعاء، وعن ابراھیم أنہ کان یکرہ أن یقول الرجل وھو معھا استغفروا لہ غفر اللہ لکم...... اھ، قلت: وإذا کان ھذا فی الدعاء والذکر فما ظنک بالغناء الحادث فی ھذا الزمان. (الدر مع الرد: ۲/۲۳۳، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

(البحر الرائق: ۲/۱۹۲، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاتہ، ط: رشیدیہ)

مٹی کے چند چھوٹے ڈھیلوں پر ''سورۂ اخلاص'' پڑھ کر سب ڈھیلوں کو میت کے ساتھ لحد میں ڈالنا، یہ سب کام شریعت کے خلاف ہیں اور ان کی شریعت میں کچھ اصل نہیں ہے، اور ایسی رسوم کو چھوڑنا چاہیے۔(۱)

کلمۂ طیبہ وغیرہ لکھ کر میت کے گلے میں لٹکا دینا

روشنائی سے کلمہ طیبہ، کلمہ شہادت اور آیۃ الکرسی لکھ کر میت کے گلے میں لٹکانا شریعت سے ثابت نہیں ہے، اس لئے اس کو ثواب کا کام سمجھ کر کرنا بھی جائز نہیں ہے، قبر میں میت کا بدن پھٹنے اور اس کی آلائش لگنے سے کلمہ وغیرہ کا احترام باقی نہیں رہے گا۔(۲)

---

(۱) عن عائشة رضى الله عنها قالت: قال النبى صلى الله عليه وسلم: من احدث فى امرنا هذ ما ليس منه فهو مردود. (صحيح البخارى، ۱/ ۳۷۱، كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ط: قديمى)

من أصر على امر مندوب وجعله عزما ولم يعمل بالرخصه، فقد أصاب منه الشيطان من الاضلال، فكيف من اصر على بدعة أومنكر. (مرقاة المفاتيح: ۳/ ۲۶، رقم الحديث: ۹۴۶، كتاب الصلاة، باب الدعاء فى التشهد، ط: رشيديه)

الاصرار على المندوب يبلغه الى حدالكراهة، فكيف اصرار البدعة التى لااصل لها فى الشرع (السعاية، ۲/ ۲۶۵، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، قبيل فصل: فى القراءة، ط: سهيل اكيڈمى)

وفى الرد: بأنها أى البدعة، ماأحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، عن علم أوعمل أوحال أو بنوع شبهة أو استحسان، وجعل دينا قويما وصراطاً مستقيما. (الشامية: ۱/ ۵۶۰، ۵۶۱، كتاب الصلاة، باب الامامة، مطلب: البدعة خمسة اقسام، ط: سعيد)

(۲) وقد أفتى ابن الصلاح: بأنّه لايجوز أن يكتب على الكفن يٰس والكهف ونحوهما خوفا من صديد الميت...... وقد قدمنا قبيل باب المياه عن الفتح أنّه تكره كتابة القرآن وأسماء اللّٰه تعالىٰ على الدراهم، ولمحاريب والجدران ومايفرش، وماذالك الا لاحترامه وخشية وطئه ونحوه مما فيه إهانة، فالمنع هنا بالأولىٰ مالم يثبت عن المجتهد أو ينقل فيه حديث ثابت...... ان ممايكتب على جبهة الميت بغير مداد بالأصبع المسبحة، بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم، وعلى الصدر: =

کلمہ لکھی ہوئی چادر میت پر ڈالنا

☆......جس چادر پر کلمہ شریف اور قرآن مجید کی آیات لکھی ہوئی ہوتی ہیں، اس کو میت پر ڈالنا کلمہ اور قرآنی آیات کے احترام کے خلاف ہے، اس لئے اس سے بچنا چاہئے۔(۱)

☆......کلمہ لکھی ہوئی چادر میت پر ڈالنا کلمہ شریف اور آیات قرآنیہ کے

= لا إله إلاّ الله محمّد رسول الله، وذلک بعد الغسل قبل التكفين. (شامي: (۲/۲۴۶، ۲۴۷) كتاب الصلاة، باب الجنائز، ط: سعيد)

الاستفسار: قد تعارف في بلادنا أنّهم يلقون على قبر الصلحاء ثوبا مكتوبا فيه سورة الإخلاص، هل فيه بأس؟

الاستبشار: هو استهانة بالقرآن؛ لأنّ هٰذا الثوب إنّما يلقى تعظيما لميت، ويصير هٰذا الثوب مستعملا مبتذلًا، وابتذال كتاب الله من أسباب عذاب الله. (نفع المفتي والسائل: (ص: ۴۰۳) مايتعلق بتعظيم أسم الله واسم حبيب الله الخ، ط: دار ابن حزم)

(۱) وقدمنا قبل باب المياه عن الفتح أنّه تكره كتابة القرآن وأسماء الله تعالىٰ على الدراهم والمحاريب والجدران وما يفرش، وما ذلک الا لاحترامه وخشية وطئه ونحوه مما فيه إهانة، فالمنع هنا بالأولىٰ مالم يثبت عن المجتهد أو ينقل فيه حديث ثابت. (شامي: (۲/۲۴۶، ۲۴۷) كتاب الصلاة، باب الجنائز، ط: سعيد)

بساط أو غيره كتب عليه " الملک لله " يكره بسطه واستعماله لاتعليقه للزينة. (شامي: (۱/۱۷۸) كتاب الطهارة، أركان الوضوء أربعة، قبيل باب المياه، ط: سعيد)

كتابة القرآن على مايفرش ويبسط مكروهة. (الهندية: (۱/۳۲۳) كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف، ط: رشيديه.

الاستفسار: قد تعارف في بلادنا أنّهم يلقون على قبر الصلحاء ثوبا مكتوبا فيه سورة الإخلاص، هل فيه بأس؟

الاستبشار: هو استهانة بالقرآن؛ لأنّ هٰذا الثوب إنّما يلقى تعظيما لميت، ويصير هٰذا الثوب مستعملا مبتذلًا، وابتذال كتاب الله من أسباب عذاب الله ...... قلت: واشنع من هٰذا مايفعله أهل الركن من إلقاء الثياب الّتي كتب فيه اسم الله تعالىٰ أو سورة القرآن على جميع القبور، وإن لم يكن المقبور من أهل الزهد والورع. (نفع المفتي والسائل: (ص: ۴۰۳) مايتعلق بتعظيم اسم الله واسم حبيب الله الخ، ط: دار ابن حزم)

احترام کے خلاف ہے۔(۱)

کمروں کا مزار کے قریب ہونا

مزار کے قریب کمرہ ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے۔(۲)

کمیونسٹ کے جنازہ کی نماز

اگر کوئی شخص واقعۃً کمیونسٹ ہے، اللہ تعالیٰ کے وجود کا منکر ہے، کائنات کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتا ہے، بلکہ یوں کہتا ہے کہ انسان ایسے ہی پیدا ہوتا ہے، اور ایسے ہی مرتا ہے، انسان وغیرہ کا پیدا ہونا ایک فطری چیز ہے، اور ہر چیز ایسی ہی ہوتی ہے، بننے اور بگڑنے میں انسان کی محنت پر دارومدار ہے، نبی کریم ﷺ کو اللہ کا نبی اور رسول نہیں مانتا، قرآن مجید کو انسان کا بنایا ہوا کلام سمجھتے ہیں، نماز، روزہ کو لازم نہیں سمجھتا وغیرہ وغیرہ، تو ایسا آدمی اگر موت سے پہلے پہلے توبہ کر کے دوبارہ دین اسلام میں داخل نہیں ہوتا، تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) وقد أفتى ابن الصلاح بأنه لايجوز أن يكتب على الكفن يسٓ والكهف وغيرها خوفا من صديد الميت،(إلى قوله)فلايجوز تعريضها للنجاسة.(الشامية: ۲/۲۴۶، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب:فيما يكتب على كفن الميت،ط:سعيد)

(احسن الفتاویٰ: ۱/۳۵۱،باب ردالبدعات،میت کے سینے پر کلمہ شهادت لکھنا، ط: سعید)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵/۲۸۹،کتاب الجنائز،آٹھویں فصل،زیارت وقبور وایصالِ ثواب، عنوان:عهد نامه لکھواکر مرده کے ساتھ قبر میں رکھنا کیساهے؟،ط:دارالاشاعت)

(۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵/۳۹۲،سوال نمبر: ۳/۳۱۸۲،عنوان: مزار کے پہلو میں مسجد بنانا کیسا ہے؟ ط: دارالاشاعت)

(۳) قال الله تعالىٰ: ﴿ ومن يرتدد منكم عن دينه فيمت وهو كافر فاولٰئك حبطت أعمالهم فى الدنيا والآخرة وأولٰئك أصحاب النّار هم فيها خالدون ﴾ [سورة البقرة :۲۱۷)]

وأما المرتد فيلقى فى حفرة كالكلب. الدر المختار ، أى لايغسل ، ولا يكفن ، ولا يدفع إلى من انتقل إلى دينهم . (شامى : (۲/۲۳۰) باب صلاة الجنائز ، قبيل مطلب فى حمل الميت ، ط: سعيد)

کندھا دینے سے کبیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں

''جنازے کو چاروں طرف سے کندھا دینے کا فائدہ'' عنوان کے تحت دیکھیں!

کندھا دینے کا طریقہ

☆......میت کے جنازے کو کندھا دینا مسنون ہے، اور بعض احادیث میں جنازے کے چاروں طرف کندھا دینے کی فضیلت بھی آئی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے میت کے چاروں پایوں کا کندھا دیا، اللہ تعالی اس کے چالیس بڑے گناہوں کا کفارہ بنا دیں گے۔

☆......ہر وہ شخص جو کہ چالیس قدم جنازہ اٹھا کر چلے گا اس کے چالیس گناہ معاف ہوں گے۔(۱)

☆......مسنون یہ ہے کہ آدمی جنازہ کی چارپائی کو چالیس قدم اٹھائے۔ پہلے دائیں کندھے پر اگلی دائیں جانب کو دس قدم اٹھائے، پھر دس قدم دائیں جانب کے پچھلے پائے کو دائیں کندھے پر، پھر بائیں کندھے پر اگلی بائیں جانب کے پائے کو دس قدم، پھر بائیں کندھے پر بائیں جانب کے پچھلے پائے کو دس قدم تک، اگر

---

(۱)عن أنس بن مالک قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حمل جوانب السرير الأربع كفر الله عنه أربعين كبيرة. روى الحديث. الطبرانى فى الاوسط. (مجمع الزوائد: ۱۲۶/۳، رقم الحديث: ۴۰۱۹، كتاب الجنائز، باب حمل السرير، ط: دار الفكر بيروت)

(حلبی کبیر: ص: ۵۹۲، فصل فى الجنائز، ط: سهيل اکیڈمی)

كنزا لعمال: ۵۹۸/۵۱، رقم الحديث: ۴۲۳۶۵، ۴۲۳۶۶، الكتاب الرابع من حرف الميم من قسم الافعال، كتاب الموت، الخ، الفصل الخامس فى التشييع، الاكمال، ط: اداره تاليفات اشرفيه)

کسی قسم کی تکلیف کے بغیر اس طرح عمل ہو سکے تو بہتر ہے۔(۱)

کندھا دینے والے

جو لوگ جنازے کو کندھا دیں ان کے لیے ضرورت کے مطابق جنازے کے دائیں بائیں آنا جانا بلا کراہت درست ہے۔(۲)

---

(۱) وینبغی) لکل واحد(حملها أربعين خطوة يبدأ)الحامل(بمقدمها الأيمن)فيضعه(على يمينه) أى على عاتقه الأيمن ،ويمينها أى الجنازة ماكان جهة يسار الحامل لأن الميت يلقى على ظهره، ثم يضع مؤخرها الأيمن عليه أى على عاتقه الأيمن(ثم)يضع (مقدمها الأيسر على يساره)أى على عاتقه الأيسر (ثم يختم)بالجانب (الأيسر)يحملها(عليه)أى على عاتقه الايسر فيكون من كل جانب عشر خطواب لقوله صلى الله عليه وسلم:من حمل جنازة أربعين خطوة كفرت عنه أربعين كبيرة. (مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی:ص:۲۰۳، ۲۰۴،كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز ، فصل: فی حملها و دفنها،ط:قديمی)

ثم إن فی حمل الجنازة شيئين:نفس السنة و كمالها،أما نفس السنة:فهی أن تأخذ بقوائمها الاربع على طريق التعاقب بأن تحمل من كل جانب عشر خطوات وهذا يتحقق فی حق الجمع وأما كمال السنة فلايتحقق إلا فی واحد وهو :أن يبدأ الحامل بحمل يمين مقدم الجنازة.... فيحمله على عاتقه الايمن ثم المؤخر الأيمن على عاتقه الأيمن ثم المقدم الأيسر على عاتقه الأيسر ثم المؤخر الأيسر على عاتقه الأيسر .(الهنديه: ۱/ ۱۶۲، كتاب الصلاة،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز ،الفصل الرابع فی حمل الجنازة،ط:رشيديه)

(المحيط البرهانی:۳/ ۳۱۴،كتاب الصلاة،الباب الحادی و الثلاثون فی الجنائز ، نوع آخر من هذا الفصل فی حمل الجنازة،ط:إدارة القرآن)

(۲) قال الحاكم الصدر الشهيد رحمه الله فی المنتقى:وجدت فی بعض الروايات أن أباحنيفة رحمه الله قال: لابأس بالمشی أمام الجنارة وخلفها ويمنة ويسرة،وكره أبويوسف ان يتقدمها منقطعا عن القوم، فإذاكنت فی جماعة من الناس فلاباس بالمشی امام الجنازة وخلفها ويمنة ويسرة.(المحيط البرهانی:۳/ ۳۱۶،كتاب الصلاة،الباب الثانی والثلاثون فی الجنائز ، نوع آخر من هذاالفصل فی حمل الجنازة،ط:ادارة القرآن)

(التاتارخانيه:۲/ ۱۱۵،كتاب الصلاة،الباب الثانی والثلاثون فی الجنائز ، ط:قديمی)

وفی الشرح قال الحاكم فی المنتقىٰ وجدت فی بعض الروايات أن اباحنيفة قال: لاباس بالمشی امام الجنازة ،وخلفها ويمنة ويسرة...اھ(حاشية الطحطاوی على المراقی:ص:۲۰۵، كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز ،فصل:فی حملها ودفنها،ط:قديمی)

کندھے پر اٹھانے کا طریقہ

شروع میں ہی جنازے کو کندھے پر اٹھانا مکروہ ہے۔ سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے جنازے کی چارپائی کے پائے کو ہاتھوں سے تھامے، پھر اسے کندھے پر رکھ لے۔(۱)

کندھے کے برابر امام نے کھڑے ہو کر نماز پڑھائی

''سینہ کے برابر امام کھڑا ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱؍۴۴۲)

کنگھی کرنا

میت کے سر میں کنگھا کرنا درست نہیں، اس لیے میت کے بالوں میں کنگھی نہ کی جائے۔(۲)

---

(۱) ویکرہ عندنا حمله بین عمودی السریر بل یرفع کل رجل قائمة بالید لاعلی العنق کالأمتعة. قوله: بالید) أی ثم یضع علی العنق،وقوله: لاعلی العنق:أی ابتداءً کما أفاده شیخنا،...اہ وفی الحلیة:أو یرفعونه أخذاً بالید لاوضعا علی العنق کما تحمل الأثقال.(الدر مع الرد: ۲/ ۲۳۱، کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فی حمل المیت،ط:سعید)

ویرفعونه أخذا بالید لاوضعا علی العنق کما تحمل الأمتعة.(البحرالرّائق: ۲/ ۱۹۱،کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته،ط:سعید)

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی ،ص:۶۰۳،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها،ط:قدیمی)

(۲) ولایسرح شعره)أی یکره تحریما.قوله: ویکره تحریما)لما فی القنیة:من أن التزیین بعد موتها والإمتشاط وقطع الشعر لایجوز...... اہ(الدر مع الرد: ۲/ ۱۹۷، ۱۹۸،کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب: فی حدیث'' کل سبب ونسب منقطع إلا سببی ونسبی''ط:سعید)

(ولایسرح شعره ولحیته)...... لأنها للزینة وقد استغنی عنها والظاهر أن هذا الصنیع لایجوز قال فی القنیة: أماالتزیین بعد موتها والامتشاط وقطع الشعر لایجوز.(البحر الرائق: ۲/ ۱۷۳، کتاب الجنائز، ط:سعید)

(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۵۷۱،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز، ط: قدیمی)

کونٹیکٹ لینس

اگر کسی کا انتقال ہو جائے اور اس کی آنکھوں میں کونٹیکٹ لینس ہے تو اس کو نکالنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ نکالنے میں دقت بھی ہے اور بے حرمتی کا خطرہ بھی، اور غسل اور کفن کے لئے کوئی رکاوٹ بھی نہیں۔(۱)

کھانا بھیجنا

☆...... جس گھر میں میت ہو جائے ان کے قریب کے رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے لیے مستحب ہے کہ اس دن ان کے لیے کھانے کا انتظام کریں۔ اور خود ساتھ بیٹھ کر اصرار کر کے ان کو کھلائیں، غم وحزن اور تجہیز و تکفین میں مشغولیت کی وجہ سے کھانا پکانے کا موقع نہیں ملتا۔

☆...... میت کے گھر میں کھانا بھیجنا اجر وثواب کا کام ہے، اور میت کے گھر والوں کے ساتھ ہمدردی اور غمخواری کا اظہار بھی ہے، مگر یہ کام صرف اللہ کی رضا اور حدیث کے مطابق عمل کرنے کی نیت سے ہو، رسم ورواج دکھاوے اور ناموری کی نیت سے نہ ہو۔

☆...... یہ کھانا صرف انہیں لوگوں کے لیے ہے جو میت کے کام اور رنج وغم میں مشغول ہوں، یہ نہیں کہ تمام برادری وقوم کو کھلایا جائے۔

☆...... پڑوسی اور رشتہ داروں کے لیے کم سے کم ایک دن ایک رات کا کھانا بھیجنا مستحب ہے، باقی جب تک میت کے گھر والے غم والم میں مبتلا ہوں، تب تک

---

(۱) (قوله : والأولىٰ نعم) لأنّه وإن كان حرمة الآدمي على من صيانة المال لكنه أزال احترامه بتعديه كما في الفتح، ومفاده أنّه لو سقط في جوفه بلا تعد لايشق اتفاقا كما لايشق الحي مطلقا لإفضائه إلى الهلاک لا لمجرد الاحترام. (شامی : (۲۳۸/۲) باب صلاة الجنائز، ط: مطلب في دفن الميت، ط:سعيد)

کھانے کا انتظام کر دینا اور ان کی دلجوئی کرتے ہوئے ان کو کھلانا پلانا، خود اپنے یہاں لاکر یا خود میت کے گھر کھانا وغیرہ لے جا کر کھلانا چاہیے، اور ان کی دلجوئی کے لیے کھانے کا انتظام کرنے والا خود بھی ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہوسکتا ہے۔(۱)

کھانا بھیجنے کی غلط رسم

میت کے رشتہ دار اور پڑوسیوں کی جانب سے میت کے گھر میں کھانا بھیجنا سنت ہے۔ لیکن بعض لوگ اس میں بھی طرح طرح کی خرابیوں میں مبتلا ہیں، جن کی اصلاح ضروری ہے۔ مثلاً: بعض جگہ ادلہ بدلہ کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اور کھانا دیکھا جاتا ہے کہ جیسا ہم نے ان کے یہاں پر مرنے پر دیا تھا ویسا ہی ہے یا کم درجے کا۔

قریبی رشتہ داروں کی موجودگی میں اگر دور کا رشتہ دار کھانا بھیجنا چاہے تو اسے معیوب سمجھا جاتا ہے۔

قریبی رشتہ دار اگر تنگ دست ہوں، بدنامی کے خوف سے پر تکلف اور بڑھیا

---

(۱) قال في الفتح: ويستحب لجيران أهل الميت والأقرباء الأباعد تهيئة طعام لهم يشبعهم يومهم وليلتهم لقوله صلى الله عليه وسلم: "اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد جائهم مايشغلهم.... ولأنه بر ومعروف، ويلح عليهم في الاكل لان الحزن يمنعهم من ذالك فيضعفون......اهـ(الشامية: ۲/ ۲۴۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في الثواب على المصيبة، ط:سعيد)

وعن عبد الله بن جعفر قال: لما جاء نعي جعفر، قال النبي صلى الله عليه وسلم: اصنعوا لآل جعفر طعاما، فقد أتاهم مايشغلهم(مشكوة المصابيح: ص: ۱۵۱، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت، الفصل الثاني، ط:قديمي)

قوله: مايشغلهم)..... والمعنى جاء هم مايمنعهم من الحزن، عن تهيئة الطعام لأنفسهم فيحصل لهم الضرر وهم لايشعرون. قال الطيبي: دل على أنه يستحب للأقارب، والجيران تهيئة طعام لأهل الميت، والمراد طعام يشبعهم يومهم، وليلتهم فإن الغالب أن الحزن الشاغل عن تناول الطعام، لايستمر اكثر من يوم. وقيل: يحمل لهم طعام إلى ثلاثة أيام، مدة التعزية ثم إذا صنع لهم ماذكر سن أن يلح عليهم في الاكل لئلا يضعفوا بتركه استحياء أولفرط جزع. (مرقاة المفاتيح: ۴/ ۱۹۴، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت، ط: رشيديه)

(فتح القدير: ۲/ ۱۰۲، كتاب الصلاة، قبيل باب الشهيد، ط: رشيديه)

کھانا بھیجنا ضروری سمجھتے ہیں، اگر چہ اس کے لیے قرض لینا پڑے۔

یہ رسمیں شریعت کے خلاف ہیں، کھانا بھیجنے میں بے تکلفی اور سادگی سے کام لینا چاہیے اور استطاعت کے مطابق بھیجنا چاہیے۔

بعض لوگ دور کے رشتہ دار کو کھانا بھیجنے ہی نہیں دیتے، ان سب چیزوں کی اصلاح کرنا ضروری ہے۔(۱)

کھانا پکانا

جس گھر میں میت ہو جائے اس گھر میں کھانا پکانا جائز ہے۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میت والوں کو تین دن تک گھر میں کھانا پکانا جائز نہیں، یا اس کو نحوست اور وبال کا باعث سمجھتے ہیں، یہ سراسر جہالت اور دین سے ناواقفیت ہے۔ کھانا پکانے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔(۲)

کھانا تیار کرو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچازاد بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جو کہ

---

(۱) ویکرہ اتخاذ الضیافة من أهل المیت لأنه شرع فی السرور لافی الشرور وهی بدعة مستقبحة...... حتی کان حدیثا فترک أی ترک عمله أو ترک من حیث السنة بل صار بدعة مذمومة قال السیوطی فی الدر النثیر: الامر الحادث المنکر الذی لیس بمعروف فی السنة والمفاد من هذاالحدیث۔ والله اعلم۔أن هذاالأمر کان فی الابتداء علی الطریقة المسنونة ثم صار حدثا فی الاسلام حیث صار مفاخرة ومباهاة کما هو المعتاد فی زماننا لأن الناس یجتمعون عند أهل المیت فیبعث أقاربهم أطعمة لاتخلو من التکلف فیدخل بهذاالسبب البدعة الشنیعة فیهم.
(مصباح الزجاجة شرح سنن ابن ماجه: ص: ۱۱۵، ۱۱۶، أبواب ماجاء فی الجنائز، باب ماجاء فی الطعام یبعث إلی أهل المیت، ط: قدیمی)

(اصلاح الرسوم: ص: ۱۴۹، ۱۵۰، تیسرا باب، چوتھی فصل، مرنے کے بعد کی رسمیں، ط: مکتبہ حقانیہ ملتان)

(۲) وکذالک یحذر مماأحدثه بعضهم وهو أن المیت إذامات لایأکل أهله. (المدخل لابن امیر الحاج، ۳/ ۲۹۰، البدعة المحدثة فی المآتم، مکتبه ومطبعه مصطفی البانی)

ملک شام میں بیت المقدس کے قریب شہید ہوئے، ان کی شہادت کی خبر مدینہ طیبہ وحی کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اطلاع فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو، اس لیے کہ ان کو ایسی خبر پہنچی ہے، جو ان کو مشغول کرے گی، (یعنی جعفر کی موت کی خبر سن کر صدمہ اور رنج میں مشغول ہو کر کھانے پینے کے انتظام کی خبر نہیں رہے گی)۔(۱)

کھانا کتنے دن بھیجا جائے

میت کے پڑوسیوں اور اعزہ واقارب کے لیے میت کے گھر والوں کو صرف ایک دن کا کھانا پہنچا دینا جو دن رات کے لیے کافی ہو جائے مستحب ہے، باقی ایک دن ایک رات سے زیادہ کھانا دینا بھی جائز ہے، منع نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) عن عبداللہ بن جعفر قال: لماجاء نعي جعفر، قال النبي صلى الله عليه وسلم: اصنعوا لآل جعفر طعاماً، فقد أتاهم مايشغلهم، رواه الترمذی وابوداؤد وابن ماجہ. (مشكاة المصابيح: ص: ۱۵۱، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

(جامع الترمذی: ۱/۱۹۵، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی الطعام يصنع لأهل الميت، ط: سعید)

(سنن ابی داؤد: ۲/۴۴۷، كتاب الجنائز، باب صنعة الطعام لأهل الميت، ط: میر محمد)

أما اعداد الجيران والأصدقاء طعاما لأهل الميت وبعثه لهم فذالک مندوب، لقوله صلى الله عليه وسلم "اصنعوا لآل جعفر طعاماً، فقد جاء هم مايشغلهم، ويلح عليهم فی الأكل، لأن الحزن قد يمنعهم منه. (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۵۴۰، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، مبحث ذبح الذبائح، وعمل الاطعمة فی المأتم، ط: دارالفكر)

(۲) قال الطيبی: دل على أنه يستحب للأقارب والجيران تهيئة طعام لأهل الميت، والمراد طعام يشبعهم يومهم، وليلتهم فإن الغالب أن الحزن الشاغل عن تناول الطعام، لايستمر اكثر من يوم، وقيل: يحمل لهم طعام إلى ثلاثة أيام، مدة التعزية. (مرقاة المفاتيح: ۴/۱۹۴، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت، الفصل الثانی، ط: رشیدیه)

کھانا کون کھا سکتا ہے؟

"میت کا کھانا کون کھا سکتا ہے؟" عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۳۳۳)

کھانا کھانے کا حکم

میت کے گھر میں رشتہ دار اور پڑوسیوں کی جانب سے جو کھانا آتا ہے، میت کے گھر والوں کے لیے وہ کھانا درست ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ (۱)

کھانا کھانے کو لازم سمجھنا

"میت کے گھر کھانا کھانے کو ضروری سمجھنا" عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۳۵۷)

کھانا کھلانے کا خرچہ

اگر کسی آدمی کے انتقال پر اس کے کسی وارث نے اپنے ذاتی پیسے سے غریبوں اور برادری کے لوگوں کو کھانا کھلایا ہے، تو اس کی رقم میت کے ترکہ سے نہیں

---

(۱) قال فی الفتح: ویستحب لجیران أهل المیت والأقرباء الأباعد تهیئة طعام لهم یشبعهم یومهم ولیلتهم لقوله صلی الله علیه وسلم: "اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد جائهم مایشغلهم.... ولأنه بر ومعروف، ویلح علیهم فی الاكل لان الحزن یمنعهم من ذالک فیضعفون...... اه (الشامیة: ۲/۲۴۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی الثواب علی المصیبة، ط: سعید)

(فتح القدیر: ۲/۱۰۲، كتاب الصلاة، قبیل باب الشهید، ط: رشیدیه)

(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۶۱۸، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)

أما اعداد الجیران والأصدقاء طعاما لأهل المیت وبعثه لهم فذالک مندوب، لقوله صلی الله علیه وسلم "اصنعوا لآل جعفر طعاماً، فقد جاء هم مایشغلهم، ویلح علیهم فی الأكل، لأن الحزن قد یمنعهم منه. (كتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۱/۵۴۰، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، مبحث ذبح الذبائح، وعمل الاطعمة فی المآتم، ط: دار الفكر)

لے سکتا۔(۱)

کھانے میں شریک ہونا

میت کے پڑوسی اور رشتہ دار میت کے گھر کھانا لا کر ان کی دلجوئی کے لیے خود بھی کھانے میں شریک ہو سکتے ہیں۔(۲)

(۱) وفی الخانیة: وإن اتخذ ولی المیت طعاماً للفقراء کان حسناً إذا کانوا بالغین وإن کان فی الورثة الصغیر لم یتخذ ذالک من الترکة (البحرالرائق: ۱۹۲/۲، کتاب الجنائز، فصل: السلطان احق بنفسه، ط: سعید)

(حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۶۱۷، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، قبیل فصل: فی زیارة القبور، ط: سعید)

ثم أعلم أن الواجب علیه تکفینها وتجهیزها الشرعیان من کفن السنة أوالکفایة وحنوط وأجرة غسل وحمل ودفن دون ماابتدع فی زماننا من مهللین وقراء ومغنین وطعام ثلاثة أیام ونحو ذالک، ومن فعل ذالک بدون رضا بقیة الورثة البالغین یضمنه فی ماله. (الشامیة: ۲۰۶/۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی کفن الزوجة علی الزوج، ط: سعید)

سئل ـ نفع الله به ـ عن العزاء الذی یفعلونه ببلاد الیمن قد یفعله أجنبی ویطلب الرجوع به علی الورثة وقد یفعله وارث ویرجع به علی بقیة الورثة فماحکمه؟

(فأجاب) بقوله: جعل الطعام للمعزین إن حمل علی معصیة کنیاحة حرم مطلقاً وإن لم یکن فیه ذالک فإن فعله أجنبی من غیر إذن الورثة جاز ولم یرجع به علی بقیة الورثة لأنه متبرع وکذا إذا فعله بعض الورثة من غیر إذن الباقین فلارجوع له بشیء علی بقیة الورثة، ویحرم علی الوارث أو وصی جعله من الترکة إذاکان فی الترکة غیر مکلف. (الفتاوی الکبریٰ الفقهیة لابن حجر المکی، ۳۲/۲، باب الجنائز، قبیل: باب تارک الصلاة، ط: المکتبة الاسلامیة)

المتبرع لایرجع بما تبرع به علی غیره کما لو قضیٰ دین غیره بغیر أمره (تنقیح الفتاویٰ الحامدیة، ۲۴۸/۲، کتاب المداینات، ط: امدادیه)

(۲) واختلفوا فی اکل غیر اهل المصیبة ذالک الطعام قال ابو القاسم: لابأس لمن کان مشغولاً بجهاز المیت کذافی وصایا جامع الفقه. (حاشیة سنن ابی دائود: ۴۴۷/۲ رقم الحاشیة: ۵، کتاب الجنائز، باب صنعة الطعام لاهل المیت، ط: میرمحمد)

کھیل کود میں مشغول نہ رہے

''میت کا اعلان'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۳۳۲)

کیوڑہ چھڑکنا

میت کو دفن کرتے وقت قبر کے اندر کیوڑہ چھڑکنا، یا اگربتی قبر پر، یا قبر سے الگ جلانا، ناجائز اور بدعت ہے، شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ (۱)

---

(۱) وذكر ابن الحاج فى المدخل أنه ينبغى أن يجتنب ماأحدثه بعضهم من أنهم يأتون بماء الورد فيجعلونه على الميت فى قبره، فإن ذالك لم يروعن السلف رضى الله عنهم فهو بدعة. (حاشية الطحطاوى على المراقى: ص: ۶۰۸، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: فى حملها ودفنها، ط: قديمى)

(المدخل لابن امير الحاج: ۲۷۵/۳، صفة القبر، ط: مطبعه مصطفى البانى)

وإيقاد النار على القبور فمن رسوم الجاهلية والباطل الغرور. (عالمگيرى: ۱۶۷/۱، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل السادس فى القبر والدفن، ومما يتصل بذالك مسائل التعزية، ط: رشيديه)

گ

گاڑی پر جانا

''پیدل جانا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۱۸۸)

گاڑی پر جنازے کو لے جانا

''جنازے کو گاڑی پر لے جانا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۲۸۳)

گاڑی پر سوار ہو کر واپس آنا

''واپس آنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۴۵۰)

گرہ دینا

☆......کفن پہنانے کے بعد میت کے کفن میں تین گرہ دی جاتی ہیں، خواہ مرد ہو یا عورت:

۱- سرہانے ۲- کمر میں۔ ۳- پاؤں کی جانب۔

اور قبر میں اتارنے کے بعد میت کی تینوں گرہیں کھول دی جاتی ہیں، یہ تین جگہ باندھنے سے یہ فائدہ ہے کہ جنازہ اٹھاتے اور لے جاتے وقت کفن کھل نہ جائے، اور قبر میں رکھنے کے بعد یہ اندیشہ نہیں رہتا اس لیے کھول دیتے ہیں۔ مرد و عورت سب کے ہی تینوں بند کھول دیے جاتے ہیں، اور اگر کفن کھلنے کا اندیشہ نہ ہو تو بند باندھنے کی ضرورت نہیں۔ (۱)

---

(۱) والثالث لفافة تزيد على مافوق القرن والقدم ليلف فيها الميت وتربط من أعلاه وأسفله...... (وعقد الكفن إن خيف انتشاره) صيانة للميت عن الكشف...... ثم تربط الخرقة فوقها لئلا تنتشر الاكفان.
قوله: إن خيف انتشاره) وإلا بأن كان المدفن قريبا لايخشى انتشاره فلايعقد. (مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی: ص: ۵۷۵، ۵۷۸، کتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمی)=

☆......میت کو قبر میں رکھنے کے بعد بند کھولنے کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا ہے۔(۱)

گرہ کھول دے

میت کو قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی وہ گرہ کھول دے جو کفن کھل جانے کے خوف سے لگائی گئی تھی۔(۲)

گریبان کس طرف کیا جائے؟

کفن میں گریبان کس طرف ہونا چاہیے؟ اس کا مدار عرف اور عادت پر ہے، موجودہ دور میں عادت یہ ہے کہ مرد وعورت دونوں کے کفن کا شق گریبان سینہ پر ہوتا ہے، اس لیے دونوں کے کفن میں گریبان سامنے رکھنا درست ہے۔ اور اگر مردے کے کفن کا گریبان آگے اور عورت کے کفن کا گریبان پیچھے ہو تو اس میں بھی کوئی حرج

= فإن خيف أن تنتشر أكفانه تعقد، ولكن إذا وضع في قبره تحل العقد لزوال ما لأجله عقد. (بدائع الصنائع: ۳۰۸/۱، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل في كيفية التكفين، ط: سعيد)

ويوجه الميت في القبر الى القبلة وتحل العقدة. (حلبي كبير: ص: ۵۹۷، فصل في الجنائز، السادس في الدفن، ط: سهيل اكيڈمي)

(۱) (وتحل العقدة) لأمر النبي صلى الله عليه وسلم سمرة، وقد مات له ابن "أطلق عقد رأسه وعقد رجليه" ولأنه آمن من الانتشار. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۶۰۹، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل في حملها ودفنها، ط: قديمي)

(تبيين الحقائق، ۲۴۵/۱، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: امداديه)

عن عقبة بن يسار قال حدثني عثمان بن اخي سمرة قال: مات ابن سمرة وذكر الحديث قال فقال: "انطلق به إلى حفرته فإذا وضعته في لحده فقل بسم الله وعلى سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم. ثم أطلق عقد رأسه وعقد رجليه. (السنن الكبرى: ۴۰۷/۳، كتاب الجنائز، باب عقد الاكفان عند خوف الانتشار، ط: اداره تاليفات اشرفيه)

(۲) انظر الحاشية تحت: "گرہ دینا".

نہیں۔ اور اس طرح فرق کرنا لازم بھی نہیں ہے۔ (۱)

گناہ گار مسلمان

☆......گناہ گار مسلمان کے جنازے کی نماز پڑھنا لازم ہے، اگرچہ وہ زانی، شرابی کبابی، بے نمازی فاسق ہو۔ (۲)

☆......زنا کرنا، شراب پینا، نماز نہ پڑھنا کبیرہ گناہ اور بہت بڑے جرم ہیں۔ ان گناہوں کو چھوڑنا اور ان سے توبہ کرنا ضروری ہے، ورنہ آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔ (۳)

---

(۱) والدرع هو القميص إلا أنه الذى يفتح جيبه على الصدر والقميص: يفتح جيبه على الكتف وقد كان القميص من عادة الرجال والدرع من عادة النساء فى الحياة فكذافى الموت. (حلبى كبير: ص: ۵۸۱، كتاب الجنائز، ط: سهيل اكيڈمى)

(البحر الرائق: ۱۷۷/۲، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

(المحيط البرهانى: ۲۸۴/۴، كتاب النفقة، نوع آخر: فى كسوة المرأة، ط: ادارة القرآن)

(۲) وهى فرض على كل مسلم مات خلا) أربعة (بغاة وقطاع طريق...... وكذا أهل عصبية ومكابر (الدر المختار مع الرد: ۲۱۰/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى؟ ط: سعيد)

فكل مسلم مات بعد الولادة يصلى عليه صغيراً كان أو كبيرا ذكراً كان أو أنثى...... إلا البغاة وقطاع الطريق ومن بمثل حالهم لقول النبى صلى الله عليه وسلم: صلوا على كل بر وفاجر. (بدائع الصنائع: ۳۱۱/۱، كتاب الصلاة، باب صلوة الجنازة، فصل: وأما الكلام فى صلوة الجنازة. ط: سعيد)

قال القاضى: مذهب العلماء كافة: الصلاة على كل مسلم ومحدود ومرجوم وقاتل نفسه وولد الزنا. (شرح النووى على المسلم: ۳۱۴/۱، قبيل: كتاب الزكاة، ط: قديمى)

(۳) يأيها الذين آمنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون. (سورة المائدة، رقم الآية: ۹۰)

اتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصى واجبة، وأنها واجبة على الفور، ولا يجوز تاخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة. (روح المعانى: ۴۸۹/۲۸، سورة التحريم، الآية: ۸، ط: مكتبه رشيديه)

والمراد بالتوبة ههنا الرجوع عن الذنب وقد سبق فى كتاب الايمان أن لها ثلاثة اركان الاقلاع...... اتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصى واجبة، وأنها واجبة على الفور، لا يجوز تاخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة. والتوبة من مهمات الاسلام وقواعده المتاكدة ووجوبها عند أهل السنة بالشرع. (شرح النووى على المسلم: ۳۵۴/۲، كتاب التوبة، ط: قديمى)

گورکن کا بیان

عمرو بن مسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ قبر کھودنے والے نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے دو قبریں کھود کر تیار کیں، اور تیسری قبر کھود رہا تھا کہ مجھے آفتاب کی گرمی محسوس ہوئی، میں نے قبر کے اوپر اپنی چادر پھیلادی، اور اس کے سایہ میں کھودنے لگا، اچانک میں نے دیکھا کہ دو شخص گھوڑے پر سوار ہو کر آئے، اور پہلی قبر پر کھڑے ہوئے، ایک نے دوسرے سے کہا لکھو، دوسرے نے کہا: کیا لکھوں؟ اس نے کہا: تین میل لمبی اور تین میل چوڑی، پھر دوسری قبر کے پاس آئے اور کہا لکھو، اس نے پوچھا کیا لکھوں؟، اس نے کہا: جہاں تک نگاہ پہنچتی ہے، پھر تیسری قبر پر آئے جس کو میں کھود رہا تھا اور کہا لکھو! اس نے پوچھا کیا لکھوں؟ کہا: کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے کے درمیانی فاصلے کے برابر، یہ سن کر میں بیٹھ گیا اور جنازہ کا انتظار کرنے لگا، اتنے میں چند آدمی ایک جنازہ لیکر آئے اور پہلی قبر پر گئے، میں نے پوچھا یہ مردہ کون ہے؟ کہا: یہ شخص لوگوں کو پانی پلاتا تھا، اس کی اولاد بہت ہے، اس کے پاس کچھ نہ تھا، ہم لوگوں نے اس کے واسطے چندہ جمع کیا، میں نے کہا میں اس کی مزدوری نہیں لونگا، یہ اس کی اولاد کو دے دو، اور میں دفن میں شریک ہو گیا، اسکے بعد دوسرا جنازہ آیا جس میں جنازہ لانے والے صرف چار آدمی تھے، اس کو دوسری قبر میں لے گئے، میں نے پوچھا یہ مردہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا ایک مسافر گھوڑے پر سوار مرا پڑا تھا، اس کے پاس کچھ نہیں تھا، میں نے اس کی بھی مزدوری نہیں لی، اور دفن میں شریک ہو گیا، اس کے بعد تیسرے جنازہ کے انتظار میں عشاء تک قبرستان میں بیٹھا رہا، پھر ایک سردار کی عورت کا جناہ آیا، میں نے ان سے اپنی مزدوری طلب کر لی، انہوں نے مجھے بہت

مارا اور اس کو دفن کر کے چلے گئے۔(۱)

گوشت الگ ہو گیا

جس لاش کا گوشت وغیرہ سب علیحدہ ہو گیا، اس کی صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ برآمد ہوا، تو اس ڈھانچے کو غسل دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اس پر جنازے کی نماز بھی نہ پڑھی جائے۔ بلکہ ویسے ہی کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔(۲)

---

(۱) وفی کتاب الدیباج لأبی إسحاق إبراهیم بن سفیان الجیلی: سمعت عبد الله بن محمد العبسی یقول: حدثنی عمرو بن مسلم عن رجل حفار القبور، قال: حفرت قبرین، وكنت فی الثالث، فاشتد علی الحر، فألقیت كسائی علی ما حفرت وتظللت فیه، فبینما أنا كذٰلك، إذ رأیت شخصین علی فرسین اشهبین، فوقفا علی القبر الأولیٰ، فقال أحدهما لصاحبه، اكتب، فقال: وما أكتب؟ قال: اكتب فرسخ فی فرسخ، ثم تحولا إلی الآخر، فقال: اكتب، فقال: وماأكتب؟ قال: مد البصر، ثم تحولا إلی الآخر الّذی أنا فیه، فقال: اكتب، قال: وما أكتب؟ قال: فِتر فی فِتر (الفتر: ما بین طرفی الابهام و طرف السبابة إذا فتحها الإنسان)

فقعدت أنظر الجنائز : فجئ برجل معه نفر یسیر ، فوقفوا علی القبر الأول ، قلت : من هٰذا الرجل ، قالوا : إنسان قرّاب - یعنی سقاء - ذو عیال ، ولم یكن له شئ ، فجمعنا له دراهم ، فقلت : ردوا الدراهم علی عیاله ، ودفنته معهم ، ثم أتی بجنازة لیس معها الا من یحملها ، فسألوا عن القبر ، فجاء وا إلی القبر الّذی قالا : مدّ البصر قلت : من هٰذا الرجل ؟ فقالوا : إنسان غریب ، مات علی مزبلة ، ولم یكن معه شئ ، فلم آخذ منهم شیئًا ، ودفنته ، وقعدت انظر الثالث ، فلم أزل انتظره إلی العشاء ، فأتی بجنازة امرأة لبعض القواد ، فسألتهم الثمن ، فضربوا برأسی ودفنوها فیه. (شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور : (ص: ۱۹۶ ، ۱۹۷) باب فظاعة القبر وسهولته وسعته علی المؤمن ، ط: المكتبة التوفیقیة ، مصر)

(۲) وإذا وجد شیء من أطراف المیت كید أورجل أورأس لم یغسل ولم یصل علیه ولكنه یدفن. (التاتارخانیة: ۲/۱۳۶ ، كتاب الصلاة، الباب الثانی و الثلاثون فی الجنائز، القسم الرابع...... نوع آخر: من هذاالفصل فی المتفرقات، ط: قدیمی)

🗀 العظام لایصلی علیها بالاجماع. (بدائع الصنائع: ۱/۳۰۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، وأما شرائط وجوب الغسل، ط: سعید)

🗀 (المحیط البرهانی: ۳/۱۰۷ ، كتاب الصلاة، الفصل الثانی و الثلاثون فی الجنائز ،نوع آخر: من هذا الفصل فی المتفرقات، ط: ادارة القرآن)

گھاس جلانا

قبروں کے اوپر سوکھی گھاس وغیرہ کو جلانا جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ قبرستان میں آگ لے کر جانا منع ہے، تو قبروں کے اوپر سوکھی گھاس وغیرہ جلانا کیسے جائز ہوگا! صفائی کے لیے دوسری ایسی تدبیر عمل میں لائی جائے جس سے قبر کی توہین اور بے حرمتی نہ ہو۔ (۱)

گھاس کاٹنے کی ممانعت

☆...... قبرستان کی گھاس کاٹنے کی ممانعت اس لیے ہے کہ اس کی تسبیح سے مُردوں کو جو فائدہ ہوتا ہے، اس سے وہ محروم ہو جاتے ہیں۔ مگر قبروں کو چھوڑ کر قبروں کے آس پاس راستہ بنانے اور صفائی کے لیے کاٹ دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

☆...... قبر کی گھاس کی اصلاح اور درستی کے لیے قبر کے اوپر کی گھاس ایک آدھ دفعہ کاٹنے کی گنجائش ہے۔ مگر مُردوں کو ہری گھاس کی تسبیح سے جو فائدہ ہوتا ہے، اس سے وہ محروم ہو جاتے ہیں۔ اس لیے نہ کاٹنا ہی بہتر اور افضل ہے۔ ہاں سوکھ جانے کے بعد کاٹنے میں کوئی حرج نہیں۔ (۲)

---

(۱) ولایتبع بنار فی مجمرة ولاشمع. (الهندية: ۱/۱۶۲، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الرابع فى حمل الجنازة، ط: رشيديه)

(البحر الرائق: ۲/۱۹۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

(المحيط البرهانى: ۳/۳۱۷، كتاب الصلاة، الفصل الثانى والثلاثون فى الجنائز، نوع آخر من هذا الفصل فى حمل الجنازة، ط: ادارة القرآن)

(۲) يكره أيضا قطع النبات الرطب والحشيش من المقبرة دون اليابس ...... وعلله فى الامداد بأنه مادام رطبا يسبح الله تعالىٰ فيؤنس الميت وتنزل بذكره الرحمة ...... اه، ونحوه فى الخانية. (الشامية: ۲/۲۴۵ كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى وضع الجريد ونحو الآس على القبور، ط: سعيد) =

گھاس کو آگ لگانا

بعض دفعہ قبرستان میں گھاس خشک ہوجاتی ہے، اس کو اکھیڑنا یا صاف کرنا تو درست ہے لیکن صاف کرنے کے لیے قبرستان میں آگ لگانا جائز نہیں ہے، کیونکہ دین اسلام نے قبرستان میں آگ لے جانے سے منع کیا ہے، تو آگ لگانے کی اجازت کیسے ہوگی! (۱)

گھٹنے کے برابر امام نے کھڑے ہوکر نماز پڑھائی

''سینہ کے برابر امام کھڑا ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۴۴۲)

گھر کے برتنوں میں پانی گرم کرنا

میت کے غسل کے لیے گھر کے پاک برتنوں میں پانی گرم کرنے اور غسل دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (۲)

= ويكره قطع الرطب والحشيش من المقبرة فإن كان يابسا لابأس به لأنه مادام رطباً يسبح فيؤنس الميت وعلى هذا قالوا: لايستحب قطع الحشيش الرطب من غير حاجة. (الخانية على هامش الهندية: ۱/۱۹۵، كتاب الصلاة، باب أن النقل من بلد إلى بلد مكروه، ط: رشيديه)

(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۶۲۳، ۶۲۴، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، قبيل باب الشهيد، ط: قديمي)

(۱) ولايتبع بنار في مجمرة ولاشمع (الهندية: ۱/۱۶۲، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع في حمل الجنازة، ط: رشيديه)

(البحر الرائق: ۲/۱۹۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

(المحيط البرهاني: ۳/۷۲، كتاب الصلاة، الفصل الثاني والثلاثون في الجنائز، نوع آخر من هذاالفصل في حمل الجنازة، ط: ادارة القرآن)

(۲) (فتاوی دارالعلوم دیوبند: ۵/۲۱۶، کتاب الجنائز، فصل ثانی، عنوان: میت کے غسل کے لیے گھر کے برتنوں میں پانی گرم کرنا اور غسل دینا درست ہے، ط: دارالاشاعت)

گھسیٹنا

''بے نمازی مُردے کو نماز سے پہلے گھسیٹنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۱۵۷)

گیارہویں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کسی بھی میت پر گیارہویں نہیں کی اور کرنے کا حکم بھی نہیں دیا۔ اس لیے گیارہویں کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

☆ ...... مزید ''تیجہ'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۲۱۰)

---

(۱) وفی البزازیة: ویکره إتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام إلى القبر فی المواسم وإتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم أو لقراءة سورة الانعام أو الإخلاص، والحاصل أن إتخاذا لطعام عند قراءة القرآن لأجل الاكل یکره...... وهذه الافعال کلها للسمعة والریاء فیتحرز عنها لأنهم لایریدون بها وجه الله تعالىٰ. (الشامیة: ۲/ ۲۴۰، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی کراهة الضیافة من اهل المیت، ط: سعید)

🗀 البزازیة على هامش الهندیة: ۴/ ۸۱، کتاب الصلاة، الخامس والعشرون فی الجنائز، نوع آخر: ذهب إلى المصلى قبل الجنازة، ط: رشیدیه)

🗀 (حاشیة الطحطاوی على المراقی: ص: ۶۱۷، ۶۱۸، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)

🗀 أما أهل السنة والجماعة فیقولون: کل فعل وقول لم یثبت عن الصحابة رضی الله عنهم: هو بدعة، لأنه لو کان خیراً لسبقونا إلیه، لأنهم لم یترکوا خصلةً من خصال الخیر إلا وقد بادروا إلیها. (تفسیر ابن کثیر: ۵/ ۵۶۷، سورة الاحقاف، الآیة: ۱۱، ط: مکتبه رشیدیه)

ل

" لا إله إلا اللّٰه " نصیب نہیں ہوتا

حضرت عبد الرحمٰن محاربی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد کی وفات کا وقت آ گیا لوگوں نے اس سے " لا إلــه الا الله " پڑھنے کو کہا، اس نے کہا میں نہیں پڑھ سکتا، کیونکہ میں اس قوم کے ساتھ رہا کرتا تھا، جو مجھ کو حکم کرتی تھی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالی دو۔ (۱)

لا پتہ کی تدفین

اگر کوئی شخص کنویں وغیرہ میں گر کر یا کسی عمارت وغیرہ کے ملبے میں دب کر مر گیا، اور وہاں سے لاش نکالنا ممکن نہ ہو تو مجبوری کی وجہ سے اس کا غسل وکفن معاف ہے۔ اور جہاں لاش ڈوبی یا دبی رہ گئی ہے، اسی جگہ کو اس کی قبر سمجھا جائے گا۔ اور اس حالت میں اس پر جنازے کی نماز پڑھی جائے گی، جب تک کہ نعش پھٹی نہ ہو۔ اور اگر نعش پھٹ گئی تو جنازے کی نماز نہیں پڑھی جائے گی۔ (۲)

---

(۱) وأخرج ابن عساكر، عن عبد الرحمٰن المحاربی، قال حضرت رجلاً الوفاة، فقيل له: قل: "لا إله إلا اللّٰه" فقال: لا أقدر، كنت أصحب قومًا يأمرونني لشتم أبی بكر و عمر رضی الله عنهما. (شرح الصدور بشرح حال الموتٰی والقبور: (ص: ۵۷) باب مايقول الإنسان فی مرض الموت، وما يقرأ عند...... الخ، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

(۲) ينبغی أن يكون فی حكم من دفن بلاصلاة من تردی فی نحو بئر أو وقع عليه بنيان ولم يمكن إخراجه بخلاف مالو غرق فی بحر لعدم تحقق وجوده أمام المصلی، تأمل. (الشامية: ۲/ ۲۲۴، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی كراهة صلاة الجنازة فی المسجد، ط: سعيد)

من مات مدفونا بهدم أو انخساف [illegible] بئر عميقة صلی عليه مكانه، ومن دفن ولم يصلی عليه يصلی علی قبره. (المفصل فی الفقة الحنفی لمحمد ماجد عتر، ص: ۲۴۴، الباب الثانی: احكام الصلوات خاصةً، الفصل الثامن: صلاة الجنازة ومايتبعها، احكام صلاة الجنازة، ط: دار الفكر)=

لاش پھول گئی

کسی کی لاش پانی میں ڈوبنے یا تجہیز وتکفین میں تاخیر یا کسی اور وجہ سے اگر اتنی پھول جائے کہ غسل کے لیے ہاتھ لگانے سے پھٹ جانے کا اندیشہ ہے، تو ایسی صورت میں لاش پر صرف پانی بہادینا کافی ہے، کیونکہ غسل میں ملنا ضروری نہیں ہے، (۱) پھر سنت کے مطابق کفنا کر جنازہ کی نماز کے بعد دفن کردیں، لیکن اگر جنازے کی نماز سے پہلے لاش پھٹ جائے تو جنازہ کی نماز کے بغیر ہی دفن کردیا جائے۔(۲)

= وأما شروطها...... ومنها أن يكون الميت حاضراً فلاتجوز الصلاة على الغائب...... (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۵۲۲، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، شروط صلاة الجنازة، ط: دار الفكر)

وشرطها أيضا حضوره ووضعه وكونه هو أو أكثره أمام المصلي وكونه للقبلة، فلاتصح على غائب ومحمول على نحو دابة وموضوع خلفه. (الدر المختار: ۲/۲۰۸، ۲۰۹، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟، ط: سعيد)

(البحر الرائق: ۲/۱۷۹، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

(۱) ولو كان الميت متفسخا يتعذر مسحه كفى صب الماء عليه كذا في التاتار خانيه. (الهندية: ۱/۱۵۸، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل، ط: رشيديه)

(التاتارخانية: ۲/۱۰۴، كتاب الصلاة، الفصل الثاني والثلاثون في الجنائز، في بيان كيفية الغسل، ط: قديمي)

والمنتفخ الذي تعذر مسه يصب عليه الماء. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۵۶۹، ۵۷۰، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمي)

(۲) قوله: فإن دفن بلاصلاة صلى على قبره مالم يتفسخ..... وقيد بعدم التفسخ لأنه لايصلى عليه بعد التفسخ لأن الصلاة شرعت على بدن الميت فإذا تفسخ لم يبق بدنه قائما. (البحر الرائق: ۲/۱۸۲، كتاب الصلاة، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

فإن تفسخ لايصلى عليه مطلقاً لأنها شرعت على البدن، ولاوجود له مع التفسخ. (حاشية الطحطاوي على المراقي: ص: ۵۹۲، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط: قديمي)

ومن دفن ولم يصل عليه صلى على قبره مالم يغلب على الظن أنه تفسخ...... ولايصلى عليه بعد التفسخ لماسيأتي قريبا من عدم جوازها على العضو عندنا. (حلبي كبير: ۵۹۰، فصل: في الجنائز، ط: سهيل اكيڈمی)

لاش جلانا

مسلمانوں کی لاش کسی حال میں بھی جلانا جائز نہیں ہے، یہ کافر اور مشرکوں کی توہم پرستی ہے، مسلمانوں کی لاشوں کو غسل، کفن دے کر جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کرنا ضروری ہے۔(۱)

لاش کا پتہ نہ چلے

کوئی شخص سمندر میں ڈوب کر مر گیا اور لاش کا پتہ نہ چلے، یا کسی اور طریقے سے مرا ہو، اور لاش گم ہوگئی ہو، تو ایسی صورت میں غسل، کفن، جنازہ کی نماز اور تدفین سب معاف ہیں، اس کے جنازے کی نماز غائبانہ بھی نہیں پڑھی جائے گی، کیونکہ جنازہ کی نماز درست ہونے کے لیے جنازہ سامنے موجود ہونا شرط ہے۔(۲)

---

(۱) عن ابی الزناد قال حدثنی محمد بن حمزة الأسلمی عن أبیه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم أمّره علی سریّة،قال فخرجت فیها وقال: إن وجدتم فلانا فأحرقوه بالنار فولیت فنادانی فرجعت إلیه فقال:إن وجدتم فلانا فاقتلوه ولاتحرقوه فانه لایعذب بالنار إلارب النار. (سنن ابی دائود؛ ۲/ ۳۶۳، کتاب الجهاد،باب کراهیة حرق العدو بالنار،ط:میر محمد)

(مجمع الزوائد:۶/ ۳۸۰،کتاب الحدود والدیات،باب النهی عن التعذیب بالنار، ط:دار الکتب العلمیة)

کنز العمال:۵/ ۴۰۷،رقم الحدیث: ۱۳۴۴۴،کتاب الحدود من قسم الافعال، المحظورات، الاحراق،ط:اداره تالیفات اشرفیه)

(۲) وأما شروطها...... ومنها أن یکون المیت حاضراً فلاتجوز الصلاة علی الغائب ...... (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۲۲،کتاب الصلاة،مباحث الجنائز،شروط صلاةالجنازة، ط: دار الفکر)

وشرطها أیضا حضوره ووضعه وکونه هو أوأکثره أمام المصلی وکونه للقبلة،فلاتصح علی غائب ومحمول علی نحو دابة وموضوع خلفه،(الدر المختار:۲/ ۲۰۸، ۲۰۹،کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب:هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی؟،ط:سعید)

(البحر الرائق:۲/ ۱۷۹،کتاب الجنائز،فصل:السلطان أحق بصلاته،ط:سعید)

لاش کے ٹکڑے ملے

☆......اگر کسی کی پوری لاش نہ ملے، بلکہ جسم کے کچھ حصے ملے تو اس کی چند صورتیں ہیں:

☆......صرف ہاتھ یا ٹانگ یا سر یا کمر یا کوئی اور عضو ملے تو اس پر غسل، کفن اور جنازہ کی نماز کچھ بھی لازم نہیں، بلکہ کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر یوں ہی دفن کر دیا جائے۔

☆......جسم کے چند متفرق اعضاء مثلاً: صرف دو ٹانگیں یا صرف دو ہاتھ یا صرف ایک ہاتھ اور ایک ٹانگ یا اسی طرح دیگر چند اعضاء ملیں اور یہ متفرق اعضاء مل کر میت کے پورے جسم کے آدھے حصے سے کم ہوں، میت کا اکثر حصہ غائب ہو، تو ان اعضاء پر غسل، کفن اور جنازے کی نماز کچھ بھی لازم نہیں، یوں ہی کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔

☆......اگر میت کے جسم کا آدھا حصہ سر کے بغیر ملے تو اس کا بھی غسل، کفن اور جنازہ کی نماز کچھ بھی لازم نہیں، یوں ہی کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔

☆......اگر میت کے جسم کا آدھا حصہ سر کے ساتھ ملے تو اس کو با قاعدہ غسل اور کفن دے کر جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کر دیا جائے۔

☆......اگر میت کے جسم کا اکثر حصہ مل جائے اگرچہ سر کے بغیر ہی ملے، تو با قاعدہ غسل اور کفن دے کر جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کیا جائے گا۔(۱)

---

(۱) إذا وجد طرف من أطراف الإنسان كيد أورجل أنه لايغسل، لأن الشرع ورد بغسل الميت والميت اسم لكله، ولو وجد الأكثر منه غسل، لأن للأكثر حكم الكل، وإن وجد الأقل منه أو النصف لم يغسل...... وذكر القاضي في شرحه مختصر الطحاوي: أنه إذا وجد النصف ومعه الرأس يغسل، وإن لم يكن معه الرأس لايغسل فكأنه جعله مع الرأس في حكم الأكثر لكونه معظم البدن، =

لاش میں بدبو پیدا ہوگئی

اگر لاش میں دیر کرنے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے بدبو پیدا ہوگئی ہے، مگر پھٹی نہیں ہے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی۔(۱)

لاشیں مخلوط ہو جائیں

اگر اتفاق سے مسلم اور غیر مسلموں کی لاشیں مخلوط ہوگئیں، مثلاً: چند ہندو اور مسلمان آگ میں جل کر مر گئے، اور کسی بھی عضو سے پہچاننا ممکن نہ رہا، تو اس صورت میں اگر لاشیں غسل دینے کے قابل ہوں تو ان کو سنت کے مطابق غسل دیا جائے گا اور کفن بھی سنت کے مطابق پہنایا جائے گا، اور مسلمان کی نیت سے ان سب کی جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی تو ان میں سے جو مسلمان ہوں گے، ان کے جنازہ کی نماز صحیح

= ولو وجد نصفه مشقوقا لايغسل لماقلنا. (بدائع الصنائع: ۱/ ۳۰۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: وأماشرائط وجوبه، ط: سعيد)

ولو وجد أكثر البدن أونصفه مع الرأس يغسل ويكفن ويصلى عليه..... وإن وجد نصفه من غير الرأس أووجد نصفه مشقوقا طولا، فإنه لايغسل ولايصلى عليه، ويلف فى خرقة ويدفن فيها. (الهندية: ۱/ ۱۵۹، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الثانى فى الغسل، ط: رشيديه)

وجد طرف من أطراف إنسان أونصفه مشقوقا طولاً أو عرضا يلف فى خرقة إلا إذا كان معه الرأس فيكفن كما فى البدائع. (الشامية: ۲/ ۲۰۵، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى الكفن، ط: سعيد)

(۱) وهى فرض على كل مسلم مات. (الدر المختار: ۲/ ۲۱۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى، ط: سعيد)

فكل مسلم مات بعد الولادة يصلى عليه. (بدائع الصنائع: ۱/ ۳۱۱، كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: الكلام فى صلاة الجنازة،، ط: سعيد)

(الهندية: ۱/ ۱۶۳، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

أنظر حاشية السابقة تحت عنوان: " لاش پھول گئی"

ہو جائے گی، اور جو کافر ہوں گے ان کے جنازے کی نماز نہیں ہوگی۔(۱)

اور اگر نعشیں جلنے کے بعد غسل دینے کے قابل نہیں ہیں تو ان کے اوپر پانی بہا دیا جائے پھر اس کے بعد کفن پہنا کر جنازہ کی نماز ادا کر کے دفن کر دیا جائے۔(۲)

☆...... مزید ''نعشیں کافر اور مسلمانوں کی مل جائیں'' عنوان کے تحت دیکھیں!

لائٹ کا انتظام کرنا مسجد میں

''مسجد میں بتی کا انتظام کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۸۵/۲)

---

(۱)اختلط موتانا بكفار ولاعلامة اعتبر الاكثر فإن استووا غسلوا واختلف فى الصلاة عليهم قوله: واختلف فى الصلاة عليهم)فقيل لايصلى....... وقيل يصلى ويقصدالمسلمين لأنه إن عجز عن التعيين لايعجز عن القصد كمافى البدائع.قال في الحلية:فعلى هذا ينبغي أن يصلى عليهم فى الحالة الثانية أيضا أى حالة ماإذا كان الكفار أكثر لأنه حيث قصد المسلمين فقط لم يكن مصليا على الكفار وإلالم تجز الصلاة عليهم فى الحالة الاولى ايضا مع أن الاتفاق على الجواز فينبغي الصلاة عليهم فى الأحوال الثلاث كما قالت به الائمة الثلاث وهوأوجة قضاء لحق المسلمين بلاإرتكاب منهى عنه ...اه ملخصاً.(الدر مع الرد: ۲/۲۰۰،۲۰۱،كتاب الصلاة، باب صلاةالجنازة،قبيل مطلب:فى الكفن، ط:سعيد)

🗀 (بدائع الصنائع: ۱/۳۰۳، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة، فصل:وأما شرائط وجوبه، ط: سعيد)

🗀 ومن العلماء من قال: يصلى عليهم ترجيحا للمسلمين على الكفار وينوى من يصلى عليهم المسلمين لأنه لو قدر على التميز فعلا فعل فإذاعجز عنه ميز بالنية.(المبسوط للسرخسى: ۲/ ۸۵، كتاب الصلاة،باب الشهيد،ط:مكتبه غفاريه)

(۲)ولوكان الميت متفسخا يتعذر مسحه كفى صب الماء كذافى التاتارخانية(الهندية: ۱/۱۵۸، كتاب الصلاة،الباب الحادى والعشرون فى الجنائز،الفصل الثانى فى الغسل،ط:رشيديه)

🗀 (التاتارخانية: ۲/۱۰۴،كتاب الصلاة،الفصل الثانى والثلاثون فى الجنائز،فى بيان كيفية الغسل، ط: قديمى)

🗀 والمتفسخ الذى تعذر مسه يصب عليه الماء.(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۵۲۰،۵۲۹، كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،ط:قديمى)

لپٹ لپٹ کر رونا

”نامحرم سے لپٹ لپٹ کر رونا“ عنوان کے تحت دیکھیں! (۳۷۵/۲)

لحد

قبر میں لحد کھودنا سنت ہے، اور زمین نرم ہونے کی صورت میں لحد بنانا دشوار ہونے کی وجہ سے شق (صندوقی قبر) بنانی چاہیے۔ لحد یا شق کے بغیر ایسے ہی میت کے جسم پر مٹی ڈالنا سنت کے خلاف ہے۔ (۱)

لحد بنانا ریتلی زمین میں

”ریتلی زمین میں لحد بنانا“ عنوان کے تحت دیکھیں! (۴۰۱/۱)

لڑکی کو غسل کون دے؟

☆ ...... اگر نابالغہ لڑکی غیر مراہقہ ہے، (کم سن ہے) تو اس کو ہر ایک مرد اور عورت غسل دے سکتا ہے۔

☆ ...... اور مراہقہ اور بالغہ لڑکی کو عورتوں کے علاوہ کوئی مرد غسل نہیں دے سکتا، یہاں تک کہ شوہر بھی غسل نہیں دے سکتا۔

---

(۱) وحفر قبره...... مقدار نصف قامة ولایشق) إلافی أرض رخوة.

قوله: إلافی أرض رخوة)فیخیر بین الشق واتخاذ التابوت ط عن الدر المنتقیٰ..... فلو لم یمکن حفر اللحد تعین الشق. (الدر مع الرد: ۲/ ۲۳۳، ۲۳۴، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

🗀 ویحفر القبر ویلحد..... واستحسنوا الشق فیما إذا کانت الارض رخوة لتعذر اللحد. (البحر الرائق: ۲/ ۱۹۳، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعید)

🗀 (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۶۰۷، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)

☆...... اگر لڑکی کو غسل دینے کے لیے کوئی عورت نہیں تو اگر کوئی محرم مرد موجود ہے تو وہ میت کو تیمّم کرادے، اور اگر کوئی محرم موجود نہ ہو تو کوئی غیر محرم مرد اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر تیمّم کرادے، پھر کفن پہنا کر نماز پڑھ کر دفن کر دیں۔(۱)

لکڑی

☆......قبر کے اندر میت کے اطراف میں بلاضرورت لکڑی کے تختے لگانا مکروہ تحریمی ہے۔

☆...... اگر زمین بہت نرم ہو، یا اس میں نمی ہو، اور قبر گرنے کا اندیشہ ہو تو ضرورت کے مطابق لکڑی کے تختے لگانے کی اجازت ہوگی۔

☆......میت کے اوپر کی طرف بلاضرورت بھی لکڑی لگانا جائز ہے۔(۲)

---

(۱) وإذاماتت المرأة فی السفر بین الرجال ییممها ذورحم محرم منها وإن لم یکن لف الاجنبی علی یدیه خرقة ثم یُیَمِّمُها...... والصبی الذی لایشتهی والصبیة کذالک غسلهاالرجال والنساء ولایغسل الرجل زوجته.(البحرالرائق: ۲/ ۱۷۴، کتاب الجنائز، ط:سعید)

🗁 ماتت بین رجال أو هوبین نساء یممه المحرم فإن لم یکن فالأجنبی بخرقة ویمم الخنثی المشکل لو مراهقا وإلا فکغیره فیغسله الرجال والنساء.

قوله: وإلا فکغیره)أی من الصغار والصغائر،قال فی الفتح:الصغیر والصغیرة إذا لم یبلغا حد الشهوة یغسلهما الرجال والنساء.

(الدر مع الرد: ۲/ ۲۰۱، کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب:فی حدیث "کل سبب ونسب منقطع إلاسببی ونسبی،ط:سعید)

🗁 فإن کان المیت صغیرا لایشتهی جازأن یغسله النساء وکذا إذاکانت صغیرة لاتشتهی جاز للرجال غسلها....ویجوز للمرأة أن تغسل زوجها .....وأما هو فلایغسلها عندنا......إذاکان للمرأة محرم ییممها بالید وأماالأجنبی فبخرقة علی یده.(الهندیة: ۱/ ۱۶۰، کتاب الصلاة،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل الثانی فی الغسل،ط:رشیدیه)

(۲) ویسوی اللبن علیه والقصب، لا الآجر)المطبوخ والخشب لو حوله، أمافوقه فلایکره.

قوله: لوحوله...الخ) قال فی الحلیة:وکرهوا الآجر وألواح الخشب....وقال الإمام التمرتاشی: هذاإذاکان حول المیت،فلوفوقه لایکره لأنه یکون عصمة من السبع،وقال مشایخ بخاری: =

لنگر خانہ

اگر مزاروں یا پیروں کے نام زمین وقف کرنے والے نے وقف کی آمدنی سے لنگر خانہ جاری کرنے کی اجازت دے دی تھی، تو غریب مستحق لوگوں کو اس کا کھانا کھانا جائز ہوگا۔(۱)

لوبان جلانا

قبر پر لوبان جلانا بدعت اور ناجائز ہے۔(۲)

مزید ''اگربتی جلانا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۸۹/۱)

= لایکره الآجر فی بلدتنا للحاجة إلیه لضعف الأراضی.(الدر مع الرد: ۲/۲۳۶، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن المیت، ط:سعید)

ویسوی اللبن علیه والقصب...... لاالآجر والخشب...... وقید الإمام السرخسی بأن لایکون الغالب علی الأراضی النزوالرخاوة فإن کان فلابأس بهما...... وقیده فی شرح المجمع بأن یکون حوله أما لو کان فوقه فلایکره لأنه عصمة من السبع.(البحرالرائق: ۲/۱۹۴، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:سعید)

(حاشیة الطحطاوی علی المراقی:ص: ۶۱۰، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل فی حملها ودفنها، ط:قدیمی)

(۱) قال فی خزانة الاکمل: لووقف علی مصالح المسجد، یجوز دفع غلته إلی الامام والموذن والقیم......اه (البحرالرائق: ۵/۲۲۸، کتاب الوقف، ط:سعید)

والذی یبتدأ به من ارتفاع الوقف عمارته بشرط الواقف أولاً، ثم ماهو أقرب إلی العمارة وأعم للمصلحة کالإمام للمسجد والمدرس للمدرسة، یصرف إلیهم إلی قدر کفایتهم. (البحر الرائق: ۵/۲۲۵، کتاب الوقف، ط:سعید)

ویبدأ من غلته بعمارته ثم ماهو أقرب لعمارته کإمام مسجد ومدرس مدرسة یعطون بقدر کفایتهم ثم السراج والبساط کذالک إلی آخر المصالح.

وفی الرد :قوله: إلی آخر المصالح: أی مصالح المسجد یدخل فیه الموذن والناظر ویدخل تحت الامام الخطیب لأنه امام الجامع.(الدر مع الرد: ۴/۳۶۷، کتاب الوقف، مطلب: یبدأ بعد العمارة بما هو أقرب إلیها، ط:سعید)

(۲) عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم زائرات القبور والمتخذین علیها المساجد والسرج. رواه ابوداود والترمذی والنسائی. (مشکاة المصابیح: =

لوہا

☆......قبر کے اندر میت کے اطراف میں بلاضرورت لوہا لگانا مکروہ تحریمی ہے۔

☆......اگر زمین بہت نرم ہے، یا اس میں نمی ہے، اور قبر گرنے کا اندیشہ ہے، تو لوہا بھی لگانے کی گنجائش ہے، ہاں اگر لکڑی، پتھر یا کچی اینٹ یا سیمنٹ کی اینٹ سے ضرورت پوری ہو جائے تو لوہے سے احتراز کرنا چاہیے، کیونکہ اس میں آگ کا اثر ہے۔ اور دوسری چیزوں میں یہ قباحت نہیں ہے۔

☆......میت کے اوپر کی طرف بلاضرورت بھی لوہا لگانا جائز ہے۔(۱)

لوہے کے ہتھوڑے سے مارا جا رہا ہے

حضرت حارث بن منہال رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں ایک مرتبہ ''جبانہ'' گیا، مجھے محراب میں نیند آ گئی، میں سو گیا۔ وہاں ایک قبر تھی، میں نے سنا کہ اس قبر والے کو لوہے کے ہتھوڑے سے مارا جا رہا ہے اور اس کے گلے میں زنجیر پڑی ہے، وہ شخص سیاہ چہرے اور نیلی آنکھوں والا ہے، اور وہ کہہ رہا ہے: میرے لیے ہلاکت ہو، کتنا شدید عذاب ہو رہا ہے! اگر دنیا والے مجھے دیکھ لیں تو ان میں سے کوئی شخص گناہ نہ کرے! اللہ کی قسم میں لذتوں میں منہمک رہا اور انہوں نے مجھے

= ص: ۷۱، کتاب الصلاۃ، باب المساجد ومواضع الصلاۃ، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

(والسرج) جمع سراج، والنهی عن اتخاذ السرج لمافیه من تضییع المال لأنه لانفع لأحد من السراج، ولأنها من آثار جهنم، وإما للإحتراز عن تعظیم القبور کالنهی عن اتخاذ القبور مساجد. (مرقاۃ المفاتیح: ۲/۱۴۲، کتاب الصلاۃ، باب المساجد ومواضع الصلاۃ، الفصل الثانی، ط: رشیدیه)

وإیقاد النار علی القبور فمن رسوم الجاهلیة والباطل الغرور. (الهندیة: ۱/۱۶۷، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن،.....ومما یتصل بذلک مسائل التعزیة.....الخ، ط: رشیدیه)

(۱) انظر الی الحاشیة، رقم: ۲، فی الصفحة: ؟؟؟؟؟؟ (ویسوی اللبن علیه والقصب)

ہلاک کر دیا! گناہوں میں پھنسا رہا، انہوں نے مجھے جلا ڈالا۔ کیا کوئی ہے جو میرے گھر والوں کو میری حالت پر مطلع کرے!''

حارث فرماتے ہیں کہ: میں گھبرا کر دہشت زدہ ہو کر نیند سے اٹھا، اور اس کے گھر والوں کے بارے میں دریافت کیا، مجھے اس کی تین لڑکیوں کا پتہ ملا، میں نے انہیں ان کے والد کی حالت زار کی اطلاع دی، اور یہ واقعہ ان کے ساتھیوں کو بھی بتلا دیا، وہ اس کی قبر پر آئے اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے اس کی مغفرت کی دعا کی، چند روز بعد میں پھر اس کی قبر کے پاس سویا تو اسے خواب میں اچھی حالت میں دیکھا، اور اس کے سر پر ایسا چمکدار تاج دیکھا جو آنکھوں کو چکا چوند کر رہا تھا، اور اس نے پاؤں میں سونے کے جوتے پہنے تھے، اس نے مجھ سے کہا: اللہ تعالیٰ تمہیں میری طرف سے جزاءِ خیر عطا فرمائے، تم نے میری بیٹیوں اور ساتھیوں کو بتایا، انہوں نے میرے لیے پروردگار سے استغفار اور دعا کی۔(۱)

اس قسم کے واقعات ''رقاق'' کی کتابوں میں کثرت سے ملتے ہیں۔

---

(۱) روی عن الحارث بن منهال أنه قال: كنت أخرج إلى الجبانات فأرحم على أهل القبور وأتفكر وأعتبر وأنظر إليهم سكوتاً لايتكلمون وجيراناً لايتزاورون ...... قال: فبينما أنا نائم إلى جانب القبر إذأنابحس مقمعة يضرب بها صاحب القبر وأنا أنظر إليه والسلسة فى عنقه وقد ازرفت عيناه وأسود وجهه وهو يقول: ياويلى ماذاحل بى لورآنى أهل الدنيا ماركبوا معاصى الله أبداً طولبت والله باللذات فأوبقتنى وبالخطايا فأغرقتنى فهل من شافع لى أو مخبر أهلى بأمرى؟ قال الحارث: فاستيقظت مرعوبا و كادان يخرج قلبى من هول مارأيت ،فمضيت إلى دارى وبت ليلتى وأنامتفكر فيمارأيت ،فمااصبحت قلت دعنى أعود إلى الموضع الذى كنت فيه لعلى أجربه أحدا من زوارالقبور فأعلمه بالذى رأيت ...... فإذا بثلاث جوار قد أقبلن فتباعدت لهن عن القبر وتواريت لكى أسمع كلامهن، فتقدمت الصغرى ووقفت على القبر وقالت: السلام عليك يا أبتاه كيف هدوؤك فى مضجعك وكيف قرارك فى موضعك ذهبت عنا بودك وانقطع عنا سؤالك فما اشد حسرتنا عليك، ثم بكت بكاء شديدا ،ثم تقدمت ابنتان فسلمتا على القبر ،ثم قالتا: هذا قبر أبينا الشفيق علينا والرحيم بنا أنسك الله بملائكة رحمته وصرف عنك عذابه =

لیپ لینا

''قبر کو مٹی سے لیپ لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۱۲۳)

لیٹ کر نماز پڑھنا

اگر کوئی شخص ایسا بیمار یا معذور ہے کہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر کرنماز پڑھنے پر قادر نہیں تو وہ لیٹ کر نماز پڑھے، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے لیے چت لیٹ کر دونوں پاؤں قبلہ کی جانب کرے، گھٹنے کھڑے رکھے اور سر کسی قدر اونچا کر لے، تاکہ رخ قبلہ کی جانب ہو جائے، اگرچہ یہ بھی اختیار ہے کہ دائیں بائیں پہلو پر لیٹ کر نماز پڑھی جائے، تاہم دایاں پہلو بائیں پہلو سے افضل ہے، لیکن یہ تمام صورتیں

= ونقمته، ياأبتاه جرت بعدك أمور لوعاينتها لأوهمتك ولواطلعت عليها لاحزنتك، كشف الرجال وجوهنا وقد كنت أنت سترها، قال الحارث: فبكيت لما سمعت كلامهن، ثم قمت مسرعا إليهن، فسلمت عليهن وقلت لهن: أيتهاالجواري إن الاعمال ربما قبلت وربما ردت على صاحبها فماكان عمل أبيكن المخلد في هذاالقبر الذي عاينت من أمره ماأحزنني، وأطلعت من حاله على ماآلمني؟ قال الحارث: فلماسمعني كلامي كشفن وجوههن وقلن: أيهاالعبد الصالح وما الذي رأيت؟ قلت لهن: لي ثلاثة أيام وأنا أختلف إلى هذاالقبر أسمع صوت المقمعة والسلسة فيه، قال: فلما سمعن ذالك مني قلن لي: بشارة ماأضرها ومصيبة ماأحزنها، نحن نقضي الأوطار ونعمر الديار وأبونا يحرق بالنار، فوالله لاقربنا قرار ولاضمتنا للذة العيش دار أو نتضرع للجبار فلعله أن يعتق أبانا وينقذه من النار، ثم مضين يتعثرن في أذيالهن.

قال الحارث: فمضيت إلى داري فبت ليلتي، فلماأصبحت أتيت القبر فجلست عنده فغلبني النوم فنمت، فإذاأنا بصاحب القبر له حسن وجمال وفي رجليه نعل من ذهب ومعه حور وغلمان، قال الحارث: فسلمت عليه وقلت له: رحمك الله، من أنت؟ قال: أناالرجل الذي عاينت من أمري ماأحزنك وأطلعت منه على ما أضجعك فجزاك الله خيراً فما أيمن طلعتك علي، فقلت له: وكيف حالك؟ فقال لي: لماأطلعت علي وأخبرت بناتي بالأمس بحالي أعرين أبدا نهن وأسبلن شعورهن وتضرعن لمولاهن، ومرغن خدودهن في التراب، وأهمن دموعهن بالإنسكاب، واستوهبوني من العزيز الوهاب، فغفر لي الذنوب والأوزار. (التذكرة في احوال الموتى وامور الآخرة: ص: ٦٧، ٦٩، باب ماجاء في قراءة القرآن عند القبر حالة الدفن، ط: دار الحديث، قاهره)

اسی حالت میں ہیں جب کہ کوئی ایسا کرنے کے قابل ہو، اگر ایسا کرنے سے معذور ہو تو جس طرح بھی ممکن ہو اسی طرح نماز ادا کرنی چاہیے۔(۱)

---

(۱) فإن عجز عن الجلوس بحالتيه صلى مضطجعا أومستلقيا على تفصيل فى المذاهب ،فانظره تحت الخط.

الحنفية ـ قالو :الافضل أن يصلى مستلقيا على ظهره،ورجلاه نحو القبلة وينصب ركبتيه ويرفع رأسه يسير اليصير وجهه إلى القبلة،وله أن يصلى على جنبه الأيمن او الأيسر والأيمن افضل من الايسر،وكل هذا عند الاستطاعة ،اما إذالم يستطيع ،فله أن يصلى بالكيفية التى تمكنه (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۴۹۷، ۴۹۸،مباحث صلاة المريض ،كيف يصلى ،ط:داراحياء التراث العربى،بيروت)

(وإن تعذر القعود......أومأمستلقيا)على ظهره(ورجلاه نحو القبلة)غير أنه ينصب ركبتيه لكراهتمد الرجل الى القبلة ويرفع رأسه يسيراً ليصير وجهه إليها (أوعلى جنبه الايمن)أو الايسر ووجهه إليها(والاول أفضل)على المعتمد.

قوله: الأيمن او الأيسر)والأيمن أفضل وبه ورد الاثرإمداد.قوله: والأول أفضل)لان المستلقى يقع إيماؤه الى القبلة والمضطجع يقع منحرفا عنها.بحر(الدر مع الرد: ۲/۹۹،كتاب الصلاة،باب صلاة المريض،ط:سعيد)

إن تعذر القعود أومأ مستلقياأوعلى جنبه)لأن الطاعة بحسب الاستطاعة...... وإن تعذر الاستلقاء يضطجع على شقه الأيمن أوالأيسر ووجهه الى القبلة......وعن ابى حنيفة :ان الافضل أن يصلى على شقه أوالأيمن......وفى المجتبىٰ:وينبغي للمستلقى أن ينصب ركبتيه إن قدر حتى لايمد رجليه إلى القبلة(البحر الرائق: ۲/۱۱۴،كتاب الصلاة،باب صلاة المريض،ط:سعيد)

وإن تعذ رالقعود أومأ بالركوع والسجود مستلقيا على ظهره وجعل رجليه إلى القبلة وينبغى أن يوضع تحت رأسه وسادة حتى يكون شبيه القاعد ليتمكن من الايماء بالركوع والسجود،وإن اضطجع على جنبه ووجهه إلى القبلة وأومأ جاز .والأول اولىٰ....وإن لم يستطع على جنبه الايمن فعلى الايسر ....ووجهه الى القبلة.(الهندية: ۱/۱۳۶،كتاب الصلاة،الباب الرابع عشر فى صلاة المريض،ط:رشيديه)

م

ماتم شامل ہو

''موسیقی'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۳۲۲)

ماتم کرنا

ماتم کرنا ناجائز اور حرام ہے، اس سے بچنا ضروری ہے، ورنہ آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔(۱)

ماتمی لباس

رنج وغم بے اختیاری چیز ہے، اس کی شریعت میں ممانعت نہیں ہے، البتہ کسی کے انتقال پر ماتمی لباس پہننا، آواز سے رونا، پیٹنا، چیخنا چلانا، چہرہ پیٹنا، سینہ کوبی کرنا ناجائز اور حرام ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کاموں سے منع فرمایا ہے۔(۲)

---

(۱) عن عبد الله رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لیس منا من لطم الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوی الجاهلیة (صحیح البخاری: ۱/۱۷۲، کتاب الجنائز، باب لیس منا من شق الجیوب، ط: قدیمی)

(جامع الترمذی: ۱/۱۹۵، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی النهی عن ضرب الخدود وشق الجیوب عند المصیبة، ط: سعید)

(ابن ماجه: ص: ۱۱۳، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی النهی عن ضرب الخدود، ط: قدیمی)

(۲) ویحرم النوح وشق الجیوب وخمش الخدود ولطمها ونحو ذالک من الافعال لمافی الصحیح لیس منا من لطم الخدود وشق الجیوب ودعی بدعویٰ الجاهلیة...... ولابأس بالبکاء بارسال الدموع فی الجنازة وفی المنزل لقوله علیه الصلاة والسلام: إن الله لایعذب بدمع العین وبحزن القلب ولکن یعذب بهذا وأشار إلی لسانه أویرحم. متفق علیه (حلبی کبیر: ص: ۵۹۴، ۵۹۵، فصل: فی الجنائز، ط: سهیل اکیڈمی)

(البحر الرائق: ۲/۱۸۱، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعید)

أنظر الحاشیة السابقة أیضا تحت عنوان: '' ماتم کرنا ''

مال کیا کہتا ہے

"شجرۃ المنتھی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۴۶/۱)

مال نگل کر مر گیا

اگر کوئی شخص کسی کا مال نگل کر مر گیا تو وہ مال اس کا پیٹ چاک کر کے نکال لیا جائے گا۔(۱)

مامون الرشید کا واقعہ

خلیفہ مامون الرشید کے بارے میں لکھا ہے کہ: جب ان کی بیماری نے شدت اختیار کی، تو انہوں نے فارس کے طوسی طبیب کو بلایا اور یہ حکم دیا کہ: بہت سے تندرست اور بیماروں کے پیشاب کے قارورے کے ساتھ ان کا قارورہ بھی اس طبیب کے سامنے پیش کیا جائے، چنانچہ اس طبیب نے قارورے دیکھنا شروع کیے، جب خلیفہ مامون الرشید کا قارورہ دیکھا تو کہا: یہ جس کا قارورہ ہے اس سے کہہ دو کہ وہ وصیت کردے، اس لیے کہ اس کے قویٰ جواب دے گئے ہیں، اور جسم ختم ہو گیا ہے، یہ سن کر خلیفہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے اور یہ شعر پڑھے:

ان الطبيب بطبه ودوائه لايستطيع دفاع نحب قدأتى

ماللطبيب يموت بالداء الذي قد كان أبرأ مثله فيما مضى

مات المداوى، والمداوى، والذي جلب الدواء أوباعه ومن اشترى

---

(۱) ولو بلع مال غيره ومات هل يشق قولان، والأولى نعم!فتح. (الدر المختار: ۲۳۸/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في دفن الميت، ط: سعيد)

ولو ابتلع مال غيره ،ومات لايشق بطنه على قول محمد. وروى الجرجاني عن أصحابنا: أنه يشق، قال الكمال: وهو اولى معللا بأن احترامه سقط بتعديه(حاشية الطحطاوى على المراقى: ص: ۵۹۷، كتا ب الصلاة،باب احكام الجنائز ، فصل: السلطان أحق بصلاته،ط: قديمى)

(حلبى كبير: ص: ۶۰۸، فصل: فى الجنائز ،ط: سهيل اكيڈمى)

(فتح القدير: ۱۰۲/۲، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،فصل فى الدفن ،ط: رشيديه)

ترجمہ: طبیب کو اپنے علم کی وجہ سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ انسان زندہ رہے گا یا مرنے والا ہے۔ جب انسان کی زندگی ختم ہو جاتی ہے تو طبیب حیران ہو جاتا ہے اور دوائیں اس کے ساتھ خیانت کرتی ہیں۔ (فائدہ نہیں پہنچاتیں)

پھر انہوں نے کفن منگوائے، اور ان میں سے ایک کفن ان کے لیے پسند کیا گیا، اور حکم دیا کہ ان کی آرام گاہ کے سامنے ان کی قبر کھودی جائے، اور کہا کہ: میرے مال نے مجھے کوئی فائدہ نہ پہنچایا، میری قوت وتدبیر ختم ہوگئی، اور وہ اس رات انتقال کر گئے۔

اللہ تعالیٰ رحم کرے اس شخص پر جو اچانک مرنے والوں سے عبرت حاصل کرے، وہ سمجھے کہ گویا وہ خود اس میں مبتلا ہے، موت کا وقت قریب آ گیا ہے، اسے تاریک وتنگ اور بے شمار کیڑے مکوڑوں والے گھڑے میں داخل کر دیا گیا ہے۔ وہ نیست ونابود ہو رہا ہے، مٹی سے مل کر ایسی مٹی بن گیا ہے جسے پاؤں تلے روندا جاتا ہے، بسا اوقات اس سے برتن بنائے جاتے ہیں، یا گھر کی تعمیر میں استعمال کر لیا جاتا ہے، یا اسے ناپاک پانی سے بنا کر آگ میں پکایا جاتا ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے پاس پانی پینے کا ایک برتن لایا گیا، انہوں نے ہاتھ میں تھام کر اسے غور سے دیکھ کر فرمایا: تم میں کتنی ہی سرمگیں آنکھیں اور حسین چہرے رلے ملے ہوئے ہیں۔ (۱)

---

(۱) ویحکی أن الرشید لما اشتد مرضه أحضر طبیبا طوسیا فارسیا وأمر أن یعرض علیه ماؤه أی بوله مع میاه کثیرة لمرضی وأصحاء، فجعل یستعرض القواریر حتی رأی قارورة الرشید فقال: قولوا: لصاحب هذاالماء یوصی، فإنه قد انحلت قواه، وتداعت بنیته، ولمااستعرض باقی المیاه أقیم فذهب، فینس الرشید من نفسه وأنشد:

ان الطبیب بطبه ودوائه — لایستطیع دفاع نحب قدأتی

مالطبیب یموت بالداء الذي — قدکان أبرأ مثله فیما مضی

مات المداوی، والمداوی، والذي — جلب الدواء أوباعه ومن اشتریٰ

وبلغه ان الناس أرجفوابموته، فاستدعی حمارا وامر أن یحمل علیه فاسترحت فخذاه، فقال: =

ماں اور بچے کے جنازے کی نماز ایک ساتھ

☆...... اگر بچے کی پیدائش کے وقت ماں اور بچہ دونوں وفات پا گئے تو دونوں کے جنازے کی نماز الگ الگ پڑھنا بہتر ہے، اور اگر ایک ساتھ جنازے کی نماز پڑھنی ہو تو امام کے آگے پہلے بچے کا جنازہ رکھا جائے، پھر اس کی ماں کا جنازہ رکھا جائے، یا بچہ کی پائنتی پر ماں کا جنازہ رکھا جائے، یہ بھی درست ہے۔

☆...... دونوں کی ایک ساتھ جنازہ کی نماز پڑھنے کی صورت میں پہلے بالغ کی دعا پڑھے، پھر نابالغ کی دعا پڑھی جائے۔ (۱)

= أنزلوني صدق المرجفون ،ودعا بأكفان فتخير منها ماأعجبه وأمر فشق له قبر أمام فراشه ثم أطلع فيه فقال: ماأغنى عني ماليه هلك عني سلطانيه،فمات من ليلته، فماظنك ـرحمك الله ـ بنازل ينزل بك فيذهب رونقك وبهاك ويغير منظرك ورؤياك ،ويمحو صورتك وجمالك، ويمنع من اجتماعك واتصالك،ويردك بعد النعمة والنضرة ،والسطورة والقدرة، والنخوة والعزة، إلى حاله يبادر فيها أحب الناس إليك،وأرحمهم بك، وأعطفهم عليك، فيقذفك في حفرة من الأرض قريبة أنحاؤها مظلمة أرجاؤها، محكم عليك حجرها وصيدانها، فتحكم فيك هوامها وديدانها،ثم بعدذالك تمكن منك الأعدام وتختلط بالرغام،وتصير ترابا توطأ بالاقدام، وربما ضرب منك الاناء فخار،أوأحكم بك بناء جدار،أو طلى بك محس ما، أو موقد نار كما روى عن علي ابن ابى طالب رضي الله عنه أنه ياتى بإناء ماء يشرب منه فأخذه ونظر إليه، وقال: الله اعلم كم فيك من عين كحيل،وخد أسيل.(التذكرة في احوال الموتى وأمور الآخرة، ص:۲۳، ۲۴، باب ماجاء ك أن للموت سكرات وفي تسليم الاعضاء...... الخ، ط: دار الحديث قاهره)

(۱) وإذااجتمعت الجنائز فالإفراد بالصلاة لكل منها أولى .....وإن اجتمعن ....وصلى مرة واحدة صح وإن شاء جعلهم صفا عريضا ويقوم عند افضلهم وإن شاء جعلها..... صفاً طويلا مما يلى القبلة بحيث يكون صدر كل واحد منهم قدام الامام محاذيا له......وراعى الترتيب في وضعهم فيجعل الرجال ممايلى الامام ثم الصبيان بعدهم.....ثم الخناثى ،ثم النساء.

قوله: وصلى مرة واحدة ..الخ)ويكتفى لهم بدعاء واحد كمابحثه بعضهم .....بقى ماإذا كان فيهم مكلفون وصغار والظاهر أنه يأتى بدعاء الصغار بعددعاء المكفين كمامر .(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى،ص: ۵۹۲، ۵۹۳،كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز ، ط:قديمى)

عن عطاء بن ابى رباح عن عمار قال: شهدت جنازة امرأة وصبى فقدم الصبى ممايلى القوم =

ماں باپ پر احسان

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک مرد آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے باپ کا انتقال ہو گیا ہے، میرے لئے ماں باپ پر احسان کرنے کے لئے کوئی صورت ہے، آپ نے فرمایا: ہاں چار طریقے سے تو ان کے ساتھ احسان کر سکتا ہے:

ایک تو ان کے حق میں دعا کرنا،

دوسرے جو وصیت یا نصیحت تم کو کی ہے اس پر قائم رہنا،

تیسرے جو دوست ان کے ہیں ان کی تعظیم و عزت کرنا،

چوتھے جو ان کا خاص قرابت والا رشتہ دار ہے اس کے ساتھ محبت اور میل جول رکھنا۔

ماں کی نافرمانی

حضرت عبد اللہ بن أبي اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نبی

= ووضعت المرأة وراءه يصلى عليهما، وفى القوم ابوسعيد الخدرى وابن عباس وابوقتادة وابوهريرة فسألتهم عن ذالك فقالوا: هى السنة. (سنن النسائى: ۱/ ۲۸۰، كتاب الجنائز، باب اجتماع جنازة صبى وامرأة، ط: قديمى)

🗁 (السنن الكبرىٰ للبيهقى ۴/ ۳۳، كتاب الجنائز، باب جنائز الرجال والنساء إذا احتمعت، ط: اداره تاليفات اشرفيه)

🗁 وفى الحديث أن الصبى إذا صلى عليه مع امرأة كان الصبى مما يلى الامام والمرأة مما يلى القبلة (فقه السنة: ۱/ ۳۴۷، الجنائز، الصلاة على اكثر من واحد، ط: دار ابن كثير)

(۱) وأخرج أبو داود، وابن حبان عن أبى سعيد الساعدى قال: جاء رجل إلى النبىّ ﷺ فقال: يا رسول الله! هل بقى علىّ من برّ والدى شئ أبرهما به بعد موتهما قال: نعم، أربع خصال بقين عليك: الدعاء، وإنفاذ عهديهما، وإكرام صديقهما، وصلة الرحم الّتى لا رحم لك الا من قبلهما. (شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور: (ص: ۳۲۸) قبل: باب مايحبس الروح عن مقامها الكريم، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! فلاں مقام میں ایک لڑکا موت کی حالت میں گرفتار ہے، اس سے کہا جاتا ہے کہ "لا إلٰه الا الله" پڑھو، وہ پڑھ نہیں سکتا، آپ ﷺ نے پوچھا: اچھی حالت میں پڑھ سکتا تھا یا نہیں، جواب دیا، پڑھتا تھا، آپ نے فرمایا: تو اب کیوں نہیں پڑھ سکتا، پھر آپ کھڑے ہوئے اور اس لڑکے کے پاس گئے، آپ نے فرمایا: اے لڑکے! "لا إلٰه الا الله" پڑھو، اس نے کہا میں نہیں پڑھ سکتا ہوں، آپ نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا میں نے اپنی ماں کی بہت نافرمانی کی ہے، آپ نے پوچھا وہ زندہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں زندہ ہیں، آپ نے اس کی ماں کو بلایا، اور پوچھا یہ تیرا لڑکا ہے؟ اس نے کہا، ہاں! آپ نے فرمایا: یہ بتا کہ اگر بہت سی آگ جلائی جائے اور تجھ سے کہا جائے کہ اگر تو اس کی سفارش نہیں کرے گی تو اس کو آگ میں ڈال دیا جائے گا تو تو کیا کرے گی، اس نے کہا، سفارش کروں گی، آپ نے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کو اور ہم کو گواہ بنا کر کہہ دے کہ میں اس لڑکے سے راضی ہوں، تو اس نے کہا میں اپنے بیٹے سے راضی ہوں، اور اس کی خطا معاف کی، آپ نے لڑکے سے کہا: لا إلٰه الا الله پڑھو، تو اس نے فوراً پڑھا: "لا إلٰه الا الله، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب تعریفیں اس اللہ کی ہیں جس نے میری وجہ سے اس کو دوزخ سے نجات دی۔ (۱)

(۱) وأخرج الطبراني، والبيهقي في شعب الايمان، وفي دلائل النبوّة، عن عبد الله بن أبي أوفىٰ، قال: جاء رجل إلى النبيّ ﷺ فقال: يا رسول الله! ان ها هنا غلامًا قد احتضر، فيقال له: قل لا إلٰه الا اللّٰه، فلا يستطيع أن يقولها: فقال: أليس كان يقولها في حياته، قالوا: بلىٰ، قال: فما منعه منها عند موته؟، فنهض النبيّ ﷺ، ونهضنا معه، حتى أتى الغلام، فقال: يا غلام! قل: لا إلٰه الا الله، قال: لااستطيع أن أقولها، قال: ولم؟ قال: لعقوق والدتي، قال: أحية هي؟ قال: نعم، قال: أرسلوا إليها، فجاء ته، فقال لها رسول الله ﷺ: ابنک هو؟ قالت: نعم، قال: أريت لو انّ نارًا أُجِجَتْ، فقيل لک: إن لم تشفعي فيه دفناه، في هٰذه النّار، فقالت: إذًا كنت أشفع له، قال: فأشهدي الله وأشهدیناه، بأنک قد رضيتِ عنه، فقالت: قد رضيتُ عن ابني، فقال: يا غلام! قل: لا إلٰه الا الله، فقال: لا إلٰه الا الله، فقال رسول الله ﷺ: الحمد الله الّذي أنقذه بي من النّار. (شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور: (ص: ۵۷) باب مايقول الإنسان في مرض الموت وما يقرأ عنده، وما يقال إذا احتضر، وتلقينه، ومايقال إذا مات وغمضت عيناه، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

ماں مرگئی

''بچہ کا کچھ حصہ نکلا اور ماں مرگئی'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱۲۷/۱)

متعدد اموات پر جنازہ کی نماز پڑھنے کا طریقہ

اگر متعدد جنازے اکھٹے پڑھا دیئے جائیں اور ان میں مرد و عورت اور بچے شامل ہوں تو ان کو امام کے سامنے رکھنے کی تین صورتیں ہیں:

ا۔ ایک صورت یہ ہے کہ ایک میت امام کے سامنے رکھی جائے، اس کے پاؤں کی طرف دوسری میت کا سر اور اس کے پاؤں کی طرف تیسری میت کا سر، اور اس کے پاؤں کی طرف چوتھی میت کا سر، اس طرح ترتیب سے رکھیں البتہ سب سے پہلے مرد کا جنازہ رکھیں، اس کی پائینی کی طرف نابالغ بچہ کا جنازہ اور اس کی پائینی طرف عورت کا جنازہ اور اس کی پائنی طرف نابالغ بچی کا جنازہ، اس کی صورت یہ ہے:

میت	میت	میت	میت	میت	میت
۱	۲	۳	۴	۵	۶

امام کی جگہ

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جو میت امام کے سامنے ہے اس سے قبلہ کی طرف دوسری میت اور اس سے قبلہ کی طرف تیسری میت، سب کا سینہ امام کے سامنے ہو، البتہ امام کے سامنے مرد کا جنازہ اس کے بعد نابالغ بچہ کا، اس کے بعد عورت کا اور اس کے بعد نابالغ بچی کا جنازہ ہو، یہ صورت پہلی صورت سے اولیٰ اور بہتر ہے، اس کی صورت یہ ہے:

میت

میت

میت

میت

امام کی جگہ

۳۔ تیسری صورت یہ ہے کہ پہلے جنازے کے بعد دوسرا جنازہ تھوڑا نیچے ہٹا کر اس طرح رکھا جائے کہ دوسری میت کا سر پہلی میت کے کندھے کے پاس ہو، اور تیسری میت کا سر دوسری میت کے کندھے کے پاس، چوتھی میت کا سر تیسری میت کے کندھے کے پاس ہو (سیڑھی کی طرح) اس کی صورت یہ ہے:

میت

میت

میت

میت

امام کی جگہ

---

(۱) (وإذا اجتمعت الجنائز فإفراد الصلاة) علی کل واحدة (أولیٰ) من الجمع و تقديم الأفضل أفضل، (وإن جمع) جاز ، ثم إن شاء جعل الجنائز صفا واحدا وقام عند أفضلهم .

وإن شاء (جعلها صفا مما يلى القبلة) واحدًا خلف واحد (بحيث يكون صدر كل) جنازة (مما يلى الإمام) ليقوم بحذاء صدر الكل وإن جعلها درجا فحسن لحصول المقصود ، (وراعى الترتيب) المعهود خلفه حالة الحياة ، فيقرب منه الأفضل فالأفضل ، الرجل مما يليه ، فالصبيفالصبى ، فالخنثیٰ ، فالبالغة ، فالمراهقة والصبى الحر يقدم على العبد ،والعبد على المرأة.

وفى الشامية : (قوله : وإن جمع جاز) أى بأن صلى على الكل صلاة واحدة ، (قوله : صفا واحدا) أى كما يصطفون فى حال حياتهم عند الصلاة ، بدائع ، أى بأن يكون رأس كل عند رجل الآخر، فيكون الصف على عرض القبلة ، (قوله: وإن شاء جعلها صفا واحدا) ذكر فى البدائع: =

متعدد جنازوں کی نماز ایک ساتھ پڑھنا

☆......اگر چند جنازوں کی نماز ایک ساتھ پڑھنا چاہیں، تو بھی جائز ہے۔

اور اس میں تین صورتوں میں سے جس صورت کو بھی چاہیں اختیار کر سکتے ہیں:

۱- پہلی صورت یہ ہے کہ تمام جنازوں کی ایک صف بنائی جائے اس طور سے کہ کا ایک پاؤں دوسرے کے سر سے متصل ہوں۔

۲- دوسری صورت یہ ہے کہ ایک میت کو دوسری کے پہلو میں یوں رکھا جائے کہ دوسری کا سر پہلی میت کے کاندھے کے برابر ہو اور تیسری میت کا سر دوسری میت کے کاندھے کے برابر ہو، اس سے زینہ کی سی شکل بن جائے گی۔

۳- تیسری صورت یہ کہ ان کو آگے پیچھے رکھے کہ سب کا سینہ امام کے مقابل رہے۔

آخر کی دو صورتوں میں ترتیب یوں ہونی چاہیے کہ امام کے قریب مرد رہے، اس کے پہلو میں نابالغ لڑکا، اس کے پیچھے خنثیٰ اس کے پیچھے بالغ عورت، اس کے پیچھے نابالغ لڑکی ہو۔

پہلی صورت میں چونکہ سب ایک صف میں ہوں گے، اس لیے امام کو افضل

= التخيير بين هذا والّذى قبله ، ثم قال : هذا جواب ظاهر الرواية ، وروى عن أبى حنيفة رحمه الله تعالىٰ فى غير رواية الأصول : أنّ الثانى أولىٰ ؛ لأنّ السنّة هى قيام الإمام بحذاء الميت ، وهو يحصل فى الثانى دون الأوّل . (الدر مع الرد : (۲۱۹/۲) باب صلاة الجنازة ، قبل مطلب فى بيان من هو أحق بالصلاة على الميت ، ط: سعيد)

البحر : (۱۸۷/۲) كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته، قوله: ولا فى مسجد، ط: سعيد.

الهندية : (۱۶۵/۱) قبل : الفصل السادس فى القبر والدفن والنقل من مكان إلى مكان آخر، ط: رشيديه .

حاشية الطحطاوى على المراقى : (ص: ۵۹۳) ط: قديمى .

کے قریب کھڑا ہونا چاہیے۔(۱)

متعدد جنازے جمع ہو جائیں تو دعا کون سی پڑھے؟

(اللہ نہ کرے) اگر کسی جگہ پر چند جنازے جمع ہو جائیں تو ان تمام جنازوں کی ایک ہی نماز پڑھنا بھی جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، سب جنازوں کی نماز ادا ہو جائے گی۔ اور جنازہ کی دعا: "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا......" آخر تک پڑھے، اس میں مرد و عورت چھوٹے بڑے سب شامل ہو جاتے ہیں، البتہ ایسی صورت میں افضل اور بہتر یہ ہے کہ ہر ایک میت کے جنازے کی نماز الگ الگ پڑھی جائے، اور جو میت افضل ہو اس کی نماز پہلے پھر اس سے کم افضل کی پھر اس سے کم افضل کی۔(۲)

---

(۱) (وإن جمع) جاز ،ثم إن شاء جعل الجنائز صفاواحدا،وقام عند أفضلهم ،وإن شاء (جعلها صفا مما يلي القبلة) واحداً خلف واحد(بحيث يكون صدر كل)جنازة(ممايلي الامام)ليقوم بحذاء صدر الكل وإن جعلها درجا فحسن لحصول المقصود(وراعى الترتيب)المعهود خلفه حالة الحياة، فيقرب منه الأفضل فالأفضل. الرجل ممايليه،فالصبى فالخنثى فالبالغة فالمراهقة. (الدر المختار: ۲/ ۲۱۹، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب:في بيان من هوأحق بالصلاة على الميت، ط: سعيد)

وإن اجتمعن...... وصلى مرة واحدة صح وإن شاء جعلهم صفا عريضا يقوم عند أفضلهم وإن شاء جعلها...... صفا طويلا ممايلي القبلة بحيث يكون صدر كل واحد منهم قدام الامام محاذيا له، وقال ابن ابي ليلى:يجعل رأس كل واحد أسفل من رأس صاحبه كذادرجات ،وقال ابوحنيفة هو حسن...... قال: وإن وضعوا رأس كل واحد بحذاء رأس الآخر فحسن...... وراعى الترتيب في وضعهم فيجعل الرجال ممايلي الامام ثم الصبيان بعدهم...... ثم الخناثي ،ثم النساء،ثم المراهقات ولوكان الكل رجالا،روى الحسن عن ابى حنيفة يوضع أفضلهم وأسنهم ممايلي الامام وهو قول أبي يوسف. (مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى:ص: ۵۹۲،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمى)

(البحرالرائق: ۱۸۷/۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)

(۲) وإذااجتمعت الجنائز فالإفراد بالصلاة لكل منها أولى)وهو ظاهر(ويقدم الأفضل فالأفضل...... وإن اجتمعن...... وصلى مرة واحدة صح .

قوله: وصلى مرة واحدة ..الخ)ويكتفى لهم بدعاء واحد كمابحثه بعضهم ويؤيده أن الضمائر ضمائر جمع في قوله أللهم اغفرلحينا...... الخ (مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى، ص: ۵۹۲، ۵۹۳،كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز ، ط:قديمى)=

مٹی قبر پر ڈالنا

''قبر پر مٹی ڈالنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۹۱)

مٹی قبر پر ڈالنے کا طریقہ

''ہر شخص مٹی کتنی ڈالے؟'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۴۶۵)

مٹی کے ڈھیلوں پر سورۂ اخلاص پڑھ کر قبر میں رکھنا

''کلمۂ طیبہ کفن پر لکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۲۰۳)

مٹی ہر شخص کتنی ڈالے؟

''ہر شخص مٹی کتنی ڈالے؟'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۴۶۵)

مجذوب ہو گیا نا بالغی میں

جس شخص کے والدین مسلمان ہیں اور وہ بالغ ہونے سے پہلے مجذوب ہو گیا، یا مجنون ہو گیا تو وہ مسلمان ہی مانا جائے گا، اس کے انتقال کے بعد جنازہ کی نماز پڑھنا واجب ہے۔ (۱)

= فإذا اجتمعت الجنائز فالإمام بالخيار إن شاء صلى عليهم دفعة واحدة وإن شاء صلى على كل جنازة على حدة لماروى أن النبي صلى الله عليه وسلم: صلى يوم أحد على كل عشرة من الشهداء صلاة واحدة ولأن المقصود هو الدعاء والشفاعه للموتى يحصل بصلاة واحدة، فإن أراد أن يصلى على كل واحد على حدة فالاولى أن يقدم الافضل فالافضل. (بدائع الصنائع: ۱/ ۳۱۵، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: وأما بيان ماتصح به وماتفسد، ط: سعيد)

(البحر الرائق: ۲/۱۸۷، كتاب الجنائز، فصل: السلطان احق بصلاته، ط: سعيد)

(۱) وهى فرض على كل مسلم مات. (الدر المختار: ۲/ ۲۱۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى؟، ط: سعيد)

فكل مسلم مات بعد الولادة يصلى عليه صغيراً كان أو كبيرا ذكراً كان أو أنثى حراً كان أو عبداً إلا البغاة وقطاع الطريق ومن بمثل حالهم لقول النبى صلى الله عليه وسلم: صلوا على كل بر وفاجر. =

مجنون کے جنازے میں کون سی دعا پڑھے؟

☆......اگر مجنون بچپن سے ہی مجنون ہے، بالغ ہونے تک یا بالغ ہونے کے بعد جنون ختم نہیں ہوا، اور اسی حالت میں مرگیا تو ایسا شخص نابالغوں کے حکم میں ہوتا ہے، اس کے جنازے کی نماز میں تیسری تکبیر کے بعد نابالغ بچوں کی دعا پڑھی جائے گی۔

☆......اور اگر بالغ ہونے کے بعد مجنون ہوگیا ہے، یا پیدائشی طور پر مجنون تھا اور بالغ ہونے کے بعد صحیح ہوگیا تھا، پھر مجنون ہوگیا اور اسی حالت میں اس کا انتقال ہوا تو یہ شخص بالغ شمار ہوگا، اور ایسے آدمی کے جنازہ کی نماز میں تیسری تکبیر کے بعد بالغوں کی دعا پڑھی جائے گی۔ (کیونکہ جنون معاصی کے لیے دافع ہے مزیل نہیں ہے۔(۱)

=(بدائع الصنائع: ۱/ ۳۱۱، کتاب الصلاۃ، باب صلوٰۃ الجنازۃ، فصل: وأما الكلام فی صلوة الجنازة. ط: سعيد)

🗀 ويصلى على كل مسلم مات بعد الولادة صغيرا كان أو كبيرا ذكراً كان أو أنثى حرا كان أو عبداً إلا البغاة وقطاع الطريق ومن بمثل حالهم.(الهندية: ۱/ ۱۶۳، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

(۱)(ولايستغفر فيها لصبى ومجنون)ومعتوه لعدم تكليفهم (بل يقول بعد دعاء البالغين: اللهم اجعله لنا فرطا...... واجعله ذخراً...... وشافعاً ومشفعاً...... (قوله: ومجنون ومعتوه)هذافى الاصلى فإن الجنون والعته الطارئين بعد البلوغ لايسقطان الذنوب السالفة كمافى شرح المنية.(الدر مع الرد: ۲/ ۲۱۵، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: سعيد)

🗀 والمجنون كالطفل ذكره فى المحيط، وينبغى أن يقيد بالجنون الأصلى لأنه لم يكلف فلاذنب له كالصبى بخلاف العارضى فإنه قد كلف، وعروض الجنون لايمحو ماقبله بل هو كسائر الامراض، ورفعه للتكليف إنما هو فيما يأتى، لافيما مضى،(حلبى كبير: ص: ۵۰۵، فصل: فى الجنائز، الرابع: فى الصلاة عليه، ط: نعمانيه)

🗀 (طحطاوى مع المراقى: ص: ۵۸۷، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط: قديمى)

🗀 وقد يقال: ينبغى تخصيصة بمجنون بلغ مجنونا، أما من بلغ غافلا ثم جن فهو محتاج إلى ما يطهره، إذ ذنوبه الماضية لم تسقط عنه بجنونه إلا إن يقال: أن المجنون إذا استمر على جنونه حتى مات لم يؤاخذ بمامضى، لأنه لاقدرة له على التوبة، ولم أر نقلا فى هذاالحكم. (البحر الرائق: ۲/ ۱۹۸، كتاب الجنائز، باب الشهيد، ط: سعيد)

مجنون ہو گیا بالغ ہونے سے پہلے

''مجذوب ہو گیا نابالغی میں'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲،۲۴۸)

مجھے نماز پڑھنے دو

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مومن میت کو دفن کرتے ہیں تو وہ وقت اس کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہے، پس مردہ بیٹھتا ہے اور اپنی دونوں آنکھیں ملتا ہے، گویا ابھی وہ نیند سے اٹھا ہے، منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے اس وقت مجھ سے نہ بولو، ابھی مجھے عصر کی نماز پڑھنی ہے۔ (۱)

محافظ کے لیے کمرہ بنانا

''قبرستان پر مکان بنانا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲،۹۸)

محرم میں مرنے والے

محرم کے شروع کے دس دن میں مرنے والوں کے بارے میں قبر کا عذاب معاف ہونے کے بارے میں قرآن وحدیث میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ البتہ رمضان المبارک میں اور جمعہ کے دن مرنے والوں کے بارے میں حدیث شریف میں یہ بشارت (خوشخبری) آئی ہے کہ ان کی قبر کا عذاب معاف ہوگا۔ (۲)

---

(۱) وأخرج ابن ماجه، وابن أبي الدنيا، وابن أبي عاصم في السنة، عن جابر بن عبد الله، قال: قال رسول الله ﷺ: إذا أدخل الميت قبره مُثّلت له الشمس عند غروبها، فيجلس يمسح عينيه، ويقول: دعوني اصلي. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۱۵۵) باب فتنة القبر وسؤال الملكين، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

(۲) وعن عبدالله بن عمرو قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مامن مسلم يموت =

محلّہ کا امام

☆...... محلّہ کا امام جنازے کی نماز پڑھانے کے لیے اس وقت زیادہ حق دار ہے جب کہ میت کے اولیاء میں سے کوئی شخص افضل اور بہتر نہ ہو، اگر اولیاء میں سے جنہیں ولایت کا حق حاصل ہے امام سے افضل ہوں گے تو وہ زیادہ حق دار قرار پائیں گے، یا وہ جس کو امامت کی اجازت دیں گے وہ حقدار ہوگا۔

☆...... اگر امام کو تمام محلّہ والوں اور نمازیوں میں زیادہ جاننے والا ہونے اور افضل ہونے کے شرعی اصولوں کے مطابق منتخب کیا گیا ہے، تو جنازے کی نماز پڑھانے کے لیے محلّہ کا امام ہی زیادہ حق دار ہے، کیونکہ اس سے افضل کوئی نہیں ہے، اور اگر امام کو قومیت، عصبیت اور کم تنخواہ کے اصول کے مطابق منتخب کیا گیا ہے تو میت کے اولیاء میں سے جو افضل ہوگا، وہ جنازہ کی نماز پڑھانے کا زیادہ حق دار ہوگا۔(۱)

= يوم الجمعة أو ليلة الجمعة إلا وقاه الله فتنة القبر. (مشكاة المصابيح: ص: ۱۲۱، كتاب الصلاة، باب الجمعة، الفصل الثالث، ط: قديمي)

(جامع الترمذي: ۱/۲۰۵، كتاب الجنائز، باب ماجاء فيمن يموت يوم الجمعة، ط: سعيد)

أخرج أحمد عن حذيفة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "من قال لاإله إلاالله ابتغاء وجه الله، ختم له بها دخل الجنة، ومن صام يوما ابتغاء وجه الله، ختم له به دخل الجنة...... الخ (شرح الصدور في أحوال الموتى والقبور، ص: ۳۰۶، باب احسن الاوقات للموت، ط: دار المعرفة)

(مسند أحمد: ۶/ ۵۴۱، رقم الحديث: ۲۲۸۱۳، ط: دار احياء التراث العربي بيروت)

من وافق موته عند انقضاء رمضان، دخل الجنة... الحديث (التذكرة في احوال الموتى وامور الآخرة، ص: ۱۳۰، باب ماينجي المؤمن...... الخ باب منه، ط: دار الحديث قاهره)

(۱) ويقدم في الصلاة عليه السلطان) إن حضر (أونائبه...... ثم القاضي...... ثم إمام الحي) فيه إيهام، وذالك أن تقديم الولاة واجب وتقديم إمام الحي مندوب فقط، بشرط أن يكون أفضل من الولي، وإلافالولي أولى. (الدر المختار: ۲/ ۲۱۹، ۲۲۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في بيان من هو أحق بالصلاة على الميت، ط: سعيد)

السلطان أحق بصلاته...... ثم نائبه...... ثم القاضي...... ثم إمام الحي. =

محلہ کے امام نے اجازت کے بغیر جنازہ کی نماز پڑھادی

''اجازت کے بغیر جنازہ کی نماز پڑھادی'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۶۳/۱)

مخلوط قبرستان میں جنازہ پڑھنا

مسلم اور غیر مسلم کے مخلوط قبرستان میں مسلمان میت کے جنازے کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر وہاں کوئی جگہ صاف ہو، اور وہاں قبروں کے نشان نہ ہوں، اور آگے قبلہ کی جانب بھی کوئی قبر نہ ہو تو وہاں پر جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے۔ (۱)

مخلوط قبرستان میں دفن کرنا

اگر مسلمان میت کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی جگہ ہے، یا الگ جگہ میں دفن کرنے کا انتظام ہے تو مسلم اور غیر مسلم (یہود ونصاریٰ اور ہندومت، بدھ وغیرہ) کے قبرستان میں دفن کرنا مکروہ ہے۔

اور اگر مسلمانوں کا خاص قبرستان نہیں ہے، اور الگ کر کے دفن کرنے کی کوئی

= قول: ثم إمام الحي) المراد به إمام المسجد محلته لكن بشرط أن يكون أفضل من الولي، وإلا فالولي أولىٰ منه كما في النهر. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۵۸۸، ۵۸۹، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: قديمي)

(البحر الرائق: ۱۸۰/۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

(۱) تكره في أماكن كفوق كعبة وفي طريق ومزبلة ومجزرة ومقبرة.

قوله: ومقبرة)...... ولا بأس بالصلاة فيها إذا كان فيها موضع أعد للصلاة وليس فيه قبر ولا نجاسة كما في الخانية، ولا قبلته إلى قبر، حلية. (الدر مع الرد: ۳۷۹/۱، ۳۸۰، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، تكره الصلاة في الكنيسة، ط: سعيد)

وتكره الصلاة في المقبرة إلا أن يكون فيها موضع أعد للصلاة لا نجاسة فيه ولا قذر. (حاشية الطحطاوي على المراقي: ص: ۳۵۷، كتاب الصلاة، باب الإمامة، فصل: في المكروهات، ط: قديمي)

(البحر الرائق: ۳۳/۲، كتاب الصلاة، قبيل فصل: لما فرغ من بيان الكراهة في الصلاة، ط: سعيد)

جگہ نہیں ہے، تو مجبوری کی صورت میں مخلوط قبرستان میں دفن کرنے کی گنجائش ہوگی۔ (۱)

مخنث

اگر مسلمان خنثیٰ مر جائے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا فرض ہے۔ (۲)

مراد مانگنا

قبر والوں سے مرادیں مانگنا جائز نہیں ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔ (۳)

---

(۱) والأفضل الدفن فی المقبرة التی فیها قبور الصالحین. (الهندیة: ۱/۱۶۶، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن... الخ، ط: رشیدیه)

(الجوهرة النیرة: ۱/۱۳۳، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ط: قدیمی)

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ص: ۶۱۲، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۵/۲۷۱، کتاب الجنائز، فصل سادس: قبر، دفن اور اس کے متعلقات، عنوان: سکھ اور عیسائی کے قبرستان میں مسلمان کو دفن کرنا کیسا ہے؟، ط: دار الاشاعت)

(۲) وهی فرض علی کل مسلم مات. (الدر المختار: ۲/۲۱۰، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی؟، ط: سعید)

ویصلی علی کل مسلم مات بعد الولادة. (الهندیة: ۱/۱۶۳، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس فی الصلاة علی المیت، ط: رشیدیه)

(بدائع الصنائع: ۱/۳۱۱، کتاب الصلاة، باب صلوٰة الجنازة، فصل: وأما الکلام فی صلوة الجنازة. ط: سعید)

(۳) ولاأری أحدا ممن یقول ذالک إلا وهو یعتقد أن المدعو الحی الغائب، أوالمیت المغیب یعلم الغیب، أویسمع النداء، ویقدر بالذات أوبالغیر علی جلب الخیر ودفع الأذیٰ، وإلا لمادعاه ولافتح فاه. (روح المعانی: ۶/۲۰۷، المائدة: ۳۵، ط: مکتبه رشیدیه)

لم یشک أن الاستعانة بأصحاب القبور...... أمر یجب اجتنابه، ولایلیق بأرباب العقول إرتکابه. (روح المعانی: ۶/۲۰۷، المائده: ۳۵، ط: مکتبه رشیدیه)

إن ظن أن المیت یتصرف فی الامور دون الله تعالیٰ واعتقاده ذالک کفر. (الشامیة: ۲/۴۳۹، کتاب الصوم، قبیل باب الاعتکاف، ط: سعید)=

= (البحر الرائق: ۳/۲۹۸، کتاب الصوم، قبیل باب الاعتکاف، ط: سعید)

ولایطلب من المزور شیئا إلی غیر ذالک. (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة، ۱/۵۴۰، کتاب الصلاة، مباحث الجنائز، خاتمة فی زیارة القبور، ط: دار الفکر)

البتہ قبر والوں کے وسیلے سے دعا مانگنا جائز ہے۔(۱)

مرتد

اگر مرتد (اسلام سے پھر جانے والا) مر جائے تو اس کو غسل نہ دیا جائے۔ اور اگر اس کے مذہب والے اس کی نعش مانگیں تو ان کو نعش نہ دی جائے۔(۲)

مرتد کے جنازے کی نماز

اگر کسی سے کفر کا کلمہ سرزد ہوا، اور پھر اس نے توبہ کر لی اور اسلام کی تجدید کر لی، تو وہ مسلمان ہوگیا، اس کے جنازے کی نماز پڑھی جائے گی، اور اگر توبہ کر کے دوبارہ اسلام قبول نہیں کیا اور اسی حالت میں مرگیا تو وہ مرتد ہونے کی حالت میں مرا،

---

(۱) والتفصيل فی المسئلة أن التوسل بالمخلوق له تفاسير ثلاثة: الاول: دعائه واستغاثته كديدن المشركين وهو حرام اجماعا...... الثانی: طلب الدعاء منه...... ولم يثبت فی الميت بدليل فيختص هذا المعنی بالحی، والثالث: دعاء الله ببركة هذاالمخلوق المقبول، وهذا قد جوزه الجمهور، (بواد رالنوادر: ۲/۷۰۶، ۷۰۸، ط: اداره اسلاميات لاهور)

عندنا وعند مشايخنا رحمهم الله تعالیٰ: يجوز التوسل فی الدعوات بالانبياء والصالحين من الاولياء والشهداء والصديقين فی حياتهم وبعدوفاتهم بأن يقول فی دعائه: اللهم انی أتوسل اليك بفلان أن تجيب دعوتی وتقضی حاجتی إلی غير ذالك. (المهند علی المفند: ص: ۳۲، الجواب عن السوال الرابع، ط: مكتبة العلم)

إن التوسل بجاه غير النبی صلی الله عليه وسلم لابأس به ايضا إن كان المتوسل بجاهه مما علم أن له جاه عند الله تعالیٰ كالمقطوع بفلاحه وولايته. (روح المعانی: ۶/۴۰۷، المائدة: ۳۵، ط: مكتبه رشيديه)

(۲) أما المرتد فلايغسل ولايكفن وإنما يلقی فی حفيرة كالكلب ولايدفع إلی من انتقل إلی دينهم. (البحرالرائق: ۲/۱۹۱، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

وأما المرتد فيلقی فی حفرة كالكلب. وفی الرد: قوله: فيلقی فی حفرة) أی ولايغسل، ولايكفن ولايدفع إلی من انتقل إلی دينهم. (الدر مع الرد: ۲/۲۳۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، قبيل مطلب: فی حمل الميت، ط: سعيد)

(مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی: ص: ۶۰۱، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: قديمی)

اس کے جنازے کی نماز پڑھنا جائز نہیں۔(۱)

مرد کا کفن

☆......مرد کے کفن کے مسنون کپڑے تین ہیں:

۱-ازار: سر سے پاؤں تک، تقریباً اڑھائی میٹر۔

۲-چادر: (لفافہ) ازار سے لمبائی میں چار گرہ زیادہ۔ تقریباً پونے تین میٹر۔

۳-کرتہ: آستین اور کلی کے بغیر، گردن سے پاؤں تک تقریباً اڑھائی یا پونے تین میٹر، اس کو قمیص یا کفنی بھی کہتے ہیں۔

☆......مرد کو تین کپڑوں میں کفنانا مسنون ہے، لیکن اگر مرد کو دو کپڑوں: ازار اور چادر میں کفنا دیا تو بھی درست ہے اور اتنا کفن کافی ہے، اس سے کم کفن دینا مکروہ اور برا ہے، ہاں اگر مجبوری اور لاچاری ہو تو کم بھی درست ہے۔(۲)

(۱) وشرطها اسلام الميت)فلاتصح على الكافر للآية: ولاتصل على أحد منهم مات أبدا. (البحر الرائق: ۲/ ۱۷۹، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

(وشرائطها)ستة أولها (إسلام الميت))لأنها شفاعة وليست لكافر. (مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى، ص: ۵۸۱، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط: قديمى)

(الدر المختار: ۲/ ۲۰۷، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى صلاة الجنازة، ط: سعيد)

(۲) (وكفن الرجل سنة)ثلاثة أثواب(قميص)من أصل العنق إلى القدمين بلادخريص وكمين (وإزار) من القرآن إلى القدم (و)الثالث(لفافة)تزيد مافوق القرن والقدم ليلف فيها الميت...... والثانى) كفن كفاية للرجل، (إزار ولفافة)

قوله: والثانى كفن كفاية)أى مايكتفى به حال الاختيار بدون كراهة، وهو القدر الواجب، وفى الفتح: ويكره الاقتصار على ثوب واحد حالة الاختيار.

(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۵۷۵، ۵۷۷، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمى)

ويسن فى الكفن له إزار وقميص ولفافة...... وكفاية له إزار ولفافة، فى الاصح.

قوله: إزار...... الخ) هو من القرن إلى القدم، والقميص من أصل العنق إلى القدمين بلادخريص وكمين، واللفافة تزيد على مافوق القرن إلى القدم. قوله: وكفاية)أى الاقتصار على الثوبين له كفن كفاية...... وقال فى البحر: قالوا ويكره أن يكفن فى ثوب واحد حالة الاختيار لأن فى حالة حياته =

مرد کو غسل دینے کے لیے کوئی مرد نہ ہو

☆......اگر کوئی مرد ایسی جگہ پر مرجائے جہاں پر کوئی مرد غسل دینے والا نہ ہو، تو اس کو محرم عورت کپڑا لپیٹے بغیر، اور اگر غیر محرم ہو تو اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر تیمّم کرادے۔

☆......اگر کوئی مرد ایسی جگہ وفات پا جائے کہ جہاں پر عورتوں کے سوا کوئی مرد نہ ہو، اور بیوی بھی نہ ہو، تو میت کے غسل کا طریقہ جاننے والی عورتیں کسی بے نفس، معصوم طبع عورت کو میت کے غسل دینے کا طریقہ سکھا دیں اور پھر وہی عورت میت کو غسل دے، اور اگر ایسی بے نفس عورت موجود نہ ہو تو وہی عورتیں اپنے ہاتھوں پر کپڑا وغیرہ لپیٹ کر میت کے چہرے اور کہنیوں تک تیمّم کرادیں۔ اور پردہ کی جگہ دیکھنے سے اپنی آنکھیں بند رکھیں۔(۱)

= تجوز صلاته فی ثوب واحد مع الكراهة. (الدر مع الرد: ۲/ ۲۰۲، ۲۰۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی الكفن، ط: سعيد)

🗀 والكفن ثلاثة انواع: كفن السنة، وكفن الكفاية، وكفن الضرورة، وكل منها إما أن يكون للرجل أو المرأة، فكفن السنة للرجال والنساء قميص وإزار ومثله اللفافة...... وأما كفن الكفاية، فهو الاقتصار على الازار أو اللفافة...... وأما كفن الضرورة فهو مايوجد حال الضرورة ولو بقدر مايستر العورة، وإن لم يوجد شيء، يغسل، ويجعل عليه الاذخر إن وجد. (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۱۵، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، التكفين، ط: دار الفكر)

🗀 (البحر الرائق: ۲/ ۱۷۵، ۱۷۶، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

(۱) ماتت بين رجال أو هو نساء ييممه المحرم فإن لم يكن فالأجنبي بخرقة.

قوله: يممه المحرم)...... الخ وأفاد أن المحرم لايحتاج إلى خرقة لأنه يجوز له مس أعضاء التيمم بخلاف الأجنبي...... ثم أعلم أن هذا إذا لم يكن مع النساء رجل لامسلم ولا كافر ولاصبية صغيرة فلو معهن كافر علمنه الغسل لأن نظر الجنس أخف وإن لم يوافق فی الدين ولومعهن صبية لم تبلغ حد الشهوة وأطاقت غسله علمنها غسله لأن حكم العورة غير ثابت فی حقها. (الدر مع الرد: ۲/ ۲۰۱، كتاب الصلاة باب صلاة الجنازة، قبيل مطلب: فی الكفن، ط: سعيد)

وإذا مات الرجل بين نساء ليس معهن رجل ولا زوجة، فإن كان معهن قاصرة لاتشتهی علمنها الغسل وغسلته، وإن لم توجد قاصرة بينهن يممنه إلى مرفقيه مع غض بصرهن عن عورته، =

مرد کو کفنانے کا طریقہ

☆...... جب میت کو غسل دے دیا تو چارپائی بچھا کر تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ لوبان وغیرہ کی دھونی دے دے۔

☆...... پھر چارپائی پر پہلے لفافہ (چادر) بچھا کر اس پر ازار بچھا دے۔ پھر کرتہ (قمیص) کا نچلا نصف حصہ بچھا دے، اور اوپر کا باقی حصہ سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھ دے۔

☆...... پھر میت کو غسل کے تختے سے آہستگی سے اٹھا کر اس بچھے ہوئے کفن پر لٹا دے، اور دونوں ہاتھ پیٹ پر نہ رکھے، بلکہ دونوں ہاتھ سیدھے کر کے رانوں کے برابر کر دیے جائیں، اور قمیص کا جو آدھا حصہ سرہانے کی طرف سمیٹ کر رکھا تھا، اس کو سر کی طرف سے اس طرح الٹ دے کہ قمیص کا سوراخ (گریبان) گلے میں آجائے۔ اور پیروں کی طرف بڑھا دے۔

☆...... جب اس طرح قمیص پہنا دی تو غسل کے بعد جو "تہہ بند" یا کپڑا میت کے بدن پر ڈالا گیا تھا وہ نکال دے، اور اس کے سر اور داڑھی وغیرہ پر عطر وغیرہ کوئی خوشبو لگا دے، یاد رہے کہ مرد کو زعفران نہیں لگانی چاہیے۔

☆...... پھر پیشانی، ناک اور دونوں ہتھیلیوں اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کافور مل دے۔

☆...... اس کے بعد "ازار" کا بایاں پلہ (کنارہ) میت کے اوپر لپیٹ دے،

= (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ١/٥٠٥، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، حكم النظر إلى عورة الميت ولمسها، وتغسيل الرجال النساء، وبالعكس، ط: دار الفكر)

(المبسوط للسرخسي ٩/١٦٨، كتاب الاستحسان، جماع الحائض في الفرج، ط: مكتبه غفاريه)

(بدائع الصنائع: ١/٣٠٦، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: و أما الكلام في تكفينه، ط: سعيد)

پھر دایاں کنارہ لپیٹ دے، یعنی بایاں کنارہ نیچے اور دایاں کنارہ اوپر رہے۔

☆...... پھر اس کے بعد لفافہ (چادر) کو اس طرح لپیٹے کہ بایاں کنارہ نیچے اور دایاں کنارہ اوپر رہے۔

☆...... پھر کپڑے کی دھجی (ٹکڑے) لے کر کفن کو سر اور پاؤں کی طرف سے باندھ دے، اور بیچ میں سے کمر کے نیچے سے بھی ایک دھجی نکال کر باندھ دے۔ تاکہ ہوا سے اور ہلنے جلنے سے کفن کھل نہ جائے۔(۱)

(۱) (تبسط اللفافة) أولاً (ثم يبسط الإزار عليها ويقمص ويوضع على الإزار ويلف يساره ثم يمينه ثم اللفافة كذالك) ليكون الأيمن على الأيسر......

قوله: والقميص) أى الميت أى يلبس القميص بعد تنشيفه بخرقة كما مر. (الدر مع الرد: ۲/ ۲۰۴، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى الكفن، ط: سعيد)

🗀 وكيفية التكفين أن يبسط للرجل اللفافة ثم يبسط عليها إزار ثم يوضع الميت على الإزار ويقمص ويوضع الحنوط فى رأسه ولحيته وسائر جسده كذافى المحيط ولاباس بسائر الطيب غير الزعفران والورس فى حق الرجل كذافى الايضاح ويوضع الكافور على جبهته وأنفه ويديه وركبتيه وقدميه ثم يعطف الازار عليه من قبل اليسار ثم من قبل اليمين ثم اللفافة كذالك كذافى المحيط، وإن خيف انتشار الكفن يعقد بشئ...... وتجمر الاكفان قبل أن يدرج الميت فيها وتراً واحدة أوثلاثاأوخمساً. (الهندية، ۱/ ۱۶۱، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الثالث فى التكفين، ط: رشيديه)

🗀 الحنفية. قالوا: يندب اطلاق البخور فى ثلاثة مواضع، أحدها: عند خروج روح الميت، فمتى تيقن موته يوضع على مكان مرتفع - سرير أو دكة - وقبل وضعه على المكان المرتفع يبخر ذالك المكان ثلاث مرات أوخمسا، بأن تدار المجمرة - المبخرة - حول السرير ثلاثاً أوخمساً أوسبعاً، ولايزاد على ذالك ثم يوضع الميت عليه...... ثالثها: عند تكفينه بالصفة المتقدمة...... (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۰۸، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، اطلاق البخور عند الميت. وأيضا فيه: وكيفية التكفين أن تبسط اللفافة ثم يبسط عليهاإزار، ثم يوضع الميت على الإزار ويقمص ثم يطوى الإزار عليه من قبل اليسار، ثم من قبل اليمين...... وتربط فوق الاكفان وفوق القدمين. (۱/ ۵۱۵، التكفين، ط: دار الفكر)

🗀 (المحيط البرهانى: ۳/ ۶۶، ۶۷، كتاب الصلاة، الباب الثانى والثلاثون فى الجنائز، قسم آخر: فى كيفية التكفين، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية)

🗀 (تاتارخانيه: ۲/ ۱۱۲، كتاب الصلاة، الباب الثانى والثلاثون فى الجنائز، قسم آخر: فى كيفية التكفين، ط: قديمى)

مرد میت کو دفن کرتے وقت پردہ نہ کرے

مرد میت کو دفن کرتے وقت قبر پر پردہ نہیں کرنا چاہیے، ہاں اگر عذر ہو، مثلاً بارش برس رہی ہے، یا برف گر رہی ہو، یا دھوپ سخت ہو تو پھر پردہ کرنا جائز ہے۔(۱)

مرد نہ ہو تو عورتیں جنازہ کی نماز پڑھیں

اگر اتفاق سے جنگ، شورش یا کرفیو وغیرہ کی وجہ سے کوئی مرد ہی نہ ہو تو عورتیں تنہا تنہا ایک ساتھ جنازہ کی نماز پڑھیں، ایک کی فراغت کے بعد دوسری شروع نہ کرے۔

جنازہ کی نماز میں جماعت واجب نہیں، اس لیے عورتوں کے لیے جماعت نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ اور جنازہ کی نماز میں جماعت بھی بلا کراہت جائز ہے، اس صورت میں امام عورت صف کے وسط میں کھڑی ہو، مُردے کی طرف آگے نہ بڑھے۔(۲)

---

(۱) وإن كان رجلا لايسجى قبره عندنا وعند الشافعي رحمه الله تعالىٰ يسجى...... ولأصحابنا رحمهم الله تعالىٰ ماروى عن علي رضي الله عنه أنه مر بميت وقد سجي قبره فنزعه ،وقال: إنه رجل،...... ولأن مبنى حال الرجل على الانكشاف،فلايسجى قبره إلالضرورة وهي ضرورة دفع الحر أو الثلج أو المطر عن الداخلين في القبر. (المحيط البرهاني: ۹۱/۳ ،كتاب الصلاة،الباب الثاني والثلاثون في الجنائز ،نوع آخر:من هذاالفصل في القبر والدفن،ط:ادارة القرآن والعلوم الاسلامية)

(تاتارخانيه: ۱۲۸/۲ ،كتاب الصلاة،الباب الثاني والثلاثون في الجنائز ،نوع آخر:من هذا الفصل في القبر والدفن،ط:قديمى)

(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي:ص: ۶۱۰، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز ،فصل في حملها ودفنها،ط:قديمى)

(۲) ويكره(جماعة النساء)ولو التراويح في غير صلاة الجنازة (لأنها لم تشرع مكررة، فلو انفردن تفوتهن بفراغ إحداهن.

قوله: لأنها لم تشرع مكررة......الخ) قال في الفتح:وأعلم أن جماعتهن لاتكره في صلاة الجنازة لأنها فريضة وترك التقدم مكروه فدارالأمر بين فعل المكره لفعل الفرض أوترك الفرض لتركه فوجب الاول بخلاف جماعتهن في غيرها، ولو صلين فرادى فقد تسبق إحداهن فتكون صلاة الباقيات نفلاً والتنفل بها مكروه ،فيكون فراغ تلك موجبا لفساد الفرضية لصلاة الباقيات كتقييد الخامسة بالسجدة لمن ترك القعدة الأخيرة..... اه ومثله في البحر وغيره، ومفاده أن جماعتهن =

مردوں کو نفع پہنچتا ہے

زندوں کی دعاواستغفار، تلاوت، نفلی صدقات اور نفلی عبادات اور کسی بھی نیک کام کے ثواب سے مردوں کو نفع پہنچتا ہے، قرآن مجید کی آیات اور احادیث سے ثابت ہے۔(۱)

= فی صلاة الجنازة واجبة حيث لم يكن غيرهن، ولعل وجهه الاحتراز عن فساد فرضية صلاة الباقيات إذا سبقت إحداهن. وفيه أن الرجال لو صلوا منفردين يلزم فيها مثل ذالک، فيلزم عليه وجوب جماعتهم فيها مع أن المصرح به أن الجماعة فيها غير واجبة ..فتامل (الدر مع الرد: ۲/ ۵۶۵ ،کتاب الصلاة، باب الإمامة ،مطلب: إذاصلى الشافعي قبل الحنفي هل الأفضل الصلاة مع الشافعي أم لا؟ط:سعيد)

ومفاده أن جماعتهن فی صلاة الجنازة واجبة الخ)إنما يتم بإرجا ع ضمير لأنها فريضة للجماعة كما فعل فی حاشيةالبحروهو خلاف الظاهر بل هوراجع لصلاة الجنازة فإنهافرض كفاية على كل منهن ،قال السندی:نقلا عن شرح المنية:ويستحب أن يصلين منفردات وتجوز جماعتهن......اه. فمراد الفتح وغيره من الوجوب معناه اللغوی أی ثبت الاول ويكون مقدما على الترک لاعلى الانفراد المستحب.(تقريرات الرافعي: ۱/ ۷۲، كتاب الصلاة، باب الامامة، ط: سعيد)

(طحطاوی على المراقی: ص: ۳۰۴، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: فی الاحق بالامامة، ط:قديمی)

(البحرالرائق: ۱/ ۳۵۱،كتاب الصلاة،باب الامامة، ط:سعيد)

(۱) وأخرج ابو محمد السمرقندی فی فضائل"قل هو الله أحد"عن علی مرفوعا"من مر على المقابر وقرأ"قل هوالله احد"إحدى عشر مرة ثم وهب أجرها للاموات أعطى من الآجر بعددا لاموات. (شرح الصدور للسيوطی:ص:۱۳۵ ،باب فی قراء ة القرآن للميت أوعلى القبر،ط: مطابع الرشيد بالمدينة المنورة)

(التذكرة للقرطبی،ص:۶۶ ،باب ماجاء فی قراء ة القرآن عند القبر حالة الدفن، ط: دار الحديث قاهره)

وفی البحر:من صام أوصلى أوتصدق وجعل ثوابه لغيره من الاحياء والاموات جاز، ويصل ثوبها إليهم عند اهل السنة والجماعة كذا فی البدائع،ثم قال:وبهذا علم أنه لافرق بين أن يكون المجعول له ميتاأوحيا.(الشامية: ۲/ ۲۴۳ ،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی القراء ة للميت، وإهداء ثوابها إليه، ط:سعيد)

(بدائع الصنائع: ۲/ ۲۱۲ ،كتاب الحج، فصل: وأماالذی يرجع إلى النبات، ط:سعيد)

مردوں کی برائی بیان کرنے سے ان کو تکلیف ہوتی ہے

جاننا چاہئے کہ جس طرح دنیا میں ایک کو دوسرے سے آرام یا تکلیف پہنچتی ہے اسی طرح زندوں سے مردوں کو آرام اور تکلیف پہنچتی ہے، اگر کوئی شخص کسی کی شکایت کرے یا پیٹھ پیچھے اس کی غیبت کرے تو سن کر اس کو صدمہ اور رنج ہوتا ہے، اسی طرح مردوں کی برائی بیان کرنے سے ان کو تکلیف ہوتی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کئے ہیں کہ مردے کے حق میں جب کوئی بدخواہی کرتا ہے اور برائی بیان کرتا ہے تو فرشتے ان کو سناتے ہیں، اس سے ان کو صدمہ پہنچتا ہے، اسی واسطے حدیثوں میں مردہ کی برائی بیان کرنے کی بہت ممانعت آئی ہے، آدمی کو لازم ہے کہ جب کوئی مرجائے تو اس کی اچھائی اور بھلائی بیان کرے، اور برائیوں سے درگزر کرے، ان کا نام بھی نہ لے۔ (۱)

---

(۱) أخرج الديلمى ، عن عائشة أنّ النبىّ ﷺ قال : إنّ الميت يوذيه فى قبره مايوذيه فى بيته.

قال القرطبى : يجوز أن يكون الميت ، يبلغه من أفعال الأحياء ، وأقوالهم مايؤذيه ، بلطيفة يحدثها اللّٰه تعالىٰ لهم ، من ملك مبلغ ، أو علامة ، أو دليل ، أو ماشاء اللّٰه فذٰلك زجر عن سوء القول فى الأموات ، وقال يجوز أن يكون المراد به : أذى الملك له ، من التغليظ والتقريع ،تمحصا لما كان يأتيه من المعاصى .

وأخرج البخارى أن عائشة رضى اللّٰه عنها قالت : قال رسول اللّٰه ﷺ : لاتسبوا الأموات ، فإنّهم قد أفضوا إلى ماقدموا .

وأخرج النسائى : عن صفية بنت شيبة فقالت : ذكر عند النّبىّ ﷺ هالك بسوء ، فقال : لاتذكروا هلكاكم الا بخير .

وأخرج أبو داود والترمذى وابن أبى الدنيا عن ابن عمر رضى اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ اذكروا محاسن موتاكم ، وكفوا عن مساويهم .

وأخرج ابن أبى الدنيا عن عائشة۔ رضى اللّٰه عنها۔ قالت سمعت رسول اللّٰه ﷺ يقول: لاتذكروا موتاكم الا بخير أن يكونوا من أهل الجنة تأثموا، وإن يكونوا من أهل النّار فحسبهم ماهم فيه. (شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور: (ص: ۳۶۴، ۳۶۵) باب بتأذى الميت بما يبلغه عن الأحياء من القول فيه والنهى عن سبه وأذاه ، ط:المكتبة التوفيقية ، مصر)

مردوں کی ملاقات

مرنے کے بعد نیک روحوں کی آپس میں ملاقات ہوتی ہے، روایت میں ہے کہ مرنے والے کے پہلے مرے ہوئے رشتہ داروں کو ایسی خوشی ہوتی ہے، جیسے کوئی شخص کہیں سفر سے واپس آئے تو اس کے رشتہ داروں کو خوشی ہوتی ہے اور اس نئے آنے والے مردہ کی روح سے زندہ عزیزوں کے حالات دریافت کرتے ہیں، اور اس کے اچھے حالات سے خوش ہوتے ہیں اور برے حالات سے پریشان ہوتے ہیں۔(۱)

مردہ بچہ

مردہ پیدا ہونے والا بچہ والدین کی سفارش کرے گا۔(۲)

(۱) وأخرج ابن ابی الدنیا عن سعیدبن جبیر رضی الله عنه قال: إذامات المیت، استقبله ولده کما یستقبل الغائب، وأخرج عن ثابت البنانی ،قال: بلغنا أن المیت إذامات اختوسه أهله وأقاربه الذین قد تقدموه من الموتیٰ فلهو أخرج بهم، ولهم أفرح به من المسافر إذاقدم إلی أهله،شرح الصدور، ص: ۳۸،باب ملاقاة الأرواح للمیت إذاخرج روحه...الخ ،ط: مطابع الرشید بالمدینة المنورة)

(وقال سعید بن المسیب:إذامات الرجل، استقبله ولده کمایستقبل الغائب.(کتاب الروح: ص: ۴۹، المسألة الثانیة:هل تتلاقی أرواح الموتی وتتذاکر...... الخ،ط:دارالکتب العلمیة)

(التذکرة فی أحوال الموتی وأمور الآخرة:ص: ۴۹،باب ماجاء فی تلاقی الارواح فی السماء...... الخ، ط:دارالحدیث،قاهره)

(۲) عن علی قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم:إن السقط لیراغم ربه إذاأدخل أبویه النار فیسأل أیها الساقط المراغم ربه أدخل أبویک الجنة فیجرهما بسرره حتی یدخلهما الجنة.

وعن معاذ بن جبل عن النبی صلی الله علیه وسلم:والذی نفسی بیده إن السقط لیجر أمه بسرره إلی الجنة إذااحتسبته.(سنن ابن ماجه:ص: ۱۱۵،ابواب ماجاء فی الجنائز، باب ماجاء فیمن أصیب بسقط، ط:قدیمی)

(مشکاة المصابیح:ص: ۱۵۳،کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت، الفصل الثالث، ط: قدیمی)

(حاشیة الطحطاوی علی المراقی:ص:۵۹۸، ۵۹۹،کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:قدیمی)

مردہ بچہ پیدا ہوا

''بچہ مردہ پیدا ہوا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۱۳۸)

مردہ بچے پر جنازہ کی نماز پڑھنے کا حکم

حمل گر جانے کی صورت میں یا معمول کے مطابق ولادت میں مرا ہوا بچہ پیدا ہو اور پیدائش کے وقت زندگی کی کوئی علامت اس میں موجود نہ ہو، لیکن سارے اعضاء بن چکے ہوں تو اس بچے کو غسل بھی دیا جائے، اور نام رکھا جائے، لیکن باقاعدہ مسنون کفن نہ دیا جائے، اور جنازہ کی نماز بھی نہ پڑھی جائے بلکہ یوں ہی کسی ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔(۱)

مردہ پہچانتا ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

---

(۱) والایستهل (غسل وسمی)...... وفی النهر عن الظهيرية: وإذااستبان بعض خلقه غسل... وأدرج فی خرقة ولم يصل عليه...... وفی الرد: قوله: ولم يصل عليه)أی سواء كان تام الخلق أم لا. (الدر مع الرد: ۲۲۸/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب مهم: إذاقال إن شتمت فلاناً فی المسجد يتوقف علی كون الشاتم فيه، ط: سعيد)

(وإن لم يستهل غسل)وإن لم يتم خلقه(فی المختار)لأنه نفس من وجه (وأدرج فی خرقة وسمی (ودفن ولم يصل عليه. (مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی: ص: ۵۹۸، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز ،فصل: الصلاة عليه،ط: قديمی)

(البحر الرائق: ۱۸۸/۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

الحنفية ــ قالوا: إن السقط إذانزل حيا بأن سمع له صوت، أو رؤيت له حركة، وإن لم يتم نزوله وجب غسله، سواء كان قبل تمام مدة الحمل أوبعده، وأما إذانزل ميتا، فإن كان تام الخلق فإنه يغسل كذلک،وإن لم يكن تام الخلق ،بل ظهر بعض خلقه، فإنه لايغسل الغسل المعروف، وإنما يصب عليه الماء ،ويلف فی خرقة ،وعلی كل حال، فإنه يسمی، لأنه يحشر يوم القيامة. (كتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۵۰۳/۱، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز ، شروط غسل الميت، ط: دار الفكر)

فرمایا: میت غسل دینے والے، کفن پہنانے والے، اور لحد میں اتارنے والے کو پہچانتی ہے، مجاہد، عبدالرحمٰن اور عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ (۱)

مردہ پیدا ہونے والے بچے

☆...... جو بچہ ماں کے پیٹ سے ہی مرا ہوا پیدا ہوا، یعنی پیدا ہوتے وقت زندگی کی کوئی علامت نہیں پائی گئی، اس کو بھی مسنون طریقے سے غسل دے کر پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دے، البتہ اس پر جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی۔ (۲)

☆...... اسقاط کی صورت میں اگر کوئی عضو بن گیا ہے، مگر پورا جسم نہیں بنا ہے تو اس پر پانی بہا کر کپڑا لپیٹ کر کہیں بھی دفن کر کے زمین ہموار کر دی جائے گی اور کفن دفن میں مسنون طریقے کی رعایت نہیں کی جائے گی۔

☆...... اور اگر پورا جسم بن چکا ہے تو غسل، کفن، دفن سنت طریقے کے مطابق کرنا بہتر ہے، البتہ اس پر جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی۔

☆...... اور اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد مرا، یا آدھے حصے تک زندہ ہونے کی حالت میں نکلا، پھر مر گیا تو ان دونوں صورتوں میں سنت طریقے کے مطابق غسل اور

---

(۱) أخرج أحمد، والطبرانی فی الأوسط، وابن أبی الدنیا والمروزی، وابن منده، عن أبی سعید الخدری أنّ النبیّ ﷺ قال: إن المیت یعرف من یغسله ویحمله ویکفنه، ومن یدلّیه فی حفرته. (شرح الصدور بشرح حال الموتٰی والقبور: (ص: ۱۲۵) باب معرفة المیت من یغسله ویجهزه، وسماعه ما یقال فیه ومایقال له، والجنازة مارة، ط: المکتبة التوفیقیة، مصر)

🗀 وأخرج أبو الحسن بن البراء فی کتاب الروضة، بسند ضعیف عن ابن عباس، عن النبیّ ﷺ قال: ما من میت یموت الا وهو یعرف غاسله ویناشد حامله، ان کا بشرّ بروح و ریحان و جنة نعیم، أن یعجله، وان کان بشر ینزل من حمیم و تصلیة جحیم أن یحبسه. (شرح الصدور: (ص: ۱۲۵)

🗀 وأخرج ابن أبی الدنیا، عن مجاهد، قال: إذا مات المیت، فملک قابض نفسه، فما من شئ الا وهو یراه عند غسله وعند حمله، حتی یوصله إلی قبره. (شرح الصدور: (ص: ۱۲۵)

(۲) انظر الی الحاشیة السابقة، رقم: ۱. (والایستهل (غسل وسمی)......)

کفن دیا جائے گا، اس کے بعد جنازہ کی نماز پڑھ کر مسلمانوں کے قبرستان میں سنت کے مطابق دفن کیا جائے گا۔(۱)

مردہ جانور کی کھال فروخت کرنے والوں کی نمازِ جنازہ

جو مسلمان لوگ مردہ جانوروں کی کھال اتار کر دباغت کر کے فروخت کرتے

---

(۱) (وإن لم يستهل غسل)وإن لم يتم خلقه(فى المختار)لأنه نفس من وجه(وأدرج فى خرقة) وسمى (ودفن ولم يصل عليه)

قوله: وإن لم يستهل)مثله مااذااستهل فمات قبل خروج أكثر.قوله: وإن لم يتم خلقه)فيغسل وإن لم يراع فيه السنة،وبهذايجمع بين من أثبت غسله، وبين من نفاه فمن أثبته أرادالغسل فى الجملة، ومن نفاه أراد الغسل المراعى فيه وجه السنة.(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى:ص: ۵۹۸،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: قديمى)

(الدر مع الرد: ۲۲۸/۲،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب مهم:إذاقال إن شتمت فلانا فى المسجد....الخ ،ط:سعيد)

قال الرملى فى حاشية المنح بعد كلام،وحاصله:أنه إن لم يظهر من خلقه شىء فلاحكم له من هذه الاحكام وإذاظهر ولم يتم فلايغسل ولايصلى عليه ولايسمى...وإذاتم ولم يستهل أواستهل وقبل أن يخرج أكثره مات فظاهر الرواية لايغسل ولايسمى، والمختار خلافه كما فى الهداية، ولاخلاف فى عدم الصلاة عليه وعدم إرثه ويلف فى خرقة ويدفن وفاقا، وإذاخرج كله أو أكثره حيا ثم مات فلاخلاف فى غسله والصلاة عليه والتسمية....اه قلت: لكن قوله والمختار خلافه إنما هو فيمن لم يتم خلقه، أما من تم فلاخلاف فى أنه يغسل كماسيأتى تحريره فى الجنائز إنشاء الله تعالىٰ.(الشامية : ۳۰۲/۱،كتاب الطهارة،باب الحيض ،مطلب: فى احوال السقط واحكامه، ط: سعيد)

الحنفية۔۔ قالوا: إن السقط إذانزل حيا بأن سمع له صوت، أو رؤيت له حركة، وإن لم يتم نزوله وجب غسله، سواء كان قبل تمام مدة الحمل أوبعده، وأما إذانزل ميتا، فإن كان تام الخلق فإنه يغسل كذالك،وإن لم يكن تام الخلق ،بل ظهر بعض خلقه، فإنه لايغسل الغسل المعروف، وإنما يصب عليه الماء ،ويلف فى خرقة ،وعلى كل حال، فإنه يسمى، لأنه يحشر يوم القيامة(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۵۰۳/۱،كتاب الصلاة، مباحث الجنائز ، شروط غسل الميت، ط:دارالفكر)

ہیں ان کو ذلیل قوم سمجھا جاتا ہے، اگر ایسے لوگ مرجائیں تو ان کے جنازے کی نماز پڑھنا لازم ہے، کیونکہ یہ لوگ باغی اور ڈاکو وغیرہ نہیں ہیں۔(۱)

مردہ خواب میں جو کچھ بتائے وہ سچ ہے

ابن سیرین سے روایت ہے کہ مردہ خواب مین جو کچھ بتائے وہ سچ ہے کیونکہ مردہ ایسی جگہ رہتا ہے جہاں جھوٹ کا گزر نہیں۔(۱)

مردہ سلام کا جواب دیتا ہے

''مردے زیارت کرنے والوں کو پہچانتے ہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مردہ عورت کے ستر کی حد

اگر مردہ عورت کو عورت ہی غسل دے تو غسل دیتے وقت صرف ناف سے زانوں تک کپڑا ڈالنا کافی ہے، پورے بدن پر کپڑا ڈالنا ضروری نہیں ہے، کیونکہ

---

(۱) فكل مسلم مات بعد الولادة يصلى عليه صغيراً كان أو كبيرا ذكراً كان أو أنثى...... إلا البغاة وقطاع الطريق ومن بمثل حالهم لقول النبى صلى الله عليه وسلم: صلوا على كل بر وفاجر. (بدائع الصنائع: ۳۱۱/۱، كتاب الصلاة، باب صلوٰة الجنازة، فصل: وأما الكلام فى صلوة الجنازة. ط: سعيد)

وهى فرض على كل مسلم مات خلا) أربعة (بغاة وقطاع طريق.... الخ (الدر المختار مع الرد: ۲۱۰/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى؟ ط: سعيد)

الهندية: ۱۶۳/۱، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى صلاة الجنازة، ط: رشيديه)

(۲) قلت: قال أبو محمد خلف بن عمر ...... عن ابن سيرين، قال: ما حدثك الميت بشئ فى النوم فهو حق؛ لأنه فى دار الحق. (شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور؛ (ص: ۳۳۲) باب تلاقى أرواح الموتىٰ وأرواح الأحياء فى النوم، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

عورت کو عورت سے اس قدر پردہ ہے جتنا مرد کو مرد سے۔(۱)

مردہ کو خبر ہوتی ہے زیارت کرنے والے کے بارے میں

"زیارت کرنے والے کے بارے میں مردہ کو خبر ہوتی ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

مردہ کو کسی کی زمین میں دفن کرنا

"مملوکہ زمین میں مردہ کو دفن کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں!(۳۰۲/۲)

مردہ کی روح کے ساتھ سابقہ مردوں کی روحیں ملاقات کرتی ہیں

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مومن کی روح قبض کی جاتی ہے، تو اللہ کے نیک بندوں کی ارواح اس سے ملاقات کے لئے آتی ہیں، جس طرح دنیا میں خوشخبری لانے والے کی ملاقات کے لئے لوگ آتے ہیں، پھر آپس میں کہتی ہیں، ذرا اس کو فرصت دو آرام کرلے، یہ سخت مصیبت میں تھا، پھر پوچھتی ہیں کہ فلاں شخص کا کیا ہوا، اور فلاں نے نکاح کیا یا نہیں؟ جب اس آدمی کا حال پوچھتی ہیں جو مر گیا تو کہتا ہے کہ یہ تو مجھ سے پہلے مر چکا ہے تو

---

(۱) وتستر عورته الغليظة فقط على الظاهر)من الرواية(وقيل مطلقا)الغليظة والخفيفة (وصحح) صححه الزيلعي وغيره.

قوله: وصححة الزيلعي وغيره)..وفي الشرنبلالية :وهذا شامل للمرأة والرجل ،لأن عورة المرأة للمرأة كالرجل للرجل.(الدر مع الرد: ۱۹۵/۲ ،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب:في القراءة عند الميت، ط:سعيد)

(درالاحكام شرح غرر الاحكام: ۶۰/۱، ۱۶۱ ،كتاب الصلاة، باب الجنائز، ط:مير محمد كتب خانه)

(تبيين الحقائق: ۱۸/۶ ،كتاب الكراهية ،فصل:في النظر والمس، ط:دار الكتب الاسلامي)

وہ ارواح کہتی ہیں انا للہ و إنا إلیہ راجعون، اس کو نیچے کے ٹھکانے میں جگہ ملی وہ بہت بری جگہ ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے سب اعمال تمہارے عزیز و اقارب کو جو مر چکے ہیں دکھائے جاتے ہیں، اگر نیک اعمال ہیں تو وہ خوش ہوتے ہیں، اور کہتے ہیں اے اللہ! یہ تیرا فضل اور تیری رحمت ہے، اس پر اپنی نعمت زیادہ کر، اور اسی پر اس کا خاتمہ کر، اور جب برے لوگوں کے اعمال دکھائے جاتے ہیں تو کہتے ہیں اے اللہ! اس کو نیک عمل کی توفیق دے جس سے تو خوش رہے۔(۱)

مردہ کے بدن سے بدبو آنے کی وجہ

''بدن کا سڑنا اور گلنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱/۱۳۴)

مردے زیارت کرنے والے کو پہچانتے ہیں

حضرت عائشہ، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے جان پہچان والے مسلمان بھائی کی قبر کے پاس جاتا ہے اور سلام کرتا ہے تو مردہ اس کو پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے، اور اگر مردہ اس کو نہیں پہچانتا تھا تو بھی خوش ہوتا ہے اور سلام کا

---

(۱) أخرج ابن أبی الدنیا و الطبرانی فی الأوسط عن أبی أیوب الانصاری، أنّ رسول اللّٰہ ﷺ قال: إنّ نفس المؤمن إذا قبضت تلقاها أهل الرحمة من عباد اللّٰه، كما يلقون البشير من أهل الدنيا، فيقولون: انظروا صاحبكم يستريح ، فإنّه كان فی كرب شديد ثم يسألونه ما فعل فلان و فلانة؟ هل تزوجت؟ فإذا سألوه عن الرجل الّذی قد مات قبله ، فيقول: إنّه قد مات ذاک قبلی، فيقولون: إنّا للّٰه وإنّا إليه راجعون، ذُهب به إلى امه الهاوية، فبئست الأم وبئست المربية. وقال: إن أعمالكم ترد على أقاربكم وعشائركم من أهل الآخرة، فإن كان خيرا، فرحوا، واستبشروا وقالوا: اللّٰهم هذا فضلک ورحمتک، وأتم نعمتک عليه، وأمته عليها ويعرض عليهم عمل المسئ، فيقولون: اللّٰهم ألهمه عملا صالحًا ترضى به وتقربه إليک. (شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور: (ص: ۱۲۰) باب ملاقاة الأرواح للميت إذا خرجت روحه، واجتماعهم به وسؤالهم له، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

جواب دیتا ہے۔(۱)

مردے کو غسل دینے کی شرطیں

میت کو غسل دینا فرض ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں:

۱۔ میت مسلمان ہو۔ کافر کو غسل دینا فرض نہیں ہے۔

۲۔ میت ساقط شدہ یا کچا بچہ نہ ہو، کیوں کہ ساقط شدہ بچے کو غسل دینا فرض نہیں ہے۔

۳۔ جب تک میت کے جسم کا بیشتر حصہ یا نصف حصہ سر کے ساتھ نہ پایا جائے، اس کو غسل دینا فرض نہیں ہے، اگر اتنا نہ پایا جائے تو غسل دینا مکروہ ہے۔

۴۔ میت شہید نہ ہو، جسے اللہ کا نام بلند کرنے پر قتل کر دیا گیا ہو، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے شہداء کے متعلق فرمایا تھا: ''انہیں غسل نہ دو۔'' ان کا ہر زخم یا خون قیامت کے دن مشک کی طرح مہکتا ہوگا۔(۲)

---

(۱) أخرج ابن أبي الدنيا في كتاب القبور ، عن عائشة ـ رضي الله عنها ـ قالت قال رسول الله ﷺ : ما من رجل يزور قبر أخيه ويجلس عنده الا استأنس ورد عليه ، حتى يقوم .

وأخرج أيضًا والبيهقي في الشعب ، عن أبي هريرة رجي الله عنه قال : إذا مرّ الرجل بقبر يعرفه، فسلم عليه، رد عليه السلام و عرفه وإذا مرّ بقبر لايعرفه، فسلم عليه، رد عليه السلام.

وأخرج ابن عبد البر في الاستذكار والتمهيد ، عن ابن عبّاس ـ رضي الله عنه ـ قال : قال رسول الله ﷺ : ما من أحد يمر قبر أخيه المؤمن ، كان يعرفه في الدنيا ، فيسلم عليه الا عرفه ورد عليه السلام ، صححه عبد الحق .

وأخرج ابن أبي الدنيا في القبور والصابوني في المائتين عن أبي هريرة ـ رضي الله عنه عن النبيّ ﷺ قال : ما من عبد يمرّ على قبر رجل يعرفه في الدنيا ، فيسلم عليه ، الا عرفه وردّ عليه السلام . (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور : (ص: ۲۵۴) باب زيارة القبور و علم الموتى بزوارهم ، ورؤيتهم لهم ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

(۲) ويشترط لفريضة غسل الميت شروط،الأول: أن يكون مسلما، فلايفترض تغسيل الكافر، الثاني: أن لا يكون سقطاً فإنه لايفترض غسل السقط،الثالث: أن يوجد من جسد الميت مقدار...... الحنفية...... قالوا: لايفترض الغسل إلاإذا وجد من الميت أكثر البدن أووجد نصفه مع الرأس...... الرابع: =

مرض الموت

جس مرض میں آدمی کا انتقال ہو جائے اس کو ''مرض الموت'' کہتے ہیں۔ مرض الموت میں ایک تہائی سے زیادہ کسی کو ہبہ (گفٹ) یا وصیت کرنا معتبر نہیں ہے۔ اگر اتفاق سے ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت یا ہبہ کیا ہے تو وہ ایک تہائی تک ہی معتبر ہوگا، اس سے زیادہ پر نافذ نہیں ہوگا۔(۱)

مرض الموت میں خود فدیہ دینا

اگر میت اپنے مرض الموت میں خود اپنی نماز کا فدیہ ادا کرے گا تو یہ درست

= أن لایکون شهیداً قتل فی إعلاء کلمة الله ...... لقوله صلی الله علیه وسلم فی قتلی أحد" لاتغسلوهم، فإن کل جرح أو کل دم یفوح مسکا یوم القیامة،ولم یصل علیهم" رواه أحمد (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة، ۱/ ۵۰۳، ۵۰۴، کتاب الصلاة، مباحث الجنائز، شروط غسل المیت، ط: دارالفکر)

فالموتیٰ ضربان من یغسل ومن لایغسل...... والثانی ضربان من لایغسل إهانة وعقوبة کقتلی أهل البغی والحرب وقطاع الطریق وضرب لایغسل إکراما وفضیلة کالشهداء.(البحر الرائق: ۲/ ۱۷۴، کتاب الجنائز، ط:سعید)

ثم الموتیٰ علی مراتب:منهم من یصلی علیه ولایغسل ،وهو الشهید،...... ومنهم من لایغسل ولایصلی علیه، وهوالکافر الذی لیس له ولی من المسلمین.(الجوهرة النیرة، ۱/ ۱۲۴، کتاب الصلاة، باب الجنائز،ط:قدیمی)

وأما إذالم یظهر فیه خلق أصلاً ،فالظاهر أنه لایغسل.(حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۵۹۸، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط:قدیمی)

وإذالم یستهل أواستهل وقبل أن یخرج أکثره مات فظاهر الروایة لایغسل. (الشامیة: ۱/ ۳۰۳، کتاب الطهارة،باب الحیض،مطلب: فی أحوال السقط وأحکامه، ط:سعید)

(۱) وتجوز بالثلث للأجنبی...... وإن لم یجز الوارث ذلک، لاالزیادة علیه إلاأن تجیز ورثته بعد موته...... وهم کبار.(الدرالمختار،۶/ ۶۵۰، ۶۵۱،کتاب الوصایا، ط:سعید)

(البحر الرائق:۸/ ۴۶۱،کتاب الوصایا،ط:سعید)

الهندیة:۶/ ۱۳۲، کتاب الوصایا،الباب الثامن،مسائل شتی،ط:رشیدیه)

ولاتجوز هبة المریض ولاصدقته إلا مقبوضة، فإذا قبضت فجازت من الثلث، وإذامات الواهب قبل التسلیم بطلت.(الهندیة،۴/ ۴۰۰،کتاب الهبة،الباب العاشر فی هبة المریض، ط: رشیدیه)

نہیں ہوگا، لہٰذا اس پر وصیت کرنا واجب ہے، البتہ روزوں کا فدیہ خود اپنی طرف سے اپنے مرض الموت میں ادا کرنا جائز ہے بشرطیکہ فدیہ ادا کرنے کے بعد روزہ رکھنے کا موقع نہ ملے۔(۱)

مرض الموت میں " قل هو الله احد " پڑھنا

حضرت یزید بن عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے مرض الموت میں "قل هو الله احد" (سورۂ اخلاص) پڑھی اس پر قبر تنگ نہ ہوگی، اور وہ قبر کے بھینچنے سے محفوظ رہے گا۔ اور قیامت کے دن فرشتے اس کا ہاتھ پکڑ کر پل صراط پار کرا کر جنت میں پہنچا دیں گے۔(۲)

---

(۱) ولو فدى عن صلاته في مرضه لايصح بخلاف الصوم)...... وفي القنية: ولافدية في الصلاة في حالة الحياة بخلاف الصوم ،قلت: وجه ذالک أن النص إنما ورد في الشيخ الفاني: أنه يفطر ويفدى في حياته حتى إن المريض والمسافر إذا أفطر يلزمه القضاء إذا أدرک أياما آخر وإلا فلاشيء عليه. (الدر مع الرد: ۲/ ۷۴، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب: في بطلان الوصية بالختمات والتهاليل، ط: سعيد)

(البحر الرائق: ۲/ ۱۱۶، کتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ط: سعيد)

وفي اليتيمة :سئل الحسن بن علي رضي الله عنهما عن الفدية عن الصلاة في مرض الموت هل يجوز؟ فقال: لا، وسئل حمير الوبري وأبويوسف بن محمد عن الشيخ الفاني هل تجب عليه الفدية عن الصلوات كما تجب عليه عن الصوم وهو حي فقال: لا، كذا في التاتارخانية (الهندية: ۱/ ۱۲۵، کتاب الصلاة، الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت، مسائل متفرقة، ط: رشيديه)

(۲) روى أبونعيم من حديث أبي العلاء يزيد بن عبد الله بن الشجير عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأ قل هو الله أحد في مرضه الذي يموت فيه لم يفتن في قبره، وأمن من ضغطة القبر، وحمله الملائكة يوم القيامة بأكفها حتى تجيزه من الصراط إلى الجنة. (التذكرة في أحوال الموتىٰ وأمور الآخرة: ص: ۸۹، باب ماينجي من ضغطة وفتنته ط: دار الحديث قاهره)

(مجمع الزوائد: ۷/ ۳۰۵، رقم الحديث: ۱۱۵۳۸، کتاب التفسير، سورة "قل هو الله احد وماورد فيها من الفضل، ...... الخ، ط: دار الفكر)

(تفسير قرطبي: ۲۰/ ۲۳۰، رقم الحديث: ۶۵۳۲، سورة الاخلاص، ط: مكتبه رشيديه)

مرنے کے وقت اعمال پیش کیے جاتے ہیں

محمد بن علی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب آدمی مرنے کے قریب ہوتا ہے تو اس کے نیک اعمال اور برے اعمال کی صورت اس کے سامنے پیش کی جاتی ہے، تو وہ نیکیوں کو برابر دیکھتا رہتا ہے اور برائیوں کو دیکھ کر سر جھکا لیتا ہے۔

حسن رحمہ اللہ نے فرمایا جو فرشتے اعمال لکھتے تھے وہ مرتے وقت اس کے سامنے نیک اور بد اعمال پیش کرتے ہیں، نیک اعمال دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور برے اعمال کو دیکھ کر منہ بگاڑتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ينبأ الإنسان يومئذٍ بما قدّم وأخّر﴾ یعنی: انسان کو اس دن بتا دیا جائے گا جو کچھ اس نے پہلے کیا ہے اور جو کچھ پیچھے کیا ہے۔(۱)

مرنے والے کو تلقین کرنا

☆...... مرنے والے کے پاس "لا الٰہ الا اللہ" کے ساتھ "محمد رسول اللہ" بھی کہہ دے تو کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر صرف "لا الٰہ الا اللہ" کی تلقین پر اکتفا کرے تو یہ بھی جائز ہے۔

☆...... جب وہ ایک مرتبہ کلمہ پڑھ لے خاموش ہو جائے اس کے بعد تلقین نہ کرے، ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد دنیا کی پھر کوئی بات چیت کر لے تو پھر کلمہ کی

---

(۱) وأخرج ابن أبي الدنيا ، عن أبي جعفر محمد بن علي ، قال : ما من ميت يموت الا مثل له عند موته أعماله الحسنة ، وأعماله السيئة ، فيشخص إلى حسناته ، ويطرق عن سيئاته .

وأخرج عن الحسن في قوله تعالىٰ : ﴿ ينبأ الإنسان يومئذٍ بما قدّم وأخّر ﴾ قال : تنزل عند الموت عليه حفظته ، فتعرض عليه الخير والشر ، فإذا رأى حسنة بهش و اشرق ، وإذا رأى سيئة غضّ وقطّب . (شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور : (ص : ۱۰۸) باب من يحضر الميت من الملائكة وغيرهم ، وما يراه المحتضر الخ ، ط : المكتبة التوفيقية ، مصر)

تلقین کرے، جب وہ پڑھ لے تو خاموش ہوجائے۔ کیونکہ تلقین کا مقصد یہ ہے کہ اس کا آخری کلام کلمہ ہو۔

صحیح احادیث میں وارد ہوا ہے کہ: جس کا آخری کلام " لاالہ الا اللہ" ہوگا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

☆...... تلقین کا مطلب یہ ہے کہ مرنے والے کے پاس خود اتنی بلند آواز سے کلمہ پڑھتا رہے کہ نزع میں مبتلا شخص سن کر خود کلمہ پڑھ لے، یہ مطلب نہیں کہ اس سے کہا جائے کہ کلمہ پڑھو، کیونکہ اس صورت میں وہ انکار بھی کرسکتا ہے۔(۱)

مریض کا بیٹھ کر نماز پڑھنا

جو مریض کھڑے ہونے سے عاجز ہے، یعنی اگر کھڑا ہو تو گرجاتا ہے یا مرض بڑھ جانے یا اچھا نہ ہونے کا اندیشہ ہے یا بے حد تکلیف ہوتی ہے، اس کے لیے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے لیکن اگر کھڑے رہنے کی استطاعت ہے تو بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے، اگر تھوڑی دیر کھڑا رہ سکتا ہے تو اتنی دیر کھڑا رہے یہاں

---

(۱) (ويلقن) ندبا وقيل وجوباً(بذكرا لشهادتين...... عنده)قبل الغرغرة .....(من غير أمره بها) لئلا يضجر وإذا قالها مرة كفاه ولايكرر عليه مالم يتكلم ليكون آخر كلامه "لاإله إلاالله" قوله:ويلقن...الخ)لقوله صلى الله عليه وسلم:"لقنوا موتاكم "لاإله إلاالله"فإنه ليس مسلم يقولها عند الموت إلا أنجته من النار"ولقوله عليه الصلاة والسلام"من كان آخر كلامه لاإله إلاالله دخل الجنة" قوله:من غير أمره)أى من غير أن يقول له:قل:(قوله: لئلا يضجر)أى ويردها ،درر.(الدر مع الرد: ۲/ ۱۹۰، ۱۹۱ ،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى تلقين المحتضر الشهادة، ط: سعيد)

ولقن الشهادتين وصورة التلقين أن يقال عنده فى حالة النزع قبل الغرغرة جهراً وهو يسمع "أشهد أن لاإله إلاالله وأشهد أن محمد ارسول الله"ولايقال له:قل،ولايلح عليه فى قولها مخافة أن يضجر فإذاقالهامرة لايعيدها عليه الملقن إلاأن يتكلم بكلام غيرها.(الهندية: ۱/۱۵۷، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الاول فى المحتضر،ط:رشيديه)

(الجوهرة النيرة: ۱/۱۲۳ ،كتاب الصلاة،باب الجنائز،ط:قديمى)

تک کہ اگر کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہنے کی طاقت ہے تو تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہے پھر بیٹھ جائے، بعض مریض کھڑے ہو سکتے ہیں، پھر بھی بیٹھ کر تکبیر تحریمہ کہتے ہیں، یہ جائز نہیں ہے۔(۱)

واضح رہے کہ یہ حکم (کہ تھوڑی دیر بھی کھڑے ہونے کی طاقت ہے تو اتنی دیر کھڑا ہونا فرض ہے) فرض نماز کا ہے، نوافل بیٹھ کر پڑھنا جائز ہیں۔(۲)

مریض کا کام

۱-مریض کو چاہیے کہ مرض کے ماہر ڈاکٹر یا حکیم سے علاج کرائے اور صبر و تحمل سے ان کی ہدایات کے مطابق عمل کرے۔(۳)

---

(۱) (تعذر على القيام أو خاف زيادة المرض صلى قاعداً يركع ويسجد)......وفي المجتبى: حد المرض المسقط للقيام...... زيادة العلة أو إمتداد المرض أو استداده أو يجد به وجعاه. قيد بتعذر القيام أي جميعه لأنه لو قدر عليه متكئاً أو معتمداً على عصا أو حائط لا يجزئه إلا كذالك...... قال الهندواني: إذا قدر على بعض القيام يقوم ذالك ولو قدر آية أو تكبيرة ثم يقعد وإن لم يفعل ذالك خفت أن تفسد صلاته هذا هو المذهب ولا يروى عن أصحابنا خلافه. (البحر الرائق: ۲/ ۱۱۲، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ط: سعيد)

(الدر مع الرد: ۲/ ۹۵، ۹۶، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ط: سعيد)

(الهندية: ۱/ ۱۳۶، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ط: رشيديه)

(۲) ويجوز أن يتنفل القادر على القيام قاعداً بلا كراهة في الاصح. (الهندية: ۱/ ۱۱۳، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النفل، ط: رشيديه)

(ويتنفل قاعداً مع قدرته على القيام ابتداءً وبناءً) بيان أيضا لما خالف فيه النفل الفرائض والواجبات وهو جوازه بالقعود مع القدرة على القيام وقد حكى فيه إجماع العلماء. (البحر الرائق: ۲/ ۶۲، كتاب الصلاة، باب الوتر والنفل، ط: سعيد)

(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۴۰۲، ۴۰۳، كتاب الصلاة، باب النوافل، فصل: في صلاة النفل جالسا...... الخ، ط: قديمي)

(۳) وذكر مالك في مؤطئه عن زيد بن أسلم أن رجلا في زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم أصابه جرح فاحتقن الجرح الدم، وأن الرجل دعا رجلين من بني أنمار فنظر إليه فزعما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لهما: أيكما أطب؟ فقال: أوفي الطب خير يارسول الله؟ فقال: أنزل الدواء الذي أنزل الداء. =

۲- علاج کے ساتھ ساتھ صدقِ دل سے اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار بھی کرے۔(۱)

۳- علاج کے ساتھ ساتھ صدقہ خیرات بھی کرے، اور کارِ خیر میں حصہ بھی لے۔

صدقہ خیرات سے بلا ومصیبتیں دور ہوتی ہیں اور بیماری سے شفا بھی ہوتی ہے۔(۲)

۴- اگر کسی سے قطع تعلق کیا تھا تو اس سے صلہ رحمی کرے، بات چیت بند تھی تو اس کو جاری کرے، اور اگر بغض وعداوت تھی اس کو ختم کرے اور جس قدر ممکن ہو صلح صفائی کر کے معافی تلافی کر لے۔(۳)

= ففي هذاالحديث: أنه ينبغي الإستعانة في كل علم وصناعة بأحذق من فيها فالأحذق، فإنه إلى الإصابة أقرب.(زادالمعاد في هدية خير العباد: ۱۳۲/۴، فصل: في هديه صلى الله عليه وسلم في الارشاد إلى المعالجة أحذق الطبيبين، ط: مؤسسة الرسالة)

(۲) وروى عن علي مرفوعا: لكل داء دواء، ودواء الذنوب الاستغفار(مرقاة المفاتيح: ۳۴۵/۸، كتاب الطب والرقى، الفصل الاول، تحت رقم الحديث: ۴۵۱۵، ط: رشيديه)

(فيض القدير: ۵۹/۷، حرف اللام، ط: دارالحديث قاهره)

(۳) وعن علي رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بادروا بالصدقة، فإن البلاء لايتخطاها، رواه رزين.(مشكاة المصابيح: ص: ۱۶۷، كتاب الزكاة، باب الإنفاق وكراهية الإمساك، الفصل الثالث، ط: قديمي)

(مجمع الزوائد: ۲۸۴/۳، رقم الحديث: ۴۶۰۶، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة، ط: دارالفكر)

بادروا) أي الموت أو المرض أو غيركم (بالصدقة) باعطائها لمستحقه (فإن البلاء لا يتخطاها،) أي لايتجاوزها بل يقف دونها أو يرجع عنها.(مرقاة المفاتيح: ۳۸۸/۴، كتاب الزكاة، باب الإنفاق وكراهية الإمساك، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

(۳) عن محمد بن جبير بن مطعم عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لايدخل الجنة قاطع.(جامع الترمذي: ۱۳/۲، أبواب البر والصلة، باب ماجاء في صلة الرحم، ط: سعيد)

(صحيح البخاري: ۸۸۵/۲، كتاب الأدب، باب إثم القاطع، ط: قديمي)=

۵- عزیز، رشتہ دار، دوست احباب، ہمسایہ، ملازم اور عام مسلمانوں کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرے۔

۶- اور جس جس شخص سے اس کو رنجش، عداوت یا بغض ہو، اس سے معذرت کر کے معافی تلافی اور صفائی کر لے۔

۷- جن لوگوں کو اس کے ہاتھوں سے اذیت اور تکلیف پہنچی ہے، یا اس نے زندگی کے مشاغل میں کسی کی حق تلفی کی یا نقصان کیا ہے، تو ان سے اپنے قصور کی معافی مانگ لے اور معافی چاہنے میں کوئی عار اور شرمندگی محسوس نہ کرے، اور اگر وسعت ہو تو ان کے نقصان کا معاوضہ دے دے، اور جن لوگوں کا حق تلف کیا ہے ان کا حق ادا کر دے، اور اگر وسعت نہیں تو معاف کرا لے، کیونکہ شریعت نے مسلمانوں کو بتلایا ہے کہ حق تلفی بدترین گناہ ہے اور جب تک وہ لوگ جن کا حق تلف کیا گیا ہے وہ خود معاف نہ کریں، اللہ تعالیٰ اس جرم کو معاف نہیں کرتا، اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ کسی کا حق تلف نہ کرے، اور اگر ایسا کوئی جرم ہو گیا ہو تو زندگی ہی میں اس کو معاف کرا لے تا کہ آخرت کی پکڑ سے محفوظ رہے۔(۱)

= 🗁 قوله: لايدخل الجنة... الخ) في هذه الجملة محامل وتوجيهات ولي ههنا ظرافة تجري في أكثر المواضع وهي أن قاطع الرحم لايدخل الجنة مادام قاطعاً وإذا عذب وتكافأ فيدخل الجنة ولايكون إذاً قاطعاً فإنه دفع عنه ما كان على رقبته. (العرف الشذي: ۲/ ۱۳، ابواب البر والصلة، باب ماجاء في صلة الرحم، ط: سعيد)

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من استطاع منكم أن يقي وجهه النار ولو بشق تمرة فليفعل (جامع الترمذي: ۲/ ۱٦۷، ابواب صفة القيامة، باب ماجاء في شان الحساب والقصاص، ط: سعيد)

🗁 عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لتؤدن الحقوق إلى أهلها حتى تقاد الشاة الجلجاء من الشاة القرناء. (جامع الترمذي: ۲/ ۱٦۷، ابواب صفة القيامة، باب ماجاء في شان الحساب والقصاص، ط: سعيد)

🗁 باب اتقوا النار ولو بشق تمرة والعليل من الصدقة.

قال بعضهم: معناه أن أتقوا النار وإن بقي عليكم شق تمرة لأحد من ذوي الحقوق، فأدوه أيضا فإن هذا القدر من الحقوق أيضا يوجب النار، فاتقوها بأدائه، وقيل: إن النار إنما وجبت لأجل المعاصي، فخلصوا أنفسكم منها، =

ان باتوں پر عمل کرنے سے مریض کا دل ہلکا ہوجائے گا، بوجھ اتر جائے گا، مرض میں تخفیف ہوجائے گی، یا موت اس پر آسان ہوجائے گی۔

مریض کی عیادت

مریض کی عیادت وتسلی، اور اس کی خدمت اور ہمدردی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونچے درجے کا نیک عمل، اور ایک طرح کی مقبول ترین عبادت بتلایا ہے، اور مختلف طریقوں سے اس کی ترغیب دی ہے۔

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور اور معمول بھی تھا کہ مریضوں کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے، ان سے ایسی باتیں کرتے جن سے ان کو تسلی ہوجاتی اور ان کا غم ہلکا ہوتا، اللہ تعالیٰ کا نام اور اس کا کلام پڑھ کر مریض پر دم بھی فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔

چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرمایا ہے: بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، بیماروں کی عیادت کرو، اور جو لوگ ناحق قید کردیے گئے ہوں ان کی رہائی کی کوشش کرو۔"(۱)

= ولو بشق تمرة، فإن التصدق بمثله أيضا ينفعكم، فالموجب للنار فی الصورة الأولی إمساک شق التمرة، والنجاة بأدائها، والموجب لها فی الصورة الثانية معاصيه التی اقترفها، وشق التمرة لتخليص نفسه عنها، فالحاصل: أن فيه أن التصدق بمثل هذه مفيد لدفع النار، وليس فيه أن عدم التصدق به يوجب النار، وبينهما بون بعيد. (فيض الباری: ۲/ ۸، کتاب الزکاة، باب اتقوا النار ولو بشق تمرة...... ط: المکتبة الرشيديه)

قوله: ولو بشق تمرة) له معنيان أحدهما: فاتقوا النار ولا تظلموا أحداً ولو بشق تمرة، ثانيهما: اتقوها ولو بتصدق شق تمرة، لمعات (حاشية سنن الترمذی: ۲/ ۶۷، رقم الحاشية: ۶، ابواب صفة القيامة، باب ماجاء فی شان الحساب والقصاص، ط: سعيد)

وينبغی لکل مکلف الإکثار من ذکر الموت والإستعداد له بالتوبة ورد المظالم لاسيما المريض وطلب الدعاء له محبوب. (حاشية الطحطاوی علی المراقی: ص: ۵۵۸، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط: قديمی)

(۱) عن أبی موسی قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: أطعموا الجائع، وعودوا المريض =

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے برگزیدہ اصحاب کو یہ حکم دیا تھا کہ تم لوگ بیمار کی عیادت کیا کرو، اور جنازہ کے ہمراہ جایا کرو۔(۲)

مریض کے پاس دیر تک نہ بیٹھے

مریض کی عیادت کے لیے جانے کے بعد مریض کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھے، ہاں اگر بیمار اس کے پاس بیٹھنے سے خوش ہوتا ہو تو زیادہ دیر بیٹھنا بہتر ہے۔(۳)

مریض کے لیے لیٹ کر نماز پڑھنا

"لیٹ کر نماز پڑھنا" عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۲۳۶)

= وفكوا العانى" رواه البخارى(مشكاة المصابيح: ص: ۱۳۳، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض وثواب المريض، الفصل الاول، ط: قديمى)

(صحيح البخارى: ۲/۸۴۳، كتاب المرضىٰ، باب وجوب عيادة المريض، ط: قديمى)

(فيض القدير: ۶/۴۷، رقم الحديث: ۵۸۹۸، حرف الفاء، ط: دار الحديث قاهره)

(۲) عن البراء بن عازب قال: أمرنا النبى صلى الله عليه وسلم بسبع، ونهانا عن سبع، أمرنا: بعيادة المريض، واتباع الجنائز...... الحديث(مشكاة المصابيح: ص: ۱۳۳، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض وثواب المريض، ط: قديمى)

(صحيح البخارى: ۱/۱۶۵، ۱۶۶، كتاب الجنائز، باب الامر باتباع الجنائز، ط: قديمى)

(صحيح المسلم: ۲/۱۸۸، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة...... الخ، ط: قديمى)

(۳) عن أنس رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "العيادة فواق ناقة" وفى رواية سعيد بن المسيب مرسلا: أفضل العيادة سرعة القيام، رواه البيهقى فى شعب الايمان، (مشكاة المصابيح: ص: ۱۳۸، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض وثواب المريض، الفصل الثالث، ط: قديمى)

أفضل العيادة سرعة القيام) قال الطيبى: أى أفضل مايفعله العائد فى العيادة أن يقوم سريعاً...... ويستثنى منه ماإذاظن أن المريض يؤثر التطويل لنحو صداقة أوتبرك أوقيام بما يصلحه ونحو ذالك. (مرقاة المفاتيح: ۴/۵۳، ۵۴، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض وثواب المريض، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

ويستحب تخفيف العيادة وتقليلها ماأمكن، حتى لايثقل على المريض إلاإذا رغب فى ذالك. (فقه السنة: ۱/۳۱۱، الجنائز، عيادة المريض، ط: دار ابن كثير)

مزارات پر پیسے دینا

''پیسے دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱۸۹/۱)

مزارات سے مانگنا

☆...... بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضر ہونا، شریعت کے مطابق ان کو سلام کرنا اور ان کے لیے مغفرت کی دعا کرنا، اور قرآن شریف، درود اور استغفار وغیرہ پڑھ کر ان کی روح کو ثواب پہنچانا درست ہے، لیکن ان سے مانگنا جائز نہیں۔

اگر کچھ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ سے کرے، مثلاً: اس طرح کہے: ''اے اللہ ان بزرگ کی برکت سے میری حاجت پوری فرما۔'' ان بزرگوں سے یہ نہ کہے کہ آپ دعا کریں، یا میرا فلاں کام کردیں، بلکہ خود اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے مغفرت اور درجات کی بلندی کے لیے دعا کرے، حصن حصین میں ہے کہ نیک لوگوں کے وسیلہ سے دعا کرنا مستحب ہے، اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے دعا قبول فرماتے ہیں۔(۱)

---

(۱) والتفصيل في المسألة أن التوسل بالمخلوق له تفاسير ثلاثة: الأول دعائه واستغاثته كديدن المشركين وهو حرام إجماعا...... الثاني: طلب الدعاء منه...... ولم يثبت في الميت بدليل فيختص هذا المعنى بالحي، والثالث: دعاء الله ببركة هذا المخلوق المقبول، وهذا قد جوزه الجمهور، (بوادر النوادر: ۲/ ۷۰۶، ۷۰۸، ط: داره اسلاميات لاهور.

عندنا وعند مشايخنا رحمهم الله تعالىٰ: يجوز التوسل في الدعوات بالأنبياء والصالحين من الأولياء والشهداء والصديقين في حياتهم وبعد وفاتهم بأن يقول في دعائه: اللهم إني أتوسل إليک بفلان أن تجيب دعوتي وتقضي حاجتي إلى غير ذالک. (المهند على المفندص: ۳۲، الجواب عن السوال الرابع، ط: مكتبة العلم)

إن التوسل بجاه غير النبي صلى الله عليه وسلم لابأس به أيضا إن كان المتوسل بجاهه مما علم أن له جاه عند الله تعالىٰ كالمقطوع بصلاحه وولايته. (روح المعاني: ۶/ ۷، ۲۰، المائدة: ۳۵، ط: مكتبه رشيديه)

آداب الدعاء...... وأن يتوسل إلى الله تعالىٰ بانبيائه والصالحين من عباده. (حصن حصين: ۱/ ۲۳، آداب الدعاء، ط: مكتبه مجتبائى دهلوى)

☆...... قبروالوں سے اس عقیدہ کے ساتھ مراد مانگنا کہ ان کے پاس اختیارات ہیں، جیسا کہ عوام کا عقیدہ ہے، یہ درست نہیں، بلکہ اس میں کفر کا خوف ہے، اگر اللہ تعالیٰ سے ان کے ذریعے دعا کی جائے کہ: ''یا اللہ میرا فلاں کام فلاں بزرگ کی برکت سے پورا فرمادے'' تو یہ جائز ہے۔(۱)

مزارات کے چڑھاوے کا حکم

''چڑھاوا بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۳۰۱/۱)

مزار کے قریب مسجد

مزار کے قریب مسجد ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے، اگر نمازی کے سامنے قبر نہ ہو تو اس قبرستان میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) ولاأرى أحداممن يقول ذالک إلاوهو يعتقد أن المدعوالحی الغائب، أوالميت المغيب يعلم الغيب أويسمع النداء، ويقدر بالذات أوبالغير على جلب الخير ودفع الأذىٰ وإلا لما ادعاه، ولافتح فاه.(روح المعانی:۴۰۷/۶،المائدة:۳۵،ط:مکتبه رشيديه)

🗀 لم يشک أن الاستعانة بأصحاب القبور...... أمر يجب اجتنابه ،ولايليق بأرباب العقول إرتكابه. (روح المعانی:۴۰۷/۶،المائده:۳۵،ط:مکتبه رشيديه)

🗀 إن ظن أن الميت يتصرف فی الامور دون الله تعالیٰ واعتقاد ذلک كفر. (الشامية: ۴۳۹/۲، كتاب الصوم، قبيل باب الاعتكاف، ط:سعيد)

🗀 (البحر الرائق:۲۹۸/۲، كتاب الصوم، قبيل باب الاعتكاف،ط:سعيد)

🗀 انظر الى الحاشية السابقة، رقم: ۱ . (والتفصيل فی المسألة أن التوسل)

(۲) تكره فی أماكن كفوق كعبة...... ومقبرة.وفی الرد:قوله: ومقبرة)...... ولابأس بالصلاة فيها إذا كان فيها موضع أعد للصلاة وليس فيه قبر ولانجاسة كمافی الخانية ولاقبلته إلى قبر. حلية (الدر مع الرد: ۳۷۹/۱،۳۸۰،كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة،تكره الصلاة فی الكنيسة، ط: سعيد)

🗀 وتكره الصلاة فی المقبرة إلاأن يكون فيها موضع أعد للصلاة لانجاسة فيه ولاقذر.(حاشية الطحطاوی على المراقی:ص:۳۵۷،كتاب الصلاة، باب الإمامة، فصل: فی المكروهات ، ط: قديمی)

🗀 (البحرالرائق:۳۳/۲،كتاب الصلاة،قبيل فصل:لمافرغ من بيان الكراهة فی الصلاة، ط: سعيد)

مزدوری دینا لینا جنازہ اٹھانے کے لیے

"جنازے کی مزدوری دینا اور لینا" عنوان کے تحت دیکھیں! (۲۸۶/۱)

مسافر پر جنازہ کی نماز

جنازہ کی نماز فرضِ کفایہ ہے، اگر میت پر جنازہ کی نماز پڑھی جا چکی ہے تو مسافر کے لیے جنازہ کی نماز کا سوال ہی نہیں رہا، اور اگر جنازہ کی نماز نہیں پڑھی گئی، تو مسافر کے لیے بھی نماز میں شریک ہونا بہتر ہے، ہاں اگر اس کو کچھ دشواری ہے، یا اس کو جانے کی جلدی ہے، اور نماز میں تاخیر ہو تو یہ مسافر جنازہ کی نماز نہ پڑھنے سے بھی گناہ گار نہیں ہوگا، یہی حال دفن کرنے کا ہے، یعنی اگر گنجائش ہے تو دفن کرنے میں شریک ہو جائے ورنہ شریک نہ ہونے سے گناہ نہیں ہوگا۔ (۱)

---

(۱) لایصلی علی میت إلا مرة واحدة. (بدائع الصنائع: ۳۱۱/۱، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، بیان من یصلی علیه)

(تبیین الحقائق: ۳۴۰/۱، کتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: امدادیه ملتان)

(هندیة: ۱۶۳/۱، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس فی الصلاة علی المیت، ط: رشیدیه)

هذا هو حکم فرض الکفایة، فإنه یکون فرضا علی کل واحد واحد، لکن بحیث إن أدی بعض منهم سقط عن الباقین، وإن لم یؤد واحد منهم یأثم الجمیع بترک الفرض، وإن أدی الکل وجدوا ثواب الفرض. (عمدة الرعایة علی هامش شرح الوقایة: ۲۰۶/۱، رقم الحاشیة: ۱۶، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ط: سعید)

والصلاة علیه: أی علی المیت فرض کفایة بالإجماع. (الدر المختار: ۲۰۷/۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی صلاة الجنازة، ط: سعید)

الصلوات المفروضة علی نوعین: نوع هو فرض عین...... ونوع هو فرض کفایة: إذا ترکه الناس جمیعاً أثموا جمیعا، وإذا قام به البعض أثیب ذالک البعض وسقط الإثم عن الآخرین وهو صلاة الجنازة. (الکافی فی فقه الحنفی لوهبی سلیمان: ۳۱۵/۱، الصلاة وأحکامها، الفصل الرابع: (الجمعة الجنازة، ط: مؤسسة الرسالة)=

مسجد سے باہر میت ہو

''میت مسجد سے باہر ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۳۶۱/۲)

مسجد کا مزار کے قریب ہونا

''مزار کے قریب مسجد'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲۸۰/۲)

مسجد کی جھاڑو دینا

مرسل بن عبید بن مرزوق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک عورت تھی، وہ مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھی، جب وہ مرگئی، لوگوں نے اس کو دفن کردیا اور نبی ﷺ کو اس کی خبر نہ ہوئی، ایک مرتبہ آپ ﷺ اس کی قبر کی طرف سے گزرے، پوچھا یہ کس کی قبر ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہ فلاں عورت کی قبر ہے، آپ نے پوچھا: جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی، لوگوں نے کہا، ہاں! آپ ﷺ نے صف کو درست کیا اور سب لوگوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی، پھر آپ ﷺ نے عورت سے پوچھا: تو نے کون سا عمل اچھا پایا؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ کا

= عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من شهد الجنازة حتى يصلي عليه فله قيراط، ومن شهد حتى يدفن كان له قيراطان''، قيل: وما القيراطان؟ قال: ''مثل الجبلين العظيمين'' (صحيح البخاري: ١٧٧/١، كتاب الجنائز، باب من ينظر حتى يدفن، ط: قديمي)

فالدليل على وجوبه توارث الناس من لدن آدم صلى الله تعالى عليه وسلم إلى يومنا هذا مع النكير على تاركه، وذا دليل الوجوب إلا أن وجوبه على سبيل الكفاية حتى إذا قام به البعض سقط عن الباقين، لحصول المقصود. (بدائع الصنائع: ٣١٨/١، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: والكلام في الدفن في مواضع...... الخ، ط: سعيد)

دفن الميت فرض على الكفاية. (هنديه: ١٦٥/١، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في القبر والدفن...... الخ، ط: رشيديه)

(الدر المختار: ٢٠٧/٢، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في صلاة الجنازة، ط: سعيد)

کلام وہ سنے گی، آپ نے فرمایا: تم سے زیادہ وہ سنتی ہے، پھر عورت نے جواب دیا کہ مسجد کا جھاڑو دینا سب اعمال سے ہم نے افضل پایا۔(۱)

مسجد کے اضافی حصے میں جنازہ کی نماز پڑھنا

"اضافی حصے میں جنازے کی نماز پڑھنا" عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۸۰)

مسجد کے اوقاف میں مردہ دفن کرنا

☆......اگر کوئی کمرہ یا مکان یا زمین مسجد کے لیے وقف ہے تو وہاں مردہ دفن کرنا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے مسجد کے اوقاف میں میت کو دفن کیا ہے، تو حکومت یا عام مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ اس قبر کو اکھاڑ کر میت کو نکال دیں یا قبر کو زمین کے برابر کردیں تاکہ واقف کا مقصد فوت نہ ہو، اور اوقاف کو غیر اوقاف کے ساتھ مشغول کرنا لازم نہ آئے۔(۲)

---

(۱) وأخرج أبو الشيخ عن مرسل ابن عبيد بن مرزوق قال: كانت امرأة بالمدينة تقمّ المسجد، فماتت، فلم يعلم بها النبيّ ﷺ فمرّ على قبرها، فقال: ماهٰذا القبر؟ قالوا: أم محجن، قال: الّتى كانت تقمّ المسجد؟ قالوا: نعم، فصفّ النّاس، فصلّى عليها، ثم قال: أىّ عملٍ وجدتّ أفضل؟ قالوا: يا رسول اللّٰه! أتسمع؟ قال: ما أنتم بأسمع منها، فذكر أنّها أجابته، قمّ المسجد.
(تقمّ: أى تكنس وتنظف) شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور: (ص:۱۲۷ باب معرفة الميت من يغسله ويجهزه، وسماعه مايقال فيه، ومايقال له، والجنازة مارة، ط: المكتبة التوفيقية مصر)

(۲) حفر قبراً فدفن فيه آخر ميتا فهو على ثلاثة أوجه إن الارض للحافر فله نبشه وله تسويته وإن مباحة فله قيمة حفره وإن وقفا فكذالك.
وفى الرد: قوله: وإن وقفا فكذالك.)...... وهذا لو وقفت للدفن فلو على مسجد للزرع والغلة فكالمملوكة تأمل...... (الدر مع الرد: ۱۹۹/۶، ۲۰۰، كتاب الغصب، مطلب: فيمايجوز فيه دخول دار غيره بلاإذن منه، ط: سعيد)
(البحر الرائق: ۱۹۵/۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)
كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۵۳۷/۱، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، نبش القبر، ط: دار الفكر

☆...... اگر مسجد کے متولی نے مسجد کے اوقاف میں کسی کو دفن کیا ہے تو وہ خائن ہوگا، اور اس کو اس عہدہ سے ہٹانا لازم ہوگا۔(۱)

☆...... مسجد کی دیوار سے باہر زمین اگر مسجد اور اوقاف مسجد سے خارج ہے؟ تو اس میں قبر بنانا جائز ہے۔(۲)

مسجد کے صحن میں جنازہ کو رکھنا

''جنازے کو مسجد کے صحن میں رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۲۸۵)

مسجد کے فرش پر جنازہ کی نماز پڑھنا

مسجد کا فرش مسجد میں داخل، ہے اس میں بھی جنازہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہے،

---

(۱) (وینزع)وجوبا،(لو)الواقف...... فغیره بالأولی(غیر مأمون)...... أوظهر به فسق

قوله: لوالواقف)أی لوکان المتولی هوالواقف.(الدر مع الرد: ۳۸۰/۴،کتاب الوقف، مطلب: فیما یعزل به الناظر،ط:سعید)

وإذاکان الواقف غیر مأمون وقد شرط الولایة لنفسه یخرجه الحاکم عن الولایة وینزعه منه. (بزازیة علی هامش الهندیة: ۲۵۳/۶،کتاب الوقف، الثانی فی غصب المتولی ...... الخ، ط: رشیدیه)

(تبیین الحقائق: ۳۲۹/۳،کتاب الوقف،ط:امدادیه)

(۲) ویستحب فی القتیل والمیت دفنه فی المکان الذی مات فیه فی مقابر اولئک القوم.(حلبی کبیر: ص: ۶۰۷، فصل:فی الجنائز،ط:سهیل اکیڈمی)

(الهندیة: ۱۶۷/۱،کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل السادس، فی الدفن والقبر،ط:رشیدیه)

ولایدفن صغیرولاکبیر فی البیت الذی مات فیه...... بل ینقل إلی مقابر المسلمین. (الشامیة: ۲۳۵/۲،کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب:فی دفن المیت، ط: سعید)

الحنفیة:قالوا: تکرة الصلاة فی المقبرة إذاکان القبربین یدی المصلی ،بحیث لو صلی صلاة الخاشعین وقع بصره علیه أماإذا کان خلفه أوفوقه،أو تحت ماهو واقف علیه، فلاکراهة علی التحقیق .(کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة : ۲۷۹/۱،۲۸۰،مکروهات الصلاة،الصلاة علی فی المقبرة ،ط:داراحیاء التراث العربی،بیروت)

اس لیے جنازہ کی نماز مسجد سے باہر ہونی چاہیے۔(۱)

مسجد کے قریب خاص جگہ پر مردہ دفن کرنا

اگر مسجد کے قریب کوئی خاص جگہ مردوں کو دفن کرنے کے لیے بنادی گئی ہے تو وہاں مردہ دفن کرنا جائز ہے، بلکہ ایسی ہی خاص جگہ پر مردہ کو دفن کرنا چاہیے۔(۲)

مسجد میں بتّی کا انتظام کرنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی مسجد مین چراغ جلائے گا اللہ تعالیٰ اس کی قبر نورانی کرے گا، اور جو آدمی مسجد کو خوشبودار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر جنت کی خوشبو سے معطر کریں گے۔(۳)

---

(۱) وصلاة الجنازة فی المسجد الذی تقام فیه الجماعة مکروهة.(الهندیة: ۱/۱۶۵، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس فی الصلاة علی المیت، ط: رشیدیه)

(وتکره الصلاة علیه فی مسجد الجماعة.(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۵۹۵، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط: قدیمی)

(حلبی کبیر: ص؛ ۲۸۸، فصل: فی الجنائز، ط: سهیل اکیڈمی)

(۲) ویستحب فی القتیل والمیت دفنه فی المکان الذی مات فیه فی مقابر اولئک القوم.(حلبی کبیر: ص: ۶۰۷، فصل: فی الجنائز، ط: سهیل اکیڈمی)

(الهندیة: ۱/۱۶۷، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، فی الدفن والقبر، ط: رشیدیه)

ویستحب الدفن فی) مقبرة (محل مات به أوقتل).(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۶۱۳، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)

(۳) وأخرج أبو الفضل الطوسی فی "عیون الأخبار" بسندهٖ عن عمر مرفوعًا، من نور فی مساجد اللّٰه نورًا، نور اللّٰه له فی قبرهٖ، ومن أراح فیه رائحة طیبة، أدخل اللّٰه علیه فی قبرهٖ من روح الجنة. (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور: (ص: ۲۰۱) باب فظاعة القبر و سهولته، وسعته علی المؤمن، ط: المکتبة التوفیقیة، مصر)

مسجد میں جنازہ اس طرح پڑھنا کہ میت باہر ہو

''میت مسجد سے باہر ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۳۶۱/۲)

مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھنا

☆...... کسی عذر کے بغیر جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مَنْ صَلَّى جَنَازَةً فِي الْمَسْجِدِ فَلَاشَيْءَ لَهُ.'' (۱)

☆...... بخاری اور مسلم شریف وغیرہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی موت کی خبر سنائی پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر مسجد نبوی سے باہر تشریف لائے، اور اس کے قریب جنازہ کی نماز کے لیے جو مخصوص جگہ تھی وہاں پر صف بنا کر نماز پڑھائی۔ (۲)

☆...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائمی طور پر جنازہ کی نماز مسجد میں نہیں پڑھتے تھے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جنازے

---

(۱) عن أبی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى على جنازة فی المسجد فلاشیء له. (سنن ابی داود: ۱۰۱/۲، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الجنازة فی المسجد، ط: رحمانيه، و ۴۵۴/۲، ط: مير محمد)

(سنن ابن ماجه: ص: ۱۰۹، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی الصلاة على الجنازة فی المسجد، ط: قديمی)

(فيض القدير: ۱۶۸/۸، رقم الحديث: ۸۸۱۷، حرف الميم، ط: دار الحديث، قاهره)

(۲) عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: نعى لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم النجاشی صاحب الحبشة اليوم الذی مات فيه، فقال: ''استغفروا لأخيكم''، وفی رواية: نعى النجاشی فی اليوم الذی مات فيه وخرج إلى المصلى، فصف بهم وكبر أربعا.

(الصحيح للبخاری: ۱۶۷/۱، كتاب الجنائز، باب الرجل ينعى إلى أهل الميت بنفسه، ط: قديمی)

وفيه أيضا: ۱۷۷/۱، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الجنازة بالمصلى أو المسجد، ط: قديمی)

(الصحيح لمسلم: ۳۰۹/۱، كتاب الجنائز، فصل فی النعی للناس الميت، ط: قديمی)

مسجد میں لائے جاتے تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے باہر ہی جنازہ پڑھتے تھے، (۱) یعنی مسجد سے باہر اس کے لیے مستقل اور علیحدہ جگہ بنوائی گئی تھی اور یہ جگہ مسجد نبوی کے متصل مشرق کی جانب تھی۔ (۱)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مسجد پانچ نمازوں کے لیے بنائی جاتی ہے۔ اس میں بلا عذر جنازہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (۳)

☆......اگر مسجد میں جنازہ کی نماز بلا کراہت جائز ہوتی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے ایک اور مستقل جگہ نہ بنواتے، بلکہ مسجد ہی میں جنازہ کی نماز پڑھتے لیکن ایسا نہیں کیا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مستقل جگہ مسجد کی تعمیر ختم

---

(۱) ولم يكن من هديه الراتب الصلاة عليه في المسجد، وإنما كان يصلي على الجنازة خارج المسجد. (زاد المعاد: ۱/۴۸۱، بحث الصلاة على الجنازة في المسجد، ط: مؤسسة الرسالة)

▭ ما كانت الجنائز يدخل بها المسجد. (صحيح المسلم: ۱/۳۱۳، كتاب الجنائز، فصل: في جواز الصلاة على الميت في المسجد، ط: قديمي)

▭ (عمدة القارى: ۸/۱۷۰، كتاب الجنائز، باب الصفوف على الجنازة، ط: دار الفكر، بيروت)

(۳) عن ابن حبيب أن مصلى الجنائز بالمدينة كان لاصقاً بمسجد النبى صلى الله عليه وسلم من ناحية جهة المشرق. (فتح البارى: ۳/۲۵۶، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الجنائز بالمصلى والمسجد، ط: قديمي)

▭ (أوجز المسالك: ۴/۲۳۵، كتاب الجنائز، الصلاة على الجنائز في المسجد، ط: اداره تاليفات اشرفيه)

▭ (مرعاة المفتاح: ۵/۳۷۲، كتاب الجنائز، باب المشى بالجنازة، ط: ادارة البحوث والدعوة والافتاء)

(۳) وصلاة الجنازة فى المسجد الذى تقام فيه الجماعة مكروهة...... ولاتكره بعذر المطر ونحوه، (الهنديه: ۱/۱۶۵، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

▭ إنما تكره فى المسجد بلاعذر فإن كان فلا، ومن الاعذر المطر كمافى الخانية والاعتكاف كما فى المبسوط. (الشامية: ۲/۲۲۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة مطلب مهم: إذاقال إن شتمت فلانا فى المسجد يتوقف على كون الشاتم فيه، ط: سعيد)

▭ (حاشية الطحطاوى على المراقى: ص؛ ۵۹۵، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: قديمي)

ہوتے ہی جنازہ کی نماز پڑھنے کے لیے بنوائی تھی۔

طبقات ابن سعد میں اس کی تصریح موجود ہے۔(۱)

☆......حرمین شریفین میں جنازہ کی نماز ہونے سے غیر حرمین کے لیے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے، ایک وجہ یہ ہے کہ ان کا مسلک الگ ہے، جو ہم پر حجت نہیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ حرمین میں جنازہ کی نماز پڑھنے کے لیے باہر اتنی بڑی جگہ نہیں ہے، اس لیے وہاں مجبوری ہے۔(۲)

---

(۱) وقد ذكر ابن سعدفي الطبقات الكبير أن النبي صلى الله عليه وسلم بنى موضعاً للجنائز لاصقا بالمسجد بعد الفراغ من مسجد الشريف في السنة الاولى من الهجرة.(التعليق الصبيح: ۲/ ۲۳۹، كتا ب الجنائز ،باب المشي بالجنازة والصلاة عليها،الفصل الاول، ط:مكتبه عثمانيه لاهور)

🗀 عن ابي سعيد الخدري قال: كنا مقدم النبي صلى الله عليه وسلم المدينة إذحضر منا الميت أتيناه فأخبرناه فحضره واستغفرله حتى إذاقبض انصرف ومن معه ،وربما قعد حتى يدفن...... ثم قالوا: والله لوأنا لم نشخص رسول الله صلى الله عليه وسلم،وحملنا الميت إلى منزله حتى نرسل إليه، فيصلي عليه عند بيته لكان أرفق به وأيسر عليه، قال: ففعلنا ذالک، قال محمد بن عمر: فمن هناک سمي ذالک الموضع موضع الجنائز ،لأن الجنائز حملت إليه، ثم جرى ذالک من فعل الناس في حمل جنائزهم والصلاة عليها في ذالک الموضع إلى اليوم.(الطبقات الكبرىٰ لابن سعد: ۱/ ۲۵۷، ذكر الموضع الذي كان يصلي فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم على الجنائز، ط: دار صادر بيروت)

(۲) وتكره الصلاة عليه في مسجد الجماعة)...... وقيد بمسجد الجماعة لأنها لاتكره في مسجد أعد لها،وكذافي مدرسة ،ومصلى عيد...... وينبغي أن لايكون خلاف في المسجد الحرام فإنه موضع للجماعات، والجمعة والعيدين،والكسوفين والاستسقاء وصلاة الجنازة، (حاشية الطحطاوي على المراقي:ص:۵۹۵، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:قديمي)

🗀 الحنابلة: قالوا: تباح الصلاة على الميت في المساجد إن لم يخش تلويث المسجد وإلاحرمت الصلاة عليه وحرم إدخاله.(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۲۷،كتاب الصلاة، مباحث الجنائز،هل يجوز الصلاة على الميت في المساجد،ط:دارالفكر)

🗀 وأماالمسجد الحرام فمستثنى، كماصرح به ابن الضياء ،إذهوموضوع لأداء المكتوبات، والجمعة والعيدين وصلاة الكسوف والخسوف وصلاةالجنازةوالاستسقاء...... (فتح باب العناية بشرح النقاية للشيخ الملاعلى القاري الحنفي ،كتاب الصلاة،الصلاة على الميت، ۱/ ۴۴۸،

☆ ...... مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہے، اور نماز پڑھنے والے لوگ اجر سے محروم ہو جاتے ہیں اور اگر قبرستان میں مسجد ہو، اور اس میں پانچ وقت کی نماز نہ ہوتی ہو، اور وہ جنازہ کی نماز پڑھنے کے لیے ہی بنائی گئی ہو تو وہ مسجد حقیقت میں مسجد کے حکم میں نہیں ہے، اس میں جنازہ کی نماز درست ہے۔ (۱)

☆ ...... اگر عذر کے بغیر مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھ لی تو جنازہ کی نماز تو ادا ہو جائے گی۔ اور فرضِ کفایہ بھی ساقط ہو جائے گا، لیکن ثواب نہیں ملے گا۔ (۲)

مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھنے کی تین صورتیں ہیں

مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھنے کی تین صورتیں ہیں، اور ہمارے مذہب میں

(۱) وكرهت تحريما) وقيل (تنزيها في مسجد جماعةهو) أي الميت (فيه) وحده أو مع القوم (واختلف في الخارجة) عن المسجد وحده أو مع بعض القوم (والمختار الكراهة) مطلقا خلاصه، بناءً على أن المسجد إنما بني للمكتوبة وتوابعها...... لإطلاق حديث أبي داود من صلى على ميت في المسجد فلاصلاة له. (الدر المختار: ۲/ ۲۲۴، ۲۲۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في كراهة صلاة الجنازةفي المسجد، ط: سعيد)

🗀 (وأما المتخذ لصلاة جنازة أو عيد) فهو مسجد في حق جوازا لاقتداء...... لافي حق غيره به يفتى. (الدر المختار: ۱/ ۶۵۷، كتاب الصلاة، باب مايفسد ومايكره فيها، مطلب: في احكام المسجد، ط: سعيد)

🗀 (حاشية الطحطاوي على المراقي: ص؛ ۵۹۵، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: قديمي)

(۲) من صلى على ميت في المسجد فلاصلوٰة له.

قوله: فلاصلاة له) هذه رواية ابن أبي شيبة ورواية أحمد وأبي داود فلاشيء له" وابن ماجه "فليس له شيء "وروى "فلاأجر له" وقال ابن عبدالبر: هي خطأ فاحش، والصحيح "فلاشيء له"...... الخ وليس الحديث نهيا غير مصروف ولامقرونا بوعيد، لأن سلب الأجر لايستلزم ثبوت استحقاق العقاب...... لأنه علم قطعاًأنها صحيحة فهي مثل "لاصلاة لجار المسجد إلافي المسجد" (الدر مع الرد: ۲/ ۲۲۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب مهم: إذاقال إن شتمت فلاناً في المسجد يتوقف كون الشاتم فيه...... الخ، ط: سعيد)

🗀 (مرقاة المفاتيح: ۴/ ۴۵، كتاب الجنائز، باب المشي بالجنازة والصلاة عليها، الفصل الاول، ط: امداديه ملتان)

تینوں صورتیں مکروہ ہیں:

۱- جنازہ مسجد میں ہو اور امام ومقتدی بھی مسجد میں ہوں۔

۲- جنازہ باہر ہو اور امام مقتدی مسجد میں ہوں۔

۳- جنازہ، امام اور کچھ مقتدی مسجد سے باہر ہوں، اور کچھ مقتدی مسجد کے اندر ہوں۔

ہاں البتہ اگر کسی صحیح عذر، مثلاً: بارش، یا جگہ نہ ہونے کی وجہ سے جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھی جائے تو بلا کراہت جائز ہے۔(۱)

---

(۱) ولم يصلوا ركباناً...... ولافي مسجد)لحديث أبي داود مرفوعاً" من صلى على ميت في المسجد فلاأجر له وفي رواية فلاشيء له"أطلقه فشمل ما"إذاكانت الميت والقوم في المسجد أو كان الميت خارج المسجد والقوم في المسجدأو كان الايام مع بعض القوم خارج المسجد والقوم الباقون في المسجد أوالميت في المسجد والإمام والقوم خارج المسجد"وهو المختار...... كذا في الخلاصة.(البحر الرائق: ۱۸۶/۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)

وصلاة الجنازة في المسجد الذي تقام فيه الجماعة مكروهة سواء كان الميت والقوم في المسجد أوكان الميت خارج المسجد والقوم في المسجد أوكان الامام مع بعض القوم خارج المسجد والقوم الباقي في المسجدأوالميت في المسجد والإمام والقوم خارج المسجد هو المختار كذافي الخلاصة، ولاتكره بعذر المطر ونحوه.(الهندية: ۱۶۵/۱، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت، ط:رشيديه)

(وكرهت تحريما)وقيل (تنزيهافي مسجد جماعة هو)أي الميت(فيه)وحده،أومع القوم(واختلف في الخارجة(عن المسجد وحده أو مع القوم أومع بعض القوم (والمختار الكراهة)مطلقاً خلاصه.

قوله:أومع القوم)أي كلاأوبعضا بناء على أن أل. في القوم جنسية. .۱ه.قوله: مطلقا)أي في جميع الصورا لمتقدمة كمافي الفتح عن الخلاصة.

وفي الرد:تتمه:إنما تكره في المسجدبلاعذر،فإن كان فلا،ومن الأعذارالمطر كمافي الخانية والاعتكاف،كمافي المبسوط.(الدر مع الرد: ۲۲۴/۲، ۲۲۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة صلاة الجنازة في المسجد،ط:سعيد)

مسجد میں شوافع جنازہ کی نماز پڑھائیں

''شوافع مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھائیں'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۴۵۱/۱)

مسلمان ہونے کو ظاہر نہیں کیا

اگر کوئی غیر مسلم ہندو وغیرہ خفیہ طور پر مسلمان ہو گیا، نماز وغیرہ خفیہ طور پر ادا کرتا رہا، لیکن مسلمان ہونے کو لوگوں کے سامنے ظاہر نہیں کیا اور اپنے غیر مسلموں کے گھر میں رہتا رہا، اور اس کا انتقال ہو گیا تو جن لوگوں کو یہ بات معلوم ہے ان لوگوں پر اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور مسنون طریقے سے غسل اور کفن دے کر جنازہ کی نماز ادا کر کے قبرستان میں دفن کرنا لازم ہے، کیونکہ جب اس نے کلمۂ توحید پڑھ لیا اور اسلام کے احکام قبول کر لیے، تو وہ اللہ کے علم کے مطابق مسلمان ہے، اور لوگوں پر ضروری ہے کہ اس کو مسلمان سمجھیں، (۱) اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھیں۔ (۲)

---

(۱) والإيمان هو الإقرار) أي بلسانه بالتحقيق (والتصديق) أي بالجنان. (شرح فقه اكبر: ص: ۸۵، الإيمان هو التصديق والإقرار، ط: قديمي)

🗀 وشرطها إسلام الميت. (البحر الرائق: ۱۷۹/۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

🗀 (الدر المختار مع الرد: ۲۰۷/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في صلاة الجنازة، ط: سعيد)

(۲) فكل مسلم مات بعد الولادة يصلى عليه صغيراً كان أو كبيراً ذكراً كان أو انثى حراً كان أو عبداً إلا البغاة وقطاع الطريق ومن بمثل حالهم لقول النبي صلى الله عليه وسلم: صلوا على كل بر وفاجر. (بدائع الصنائع: ۳۱۱/۱، كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: وأما الكلام في صلاة الجنازة، ط: سعيد)

🗀 وهي فرض على كل مسلم مات. (الدر المختار مع الرد: ۲۱۰/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟، ط: سعيد)

🗀 (الهندية: ۱۶۳/۱، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

مسلمان ہونے کی علامت نہیں

جس نعش میں مسلمان ہونے کی کوئی علامت نہیں ہے، تو اس کو مسنون طریقہ کی رعایت کے بغیر نہلا کر کسی جگہ دفن کر دیا جائے۔

اور اگر کسی قرینہ سے دل گواہی دیتا ہو کہ مسلمان ہے تو غسل، کفن دے کر جنازہ کی نماز پڑھی جائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا جائے۔(۱)

مسلم اور غیر مسلم کی لاشیں مخلوط ہو جائیں

"لاشیں مخلوط ہو جائیں" عنوان کے تحت دیکھیں! (۲۲۹/۲)

مسواک

علماء نے فرمایا ہے: جو شخص مسواک زیادہ کرے گا اس کی روح آسانی سے نکلے گی اور جو شخص مرنے سے پہلے نیک عمل کرے گا اس کی بھی آسانی سے نکلے گی۔(۲)

---

(۱) فروع: لولم يدر أمسلم أم كافر ولاعلامة، فإن فى دارنا غسل وصلى عليه وإلالا.

(قوله: فإن فى دارنا) أفاد بذكر التفصيل فى المكان بعد انتفاء العلامة أن العلامة مقدمة وعند فقدها يعتبر المكان فى الصحيح لأنه يحصل به غلبة الظن...... وفيها أن علامة المسلمين أربعة الختان والخضاب ولبس الثواب وحلق العانة. (الدرمع الرد: ۲/ ۲۰۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى حديث" كل سبب ونسب منقطع إلاسببى ونسبى"، ط: سعيد)

(بدائع الصنائع: ۱/ ۳۰۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: وأماشرائط وجوبه، ط: سعيد)

ومن لايدر أنه مسلم أم كافر فإن كان عليه سيما المسلمين أوفى بقاع دارالاسلام يغسل وإلا فلا. (الهندية: ۱/ ۱۵۹، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الثانى فى الغسل، ط: رشيديه)

(۲) فائدة: ذكر جماعة من العلماء أنّ السواك يسهل خروج الروح واستدلوا بحديث عائشة رضى الله عنها فى الصحيح فى قصة سواك رسول الله ﷺ عند موته. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۵۳) باب من دنا أجله وكيفية الموت وشدته، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

مسئلہ بتانے کا ثواب

''قرآن پڑھایا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۱۵۲)

مشک کی خوشبو

حضرت عبداللہ بن غالب جہاد میں شہید ہوئے، جب دفن کئے گئے تو ان کی قبر سے مشک کی خوشبو پھیلی، پھر ان کے ایک دوست نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہاں ٹھکانہ ہے؟ کہا جنت میں، پوچھا کس عمل کی برکت سے؟ کہا میرا ایمان مضبوط تھا، اور میں تہجد پڑھا کرتا تھا، اور روزہ رکھتا تھا، پھر پوچھا تمہاری قبر سے کس چیز کی خوشبو آئی تھی؟ کہا قرآن کی تلاوت اور تہجد کی خوشبو تھی۔(۱)

مصنوعی دانت

اگر میت کے منہ سے مصنوعی دانتوں کا نکالنا مشکل ہو، اور زیادہ محنت کرنے میں میت کی بے حرمتی ہو تو منہ کے اندر ہی چھوڑ دیے جائیں، غسل اور دفن میں کوئی حرج نہیں ہوگا، کیونکہ مال کی حرمت سے میت کی حرمت وعزت زیادہ ہے۔(۲)

(۱) وأخرج أبو نعيم، عن المغيرة بن حبيب، ان عبد الله بن غالب الدانی قتل فی المعركة شهيدًا، فلما دفن أصابوا من قبره رائحة المسک فرآه رجل من إخوانه فی منامه، قال: ما صنعت؟ قال: خير الصنيع، قال: إلى ماصرت، قال: إلى الجنّة، قال: بم؟ قال: بحسن اليقين، وطول التهجد، وظمأ الهواجر، قال: فما هذه الرائحة الطيبة الّتی توجد من قبرک؟ قال: تلک رائحة التلاوة والظمأ. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۱۹۸) باب فظاعة القبور وسهولته و سعته على المؤمن، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

(۲) ولوبلع مال غيره ومات هل يشق قولان، والأولى نعم، فتح

قوله: والأولى نعم)لأنه وإن كان حرمة الآدمی أعلى من صيانة المال لكنه أزال احترامه بتعديه كما فی الفتح، ومفاده أنه لو سقط فی جوفه بلاتعد لايشق اتفاقاً.(الدرمع الرد: ۲/۲۳۸، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن الميت، ط:سعيد)

ولقد كرمنا بنی آدم وحملناهم فی البر والبحر.(القرآن)

اور اگر مصنوعی دانت فکس ہیں تو ان کے نکالنے کی کوشش بھی نہیں کرنی چاہیے، ورنہ میت کی بے حرمتی ہوگی۔(۱)

مصیبت پر صبر کرنا

شعب الإیمان میں روایت ہے کہ مطرف بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں ایک بار ایک قبرستان میں گیا، اور ایک قبر کے پاس دو رکعت نماز مختصر طور پر پڑھ کر سو گیا، اس قبر کے مردے نے کہا، تم نے دو رکعت نماز پڑھی، اور دل میں خیال کیا کہ بہت مختصر اور ہلکی پڑھی، میں نے کہا: ہاں! انہوں نے کہا کہ تم لوگ عمل کرتے ہو لیکن اس کی فضیلت نہیں جانتے، اور ہم لوگ یہ دو رکعت پڑھ سکتے تو یہ نماز ہمارے حق میں تمام دنیا سے افضل و بہتر ہوتی، پھر میں نے پوچھا: اس قبرستان میں کون لوگ ہیں؟ کہا سب کے سب مسلمان، اور سب نیکوکار ہیں، میں نے پوچھا، سب سے افضل کون ہے؟ تو اس نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا، میں نے اپنے دل میں کہا: یا اللہ! اس مردے کو ظاہر کرتا کہ میں اس سے بات کروں، اچانک قبر پھٹ گئی، اور اس سے ایک نوجوان نکلا، میں نے پوچھا آپ ان سب میں افضل ہیں؟ کہا: ہاں! یہ لوگ ایسا ہی کہتے ہیں، میں نے پوچھا کس عمل کی بدولت آپ نے ایسا درجہ پایا حالانکہ آپ کی عمر تو کم ہے، یہ گمان نہیں ہوتا کہ حج اور عمرہ اور جہاد اور دوسرے اعمال کے زیادہ کرنے سے آپ کو یہ درجہ ملا ہوگا؟ جواب دیا کہ: مجھ پر مصیبتیں بہت نازل ہوئیں اور

---

(۱) ولوبلع مال غيره ومات هل يشق قولان، والأولى نعم، فتح

قوله: والأولى نعم)لأنه وإن كان حرمة الآدمي أعلى من صيانة المال لكنه أزال احترامه بتعديه كما في الفتح، ومفاده أنه لو سقط في جوفه بلاتعد لايشق اتفاقاً.(الدرمع الرد: ۲/۲۳۸، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في دفن الميت، ط:سعيد)

ولقد كرمنا بني آدم وحملناهم في البر والبحر. (القرآن)

اللہ تعالیٰ نے مجھ کو صبر کی توفیق عطا فرمائی جس کے سبب سے مجھ کو یہ مرتبہ ملا۔(۱)

مظلوم کی مدد نہیں کی

"بے وضو نماز پڑھی تھی" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱/۱۵۸)

مغفرت طلب کرو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کے دفن سے فارغ ہوتے تو وہاں ٹھہرتے اور فرماتے: اپنے بھائی کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو، اور اس کے لیے ثابت قدمی کی دعا کرو، اب اس سے سوال کیا جائے گا۔(۲)

---

(۱) وأخرج ابن أبی الدنیا، والبیهقی فی الشعب، عن مطرف بن عبد الله، قال کنت بالمقبر، فصلیت قریبًا من قبر رکعتین خفیفتین، لم أرض اتقانهما، ونعست، فرأیتُ صاحب القبر یکلّمنی، فقال: رکعت رکعتین، لم ترض اتقانهما؟ قلت: قد کان ذٰلک، قال تعملون ولا تعلمون، ونعلم ولانستطیع أن نعمل؛ لأن أکون رکعت مثل رکعتیک أحبّ إلی من الدنیا بحذافیرها، فقلت: من ها هنا؟ قال: کلهم مسلم، وکلهم قد أصاب خیرًا، فقلت: من ها هنا أفضل؟ فأشار إلی قبر، فقلت فی نفسی: اللّٰهمّ أخرج إلیّ فأکلّمه، فخرج من قبرہٖ فتی شاب، فقلت: أنت أفضل من ها هنا؟ فقال: قد قالوا ذٰلک، قلت: فبأیّ شئ نلت ذٰلک، فوالله ما أری لک ذٰلک أنس، فأقول: نلت ذٰلک بطول الحج والعمرة والجهاد فی سبیل الله والعمل، قال: قد ابتلیت بالمصائب، فرزقت الصبر علیها، فبذٰلک فضلتم. (شرح الصدور بشرح حال الموتٰی والقبور: (ص: ۳۴۵، ۳۴۶) باب فی نبذ من أخبار من رأی الموتٰی فی منامهٖ، وسألهم عن حالهم فاخبروہ، ط: المکتبة التوفیقیة، مصر)

(۲) عن عثمان بن عفان رضی الله عنه قال: کان النبی صلی الله علیه وسلم إذافرغ من دفن المیت وقف علیه فقال: استغفروا لأخیکم وسلوا له التثبت، فإنه الآن یسأل. (سنن ابی داود: ۲/۴۵۹، کتاب الجنائز، باب الاستغفار عند قبر المیت فی وقت الانصراف، ط: میر محمد)

(مشکاة المصابیح: ص: ۲۶، کتاب الإیمان، باب اثبات عذاب القبر، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

وکان إذافرغ من دفن المیت قام علی قبرہ هو وأصحابه، وسأل له التثبت وأمرهم أن یسألوا له التثبت. (زادالمعاد، ۱/۵۲۲، فصل: وکان من هدیه صلی الله علیه وسلم أن لایدفن عند طلوع الشمس. ط: مؤسسة الرسالة)

مقروض کے جنازے کی نماز

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ آنے پر معلوم کرتے تھے کہ میت مقروض تو نہیں ہے۔ جب صحابۂ کرام میں سے کوئی قرض ادا کرنے کی ذمہ داری لے لیتے تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کی نماز پڑھاتے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور امتی کو یہ حق نہیں ہے کہ میت پر قرض ہے یا نہیں دریافت کرے، اگر ہے تو جنازہ پڑھانے سے انکار کرے۔ یہ حق صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا۔ (۱)

مکارم اخلاق

''تعزیت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۲۰۰)

مکان میں دفن کرنا

انبیاء کرام کے علاوہ کسی اور آدمی کو مکان میں دفن کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه أن رسول الله صلی الله عليه وسلم: كان يوتی بالرجل الميت عليه دين فيسأل: هل ترک لدينه من قضاء؟ فإن حدث أنه ترک وفاء صلی عليه وإلا قال صلی الله عليه وسلم: صلوا علی صاحبكم ولمافتح الله عليه الفتوح قال أنا أولی بالمؤمنين من أنفسهم فمن توفی وعليه دين فعلی قضاءه ومن ترک مالافهو لورثته. (الصحيح لمسلم: ۳۵/۲، كتاب الفرائض، فصل: فی اداء الدين قبل الوصية والإرث، ط: قديمی)

(الصحيح للبخاری: ۳۰۸/۱، كتاب الكفالة، قبيل كتاب الوكالة، ط: قديمی)

(جامع الترمذی: ۲۰۵/۱، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی الصلاة علی المديون، ط: سعيد)

إنما كان يترک الصلاة عليه ليحرض الناس علی قضاء الدين فی حيٰوتهم والتوصل إلی البراءة منها لئلا تفوتهم صلوٰة النبی صلی الله عليه وسلم. (شرح النووی علی الصحيح لمسلم، ۳۵/۲، كتاب الفرائض، فصل: فی اداء الدين قبل الوصية والإرث، ط: قديمی)

(۲) ولاينبغی أن يدفن الميت فی الدار...... لإختصاص هذه السنة بالأنبياء. (الدر المختار مع الرد: ۲۳۵/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن الميت، ط: سعيد)

ويكره الدفن فی البيت الذی مات فيه سواء كان صغيراً أو كبيراً لان ذالک خاص بالأنبياء. (حلبی كبير: ص: ۶۰۷، فصل: فی الجنائز، ط: سهيل اكيڈمی)

(مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی: ص: ۶۱۲، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها، ط: قديمی)

مکان میں قبر نکل آئی

اگر مکان وغیرہ کی بنیاد کھودتے وقت نعش نکل آئے تو اس نعش کو اسی جگہ رکھنا چاہیے، کیونکہ نعش کو ایک جگہ پر دفن کرنے کے بعد شدید ضرورت کے بغیر دوسری جگہ پر منتقل کرنا جائز نہیں ہے،(۱) ہاں اگر وہاں پر اس نعش کو رکھنا دشوار ہو اور بے حرمتی کا ڈر ہو، مثلاً: عین بنیاد میں وہ نعش ہے، یا اور کوئی ایسی ہی مجبوری ہے تو پھر اس کو منتقل کر کے کسی قبرستان میں دفن کر دینا درست ہے تا کہ میت کا احترام باقی رہے،(۲) دوسری جگہ دفن کرنے کے لیے دوبارہ جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی۔(۳)

---

(۱) ولایجو نقله) أی المیت(بعد دفنه)بأن أهیل علیه التراب...... للنهی عن نبشه والنبش حرام حقا للّٰه تعالیٰ.(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص:۶۱۴، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها،ط:قدیمی)

وأما نقله بعد دفنه فلامطلقاً.(الشامیة:۲/۲۳۹،کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب:فی دفن المیت، ط:سعید)

(حلبی کبیر:ص:۶۰۷، فصل:فی الجنائز، ط:سهیل اکیڈمی)

(۲) المیت بعد مادفن بمدة طویلة أوقلیلة لایسع إخراجه من غیر عذر ویجوز إخراجه بالعذر. (الهندیه: ۲/۴۷۰،کتاب الوقف،الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر....الخ، ط:رشیدیه)

میت دفن فی مکان ثم أراد أهله إخراجه عن ذالک المکان ودفنه فی موضع آخر بعد مدة طویلة أوقلیلة قال الفقیه أبوجعفر رحمه الله تعالیٰ:لایباح إخراجه بعد مادفن إلا بعذر والعذر أن یکون مدفوناً فی أرض مغصوبة ونحو ذالک.(الخانیة علی هامش الهندیة:۳/۳۱۴،کتاب الوقف، فصل: فی المقابر والرباطات، ط:رشیدیه)

(المحیط البرهانی:۹/۱۴۵، کتاب الوقف، الفصل الثانی والعشرون فی المسائل التی تعودإلی الرباطات والمقابر...... الخ،ط:ادارة القرآن)

(۳) لایصلی علی المیت إلا مرة واحدة.(بدائع الصنائع: ۱/۳۱۱، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، بیان من من یصلی علیه، ط:سعید

(تبیین الحقائق: ۱/۲۴۰،کتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: امدادیه)

(الهندیة: ۱/۱۶۳،کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس فی الصلاة علی المیت، ط:رشیدیه)

مکروہ اوقات میں جنازہ کی نماز پڑھنا

☆......واضح رہے کہ جنازہ کی نماز واجب ہونے کا سبب جنازہ کا حاضر ہونا ہے، لہٰذا اگر عین مکروہ وقت میں جنازہ حاضر ہو تو نماز کو موخر نہیں کرنا چاہیے، بلکہ افضل یہ ہے کہ فوراً نماز ادا کر لی جائے۔

☆......اور اگر جنازہ مکروہ اوقات سے پہلے آ چکا ہے تو اس صورت میں مکروہ اوقات میں جنازہ کی نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔

☆......فرق کی وجہ یہ ہے کہ پہلی صورت میں وجوب بھی ناقص ہوا اور ادا بھی ناقص ہوگی، اور دوسری صورت میں کامل طور پر واجب ہوئی تھی، اور ناقص طور پر ادا ہوئی، اس لیے مکروہ تحریمی ہوئی، بلکہ بعض فقہاء کے نزدیک بالکل صحیح نہیں ہوئی۔(۱)

---

(۱) وكره تحريما...... صلاة مطلقاولو قضاء أوواجبة أونفلا أوعلىٰ جنازة...... مع شروق...... واستواء ...... وغروب......(وسجدة تلاوة وصلاة جنازة تليت)االآيةفى كامل وحضرت) الجنازة، (قبل) لوجوبه كاملا فلايتأدى ناقصا، فلووجبتا فيها لم يكره فعلهما: أى تحريماً وفى التحفة: الأفضل أن لاتؤخر الجنازة.

قوله: وصلاة جنازة)فيه أنها تصح مع الكراهة،قوله:فلو وجبتا فيها)أى بأن تليت الآية فى تلك الاوقات أوحضرت فيها الجنازة.(الدرمع الرد: ۱/۳۷۰، ۳۷۱،كتاب الصلاة،قبيل مطلب: هل يشترط العلم بدخول الوقت، ط:سعيد)

🗀 ثلاث ساعات لاتجوز فيهاالمكتوبة ولاصلاة الجنازة ولاسجدة التلاوة إذاطلعت الشمس حتى ترتفع وعند الانتصاف إلى أن تزول وعند إحمرارها إلى أن تغيب....وهذا إذاوجبت صلاة الجنازة وسجدة التلاوة فى وقت مباح وأخرتاإلى هذاالوقت فإنه لايجوز قطعاً أمالووجبتا فى هذاالوقت وأديتا فيه جاز.(الهندية: ۱/۵۲، كتاب الصلاة، الباب الاول فى المواقيت..الخ، الفصل الثالث فى بيان الاوقات التى لاتجوز فيها الصلاة وتكره فيها،ط:رشيديه)

🗀 (بدائع الصنائع: ۱/۳۱۶،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: وأمابيان مايكره فيها، ط: سعيد)

ملبے میں دبنے والے کے جنازے کی نماز

اگر کوئی شخص ملبے کے نیچے دب کر مر جائے اور کوشش کے باوجود وہاں سے نکالا نہ جاسکے تو غسل نہ ہونے کی وجہ سے اس کے جنازہ کی نماز کے بارے میں اختلاف ہے، اگر غالب گمان یہی ہے کہ لاش پھٹی نہیں تو جنازہ کی نماز اس کے قریب پڑھ لینی چاہیے، اور اگر گمان غالب یہی ہے کہ لاش پھٹ گئی ہے یا شک ہے تو جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی۔(۱)

ملک الموت تعجب کرتا ہے

ملک الموت روزانہ ستر مرتبہ بندوں کے چہرے دیکھتے ہیں، پھر جب وہ بندہ ہنستا

---

(۱) وإن دفن وأهيل عليه التراب بغير صلاة أوبها بلاغسل أوممن لاولاية له صلى على قبره استحسانا مالم يغلب على الظن تفسخه من غير تقدير هو الاصح، وظاهره أنه لوشك فى تفسخه صلى عليه لكن فى النهر عن محمد رحمه الله تعالىٰ لا، كأنه تقديما للمانع،

قوله: أوبها غسل) هذارواية ابن سماعة والصحيح أنه لايصلى على قبره فى هذه الحالة لأنها بلاغسل غير مشروعة كذافى غاية البيان، لكن فى السراج وغيره قيل: لايصلى على قبره، وقال الكرخى: يصلى وهوالاستحسان لأن الأولىٰ لم يعتد بها لترك الشرط مع الإمكان والآن زال الإمكان فسقطت فرضية الغسل وهذايقتضى ترجيح الإطلاق وهوالأولى، نهر

تنبيه: ينبغى أن يكون فى حكم من دفن بلاصلاة من تردى فى نحو بئر أووقع عليه بنيان ولم يمكن إخراجه بخلاف مالو غرق فى بحر لعدم تحقق وجوده أمام المصلى تأمل

قوله: كأنه تقديما للمانع) الخبر محذوف: أى كأنه قال ذالك تقديما: أى دارالامر بين التفسخ المقتضى عدم الصلاة وبين عدمه الموجب لها، فاعتبرنا المانع وهو التفسخ، أقول: والحلية: نص عليه الاصحاب على أنه لايصلى عليه مع الشك فى ذالك ذكره فى المفيد والمزيد وجوامع الفقه وعامة الكتب، وعلله فى المحيط بوقوع الشك فى الجواز. اهـ. (الدر مع الرد: ۲/ ۲۲۴، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، قبيل: مطلب فى كراهة صلاة الجنازة فى المسجد. ط: سعيد)

(طحطاوى على الدر: ۱/ ۳۷۷، كتاب الصلاةِ باب صلاة الجنازة، ط: المكتبة العربية)

(التاتارخانية: ۲/ ۱۳۲، كتاب الصلاة، الباب الثانى والثلاثون فى الجنائز، نوع آخر فى الخطأ الذى يقع فى اللباب، ط: قديمى)

ہے جس کے پاس فرشتہ بھیجا گیا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: ابن آدم (آدم کی اولاد) پر تعجب ہے کہ مجھے تو اس کی روح قبض کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے لیکن وہ پھر بھی ہنس رہا ہے۔(۱)

ملک الموت کا اعلان

روزانہ جب دن نکلتا ہے تو ملک الموت اعلان کرتے ہیں: اے چالیس سال کی عمر والو! توشہ جمع کرنے کا وقت ہے، دیکھو تمہارے ذہن حاضر ہیں، اعضاء قوی اور مضبوط ہیں، اے پچاس سال والو! دیکھو پھل پکنے اور کھیتی کٹنے کا وقت قریب آ گیا ہے، اے ساٹھ سال والو! تم عذاب اور برے حساب کو بھول گئے؟ کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت کر لیتا؟ اور ڈرانے والا تمہارے پاس آ گیا تھا۔(۲)

ملک الموت کو جب دیکھتا ہے

''شجرۃ المنتھٰی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱/۴۴۶)

ملک الموت کون ہے؟

روایت میں آتا ہے کہ ملک الموت حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس گئے

---

(۱) وروی أبو هدبة ابراهيم بن هدبة قال: حدثنا أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ... ملك الموت لينظر فى وجوه العباد كل يوم سبعين نظرة قال: إذاضحك العبد الذى بعث إليه قال: يقول عجباً بعثت إليه لأقبض روحه وهو يضحك، والله اعلم. (التذكرة فى احوال الموتى وأمور الآخرة، ص: ٦١، باب ماجاء أن ملك الموت عليه السلام هو القابض لأرواح الخلق، ط: دار الحديث، قاهره)

(۲) فمامن يوم تطلع فيه شمس ولاتغرب إلا وملك الموت ينادى، ياأبناء الاربعين! هذاوقت أخذ الزاد، أذهانكم حاضرة وأعضاء كم قوية شداد، ياأبناء الخمسين! قد دنا وقت الأخذ والحصاد ياأبناء الستين! نسيتم العقاب وغفلتم عن ردالجواب فمالكم من نصير أولم نعمركم مايتذكر فيه من تذكر وجائكم النذير. (التذكرة فى أحوال الموتى وأمور الآخرة، ص: ٣٦، باب ماجاء فى رسل ملك الموت قبل الوفاة، ط: دار الحديث قاهره)

انہوں نے فرمایا: تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں وہ ہوں جو بادشاہوں سے بھی نہیں ڈرتا، جسے قلعے نہیں روک سکتے اور وہ رشوت قبول نہیں کرتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: پھر تو تم ملک الموت ہو؟ لیکن میں نے تو ابھی تک تمہاری ملاقات کی تیاری نہیں کی، انہوں نے کہا: اے داؤد علیہ السلام آپ کے فلاں پڑوسی کہاں ہیں؟ آپ کے فلاں رشتہ دار کہاں گئے؟ آپ کا فلاں ساتھی کہاں گیا؟ فرمایا: وہ سب مر گئے، ملک الموت نے کہا: کیا ان سب میں اس شخص کے لیے "عبرت کا سامان" نہیں تھا جو تیاری کرنا چاہے؟ (۱)

ملک الموت نماز تلاش کرتے ہیں

حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ملک الموت سب لوگوں پر نماز کے اوقات میں نظر دوڑاتے ہیں، اور جب موت کے وقت روح قبض کرنے آتے ہیں تو اگر میت نمازی ہے تو شیطان کو جو اس کے پاس ہے دفع کرتے ہیں، اور ایسے مشکل وقت میں اس کو " لا إلـه الا الله محمد رسول الله" سکھاتے ہیں، اس کے بعد روح قبض کرتے ہیں۔ (۲)

---

(۱) وروی أن ملک الموت دخل علی داود علیه السلام فقال من أنت؟فقال: من لا یهاب الملوک ولا تمنع منه القصور ولا یقبل الرشا،قال: فإذا أنت ملک الموت قال: نعم قال: أتیتنی ولم أستعد بعد؟ قال: یاداود أین فلان قریبک؟أین فلان جارک؟قال: مات قال أما کان لک فی هؤلاء عبرة لتستعد؟ (التذکرة فی أحوال الموتی وأمور الآخرة: ص: ۳۸،باب ماجاء فی رسل ملک الموت قبل الوفاة، ط: دارالحدیث قاهره)

(۲) قال جعفر بن محمد : بلغنی أنّه إنّما یتصفحهم عند مواقیت الصلاة فإذا نظر عند الموت فإن کان ممن یحافظ علی الصلوات الخمس دنا منه الملک، وطُرد عنه الشیطان ویلقنه الملک " لا إله إلاّ الله محمد رسول الله " فی ذلک الحال العظیم. (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور: (ص: ۶۳) باب ماجاء فی ملک الموت واعوانه، ط: المکتبة التوفیقیة، مصر)

مملوکہ زمین میں مردہ دفن کرنا

اگر کسی کی مملوکہ زمین میں مردہ دفن کرنا چاہے تو مالک سے اجازت لے کر دفن کرنا چاہیے، مالک کی اجازت کے بغیر مردہ دفن کرنا درست نہیں ہے۔ اگر بلا اجازت دفن کردیا تو زمین کے مالک کو قبر اکھاڑ کر میت کو نکال دینے یا قبر کو زمین کے برابر ہموار کردینے کا اختیار ہوگا۔(۱)

مملوکہ قبرستان

☆......اگر قبرستان وقف ہے تو جن برادریوں اور قبیلوں کے لیے وقف ہے وہ اپنے مردوں کو اس میں دفن کرسکتے ہیں اور قبرستان کے متولی کو انہیں منع کرنے کا حق حاصل نہیں ہے، متولی مستحق لوگوں کے حق کو باطل نہیں کرسکتا ہے۔(۲)

☆......جو زمین بادشاہ یا حکومت وقت نے کسی کو مالک بنا کردے دی، تو وہ اس زمین کا مالک بن گیا، پھر اس نے زمین کے ایک حصے کو صرف اپنی اولاد دفن کرنے کے لیے وقف کردیا تو یہ "وقف خاص" ہے، جب تک اس کی اولاد میں سے کوئی بھی زندہ رہے گا، دوسرے لوگوں کو اس میں میت دفن کرنے کا اختیار نہیں

---

(۱) ولایخرج منه بعد إهالة التراب إلالحق آدمی بأن یکون الارض مغصوبة أوأخذه بشفعة ویخیر المالک بین إخراجه ومساواته بالارض کما جاز زرعه والبناء علیها إذابلی وصار تراباً.
(الدر المختار: ۲/۲۳۸، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)
(تبیین الحقائق: ۱/۲۴۶، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ط: امدادیه ملتان)
(البحرالرائق: ۲/۱۹۵، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعید)

(۲) ثم لافرق فی الانتفاع فی مثل هذه الاشیاء بین الغنی والفقیر حتی جاز للکل النزول فی الخان والرباط والشرب من السقایة والدفن فی المقبرة. (الهندیة: ۲/۴۶۶، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر والخانات...... الخ، ط: رشیدیه)
(تبیین الحقائق: ۳/۳۳۱، کتاب الوقف، ط: امدادیه)
(المبسوط للسرخسی: ۱۲/۴۰، کتاب الوقف، ط: المکتبة الغفاریة)

ہوگا۔(۱)

اور اگر اس نے زمین کو میت دفن کرنے کے لیے وقف نہیں کیا، بلکہ اپنی ذاتی زمین میں اولاد کو دفن کرتا رہا تو کسی حالت میں بھی دوسروں کو میت دفن کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔(۲)

منکرات کی وجہ سے جنازہ کے پیچھے جانا نہ چھوڑے

”باجہ وغیرہ بجائے“عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۱۱۸)

منکرِ حدیث کی نمازِ جنازہ

احادیث مبارکہ کو حجت ماننا دین کی ضروریات میں سے ہے،اور اس کی حجیت کا انکار کرنا کفر ہے۔اور جنازہ کی نماز صحیح ہونے کے لیے میت کا مسلمان ہونا شرط ہے،اور حدیث کا منکر مسلمان نہیں ہے،اس لیے ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا، پڑھانا

---

(۱) قال الخصاف فی وقفه إذاجعل الرجل داره سكنی للغزاة...... لايسكنها أحد. (الهندية: ۱/ ۴۶۲، كتاب الوقف،الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر والخانات...... الخ ،ط:رشيديه)

(التاتارخانية: ۵/۵۸۸، كتاب الوقف،الفصل الثانی والعشرون فی المسائل التی تعود إلی الرباطات والمقابر...... الخ،ط:قديمی)

لايجوز التصرف فی مال غيره بلاإذنه ولاولايته.(الدرالمختار: ۶/۲۰۰، كتاب الغصب، مطلب: فيمايجوز من التصرف بمال الغيربدون إذن صريح،ط:سعيد)

(الإشباه والنظائرلابن نجيم: ص: ۲۷۶، كتاب الغصب، ط:قديمی)

(۲) ميت دفن فی أرض انسان بغير إذن مالكها كان المالک بالخيار إن شاء رضی بذالک وإن شاء أمر باخراج الميت وإن شاء سوی الارض وزرع فوقها.(الهندية: ۱/۴۷۲، كتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر والخانات...... الخ،ط:رشيديه)

(الخانية علی هامش الهندية: ۲/۲۱۴، كتاب الوقف،فصل:فی المقابر والرباطات، ط: رشيديه)

(الدرمع الرد: ۲/۲۳۸، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب :فی دفن الميت، ط: سعيد)

اور اس میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

منکر نکیر

ایک طویل حدیث میں منکر و نکیر کے بارے میں یہ ذکر ہے:......اس کے بعد اللہ تعالیٰ دو فرشتے قبر میں بھیجتا ہے، ان کی آنکھیں بجلی کی طرح چمکتی ہیں، ان کی آواز بجلی کی کڑک کے مثل ہے، ان کے دانت گائے کے سینگ کی طرح ہیں، ان کی سانس سے آگ کا شعلہ نکلتا ہے، ان کے تمام بدن پر بہت بال ہیں، ان کے دو مونڈھوں کے درمیان طویل فاصلہ ہے، ان کے دل میں مومنوں کے سوا اور کسی کے لئے رحم نہیں ہے، ایک کا نام ''منکر'' اور دوسرے کا نام ''نکیر'' ہے، دونوں کے ہاتھ میں اتنا بھاری گرز ہے کہ اگر تمام جن وانسان جمع ہو کر اٹھانا چاہیں تو نہ اٹھا سکیں، یہ دونوں فرشتے میت سے کہتے ہیں بیٹھ، وہ بیٹھتا ہے اور اس کا کفن کمر تک اتر جاتا ہے، پھر پوچھتے ہیں، تیرا رب کون ہے؟ اور تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرے نبی کون ہیں؟ میت کہتی ہے: میرا رب اللہ ہے، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور دین میرا اسلام ہے، اور نبی میرے محمد ﷺ ہیں، وہ خاتم الانبیاء ہیں، فرشتے کہتے ہیں: تو نے سچ کہا، پھر قبر کو چاروں طرف سے پھیلاتے ہیں اور کہتے ہیں اوپر دیکھ، جب میت اوپر نظر کرتی ہے تو جنت کو دیکھتی ہے، فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ کے دوست! یہ تیرا ٹھکانہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ اس وقت میت کے دل میں ایسی خوشی پیدا ہوگی جو کبھی نہ نکلے گی، پھر فرشتے کہیں گے نیچے دیکھ! جب میت نیچے نظر کرے گی تو دوزخ دیکھے گی، فرشتے

---

(۱) ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ......﴾ الآية [التوبة:]

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ......الآية﴾ [التوبة: ۱۱۳]

کہتے ہیں: اے اللہ کے دوست! تو نے اس سے نجات پالی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ اس وقت میت کے دل میں ایسی خوشی پیدا ہوگی جو کبھی ختم نہیں ہوگی پھر اس کے لئے جنت کے ستتر (۷۷) دروازے کھول دیئے جائیں گے جن سے جنت کی خوشبو اور ٹھنڈک قیامت تک آتی رہے گی۔(۱)

منکر ونکیر کی صورت

منکر ونکیر کی صورت سب جانداروں سے علیحدہ ہے، نہ آدمی کے مثل ہیں، نہ فرشتے کے، نہ جانور کے، نہ چوپایہ کے، بلکہ ان کی شکل نئی قسم کی ہے، جو کسی سے مشابہت نہیں رکھتی، ان میں محبت نہیں، جو کوئی ان کو دیکھے گا اپنے حواس میں نہیں

(۱) وأخرج أبو يعلى في مسنده، وابن أبي الدنيا من طريق يزيد الرقاشي عن أنس عن تميم الداري عن النبيّ ...... ويبعث الله ملكين، ابصارهما كالبرق الخاطف، وأصواتهما كالرعد القاصف وأنيابهما كالصايصي، وأنفاسهما كاللهب، يطآن في اشعارهما، بين منكبي كل واحد منهما مسيرة كذا وكذا قد نزعت منهما الرأفة والرحمة، إلا بالمؤمنين يقال لهما: منكر و نكير، في يد كل واحد منهما مطرقة، لو اجتمع عليها الثقلان لم يقلّوها، فيقولان له: اجلس، فيستوي جالسًا في قبره، فتسقط اكفانه في حقوَيه، فيقولان له: من ربّك؟ وما دينك؟ وما نبيك؟ فيقول: ربّي الله وحده لاشريك له، والإسلام ديني، ومحمد نبيّي، وهو خاتم النبيين، فيقولان له: صدقت، فيدفعان القبر، فيوسعانه من بين يديه ومن خلفه، وعن يمينه وعن يساره، ومن قبل رأسه ومن قبل رجليه، ثم يقولان له: انظر فوقك فينظر، فإذا هو مفتوح إلى الجنة، فيقولان له: هٰذا منزلك يا ولي الله، لما أطعت الله، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فوالّذي نفس محمد بيده، إنّه لتصل إلى قلبه فرحة لاترتد أبدًا، فيقال له: انظر تحتك، فينظر تحته، فإذا هو مفتوح إلى النّار، فيقولان: يا ولي الله، نجوت من هٰذا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: والّذي نفس محمد بيده، إنّه لتصل إلى قلبه عند ذٰلك فرحة لاترتد أبدًا، ويفتح له سبعة و سبعون بابًا إلى الجنة، ويأتيه ريحها وبردها، حتى يبعثه الله من قبره. (شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور: (ص: ۸۱) باب من يحضر الميت من الملائكة وغيرهم، وما يراه المحتضر، ومايقال له ومايبشر به المؤمن وينذر به الكافر، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

رہے گا، مگر مومن کے ایمان کے سامنے یہ فرشتے نرم بن جائیں گے اور مومن کو خوف نہیں ہوگا۔(۱)

منہ دکھانے کی رسم

غیر محرم عورت اور اجنبی مرد کا چہرہ دیکھنا جائز نہیں ہے، اور عورتوں کے لیے عورت کا اور مردوں کے لیے مردوں کا چہرہ دیکھنا جائز ہے، اسی طرح محرم عورت کا چہرہ دیکھنا بھی منع نہیں ہے۔(۲)

(۱) السابعة : قال الحكيم أيضًا : إنّما سميا فتاني القبر ؛ لأنّ في سؤالهما انتهارًا وفي خلقهما صعوبة ، وسميا منكرًا ونكيرًا ؛ لأنّ خلقهما لايشبه خلق الآدميين ولا خلق الملائكة ولا خلق البهائم ، ولا خلق الهوام ، هماخلق بديع ، وليس في خلقتهما إنس للناظرين إليهما ، جعلهما الله تكرمة للمؤمنين وتثبيتا ، وتبصرة ، وهتكًا لستر المنافق في البرزخ من قبل أن يبعث حتى يحل عليه العذاب ، قلت : وهذا يدلّ على أنّ الإسم منكر بفتح الكاف ، وهو المجزوم به في القاموس، وذكر ابن يونس من أصحابنا الشافعية ، أن اسم ملكي المؤمن مبشر و بشير . (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور :(ص : ۱۸۳) باب فتنة القبر وسؤال الملكين ، فصل فيه فوائد ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

(۲) عن ام سلمة أنها كانت عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وميمونة إذاأقبل ابن أم مكتوم فدخل عليه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم احتجبا منه فقلت يارسول الله!اليس هو اعمىٰ لايبصرنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أفعمياوان أنتما،لستما تبصرانه.(مشكاة المصابيح: ص: ۲۶۹ ،كتاب النكاح،باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورت،ا لفصل الثاني، ط: قديمى)

قال النووى رحمه الله تعالىٰ:نظر الرجل إلى المرأة الأجنبية حرام من كل شيء من بدنها، وكذلك نظر المرأةإلى الرجل سواء كان بشهوة أوبغيرها،وكذلك يحرم النظر ...... هذا هو المذهب الصحيح المختار عند المحققين، نص عليه الشافعي وحذاق أصحابه...... ومذهبنا ومذهب الجمهور أنه إنما يحرم النظرإذا كان على وجه الشهوة ،والذى ذكره إنما هو من باب الاحتياط فى الدين فإنه من رعى حول الحمى يوشك أن يقع فيه.(مرقاة المفاتيح: ۶/ ۲۵۲، كتاب النكاح،باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الاول، ط:رشيديه)

(شرح النووى على المسلم: ۱/۱۵۴ ، كتاب الحيض،باب تحريم النظر إلى العورات فيه، ط: قديمى

ويمنع زوجها من غسلها ومسها لامن النظر إليها على الاصح وهى تمنع من ذالك.(شامى: ۲/ ۱۹۸ ، باب صلاة الجنازة،قبيل مطلب فى حديث كل سبب ونسب منقطع إلاسببى ونسبى، ط: سعيد)

البتہ میت کا منہ دیکھنے کو اجر وثواب کا باعث سمجھنا بدعت ہے اور تصویریں لینا اور اخبارات میں شائع کرنا ناجائز ہے، مزید یہ کہ تاخیر کا سبب بنتا ہے، اور کبھی کبھار خدانخواستہ کوئی عیب یا کوئی تغیر پیدا ہو جائے اس کے افشا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے، اس لیے اس سے پرہیز بہتر ہے۔(۱)

موت

علماء کرام نے فرمایا ہے کہ موت بالکل مٹ جانے اور فنا ہو جانے کا نام نہیں ہے بلکہ موت کے یہ معنی ہیں کہ روح کا لگاؤ بدن سے کٹ جائے، اور دونوں میں جدائی ہو جائے اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلا جائے۔

حضرت بلال بن مسعود اور عمر بن عبدالعزیز رحمہما اللہ فرماتے ہیں: اے لوگو! تم لوگ فنا ہو جانے کے لئے پیدا نہیں کئے گئے، بلکہ تم لوگ ہمیشہ رہنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو، اور تم ایک گھر سے دوسرے گھر میں جاؤ گے، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: مومن کا تحفہ موت ہے، اور موت اس کے واسطے خوشبودار پھول ہے۔ (یعنی

---

(۱) عن عائشة رضی الله عنها، قالت: قال النبی صلی الله علیه وسلم: من أحدث فی أمرنا هذا مالیس منه فهورد. (صحیح البخاری: ۱/۳۷۱، کتاب الصلح، باب اصطلحوا علی صلح جور فهو مردود، ط: قدیمی)

من أصر علی أمر مندوب وجعله عزماولم یعمل بالرخصة، فقدأصاب منه الشیطان من الاضلال فیکف من أصر علی بدعة أومنکر. (مرقاة المفاتیح: ۲۶/۳، کتاب الصلاة، باب الدعاء فی التشهد، رقم الحدیث: ۹۴۶، ط: رشیدیه)

الاصرار علی المندوب یبلغه الی حدالکراهة، فکیف اصرار البدعة التی لااصل لها فی الشرع. (السعایة: ۲۶۵/۲، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، قبیل فصل: فی القراءة، ط: سهیل اکیڈمی

وفی الرد: بأنها أی: البدعة ماأحدث علی خلاف الحق الملتقی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم من علم أو عمل أو حال أو بنوع شبهة او استحسان وجعل دینا قویما وصراطامستقیما. (الشامیة: ۵۶۰/۱، ۵۶۱، کتاب الصلاة، باب الامامة، ط: سعید)

مرغوب چیز ہے)(۱)

کسی شخص نے حضرت کعب احبار سے پوچھا کہ وہ بیماری کون سی ہے جس کی کوئی دوا نہیں؟ انہوں نے کہا: موت!

زید بن اسلم کہتے ہیں کہ موت ایک بیماری ہے اور اس کی دوا صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے (یعنی جس وقت یہ منکشف ہو جاتا ہے کہ حق تعالیٰ مجھ سے خوش و راضی ہیں تو ساری تکلیف نزع کی جاتی رہتی ہے)(۲)

موت بہت خوفناک ہے

شداد بن اوس سے روایت ہے کہ مومن کے لئے دنیا اور آخرت کی تکلیفوں میں موت بہت خوفناک ہے اور اگر کوئی آرہ سے چیرا جائے یا قینچی ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے یا دیگ میں بند کر کے پکایا جائے، تو موت اس سے زیادہ تکلیف دینے والی

---

(۱) قال العلماء: الموت ليس بعدم محض، ولا فناء صرف، وإنّما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن، ومفارقة و حيلولة بينهما، وتبدل حال، وانتقال من دار إلى دار.

وأخرج أبو الشيخ في تفسيره، وأبو نعيم عن بلال بن سعد أنّه قال في وعظه: يا أهل الخلود، ويا أهل البقاء، إنّكم لم تخلقوا للفناء، وإنّكم خلقتم للخود والأبد، وإنّكم تنقلون من دار إلى دار.

وأخرج الحاكم في المستدرك، و الطبراني في الكبير وابن المبارك في الزهد، والبيهقي في شعب الإيمان عن عبد الله بن عمرو، قال قال رسول الله ﷺ: تحفة المؤمن الموت.

وأخرج الديلمي في مسند الفردوس من حديث جابر، ومثله وأخرج أيضًا عن الحسين بن علي، أنّ رسول الله ﷺ قال: الموت ريحانة المؤمن". (شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور: (ص: ٢٣) باب فضل الموت، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

(٢) وأخرج عن زيد بن أسلم، أنّ رجلاً قال لكعب الأحبار: ما الداء الّذي لا دواء له: قال: الموت، قال زيد بن أسلم: إنّ الموت داء، ودواؤه رضوان الله. (شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور: (ص: ٥٢) باب من دنا أجله و كيفية الموت و شدته، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

ہے، اور اگر مردہ قبر سے نکل کر موت کی تکلیف بیان کرے تو دنیا والوں کا جینا دشوار ہو جائے، اور وہ نیند و آرام کی لذت بھول جائیں۔ (۱)

موت پر صبر کا اجر وثواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میں کسی ایمان والے بندے (بندی) کے کسی پیارے کو اٹھا لوں، پھر وہ ثواب کی امید پر صبر کرے تو میرے پاس اس کے لیے جنت کے سوا کوئی معاوضہ نہیں۔ (۲)

موت سفر میں

''سفر میں موت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۴۲۳)

موت کو بھولنے والا

''موت کو زیادہ یاد کرنے والا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۳۱۰)

---

(۱) وأخرج ابن أبى الدنيا ، عن شداد بن اوس الصحابى رضى اللّٰه عنه قال : الموت أفظع هول فى الدنيا والآخرة على المؤمنين ، والموت أشد من نشر المناشير ، وقرض بالمقاريض و غلى فى القدور ، ولو ان الميت نشر ، فأخبر أهل الدنيا بألم الموت ، ما انتفعوا بعيش ، ولا لذّوا بنوم .
(شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور : (ص: ۵۰) باب من دنا أجله ، وكيفية الموت وشدته ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

(۲) عن أبى هريرة رضى الله عنه قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:يقول الله مالعبد المؤمن من جزاء إذاقبضت صفية من أهل الدنيا من احتسبه إلاالجنة.(صحيح البخارى: ۲/ ۹۵۰، كتاب الرقاق، باب العمل الذى يبتغى به وجه الله، ط:قديمى)

(مشكاة المصابيح:ص: ۱۵۰، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت،الفصل الثانى، ط: قديمى)

(الأذكار للنووى:ص: ۳۷۹، كتاب أذكار المرض و الموت،باب مايقوله من مات له ميت، ط: دارابن كثير)

موت کو زیادہ یاد کرنے والا

علماء فرماتے ہیں کہ جو موت کو زیادہ یاد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو تین کرامات سے نوازے گا:

۱۔ جلدی توبہ کی توفیق ملے گی،

۲۔ دل میں قناعت ہوگی، ہوس اور لالچ نہیں ہوگی،

۳۔ عبادت میں اطمینان اور دلجمعی ہوگی۔

اور جو شخص موت کو بھول جائیگا اس پر تین بلائیں نازل ہوں گی:

۱۔ اس کو توبہ کی توفیق نہیں ہوگی،

۲۔ تھوڑی چیز اس کو کفایت نہیں کرے گی،

۳۔ عبادت میں سستی کرے گا۔

تیمی نے کہا: دو چیزوں نے مجھ سے دنیا کی لذت ختم کر دی:

۱۔ موت کی یاد

۲۔ میدان حشر میں اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر حساب دینے کا ذکر۔(۱)

موت کو یاد کرنا چاہیے

''میت کی خبر ملے'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۳۵۰)

---

(۱) وقال بعضهم : من أكثر ذكر الموت أكرم بثلاثة أشياء : تعجيل التوبة ، و قناعة القلب ، ونشاط العبادة ، ومن نسى الموت عوقب بثلاثة أشياء : تسويف التوبة ، وترك الرضا بالكفاف ، و التكاسل فى العبادة .

وقال التيمى : شيئان قطعا عنى لذة الدنيا ، ذكر الموت و ذكر الوقوف بين يدى الله تعالىٰ . أخرجه ابن أبى الدنيا . (شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور : (ص: ۳۳، ۳۴) باب ذكر الموت والاستعداد له ،ط : المكتبة التوفيقية ، مصر)

موت کو یاد کرنے کا فائدہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ موت کو زیادہ یاد کیا کرو، اس لئے کہ اس سے گناہ صاف ہوجاتے ہیں، اور دنیا کی رغبت کم ہوتی ہے، اگر تم موت کو اپنی مالداری کے زمانے میں یاد کروگے تو یہ عیش (کی طغیانی) کو نکال دے گی، اور اگر تم تنگ دستی میں اس کو یاد کروگے تو یہ تم کو تمہاری موجودہ زندگی کی حالت پر قناعت پسند بنادے گی۔(۱)

☆ علماء نے فرمایا ہے کہ جو موت کو زیادہ یاد کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو تین کرامات سے نوازے گا:

۱۔ جلدی توبہ کی توفیق ملے گی،

۲۔ دل کو قناعت کی دولت نصیب ہوگی،

۳۔ عبادت میں اطمینان نصیب ہوگا، اور مزہ آئے گا۔

اور جو موت کو بھول جائے گا اس پر تین بلائیں نازل ہوں گی:

۱۔ اس کو توبہ کی توفیق نہیں ہوگی،

۲۔ تھوڑی چیز اس کو کفایت نہیں کرے گی،

۳۔ اور عبادت میں سستی کرے گا۔(۲)

---

(۱) وأخرج ابن أبی الدنیا عن أنس رضی اللّٰہ عنه عن النبیّ ﷺ أکثروا ذکر الموت، فإنّه یمحص الذنوب، ویزهد فی الدنیا، فإن ذکرتموہ عند الغنی هدمه، وإن ذکرتموہ عند الفقر أرضاکم بعیشکم. (شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور: (ص: ۳۲) باب ذکر الموت والاستعداد له، ط: المکتبة التوفیقیة، مصر)

(۲) وقال بعضهم: من أکثر ذکر الموت أکرم بثلاثة أشیاء: تعجیل التوبة، و قناعة القلب، ونشاط العبادة، ومن نسی الموت عوقب بثلاثة أشیاء: تسویف التوبة، وترک الرضا بالکفاف، و التکاسل فی العبادة. (شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور: (ص: ۳۳، ۳۴) باب ذکر الموت والاستعداد له، ط: المکتبة التوفیقیة، مصر)

موت کی تفصیلات

''موت کی سختی'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۳۱۲/۲)

موت کی تمنا نہ کرے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی پر مصیبت پڑے تو موت کی تمنا ہرگز نہ کرے، اور مجبوری ہو تو اس طرح کہے: اے اللہ! جب تک زندگی میرے حق میں بہتر ہے تو زندہ رکھ، اور جب مرنا میرے حق میں بہتر ہو تو موت دے۔ (۱)

موت کی حالت میں اچھی امید رکھنا

''اچھی امید رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۰/۱)

موت کی سختی

☆ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا موت کی تکلیف کے بارے میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کی بہت سختیاں ہیں سب سے کم درجہ کی سختی ایک ہزار تلوار مارنے کے برابر ہے۔ (۲)

---

(۱) عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يتمنين أحدكم الموت لضر نزل به، فإن كان لا بد متمنيا فليقل: اللّٰهم أحيني ما كانت الحياة خيرًا له، وتوفني إذا كانت الوفاة خيرًا لي. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۱۳) باب النهي عن تمني الموت والدعاء به لضر ينزل به في المال والجسد، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

صحيح البخاري: (۸۴۷/۲) كتاب المرضىٰ، باب نهي تمني المريض الموت، ط: قديمي.

(۲) وأخرج ابن أبي الدنيا بسند رجال ثقات، عن الحسن أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكر ألم الموت وغُصّته، فقال: هو قدر ثلاثمائة ضربة بالسيف.

وأخرج عن الضحاك بن حمزة، قال: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الموت، فقال: أدنىٰ جبذات الموت بمنزلة مائة ضربة بالسيف.=

کعب الاحبار کہتے ہیں کہ موت کی سختی قیامت تک باقی رہتی ہے، اور ایسا ہی امام اوزاعی سے بھی روایت ہے۔(۱)

☆ ''حکایت'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے تھے، ایک کافر نے کہا: آپ نئے مردہ کو زندہ کرتے ہیں، پہلے زمانے کے کسی مردہ کو زندہ کیجئے، آپ نے فرمایا: جس کو تو بتائے گا اس کو زندہ کروں گا، اس نے کہا حضرت نوح علیہ السلام کے لڑکے سام کو زندہ کیجئے، آپ نے اس کی قبر کے پاس دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ کر دیا، اور وہ قبر سے نکل کر کھڑا ہو گیا، اس کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید تھے، لوگوں نے کہا تمہارے زمانے میں کسی کا بال سفید نہیں ہوتا تھا، تمہارے بال کس طرح سفید ہوئے، اس نے کہا کہ زندہ کرنے کے واسطے مجھے پکارا گیا تو میں سمجھا قیامت آگئی، اس خوف سے میرے بال سفید ہو گئے، لوگوں نے کہا تم کو مرے ہوئے کتنا زمانہ ہو گیا؟ اس نے کہا چار ہزار برس گزرے، لیکن موت کی سختی اب تک مجھ میں باقی ہے۔(۲)

☆......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کی ایک جماعت قبرستان آئی اور کہا کہ اگر ہم دو رکعتیں پڑھ کر اللہ جل شانہ سے یہ دعا کریں کہ کسی

= وأخرج الخطيب فی التاريخ ، عن أنس مرفوعًا : لمعالجة ملك الموت أشد من ألف ضربة بالسيف . (شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور : (ص: ۴۷) باب من دنیٰ أجله وكيفية الموت وشدته ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

(۲) وأخرج أبو نعيم عن كعب قال : لايذهب عن الميت ألم الموت مادام فی قبره ، وأنّه لأشدّ ما يمر علی المؤمن ، وأهون مايصيب الكافر .

وأخرج ابن أبی الدنيا عن الأوزاعی ، قال : بلغنا أن المؤمن يجد ألم الموت ، حتی يبعث من قبره . (شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور : (ص: ۴۷) باب من دنیٰ أجله وكيفية الموت وشدته ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

(۲) نور الصدور فی شرح القبور: (ص: ۲۲) باب: موت کی سختی کا بیان، ط: دار الاشاعت.

مردے کو قبر سے ہمارے سامنے نکال دے، اور وہ ہمیں موت کی تفصیلات بتلا دے تو کتنا اچھا ہو، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، اسی دوران ایک قبر سے ایک شخص نے سر نکالا، وہ ننگے سر اور سیاہ رنگ کا تھا، اس کی پیشانی پر سجدہ کا نشان تھا، اس نے کہا: لوگو! تم کیا چاہتے ہو؟ مجھے مرے ہوئے سو سال گزر گئے ہیں، لیکن موت کی سختی کی تکلیف مجھ سے اب تک دور نہیں ہوئی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ مجھے اسی حالت پر لوٹا دے جس پر میں تھا۔

حدیث میں آتا ہے کہ مرنے والا موت کی سختی اور پریشانی جھیلتا ہے اور اس کے اعضاء ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔ کہتے ہیں: قیامت کے دن تک کے لیے تم پر سلامتی ہو، میں تمہیں اور تم مجھے چھوڑ دو۔

☆......مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم الخلیل علیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا: مرے دوست تم نے موت کو کیسا پایا؟ انہوں نے فرمایا: اُس گرم مڑے ہوئے لوہے کی طرح، جسے گیلے اون میں ڈال کر کھینچ لیا گیا ہو۔ ارشاد ربانی ہوا کہ ہم نے تم پر موت کو آسان کر دیا تھا۔

☆......مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح جب اللہ جل شانہ کے دربار میں پہنچی تو پروردگار عالم نے فرمایا: اے موسیٰ موت کو کیسا پایا؟ عرض کیا: میں نے اپنے نفس کو اس زندہ چڑیا کی طرح پایا جسے فرائی پین میں تلا جا رہا ہو، اسے نہ موت آ رہی ہو کہ تکلیف سے چھٹکارا پا لے، اور نہ جان چھوٹ رہی ہو کہ اڑ جائے۔

ایک روایت میں ہے: میں نے اپنے نفس کو اس دنبے کی طرح پایا جس کی کھال قصاب اتار رہا ہو۔

☆...... حدیث میں آتا ہے، موت تلوار کی ہزار ضربات اور آرے سے

چیرنے اور قینچیوں سے کاٹنے سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔

☆...... حدیث میں ہے کہ اگر مردے کے ایک بال کی تکلیف کو بھی تمام آسمانوں اور زمین والوں پر تقسیم کر دیا جائے تو وہ سب کے سب مر جائیں۔(۱)

موت کے آثار ظاہر ہوں

موت کے آثار ظاہر ہونے پر بلند آواز سے کلمۂ شہادت پڑھنا، اسی طرح سورۂ یٰسین شریف پڑھنا اور روح نکل جانے پر بلند آواز سے " بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ" پڑھ کر میت کی آنکھیں بند کرنا، پھر میت کو کپڑے سے ڈھانک

(۱) وذكر أبوبكر ابن ابی شيبة فی مسنده عن جابر بن عبدالله عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: تحدثوا عن بنی اسرائيل فإنه كانت فيهم أعاجيب ،ثم أنشأ يحدثنا قال:"خرجت طائفة منهم فأتوا علی مقبرة من مقابرهم فقالوا:لوصلينا ركعتين ودعونا الله يخرج لنا بعض الاموات يخبرنا عن الموت قال ففعلوا ،فبينماهم كذالک إذطلع رجل رأسه بيضاء،أسود اللون خلاشیء ،بين عينيه أثر السجود فقال: ياهؤلاء ماأردتم إلی؟لقدمت منذ مائة سنة فماسكنت عنی حرارة الموت حتی الآن، فادعواالله أن يعيدنی كماكنت.

وروی أبوهدبة إبراهيم بن هدبة قال:حدثنا أنس بن مالک عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: إن العبد ليعالج كرب الموت وسكرات الموت وإن مفاصله ليسلم بعضهاعلی بعض تقول:عليک السلام تفارقنی وأفارقک إلی يوم القيامة.

وذكر المحاسبی فی الرعاية:أن الله تعالیٰ قال لإبراهيم عليه السلام :ياخليلی كيف وجدت الموت؟ قال: كسفود محمی جعل فی صفوف رطب، ثم جذب قال:"أما إنا قد هونا عليک ياابراهيم"

وروی أن موسیٰ عليه السلام لما صار روحه إلی الله، قال له ربه: ياموسی كيف وجدت الموت؟ قال: وجدت نفسی كالعصفور الحی حين يقلی علی المقلی لايموت فيستريح ولاينجو فيطير، وروی عنه أنه قال: وجدت نفسی كشاة تسلخ بيد القصاب وهی حية.

وروی أن الموت أشد من ضرب بالسيوف ونشربا لمناشير وقرض بالمقاريض...... وعن أبی ميسرة دفعه قال:"لوأن ألم شعرة من الميت وضع علی أهل السماء والارض لماتوا جميعا. (التذكرة فی أحوال الموتی وأمور الآخرة، ص:۱۸ ،باب ماجاء أن للموت سكرات وفی تسليم الاعضاء، ط: دار الحديث قاهره)

دینے کے بعد حاضرین کا تلاوت میں مشغول ہونا ثابت ہے۔(۱)

موت کے آثار کے وقت

☆......موت کے آثار ظاہر ہونے کے وقت اگر مرنے والے کو تکلیف نہ ہو تو اس کو چت لٹا کر چہرہ قبلہ کی طرف کر دینا چاہیے، اور اگر مرنے والے کو تکلیف ہو تو جس صورت میں سہولت ہو اور اس کو آرام ملتا ہو، اسی طرح اس کو لٹا دیا جائے۔(۲)

☆......مرنے والا بالغ ہو یا نابالغ، بہر صورت جان نکلنے کے وقت سورۂ یٰسین سنانا مستحب ہے، حدیث میں ہے کہ جس مرنے والے کے پاس سورۂ یٰسین پڑھی جائے اس کی موت خوشگوار ہو جاتی ہے، نیز قبر میں شادابی ہوگی، قیامت میں

---

(۱) ویلقن ندبا وقیل وجوبا بذکر الشهادتین...... عنده قبل الغرغرة...... ویندب قراءة یٰسٓ...... وإذامات تشد لحیاه وتغمض عیناه...... ویقوم مغمضه :بسم الله وعلی ملة رسول الله...... ویقرأ عنده القرآن إلی أن یرفع إلی الغسل.(الدرالمختار:۲/۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۳، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی التلقین بعد الموت، ط:سعید)

🗁 ولقن الشهادتین وصورة التلقین أن یقال عنده فی حالة النزع قبل الغرغرة جهراً وهو یسمع أشهد أن لاإله الا الله وأشهد أن محمد رسول الله...... ویستحبت قراءة یس عنده...... فإذامات شدوا لحیته، وغمضوا عینیه...... ویقول مغمضه:بسم الله وعلی ملة رسول الله صلی الله علیه وسلم...... ویسجی بدنه بثوب.(الهندیة: ۱/۱۵۷، کتاب الصلاة ،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الاول فی المحتضر، ط:رشیدیه)

🗁 ویغمض عیناه ویقرأ عنده یسٓ...... ویلقن لاإله إلاالله...... ویقرأ عنده القرآن إلی أن یرفع أی إلی أن یرفع روحه...... ویقول مغمضه:بسم الله وعلی ملة رسول الله صلی الله علیه وسلم...... وستر عورته...... (البحرالرائق: ۲/۱۷۱، کتاب الجنائز، ط:سعید)

(۲) ثم إذا ألقی علی القفا یرفع رأسه قلیلا لیصیر وجهه إلی القبلة دون السماء...... والأصح أنه یوضع کما تیسر لاختلاف المواضع والأماکن...... وهذا کله إذا لم یشق علیه فإذا شق علیه ترک علی حاله، (البحرالرائق:۲/۱۷۰، کتاب الجنائز، ط:سعید)

🗁 ویوجه المحتضر...... القبلة)علی یمینه(وجاز الاستلقاء)علی ظهره(وقدماه إلیها)...... ولکن (یرفع رأسه قلیلا)لیتوجه للقبلة(وقیل یوضع کما تیسر علی الاصح)...... وإن شق علیه ترک علی حاله.(الدرالمختار: ۲/۱۷۹، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،ط:سعید)

🗁 (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص:۵۵۸، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط: قدیمی)

تروتازہ اٹھایا جائے گا۔(۱)

☆......مرنے والے کو کلمہ کی تلقین کرنا مستحب ہے، یعنی مرنے والے کے سامنے کوئی شخص بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھے تاکہ مرنے والا اس کو سن کر خود بھی پڑھے، اور اس خوش خبری کا مستحق ہو جائے جو صحیح حدیث میں وارد ہوئی ہے کہ: جس کا آخری کلام " لا الہ الا اللہ" ہوگا، وہ جنت میں داخل ہوگا، مگر مرنے والے سے یہ نہ کہا جائے کہ: "تم بھی پڑھو"، کہیں مرض کی شدت یا بدحواسی کے سبب اس کے منہ سے انکار نہ نکل جائے۔(۲)

---

(۱) وفی خبر: مامن مریض یقرأ عنده یس إلا مات ریان وأدخل قبره ریان. (حاشية الطحطاوی علی المراقی: ص:۵۶۳، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط:قدیمی)

🗀 عن معقل بن یسار قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: اقرؤوا سورة یسٓ علی موتاکم. (مشکاة المصابیح: ص:۱۴۱، کتاب الجنائز، باب مایقال عند من حضرة الموت، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

🗀 وأخرج ابن ابی الدنیا والدیلمی عن ابی الدرداء عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: مامن میت یقرأ عند رأسه سورة یسٓ إلاهون الله علیه. (مرقاة المفاتیح: ۸۰/۴، کتاب الجنائز، باب مایقال عندمن حضره الموت، الفصل الثانی، ط:قدیمی)

🗀 ویستحب أن یلقن الشهادة بأن تذکر عنده لیقولها، لقوله صلی الله علیه وسلم "لقنوا موتاکم لاإله إلاالله، فإنه لیس مسلم یقولها عند الموت إلاأنجته من النار"...... ولایلح علیه متی نطق بها مخافة أن یضجر...... ویستحب أن یقرأ عنده سورة "یٰس" لماورد فی الخبر "مامن مریض یقرأعنده "یٰس" إلامات ریان، وأدخل قبره ریان، وحشر یوم القیامة ریان، (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۵۰۰/۱، ۵۰۱، کتاب الصلاة، مباحث الجنائز، مایفعل بالمحتضر، ط: دار الفکر)

(۲) ولقن الشهادتین وصورة التلقین أن یقال عنده فی حالة النزع قبل الغرغرة جهراً وهو یسمع أشهد أن لاإله الا الله وأشهد أن محمد رسول الله...... ولایقال له ،قل: ولایلح علیه فی قولها مخافة أن یضجر فإذاقالها مرة لایعیدها علیه الملقن إلاأن یتکلم بکلام غیرها...... وهذا التلقین مستحب بالإجماع. (الهندیة: ۱۵۷/۱، کتاب الصلاة ،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الاول فی المحتضر، ط:رشیدیه)

🗀 (الجوهرة النیرة: ۱۲۳/۱، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ط:قدیمی)

🗀 ویلقن ندباوقیل وجوبا بذکر الشهادتین...... عنده قبل الغرغرة...... من غیر أمره بها) لئلا یضجر وإذاقالها مرة کفاه ولایکرر علیه مالم یتکلم لیکون آخر کلامه لاإله إلا الله"

قوله: ویلقن...... الخ) ولقوله علیه الصلاة والسلام: من کان آخر کلامه لاإله إلاالله دخل الجنة =

☆......مرنے والے کے پاس آخری وقت میں نیک اور پرہیزگار لوگوں کا موجود ہونا بہتر ہے، ان کی برکت سے رحمت نازل ہوتی ہے۔

☆......آخری وقت میں مریض کے پاس کوئی خوشبودار چیز رکھ دینا یا آگ میں لوبان وغیرہ سلگا دینا مستحب ہے۔(۱)

موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر بیوی کا حکم

اگر کسی آدمی کی موت کا فیصلہ کیا گیا اور اس کی بیوی نے عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کرلیا، تو اس کے واپس آنے کے بعد بیوی اس کو ملے گی اور عقل کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ اصلاً اس کی بیوی ہے، البتہ اولاد دوسرے شوہر کو ملے گی۔(۲)

= قوله من غير أمره)أي من غير أن يقول له:قل، قوله: لئلايضجر)أي ويردها. (الدرمع الرد: ۲/ ۱۹۰، ۱۹۱، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی التلقين بعد الموت، ط: سعيد)

ويستحب أن يلقن الشهادة بأن تذكر عنده ليقولها، لقوله صلى الله عليه وسلم"لقنوا موتاكم لا إله إلا الله، فإنه ليس مسلم يقولها عند الموت إلا أنجته من النار"...... ولايلح عليه متى نطق بها مخافة أن يضجر...... ويستحب أن يقرأ عنده سورة "يٰس"لماورد فی الخبر"مامن مريض يقرأ عنده "يٰس"إلامات ريان،وأدخل قبره ريان،وحشر يوم القيامة ريان، (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۰۰، ۵۰۱، كتاب الصلاة،مباحث الجنائز، مايفعل بالمحتضر، ط: دار الفكر)

(۱) وحضور أهل الخير والصلاح مرغوب فيه...... ويحضر عنده من الطيب.(الهندية: ۱/ ۱۵۷، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الاول المحتضر، ط: رشيديه)

ويستحب لآبائه وجيرانه أن يدخلوا عليه ويتلوا سورة يٰس...... ويضعوا عنده الطيب.(مجمع الأنهر: ۱/ ۲۶۳،كتاب الصلاة، باب الجنائز، ط:دارالكتب العلمية)

يستحب أن يحضر الصالحون من أشرف على الموت فيذكروا الله .(فقه السنة: ۱/ ۳۲۱، الجنائز، استحباب الدعاء والذكر لمن حضر عند الميت، ط:دارابن كثير)

(۲) فإن عاد زوجها بعد مضى المدة فهو أحق بها ، وإن تزوجت فلا سبيل له عليها . (الهندية: ۲/ ۳۰۰) كتاب المفقود ، ط: رشيديه)

(قوله: فإن ظهر قبله)...... لكن لو عاد حيا بعد الحكم بموت أقرانه...... ثم بعد رقمه رأيت المرحوم أبا السعود نقله عن الشيخ شاهين و نقل ان زوجته له والاولاد للثانی تأمل. (شامی: (۴/ ۲۹۷) كتاب المفقود، مطلب فی الإفتاء بمذهب مالک فی زوجة المفقود، ط: سعيد)

موت کے قاصد

حدیث میں آتا ہے کہ ایک نبی نے ملک الموت سے فرمایا: کیا آپ کے پاس کوئی ایسا قاصد نہیں جس کو آپ پہلے بھیج دیا کریں، تاکہ لوگ آپ سے ڈرتے رہیں۔ انہوں نے کہا: جی ہاں! اللہ کی قسم میرے تو بہت سے قاصد ہیں۔ مثلاً: بیماریاں، پریشانیاں، بڑھاپا، بڑھاپے کی انتہا کو پہنچنا، اونچا سننا، نگاہ کا کمزور ہونا۔ لہٰذا اگر کوئی ان کے آنے کے باوجود موت کے بارے میں نہ سوچے، توبہ نہ کرے اور آخرت کا توشہ تیار نہ کرے تو میں اس کی روح قبض کرنے کے وقت کہتا ہوں: کیا میں نے تیرے پاس ایک کے بعد دوسرا قاصد نہیں بھیجا تھا؟ اور ایک کے بعد دوسرا ڈرانے والا، اور اب میں وہ ڈرانے والا ہوں جس کے بعد اور ڈرانے والا نہیں۔ (۱)

موت کے وقت اللہ سے حسنِ ظن رکھے

"حسن ظن رکھے" عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۳۱۹)

موت کے وقت چار فرشتے آتے ہیں

روایت ہے کہ جب آدمی کی زبان بند ہو جاتی ہے تو چار فرشتے اس کے پاس آتے ہیں، اور سلام کرتے ہیں، پہلا فرشتہ آتا ہے اور سلام کے بعد کہتا ہے: اے اللہ کے بندے! میں تیری روزی پر مامور تھا، میں نے تمام زمین پر مشرق سے مغرب تک

---

(۱) ورد فی الخبر: أن بعض الانبیاء علیهم السلام قال لملک الموت علیه السلام: أمالک رسول تقدمه بین یدیک لیکون الناس علی حذر منک؟ قال: نعم لی والله رسل کثیرة من الإملال والأمراض والشیب والهموم وتغیر السمع والبصر، فإذالم یتذاکر من نزل به ولم یتب، فإذا قبضته نادیته: ألم أقدم إلیک رسولاً بعد رسول ونذیراً بعد نذیر؟ فأنا الرسول الذی لیس بعدی رسول، وأنا النذیر الذی لیس بعد نذیر. (التذکرة فی أحوال الموتی وأمور الآخرة، ص: ۳۶، باب ماجاء فی رسل الموت قبل الوفاة، ط: دار الحدیث قاهره)

تلاش کیا مگر تیری روزی کا ایک لقمہ بھی نہیں پایا۔

پھر دوسرا فرشتہ آتا ہے اور سلام کے بعد کہتا ہے: اے اللہ کے بندے! میں تیرے پانی کے انتظام پر مامور تھا، میں نے تمام زمین پر مشرق سے مغرب تک تلاش کیا مگر تیرے پینے کو ایک قطرہ پانی بھی کہیں نہیں پایا۔

پھر تیسرا فرشتہ آتا ہے اور سلام کے بعد کہتا ہے: اے اللہ کے بندے! میں تیری سانس کے انتظام پر مامور تھا، میں نے تمام زمین پر مشرق سے مغرب تک تلاش کیا مگر تیرے واسطے ایک سانس بھی کہیں نہیں پایا۔

پھر چوتھا فرشتہ آتا ہے اور سلام کے بعد کہتا ہے: اے اللہ کے بندے! میں تیری عمر پر موکّل تھا، میں نے تمام زمین پر مشرق سے مغرب تک تلاش کیا مگر تیری عمر کا ایک حصہ بھی کہیں نہیں پایا۔

اس کے بعد نامۂ اعمال لکھنے والے دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں، اور سلام کے بعد کہتے ہیں: اے اللہ کے بندے! ہم تیرے اعمال لکھنے پر موکل تھے، اور نامۂ اعمال اس کو دکھائیں گے اور کہیں گے دیکھ! یہ تیرا نامۂ اعمال ہے، اس وقت میت کی آنکھ سے آنسو جاری ہوتے ہیں، اور دائیں بائیں دیکھتا ہے اور نامۂ اعمال پڑھنے سے ڈرتا ہے اس کے بعد ملک الموت اس کی روح قبض کرتے ہیں۔

موت کے وقت فرشتوں کا محاصرہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ موت کے وقت فرشتے ہر طرف سے بندہ کو گھیرے رہتے ہیں، اور اس کو جکڑے رہتے ہیں، اگر ایسا نہ کرتے تو موت کی سختی سے جنگلوں اور میدانوں میں بھاگتا پھرتا۔

اور فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے روایت ہے اس سے پوچھا گیا کہ: آدمی

چیونٹی کے کاٹنے سے تو تڑپتا اور پریشان ہوتا ہے اور مرتے وقت جبکہ روح نکالی جارہی ہوتی ہے کیوں اطمینان سے رہتا ہے، فرمایا کہ ملائکہ اس کو جکڑے رہتے ہیں۔(۱)

موت کے وقت کافروں پر آسانی کیوں ہوتی ہے

''رحم کرنا چاہتا ہے اللہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱/ ۳۸۰)

موت کے وقت مسلمانوں پر سختی کیوں ہوتی ہے

''رحم کرنا چاہتا ہے اللہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱/ ۳۸۰)

موت کے وقت مہر معاف کرنا

''مہر معاف کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/ ۳۲۶)

موت کے وقت ہر انسان کو ندامت ہوگی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: تم میں سے ہر ایک کو موت کے وقت ندامت ہوگی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیسی ندامت؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کو یہ ندامت ہوگی کہ کاش میں

---

(۱) وأخرج عن أنس ، عن النبيّ ﷺ أنّ الملائكة تكتنف العبد وتحبسه ، لولا ذٰلک لكان يعدو في الصحاري والبراري ، من شدة سكرات الموت . قال في الصحاح : اكتنفوا : أحاطوا به.

وأخرج أبو الشيخ في كتاب العظمة ، عن الفضيل بن عياض انه قيل له : مابال الميت تنزع نفسه ، وهو ساكت وابن آدم يضطرب من القرصة ، قال : إن الملائكة توثقه . (شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور : (ص: ۴۸ ، ۴۹) باب من دنٰى أجله وكيفية الموت وشدته ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

نیک عمل میں اضافہ کر لیتا، اور کافر و بدکار کو یہ ندامت ہو گی کہ برا عمل چھوڑ دیتا۔(۱)

موزوں کی حفاظت کے لیے جنازہ میں شامل نہ ہونا

موزے گیلی زمین پر پڑنے سے خراب ہو جائیں گے، اس لیے موزے کی حفاظت کے لیے جنازہ کی نماز میں شریک نہ ہونا، اچھی بات نہیں ہے، ہمیشہ آخرت کے ثواب کو ترجیح دینی چاہیے۔(۲)

موسیقی

اگر جنازہ میں کوئی ناجائز کام بھی ہو رہا ہو، مثلاً: موسیقی یا ماتم شامل ہو، تو ساتھ چلنے والوں کو چاہیے کہ اس سے باز رکھنے کی کوشش کریں، لیکن اگر باز رکھنا ممکن

---

(۱) وعنه (عن ابی هريرة رضی الله عنه)قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :مامن احد يموت إلاندم"قالوا:وماندامته يارسول الله؟قال:إن كان محسناً ندم أن لايكون ازداد وإن كان مسيئا ندم أن لايكون نزع"رواه الترمذی)(مشكاة المصابيح:ص:۴۸۴،كتاب الفتن، الفصل الثانی، ط: قديمی)

(جامع الترمذی:۶۲/۲ ،ابواب الزهد،باب ماجاء فی ذهاب البصر،ط:سعيد)

(كنز العمال:۶۸۰/۱۵ ،رقم الحديث:۴۲۷۱۶،الباب الرابع فی فضيلة طول العمر، الفصل الاول الاكمال،ط:اداره تاليفات اشرفيه)

(۲) هذا هو حكم فرض الكفاية فإنه يكون فرضا على كل واحد واحد، لكن بحيث إن أدى بعض منهم سقط عن الباقين وإن لم يؤد أحد منهم يأثم الجميع بترک الفرض، وإن أدى الكل وجدوا ثواب الفرض.(عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية: ۳۰۶/۱،رقم الحاشيه:۱۶،كتاب الصلاة،باب الجنائز ،ط:سعيد)

الصلوات المفروضة على نوعين :نوع هو فرض عين....ونوع هو فرض كفاية،إذاتركه الناس جميعاً أثموا جميعا،وإذاقام به البعض أثيب ذالک البعض وسقط الإثم عن الآخرين، وهو صلاة الجنازة.(الكافی فی فقه الحنفی لوهبی سليمان. ۳۱۵/۱،الركن الثانی:الصلاة وأحكامها، الفصل الرابع (الجمعة،الجنازة)،ط:مؤسسة الرسالة)

هی فرض كفاية على الأحياء فإذاقام بها البعض ولو واحدا سقطت عن الباقين فلايكلفون بها، ولكن ينفرد بثوابها من قام بها منهم، (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة؛ ۵۱۶/۱،كتاب الصلاة ،مباحث الجنائز، مباحث صلاة الجنازة ،حكمها،ط:دارالفكر)

نہ ہو تب بھی عام لوگوں کو جنازہ چھوڑ کر واپس نہیں آنا چاہیے۔(۱)

مومن جب آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن جب آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور دنیا سے اٹھتا ہے تو فرشتوں کی ایک جماعت نازل ہوتی ہے، ان کے چہرے آفتاب کے مثل چمکتے ہیں، اپنے ساتھ جنت سے کفن اور خوشبو لاتے ہیں، اور میت کے سامنے جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے بیٹھتے ہیں، جب اس کی روح نکلتی ہے تو جتنے فرشتے آسمان وزمین کے درمیان میں ہیں سب اس پر نماز پڑھتے ہیں۔(۲)

---

(۱) وإن كان مع الجنازة نائحة أو صائحة زجرت فإن لم تنزجر فلابأس بأن تتبع الجنازة ولايمنع لأجلها، لأن الاتباع سنة فلاتترك ببدعة من غيره.(البحر الرائق: ۱/۱۹۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته ،ط:سعيد)

ويكره خروجهن تحريما،وتزجر النائحة،ولاتترك اتباعها لأجلها.

وفي الرد:قوله:وتزجر النائحة)وكذا الصائحة شرنبلالية،قوله:ولايترك اتباعها لأجلها)أى لاجل النائحة، لان السنة لاتترك بما اقترن بها من البدعة.(الدر مع الرد: ۲/۲۳۲،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب: في حمل الميت، ط:سعيد)

(حاشية الطحطاوى على المراقي:ص:۶۰۵ ،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز،فصل: في حملها ودفنها،ط:قديمى)

وإذا صاحب الجنازة منكر كالموسيقي والنائحة،فعلى المشيعين أن يجتهدوا في منعه، فإن لم يستطيعوا فلايرجعوا عن تشييع الجنازة.(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۵۳۳،كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، حكم تشييع الميت ومايتعلق به، ط:دارالفكر)

(۲) وأخرج أبو القاسم بن مندة في كتاب الأحوال ، والايمان بالسوال عن أبي سعيد الخدرى ، قال : قال رسول الله ﷺ : إن المؤمن إذا كان في اقبال من الآخرة ، وإدبار من الدنيا نزلت ملائكة من ملائكة الله تعالىٰ ، كان وجوههم الشمس بكفنه وحنوطه ، من الجنة ، فيقعدون منه ، حيث ينظر إليهم فإذا خرجت روحه ، صلى عليه كل ملك بين السماء والأرض . (شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور: (ص: ۸۶) باب من يحضر الميت من الملائكة وغيرهم الخ ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

مومن سخی پر نرمی

حضرت میمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مطلب بن عبد اللہ بن حنطب جب بیمار ہوئے تو ہم لوگ ان کو دیکھنے گئے، اس وقت ان پر موت کی سختی تھی، بیہوش ہوگئے تھے، ہم لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: اے اللہ! ان پر موت کی سختی آسان فرما، یہ شخص ایسا اور ایسا تھا، اس کی چند نیکیاں بیان کیں، اور وہ ہوش میں آ گئے، اور پوچھا کس نے یہ کلمہ کہا: لوگوں نے جواب دیا اس شخص نے، انہوں نے کہا: ملک الموت کہتے ہیں ہر مومن سخی پر نرمی اور آسانی کرتا ہوں، یہ کہہ کر انتقال کر گئے۔(۱)

مومن عقلمند

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ عقلمند مومن کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو موت کو زیادہ یاد کرے، اور نیک عمل سے موت کے بعد کا سامان درست رکھے، یہ لوگ عقلمند ہیں، اور فرمایا: ہوشیار وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو شریعت کے احکام کا پابند بنالے، اور جو اپنے نفس سے حساب لے، اور وہ کام کرے جو مرنے کے بعد کام آئے، اور نادان وہ ہے جو اپنے نفس کی پیروی کرے اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی آرزو کرے۔(۲)

---

(۱) وأخرج الزبير بن بكار، وابن عساكر، من طرق عن حميد بن ميمون عن أبيه، قال: كنت فيمن حضر المطلب بن عبد الله بن حنطب بمنبج، وهو يجود بنفسه، ولقى من الموت شدة، فقال رجل ممن حضر، وهو فى غشيته، اللّٰهم هوّن عليه، فإنّه كان و كان، يثنى عليه، فأفاق، فقال: من المتكلّم؟ فقالوا: فلان، فقال: فإنّ ملك الموت يقول لك: إنّى بكل مؤمن سخى رفيق، ثم مات فى الحال. (شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور: (ص: ۶۴) باب ماجاء فى ملك الموت وأعوانه، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

(۲) وأخرج ابن ماجه عن عمر، قال: سئل رسول الله ﷺ: أىّ المؤمنين أكيس؟ قال: أكثرهم للموت ذكرًا، وأحسنهم لما بعده استعدادًا، أولئك الأكياس.=

مومن قبر میں سبز باغ میں رہتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مومن قبر میں سبز باغ میں رہتا ہے، اس کی قبر ستر گز بڑی کی جاتی ہے، اور اس میں ایسی روشنی ہوتی ہے جیسے چودھویں رات کا چاند، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قبر چالیس گز لمبی اور چالیس گز چوڑی کی جاتی ہے، قرطبی نے لکھا ہے کہ ضغطۂ قبر اور منکر ونکیر کے سوال کے بعد قبر کشادہ کی جاتی ہے۔

ابن ابی الدنیا نے ''کتاب القبور'' میں لکھا ہے کہ عیسی علیہ السلام ایک قبر کے پاس گئے، آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب وحوارین بھی تھے، لوگوں نے قبر کی تنگی اور اندھیرے کا تذکرہ کیا، حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ ماں کے پیٹ میں قبر سے بھی زیادہ تنگ جگہ میں تھے، اللہ تعالیٰ نے اس سے کشادہ جگہ دنیا میں دی، پھر جب اللہ چاہے گا قبر کو بھی کشادہ کردے گا۔ (۱)

= وأخرج الترمذي، عن شداد بن اوس، قال: قال رسول الله ﷺ: الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت، والعاجز من أتبع نفسه هواها وتمنّى على الله. (شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور: (ص: ۳۲) باب ذكر الموت والاستعداد له، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

(۱) وأخرج ابن منلة عن أبي هريرة ، عن رسول الله ﷺ قال : المؤمن في قبرهٖ في روضة خضراء ، يرهب قبره سبعين ذراعًا وينور له كالقمر ليلة القدر .

وأخرج على بن معبد ، عن معاذ ، قالت : قلت لعائشة رضي الله عنها : الا تخبرينا عن مقبورنا مايلقى وما يُصنع به ؟ فقالت : إن كان مؤمنًا فسح له في قبرهٖ أربعون ذراعًا .

قال القرطبي : وهٰذا إنّما يكون بعد ضيق القبر والسؤال ، وأمّا الكافر فلايزال قبره ضيقًا عليه الخ ......

وأخرج أحمد في الزهد، وابن أبي الدنيا في كتاب القبور عن وهب ابن منبه، قال: كان عيسى عليه السلام واقفا على قبر، ومعه الحواريون، فذكروا القبر و وحشته وظلمته وضيقه، فقال عيسى: كنتم في أضيق منه في أرحام أمهاتكم، فإذا أحب الله تعالىٰ أن يوسع وسع. (شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور: (ص: ۱۹۴، ۱۹۵) باب فظاعة القبر وسهولته وسعته على المؤمن، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

مونچھ

''بال''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۲۰/۱)

مویشی چرانا

''قبرستان میں مویشی چرانا''عنوان کے تحت دیکھیں!(۱۱۷/۲)

مہر معاف کرنا

بعض علاقوں میں جب کوئی عورت مرنے لگتی ہے تو اس سے کہتے ہیں کہ مہر معاف کردے، اور وہ معاف کردیتی ہے، اور شوہر اس معافی کو کافی سمجھ کر اپنے آپ کو مہر کے قرض سے سبکدوش سمجھتا ہے، اگر کوئی وارث مانگے بھی تو نہیں دیتا، اس بارے میں یہ بات ذہن میں رکھیں کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ: اس وقت اس طرح مہر معاف کرانا بہت ہی بڑی سنگدلی کی بات ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اگر وہ عورت پوری طرح ہوش میں ہو اور خوش دلی سے معاف بھی کردے تو بھی معاف نہیں ہوگا، کیونکہ موت کی بیماری میں معافی، وصیت کے حکم میں ہوتی ہے، اور شوہر کے لیے وصیت کا اعتبار نہیں ہے، کیوں کہ شوہر وارث ہے، اور وارث کے حق میں وصیت باطل ہے، البتہ عورت کے دوسرے وارث جو عاقل و بالغ ہیں وہ مہر میں سے اپنا اپنا میراث کا حصہ خوشی سے چھوڑنا چاہیں تو چھوڑ سکتے ہیں، لیکن جو وارث مجنون یا نابالغ ہیں ان کا حصہ ان کی اجازت سے بھی معاف نہیں ہوگا۔(۱)

---

(۱) إذا أبرأ المريض الذى فى موته أحد ورثته من دينه، فلايكون صحيحا ونافذاً و أما لو ابرأ من لم يكن وارثه فيعتبر من ثلث ماله...... مريض له على وارثه دين فأبرأه لم يجز، ولو قالت: ليس لى على زوجى صداق لايبرأ عندنا. (مجلة الاحكام العدلية: ۳۰۶/۱، المادة: رقم: ۱۵۷۰، كتاب الصلح، الفصل الثانى فى بيان المسائل المتعلقة باحكام الإبراء، ط: دار الكتب العلمية)

المريضة إذا قالت: ليس لى على زوجى صداق لايبرأ عندنا، كذافى خزانة الفتاوىٰ. =

مہر معاف کرنے کے لیے مجبور کرنا

بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ جب مرد مرنے لگتا ہے تو اگر اس نے مہر ادا نہیں کیا تو اس کی بیوی کو مجبور کرتے ہیں کہ: اپنا مہر معاف کر دے، حالانکہ بیوی مہر معاف کرنے کے لیے بالکل دل سے راضی نہیں ہوتی، مگر لوگوں کے اصرار یا رسم سے مجبور ہو کر شرما شرمی میں معاف کر دیتی ہے، اس طرح مہر معاف کرانا جائز نہیں ہے۔ یہ بہت ہی بڑا ظلم ہے۔(۱)

مہمانوں کا حق ادا نہ کرنا

حضرت حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک بار مقام ''اثابہ'' کی طرف سے گذرا، دیکھا کہ ایک شخص قبر سے نکل کر میری طرف چلا، اس کا چہرہ اور سر آگ سے بھرا تھا، اور تمام بدن زنجیر سے جکڑا تھا، اس نے فریاد کی کہ اے اللہ کے بندے! مجھے پانی پلاؤ، اسی درمیان اسی قبر سے دوسرا آدمی نکل آیا، اور کہنے لگا اس کافر کو پانی نہ پلانا، اور اس کو منہ کے بل گھسیٹ کر لے چلا، یہاں تک کہ دونوں اس قبر میں چلے گئے، حویرث

= (الهندية: ۴۰۲/۴، كتاب الهبة، الباب الحادى عشر فى المتفرقات، ط: رشيديه)

(مجمع الضمانات: ۶۶۸/۲، الباب الحادى والثلاثون فى الإقرار، المريضة إذاقالت ليس لى على زوجى صداق، ط: دارالكتب العلمية)

مريض له على وارثه دين فأبرأه لم يجز، ولوقال: لم يكن لى عليك شىء ثم مات جازإقراره قضاء لاديانةً. (الشامية: ۶۱۲/۵، كتاب الإقرار، باب اقرار المريض، ط: سعيد)

(۱) عن أبى حرة الرقاشى عن عمه رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألالاتظلموا، ألالايحل مال امرى إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح: ص: ۲۵۵، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، ط: قديمى)

(مسند احمد: ۷۲/۵، رقم الحديث: ۲۰۷۱۴، فى حديث عم أبى حرة الرقاشى، ط: دار احياء التراث العربى)

(مجمع الزوائد: ۵۸۵/۳، كتاب الحج، باب الخطب فى الحج، ط: دارالفكر بيروت)

کہتے ہیں کہ یہ حال دیکھ کر میری سواری کی اونٹنی بھاگی، اور میں اس کو سنبھال نہ سکا اور مقام ''عرق الظبیہ'' پہنچ کر میں نے اونٹنی بٹھائی، اور مغرب وعشاء کی نماز پڑھ کر روانہ ہوا، صبح ہوتے ہی مدینہ پہنچا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کو بیان کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تو نے سچی خبر دی ہے، پھر اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ''کنفی الصغریٰ'' نامی مقام میں رہنے والے بوڑھے لوگوں کو بلایا، جنہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا تھا، پھر حویرث کو بھی بلایا، اور حویرث نے ان کو وہ واقعہ بیان کیا، تو ان بوڑھوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! ہم اس کو جانتے ہیں، وہ قبیلہ بنو غفار کا آدمی تھا، جاہلیت کے زمانے میں مر گیا تھا، اور مہمانوں کا حق کبھی ادا نہیں کرتا تھا۔(۱)

مہندی لگانا

جان نکلنے کے وقت عورت کے بدن پر مہندی لگانا جائز نہیں ہے۔

اس سے بچنا ضروری ہے۔(۲)

---

(۱) وأخرج ابن أبي الدنيا في القبور عن الحويرث بن الرباب، قال: بينا أنا بالإثابة إذا خرج علينا إنسان من قبر، يلتهب وجهه ورأسه نارًا، في جامعة من حديد، فقال اسقني، اسقني، وخرج في أثره إنسان يقول: لاتسبق الكافر فأدركه، وأخذ بطرف السلسلة فكبّه ثم جره، حيث دخلا القبر جميعا، قال الحويرث، فصارت الناقة لا أقدر منها على شئ حتى التوت بعرق الظبية، فبركت، فنزلت فصليت المغرب والعشاء، ثم ركبت حتى اصبحت بالمدينة، فأتيت عمر بن الخطاب رضي الله عنه فأخبرته، قال: ياحويرث! والله ما اتهمك، ولقد أخبرتني خبرًا سديدًا، فأرسل عمر إلى مشيخة من كنفى الصغرىٰ قد أدركوا الجاهلية، ثم دعا الحويرث، فقال إن هٰذا قد أخبرني حديثا ولست أتهمه، حدثهم يا حويرث بما حدثتني، فحدثهم، فقالوا: قد عرفنا هٰذا يا أمير المؤمنين، هٰذا رجل من بني غفار، مات في الجاهلية ولم يكن يرى للضيف حقًا. (شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور: (ص: ۲۸۰) باب عذاب القبر، ط: المكتبة الوفيقية، مصر)

(۲) عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنهاقالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هٰذا ماليس منه فهو رد،(صحيح البخاري: ۱/ ۳۷۱،كتاب الصلح،باب إذااصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ط:قديمي)=

میت پر چھت کے بغیر مٹی ڈالنا

''چھت کے بغیر میت پر مٹی ڈالنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۳۰۶)

میت پر رونا

☆......میت پر اونچی آواز سے رونا اور چیخنا چلانا حرام ہے، لیکن آواز کے بغیر آنسو بہا کر رونا جائز ہے۔

☆......اگر میت نے رونے کی وصیت کی ہے، یا میت کو معلوم تھا کہ اس کے رشتہ دار اس کے مرنے کے بعد اس پر غیر شرعی طور پر روئیں گے، اور اس نے منع نہیں کیا، تو ان صورتوں میں رشتہ دار اور پسماندگان کی جانب سے آواز کے ساتھ رونے، اور چیخنے چلانے اور پیٹنے کی وجہ سے میت پر بھی عذاب ہوگا۔

اور اگر میت نے آواز سے رونے سے منع کیا، اس کے باوجود پسماندگان اس

= من أحدث) أي أنشأ واخترع وأتى بأمر حديث من قبل نفسه...... (ماليس منه)أي رأيا ليس في الكتاب أوالسنة ظاهر أوخفي أوملفوظ أومستنبط (فهو رد)أي مردود على فاعله لبطلانه. (فيض القدير للمناوي: ۵۵۷/۷، رقم الحديث: ۸۳۳۳، حرف الميم، ط: دار الحديث قاهره)

وفي الرد: بأنها أي البدعة ماأحدث على خلاف الحق الملتقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم عن علم أوعمل أوحال أوبنوع شبهة أواستحسان وجعل دينا قويما وصراطا مستقيما. (الشامية: ۵۶۰/۱، ۵۶۱، كتاب الصلاة، باب الامامة، مطلب: البدعة خمسة اقسام، ط: سعيد)

من أصر على امر مندوب وجعله عزما ولم يعمل بالرخصه، فقد أصاب منه الشيطان من الاضلال، فكيف من اصر على بدعة أومنكر. (مرقاة المفاتيح: ۲۶/۳، رقم الحديث: ۹۴۶، كتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد، ط: رشيديه)

الاصرار على المندوب يبلغه الى حدالكراهة، فكيف اصرار البدعة التي لااصل لها في الشرع. (السعاية، ۲۶۵/۲، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، قبيل فصل: في القراءة، ط: سهيل اكيڈمی)

ولايسرّح شعره أي يكره تحريما...... (قوله: أي يكره تحريما) لمافي القنية من أن التزيين بعد موتها، والامتشاط وقطع الشعر لايجوز. (الدر مع الرد: ۱۹۸/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: سعيد)

(حاشية الطحطاوي على المراقي: ص: ۵۷۱، كتاب الصلاة، باب أحكام الجنائز، ط: قديمي)

(البحر الرائق: ۱۷۳/۲، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

طرح روتے رہے، تو پسماندگان گناہ گار ہوں گے، میت پر عذاب نہیں ہوگا۔(۱)۔

(۱)عن اسامة بن زيد قال: كنا عند النبى صلى الله عليه وسلم فأرسلت إليه إحدى بناته تدعوه وتخبره أن صبياً لهاأو ابناًلها فى الموت فقال للرسول إرجع إليها فاخبرها "إن الله مأاخذ وله ماأعطى وكل شئ عنده بأجل مسمى فمرها فلتصبرو لتحتسب" فعادالرسول فقال: أنها قد اقسمت لتأتينها قال: فقام النبى صلى الله عليه وسلم وقام معه سعد بن عبادة ومعاذ بن جبل وانطلقت معهم فرفع إليه الصبى ونفسه تقعقع كانها فى شنة ففاضت عيناه فقال له سعد: ماهذا يارسول الله قال: هذه رحمة جعلها الله فى قلوب عباده، وإنما يرحم الله من عباده الرحماء، (صحيح المسلم: ١/ ٣٠١، كتاب الجنائز، فصل: إن الميت لايعذب ببكاء أهله عليه إلاأن يكون راضيا أوأوصى بالبكاء، ط: قديمى)

حدثنا شعبة قال: سمعت قتادة يحدث عن سعيد بن المسيب عن ابن عمر عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: إن الميت يعذب فى قبره بما نيح عليه. (صحيح المسلم: ١/٣٠٢، كتاب الجنائز، فصل: إن الميت لايعذب ببكاء أهله عليه إلاأن يكون راضيا أوأوصى بالبكاء، ط: قديمى)

واختلف العلماء فى هذه الاحاديث فتاولها الجمهور على من وصى أن يبكى عليه ويناح بعد موته فنفذت وصيته فهذا يعذب ببكاء أهله عليه ونوحهم لأنه بسببه ومنسوب إليه، قالوا: فاما من بكى عليه أهله وناحوا من غير وصيته منه فلايعذب لقول الله تعالىٰ: ولاتزر وازرة وزراأخرى...... وقالت طائفة هو محمول على من أوصى بالبكاء والنوح أو لم يوص بتركها فمن أوصى بهما أو أوهمل الوصية بتركهما يعذب بهما لتفريطه بإهمال الوصية بتركها فأما من وصى بتركها فلايعذب بهما إذ لاصنع له فيهما ول اتفريط منه، وحاصل هذاالقول إيجاب الوصية بتركهما ومن أهملهما عذب بهما...... والصحيح من هذه الاقوال ماقدمنا عن الجمهور، وأجمعوا كلهم على اختلاف مذاهبهم على أن المراد بالبكاء ههنا البكاء بصوت ونياحة لامجردد مع العين. (صحيح المسلم: ١/٣٠٢، كتاب الجنائز، فصل: إن الميت لايعذب ببكاء أهله عليه إلاأن يكون راضيا أوأوصى بالبكاء، ط: قديمى)

(عمدة القارى: ٦/ ١٠٩، كتاب الجنائز، باب قول النبى صلى الله عليه وسلم يعذ ب الميت ببعض ببكاء أهله عليه، ط: دارالفكر بيروت)

(مرقاة المفاتيح: ٤/ ١٨١، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت، الفصل الاول، ط: رشيديه)

يحرم البكاء على الميت برفع الصوت والصياح عند المالكية والحنفية...... أما هطل الدموع بدون صياح فانه مباح باتفاق...... هذا ولايعذب الميت ببكاء أهله المحرم عليه، إلاإذا أوصى به، وإذاعلم أن أهله سيبكون عليه بعد الموت، وظن أنهم لوأوصاهم بتركه امتثلوا ونفذوا وصيته، وجب عليه أن يوصيهم بتركه، وإذالم يوص عذب ببكائهم عليه بعد الموت، (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ١/ ٥٣٣، ٥٣٤، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، مبحث البكاء على الميت ومايتبع ذالک، ط: دار الفكر)

میت پر کلمہ لکھی ہوئی چادر ڈالنا

’’کلمہ لکھی ہوئی چادر میت پر ڈالنا‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۰۵/۲)

میت دوبارہ دنیا میں آنا پسند نہیں کرتا

’’دنیا تنگ جگہ ہے‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۷/۱)

میت دوبارہ زندہ ہو جائے تو جائیداد کا حکم

اگر کوئی شخص دوبارہ زندہ ہو جائے تو جو جائیداد وُرثاء کے پاس باقی ہے وہ اس کو مل جائے گی، اور جو باقی نہیں ہے، اس کی واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (۱)

میت سامنے ملے

’’میت کی خبر ملے‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں! (۳۵۰/۲)

میت عبادات کی حفاظت میں

’’قبر میں جسم کا حال‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۱/۲)

میت قبر میں دفن نہیں ہوئی

’’دفن نہیں ہوا‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۶/۱)

---

(۱) (قوله : فإن طهر قبله)...... لكن لو عاد حيا بعد الحكم بموت أقرانه، قال ط: الظاهر أنّه كالميت إذا أحيىٰ، والمرتد إذا أسلم، فالباقي في يد ورثته له ولايطالب بما ذهب، قال : ثم بعد رقمه رأيت المرحوم أبا السعود نقله عن الشيخ شاهين ونقل ان زوجته له والاولاد للثاني اهـ تأمل. (شامي: (۲۹۷/۴) كتاب المفقود، مطلب في الإفتاء بمذهب مالك في زوجة المفقود، ط: سعيد)

الطحطاوي على الدر المختار : (۱۷۴/۱).

الفتاویٰ البزازية على هامش الهندية : (۲۲۵/۶) كتاب المفقود، ط: رشيديه.

میت کا اعلان

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میت کو چارپائی پر رکھ کر تین قدم لے جاتے ہیں تو وہ کہتی ہے، اے میرے بھائیو! اے مجھے لے جانے والو! تم خبردار رہنا، دنیا تم کو دھوکہ نہ دے، جیسے مجھ کو دھوکہ دیا، اور زمانہ تم کو کھیل کود میں مشغول نہ کر دے جیسے مجھ کو مشغول کر دیا، میں نے جو کچھ جمع کیا اس کو ورثاء کے واسطے چھوڑا، اور اللہ قیامت کے دن مجھ سے ذرہ ذرہ کا حساب لے گا، تم لوگ بھی میرے بعد آؤ گے، اس روایت کو ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں نقل کیا ہے۔ (۱)

میت کا بدن سڑتا اور گلتا کیوں ہے؟

''بدن کا سڑنا اور گلنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۱۳۴)

میت کا چہرہ دیکھنا

میت کا چہرہ دفن کرنے سے پہلے پہلے دیکھنا جائز ہے، چاہے کفن دینے سے پہلے ہو یا کفن دینے کے بعد ہو، دونوں صورتوں میں جائز ہے۔ (۲)

---

(۱) وأخرج ابن أبي الدنيافي القبور، عن عمر بن الخطاب - رضی اللہ عنہ - قال قال رسول اللہ ﷺ: ما من ميت يوضع على سريره فيخطى به ثلاث خطوات، الا تكلم بكلام يسمعه من شاء الله الا الثقلين: الإنس والجن، يقول: يا اخوتاه، وحملة نعشاه، لاتغرنكم الدّنيا كما غرتني ولا يلعبنّ بكم الزمان كما لعب بي، خلفت ما تركت لورثتي، والديان يوم القيامة يخاصمني ويحاسبني، وأنتم تشيعوني وتدعوني. (شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور: (ص: ۱۲۸) باب معرفة الميت من يغسله ويجهزه، وسماعه مايقال فيه، ومايقال له، والجنازة مارة، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

(۲) ولابأس بأن يرفع ستر الميت ليرفع وجهه، وانما يكره ذلك بعد الدفن. كذا في القنية. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية، الباب السادس عشر في زيارة القبوروقراءة القرآن في المقابر، (۳۵۱/۵)، ط: رشيديه)

میت کا چہرہ غیر مسلموں کو دکھانا

"غیر مسلموں کو میت کا چہرہ دکھانا" عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۷۱)

میت کا کوئی حصہ امام کے سامنے ہونا شرط ہے

"سینہ کے برابر امام کھڑا ہو" عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۴۴۲)

میت کا کھانا کون کھا سکتا ہے؟

میت کا کھانا میت کے گھر والے کھائیں، اور وہ لوگ جو میت کی تجہیز و تکفین اور دفن کے کاموں میں مصروف ہوں، ان کو بھی یہ کھانا کھلانا جائز ہے۔ (۱)

میت کا مال تھوڑا اور وارث زیادہ ہیں

اگر میت کا مال تھوڑا اور وارثوں کی تعداد زیادہ ہے، یا میت مقروض ہے تو کفن کفایت پر اکتفا کرنا چاہیے، اور کفن کفایت عورت کے لیے قمیص کے علاوہ باقی چیزیں یعنی ازار، چادر اوڑھنی اور سینہ بند ہیں۔ (۲)

---

(۱) واختلفوا فی أکل غیر أهل المعصیة ذالک الطعام قال ابو القاسم: لابأس لمن کان مشغولا بجهاز المیت، کذافی وصایا جامع الفقه. (حاشیة سنن ابی داود، ۲/۴۴۷، رقم الحاشیة: ۵، کتاب الجنائز، باب صنعة الطعام لأهل المیت، ط: میر محمد)

عن ابی القاسم أن حمل الطعام إلی أهل المصیبة فی الابتداء غیر مکروه لاشتغالهم بتجهیز المیت ونحوه. (الشامیة: ۶/۲۶۵، کتاب الوصایا، ط: سعید)

(الخانیة علی هامش الهندیه: ۳/۴۰۴، ۴۰۵، کتاب الحظر والاباحة، ط: رشیدیه)

(۲) قالوا: إذا کان بالمال قلة وبالورثة کثرة فکفن الکفایة أولی وعلی القلب کفن السنة أولی ومقتضاه أنه لو کان علیه ثلاثة أثواب ولیس له غیرها وعلیه دین أن یباع واحد منها للدین....

قوله: وکفایة ازار ولفافة وخمار) اعتباراً بلبسها حال حیاتها من غیر کراهة. (البحر الرائق: ۲/۱۷۶، ۱۷۷، کتاب الجنائز، ط: سعید)

وکفن المرأة...... کفایة: إزار، ولفافة، وخمار...... وإن کان بالمال کثرة وبالورثة قلة فکفن السنة أولی وإن کان علی العکس فکفن الکفایة أولی. (الهندیة: ۱/۱۶۰، ۱۶۱، کتاب الصلاة،=

میت کا مسجد میں لانا

میت کو جنازہ کی نماز کے علاوہ بھی مسجد میں لانا مکروہ ہے۔(۱)

میت کو بھول جانا

''اعزہ کا میت کو بھول جانا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۸۱/۱)

میت کو تخت پر رکھنا

میت کو غسل وکفن کے بعد تخت یا پلنگ پر رکھنا سنت ہے، اس میں میت کا

= الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثالث فی التكفين، ط: رشيديه)

(الدر المختار: ۲۰۳/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في الكفن، ط: سعيد)

وأما كفن الكفاية فهو الاقتصار على الازار أو اللفافة أو مع الخمار وخرقة الثديين للنساء ومع ترك القميص فيهما، فيكفي هذا بدون كراهة،...... هذا وإذا كان مال الميت قليلا وورثته كثيرون، أو كان مدينا يقتصر على كفن الكفاية. (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۵۱۵/۱، كتاب الصلاة مباحث الجنائز، التكفين، ط: دار الفكر)

(۱) وإنما منعنا من إدخال الميت في المسجد حسما للذريعة لأن الناس كانوا يسترسلون في ذالک حتى خرجوا من إدخال كل ميت المسجد ويؤدي بهم ذالک إلى ذهاب حرمته وتعريضه لما لا يليق به. (اللباب في الجمع بين السنة والكتاب، ۲۲۰/۱، كتاب الجنائز، باب المشي خلف الجنازة افضل، ط:)

وكما تكره الصلاة عليها في المسجد يكره إدخالها فيه كما نقله الشيخ قاسم. (الشامية: ۲/ ۲۲۵، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب مهم: إذا قال إن شتمت فلاناً في المسجد...... الخ

قال النووي: لا حجة فيه لأن الممتنع عند الحنفية إدخال الميت المسجد لا مجرد الصلاة عليه. (عمدة القاري: ۱۶۹/۸، كتاب الجنائز، باب الصفوف على الجنازة، ط: دار الكتب العلمية)

تكره الصلاة على الميت في المساجد وإن كان الميت خارج المسجد، كما يكره إدخاله في المسجد من غير صلاة، (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۵۲۷/۱، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، هل يجوز الصلاة على الميت في المساجد، ط: دار الفكر)

(الدر مع الرد: ۲۲۵/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة صلاة الجنازة في المسجد، ط: سعيد)

(مراقي الفلاح مع الطحطاوي: ص: ۵۹۶، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: قديمي)

اکرام اور اعزاز بھی ہے، اور یہ پلنگ معمول سے زیادہ اونچا ہونا ضروری نہیں ہے، زمین کی سطح سے تھوڑی سی بلندی ہونا کافی ہے۔(۱)

میت کو تکلیف پہنچانا

''رونا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/ ۳۹۸)

میت کو تنہا نہ رکھا جائے

انتقال کے بعد میت کو ایسی جگہ رکھنے کا انتظام کیا جائے، جہاں میت کے پاس لوگ رہ سکیں، میت کو تنہا نہ رکھا جائے، اگر اس کے پاس بیٹھنا مشکل ہو، جیسا کہ ہسپتال وغیرہ میں ہوتا ہے تو دور بیٹھ کر تسبیح تہلیل میں مشغول رہیں، اور میت کے لیے مغفرت کی دعا کرتے رہیں۔(۲)

میت کو دفن کا وقت کیسا محسوس ہوتا ہے

''مجھے نماز پڑھنے دو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/ ۲۵۰)

---

(۱) روی أنه صلی الله علیه وسلم لماغسل و کفن ووضع علی السریر...... الحدیث(حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۵۸۴، کتاب الصلاة ،باب احکام الجنائز، فصل: الصلاة علیه، ط: قدیمی)

(البدایه و النهایة: ۳/ ۲۷۸، کیفیة الصلاة علیه، ط: المکتبة الحقانیة)

(تنویر الحوالک شرح مؤطا مالک، ص: ۲۳۸، ۲۳۹، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی دفن المیت، ط: دار الکتب العلمیة)

(۲) روی أنه صلی الله علیه وسلم لماغسل و کفن ووضع علی السریر دخل أبوبکر وعمر وهمافی الصف حیال رسول الله صلی الله علیه وسلم، ومعهما نفر من المهاجرین والأنصار، بقدر مایسع البیت،...... الحدیث(حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۵۸۴، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: الصلاة علیه، ط: قدیمی)

(البدایة و النهایة: ۳/ ۲۷۸، کیفیة الصلاة علیه، ط: المکتبة الحقانیة)

(فتاوی رحیمیه: ۷/ ۵۹، کتاب الجنائز، عنوان: جنازہ کی نماز سنت سے مقدم کیا جائے یا مؤخر؟ ط: دار الاشاعت)

میت کو دفن کرنے کے بعد منتقل کرنا

☆......میت کو کسی جگہ پر دفن کرنے کے بعد نکال کر دوسری جگہ منتقل کرنے کی اجازت نہیں ہے، طحطاوی نے میت کو دفن کرنے کے بعد منتقل کرنے کی تین صورتیں لکھی ہیں:

۱- ایک صورت یہ ہے کہ میت کو کسی غیر کی زمین میں اجازت کے بغیر دفن کر دیا گیا ہو، اور مالک کسی طرح میت کے یہاں رہنے پر راضی نہیں ہے بلکہ اس کو نکالنے پر مصر ہے تو ایسی حالت میں دوسری قبر میں منتقل کر دیا جائے، یہ صورت بالاتفاق جائز ہے۔

۲- دوسری صورت یہ ہے کہ میت کو دوسرے قبرستان میں منتقل کرنا مقصود ہے، خواہ میت کی عظمت ومحبت کی وجہ سے یا اس کی تمنا اور وصیت کی وجہ سے، یہ صورت بالاتفاق ناجائز ہے۔

۳- تیسری صورت یہ ہے کہ میت کی قبر پر پانی غالب آجائے، جس سے میت محفوظ نہ رہ سکے، اس صورت میں بعض حضرات نے میت کو منتقل کرنے کی اجازت دی ہے، بعض نے منع کیا ہے۔(۱)

(۱) فی المضمرات النقل بعد الدفن علی ثلاثة أوجه ،فی وجه یجوز باتفاق وفی وجه لایجوز باتفاق وفی وجه اختلاف،أماالأول:فهو إذادفن فی أرض مغصوبة،أو کفن فی ثوب مغصوب،ولم یرض صاحبه إلا بنقله عن ملکه أونزع ثوبه جاز أن یخرج منه باتفاق ،وأماالثانی:فکالأم إذاأرادت أن تنظر إلی وجه ولدها،أونقله إلی مقبرة أخری لایجوز باتفاق،وأماالثالث إذاغلب الماء علی القبر فقیل:یجوز لماروی أن صالح بن عبید الله رأی فی المنام،وهو یقول: حولونی عن قبری فقدآذانی الماء ثلاثا،فنظروا فإذاشقه الذی یلی الماء قدأصابه الماء فأفتی ابن عباس رضی الله عنهما بتحویله،وقال الفقیة أبوجعفر: یجوز ذالک أیضا،ثم رجع ومنع.(حاشیة الطحطاوی علی المراقی:ص:۶۱۵، کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز، فصل:فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)

(الدر مع الرد:۲/۲۳۷،۲۳۸، کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

(البحرالرائق:۲/۱۹۵، کتاب الجنائز، فصل:السلطان أحق بصلاته،ط:سعید)

☆...... میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد قبر کو کھودنے اور لحد کو کھولنے کے بجائے پورے زمین کے ٹکڑے اور مٹی سمیت اٹھانا، یعنی قبر کے چاروں طرف سے دواڑھائی گز تک زمین کھود کر پورا ٹکڑا جس میں لحد اور قبر ہے، اس طرح اٹھانا جیسے بڑے درخت کا پینڈا اٹھایا جاتا ہے، یہ صورت بھی ناجائز ہے۔ کیونکہ اصل مقصود نعش منتقل کرنا ہے، اور جو کچھ چیزیں آئیں گی وہ نعش کے تابع ہو کر منتقل ہوں گی، جس طرح میت کے ساتھ کفن، تابوت ہو وہ میت کے تابع ہے، اصل مقصود نہیں ہے، لہٰذا اس طرح منتقل کرنے کو بھی میت کو منتقل کرنا کہا جائے گا، قبر کی مٹی منتقل کرنا نہیں کہا جائے گا۔(۱)

☆...... حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق مشہور ہے کہ انہوں نے وصیت کی تھی کہ انہیں آباء واجداد کے ساتھ دفن کیا جائے، تو جب بنی اسرائیل مصر سے شام گئے تو حضرت یوسف علیہ السلام کا تابوت منتقل کیا گیا تھا، اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السلام کی شریعت میں میت کو دفن کرنے کے بعد ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا جائز تھا لیکن ہماری شریعت میں یہ جائز نہیں ہے اس لیے اس سے استدلال کرنا درست نہیں۔(۲)

---

(۱) وأما بعد الدفن فلایجوز إخراجه حتی قالوا لو أن امرأة مات ولدها ودفن ببلد غیر بلدها وهی لاتصبر وأرادت نبشه ونقله إلی بلدها لایباح لها ذالک ولایباح نبشه بعد الدفن أصلا إلا لما تقدم من سقوط مال فیه أو کون الارض حق الغیر۔(حلبی کبیر: ص: ۶۰۷، فصل: فی الجنائز، ط: سهیل اکیڈمی)

🗀 (حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۶۱۵، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها و دفنها، ط: قدیمی)

🗀 وأما نقله بعد دفنه فلامطلقا. (الشامیة: ۲/۲۳۹، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

(۲) وأما نقل یعقوب ویوسف علیهما السلام من مصر إلی الشام لیکونا مع آبائهما الکرام فهو شرع من قبلنا ولم یتوفر فیه شروط کونه شرعا لنا (شامی: ۲/۲۳۹، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب فی دفن المیت، ط: سعید)

🗀 (البحر: ۲/۱۹۵، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعید)=

☆ ...... میت کو کسی جگہ دفن کرنے کے بعد قبر سے نکالنا اور دوسری جگہ منتقل کرنا حرام ہے، ہاں اگر کسی کی ذاتی زمین پر اجازت کے بغیر دفن کیا گیا ہے اور اس نے میت کو نکال کر لے جانے پر اصرار کیا، یا دفن کے بعد وہ زمین کسی نے شفعہ کے ذریعہ حاصل کر لی ہے تو ان صورتوں میں میت کو دفن کرنے کے بعد نکال کر دوسری جگہ منتقل کرنے کی اجازت ہوگی۔ (۱)

میت کو دوسروں سے غسل دلوانا

رشتہ داروں کو چاہیے کہ میت کو خود غسل دیں، دوسروں کے سپرد نہ کریں، کیونکہ اپنے عزیز اور رشتہ دار کو خود غسل نہ دینا اور دوسروں کے سپرد کرنا انتہائی بے

= (حاشية الطحطاوى على المراقى: ص: ۶۱۴، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل فى حملها ودفنها، ط: قديمى)

(۱) الحنفية: قالوا: يستحب أن يدفن الميت فى الجهة التى مات فيها، ولابأس بنقله من بلدة إلى أخرى قبل الدفن عند أمن تغير رائحته، أمابعد الدفن فيحرم إخراجه ونقله إلاإذاكانت الارض التى دفن فيها مغصوبة، أوأخذت بعد دفنه بشفعة. (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۵۳۷/۱، مباحث الجنائز، نقل الميت من جهة موته، ط: داراحياء التراث العربى، بيروت)

ولايخرج منه) بعد إهالة التراب (إلا) لحق آدمى (كأن تكون الارض مغصوبة.... ويخير المالك بين إخراجه ومساواته بالأرض. (الدر مع الرد: ۲۳۸/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب: فى دفن الميت، ط: سعيد)

ولايخرج من القبر إلاأن تكون الارض مغصوبه) أى بعد ماأهيل التراب عليه لايجوز إخراجه بغير ضرورة للنهى الوارد عن نبشه وصرحوا بحرمته وأشار بكون الأرض مغصوبة إلى أنه يجوز نبشه لحق الآدمى...... ودخل فيه ماإذاأخذها الشفيع فانه ينبش أيضا لحقه. (البحر الرائق: ۱۹۵/۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

فى المضمرات النقل بعد الدفن على ثلاثة أوجه، فى وجه يجوز باتفاق وفى وجه لايجوز باتفاق وفى وجه اختلاف...... أماالأول: فهو إذادفن فى أرض مغصوبة، أو كفن فى ثوب مغصوب، ولم يرض صاحبه إلا بنقله عن ملكه أونزع ثوبه جاز أن يخرج منه باتفاق. (حاشية الطحطاوى على المراقى: ص: ۶۱۵، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: فى حملها ودفنها، ط: قديمى)

مروتی، بے غیرتی اور غرور و تکبر کی دلیل ہے۔(۱)

میت کو دوسری جگہ منتقل کرنا

☆......میت کو اسی علاقہ میں دفن کرنا مستحب ہے جہاں موت واقع ہوئی ہے، اگر دفن کرنے سے پہلے لاش میں بو پیدا ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو تو ایک شہر سے دوسرے شہر میں لے جانے میں مضائقہ نہیں ہے، اور اگر ایک شہر سے دوسرے شہر میں لے جانے میں میت خراب ہونے کا خطرہ ہو تو مکروہ تحریمی ہے، ایک تو دفن میں تاخیر ہوتی ہے، دوسرا بہت زیادہ خرچہ اور مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے، اور جنازہ کی نماز میں تکرار کا سبب بھی بنتا ہے، اور آبائی علاقے یا قبرستان کی الگ خصوصیت ہونے کی طرف اشارہ ہوتا ہے، حالانکہ ایسی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ اس لیے جہاں موت واقع ہوئی وہاں مناسب جگہ پر دفن کرنا ہی بہتر ہے۔

☆......امام محمد رحمہ اللہ نے وفات کے مقام سے میل دو میل دور لے جا کر دفن کرنے کی گنجائش بتائی ہے۔(۲)

---

(۱) وفي المجتبى: وأما ما يستحب للغاسل فالأولى أن يكون أقرب الناس إلى الميت فإن لم يعلم فأهل الامانة والورع للحديث. (البحر الرائق: ۲/ ۱۷۵، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

🗀 والأولى كونه أقرب الناس إليه فإن لم يحسن الغسل فأهل الامانة والورع (الشامية: ۲/ ۲۰۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في الكفن، ط: سعيد)

🗀 ويغسله أقرب الناس إليه وإلا فأهل الامانة والورع. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۵۷۰، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمي)

(۲) قوله: ولا بأس بنقله قبل دفنه) قيل مطلقا وقيل إلى ما دون السفر وقيده محمد رحمه الله تعالىٰ بقدر ميل أو ميلين، لأن مقابر البلد ربما بلغت هذه المسافة فيكره فيما زاد، قال في النهر عن عقد الفرائد وهو الظاهر، اه. (الشامية: ۲/ ۲۳۹، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في دفن الميت، ط: سعيد)

🗀 الحنفية قالوا: يستحب أن يدفن الميت في الجهة التي مات فيها، ولا بأس بنقله من بلدة إلى أخرى قبل الدفن عند أمن تغير رائحته، (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۳۷، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، نقل الميت من جهة موته، ط: دار الفكر)=

میت کو سایہ کرنا

"سایہ کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۲۱۹)

میت کو شمالاً جنوباً دفن کرنا

کعبۃ اللہ سے مشرق کی جانب رہنے والے، مردے کو شمالاً جنوباً دفن کریں۔ اور مردہ کو دائیں کروٹ پر لٹائیں، اور منہ بھی قبلہ کی طرف ہو، یہ مسنون طریقہ ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ کعبہ زندگی میں بھی قبلہ ہے اور مرنے کے بعد بھی قبلہ ہے، اور یہ نیک فالی کے لیے ہے، کیونکہ ہر مسلمان کے بارے میں یہی گمان کرنا چاہیے کہ وہ ایمان اور اسلام پر فوت ہوا ہے۔ (۱)

= (ویستحب الدفن فی) مقبرة (محل مات به أوقتل)...... (فإن نقل قبل الدفن قدر میل أومیلین) و نحو ذالک (لابأس به) لأن المسافة إلى المقابر قد تبلغ هذاالمقدار، (وکره نقله لأکثر منه) أی أکثر من المیلین کذافی الظهیریة، وقال شمس الائمة السرخسی: وقول محمد فی الکتاب لابأس أن ینقل المیت قدر میل أو میلین بیان أن النقل من بلد إلی بلد مکروه قاله قاضیخان. وقال الطحطاوی فی حاشیته: أی تحریما. (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۶۱۳، ۶۱۴، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)

وقد جزم فی التاجیة بالکراهة وفی التنجیس وذکر أنه إذامات فی بلدة یکره نقله إلی أخری لأنه اشتغال بما لایفید وفیه تاخیر دفنه وکفی بذالک کراهة. (منحة الخالق علی البحر الرائق: ۲/ ۱۹۵، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعید)

(۱) ویوجه إلیها وجوبا وینبغی کونه علی شقه الایمن.

قوله: وجوبا)...... بحدیث أبی داودوالنسائی، أن رجلا قال: یارسول الله ماالکبائر؟ قال: هی تسع، فذکر منها "استحلال البیت الحرام قبلتکم أحیاء واموانا"...... اه. قلت: ووجهه أن ظاهره التسویة بین الحیاة والموت فی وجوب استقباله، لکن صرح فی التحفة: بأنه سنة. (الدر مع الرد: ۲/ ۲۳۵، ۲۳۶، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

ویوجه إلی القبلة علی جنبه الایمن) بذالک أمر النبی صلی الله علیه وسلم، فی حدیث أبی داود "البیت الحرام قبلتکم أحیاء واموانا". (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۶۰۹، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط: قدیمی)

(حلبی کبیر: ص: ۵۹۷، فصل: فی الجنائز، ط: سهیل اکیڈمی)

میت کو عالم برزخ میں بٹھاتے ہیں

''فرشتے میت کو عالم برزخ میں بٹھاتے ہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۷۷)

میت کو غسل دیتے وقت ڈھیلے سے استنجا کرانا

''ڈھیلے سے استنجا کرانا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۳۷۶)

میت کو غسل دینا

☆ ...... میت کو غسل دینا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے، یعنی اگر کچھ لوگوں نے میت کو غسل دے دیا تو دوسرے مسلمان اس سے بری الذمہ ہو جائیں گے، اگر کسی مردہ کو غسل دیئے بغیر دفن کر دیا گیا ہے تو وہ تمام مسلمان گناہ گار ہوں گے جن کو اس کی خبر ہوئی تھی۔

☆ ...... میت کو ایک مرتبہ غسل دینا فرض ہے اور تین مرتبہ غسل دینا مسنون ہے، (۱) اور میت کو نیت کے بغیر بھی نہلانے سے غسل ہو جاتا ہے اور وہ پاک ہو جاتا

---

(۱) غسل الميت حق واجب على الاحياء بالسنة واجماع الامة...... ولكن إذاقام به البعض سقط عن الباقين...... والواجب هو الغسل مرة واحدة والتكوارسنة. (الهندية: ۱/۱۵۸، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الثانى فى الغسل، ط: رشيديه)

🗁 غسل الميت فرض كفاية على الاحياء إذاقام به البعض سقط عن الباقين والمفروض غسله مرة واحدة بحيث يعم جميع بدنه. أما تكرار غسله وترا فهو سنة...... (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۵۰۲، كتاب الصلاة مباحث الجنائز، مبحث غسل الميت، حكمه، ط: دارالفكر)

🗁 الناس توارثوا ذالک من لدن آدم عليه السلام إلى يومنا هذا، فكان تاركه مسيئا لتركه السنة المتوارثة والاجماع المنعقدة على وجوبه...... وأما كيفية وجوبه فهو واجب على سبيل الكفاية، إذاقام به البعض سقط عن الباقين لحصول المقصود بالبعض...... وكذاالواجب هو الغسل مرة واحدة والتكرار سنة وليس بواجب. (بدائع الصنائع: ۱/۲۹۹، ۳۰۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: وأما الكلام فى الغسل، ط: سعيد)

🗁 والصلاة عليه فرض كفاية بالاجماع...... كدفنه وغسله وتجهيز فإنها فرض كفاية. (الدر المختار: ۲/۲۰۷، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازه، مطلب: فى صلاة الجنازة، ط: سعيد)

ہے، البتہ ثواب حاصل کرنے کے لیے نیت شرط ہے۔(۱)

میت کو غسل دینے سے پہلے

کسی بھی مرد وعورت کے انتقال کے بعد مستحب یہ ہے کہ ایک کپڑے کا ٹکڑا لے کر مرنے والے کے منہ سے لے کر سر تک باندھ دیا جائے تاکہ منہ کھلا ہوا نہ رہ جائے اور اس پر گرہ لگا دی جائے، اور آہستہ آہستہ اس کے اعضاء کو درست کر دیا جائے، اور اگر زمین پر اس کی موت واقع ہوئی تو اس کو اٹھا کر کسی چیز پر لٹا دیا جائے، تاکہ منتقل کرنے میں آسانی رہے، اور جس لباس میں دم نکلا ہے اسے اتار کر ایسے کپڑے سے ڈھانک دیا جائے جس سے کچھ نظر نہ آئے۔(۲)

---

(۱) فتلخص: أنه لابد من إسقاط الفرض من الفعل، وأما النية فشرط لتحصيل الثواب ولذا صح تغسيل الذمية زوجها المسلم مع أن النية شرطها الاسلام، فيسقط الفرض عنا بفعلنا بدون نية وهو المتبادر من قول الخانية أجزاهم ذالك. (الشامية: ۱۸۵/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في حديث "كل سبب ونسب منقطع إلا سببي ونسبي"، ط:سعيد)

(منحة الخالق على البحر الرائق: ۱۷۴/۲، كتاب الجنائز، ط:سعيد)

(حلبي كبير: ص: ۵۸۰، فصل: في الجنائز، ط:سهيل اكيڈمي)

ولايشترط لصحة الغسل نية، وكذالك لاتشترط النية لاسقاط فرض الكفاية على التحقيق، إنما يشترط النية لتحصيل الثواب على القيام بفرض الكفاية. (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة، ۵۱۱/۱، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، كيفية غسل الميت، ط:دارالفكر)

(۲) فإذامات شدوا لحييه...... ويشد لحياه بعصابة عريضة يشدهافي لحية الاسفل ويربطها فوق رأسه...... ويستحب أن ينزع عنه ثيابه التي مات فيها ويسجى جميع بدنه بثوب ويترك على شيء مرتفع من لوح أوسرير لئلايصيبه نداوة الارض فيتغير ريحه (الهندية: ۱۵۷/۱، كتاب الصلاة الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الاول في المحتضر، ط:رشيديه)

فإذامات شد لحياه بعصابة عريضة تعمها، وتربط فوق رأسه تحسينا وحفظا لفمه...... فيوضع كما مات...... على سرير مجمر...... ويستر عورته...... ثم...... جرد عنه ثيابه

قوله: فيوضع كما مات) لئلاتغيره نداوة الارض، وقيده القدوري بما إذاأراد غسله وهو الذى عليه العمل اليوم...... ۵۱.=

میت کو غسل دینے کا مسنون طریقہ

''غسل دینے کا مسنون طریقہ'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۴۶/۲)

میت کو غسل دینے کی اجرت لینا

''غسل دینے کی اجرت لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۴۹/۲)

میت کو غسل دینے کی وجہ

☆ ......میت کو غسل دینے کی اصل یہ ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو غسل دیا تھا، اور آپ کو کہا تھا کہ: تمہارے مردوں کے لیے یہی طریقہ ہے۔(۱)

☆ ......میت کو غسل دینے کا مقصد اس کی نظافت اور عزت وحرمت کا اظہار

= قوله: على سرير) هو التخت يغسل عليه فإن لم يوجد فعلى لوح أو حجر مرتفع ليمكن غسله وتقليبه كما في العيني. (مراقى الفلاح مع حاشيه الطحطاوى: ص: ۵۶۳، ۵۶۷، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمى)

(حلبى كبير: ص: ۵۷۷، فصل: فى الجنائز، ط: سهيل اكيڈمى)

إذامات المحتضر يندب شد لحييه بعصابة عريضة تربط من فوق رأسه، وتليين مفاصله برفق ورفعه عن الارض وستره بثوب صونا له عن الأعين بعد نزع ثيابه التى قبض فيها. (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۵۰۲/۱، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، مبحث ما يفعل بالميت قبل غسله، ط: دارالفكر)

(۱) وفى الاختيار: الاصل فيه تغسيل الملائكة لآدم عليه السلام وقالوا لولده هذه سنة موتاكم. (الدرالمختار: ۲۰۰/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى حديث 'كل سبب ونسب منقطع إلا سببى ونسبى''، ط: سعيد)

(بدائع الصنائع: ۲۹۹/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: والكلام فى الغسل، ط: سعيد)

(الجوهرة النيرة: ۱۶۴/۱، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ط: قديمى)

ہے۔(۱)

میت کو غسل دینے کے لیے پانی کیسا ہو؟

"پانی" عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۱۶۹)

میت کو غسل دینے والا مقرر نہیں

میت کو غسل دینے کے لیے کوئی شخص شریعت کی جانب سے مقرر نہیں ہے۔ جس آدمی کو بھی غسل دینے کا طریقہ معلوم ہے وہ میت کو غسل دے سکتا ہے، اور بہتر یہ ہے کہ وہ شخص غسل دے جو غسل دینے کی کچھ اجرت اور عوض نہ لے۔(۲)

---

(۱) فإنها يطهر بالغسل كرامة للمسلم. (الشامية: ۱۹۴/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى القراءة عند الميت، ط: سعيد)

فيجب تطهيره بالغسل شرعاً كرامة له وشرفا. (البحر الرائق: ۱۷۵/۲، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

لأن الغسل شرع كرامة للميت. (المحيط البرهاني: ۵۳/۳، كتاب الصلاة، الباب الثانى والثلاثون فى الجنائز، قسم آخر: فى بيان الاسباب المسقطة لغسل الميت، ط: ادارة القرآن

لأن الغسل وجب كرامة وتعظيما للميت. (الشامية: ۲۳۰/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، قبيل مطلب: فى حمل الميت، ط: سعيد)

لأن غسل الميت شرع كرامة له. (بدائع الصنائع: ۳۰۳/۱، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: وأماشرائط جوبه، ط: سعيد)

(۲) والأفضل أن يغسل الميت مجانا. (الدرالمختار: ۱۹۹/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى [illegible] نسب منقطع إلاسببى ونسبى، ط: سعيد)

(الهندية: ۱۵۹/۱، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الثانى فى الغسل، ط: رشيديه)

(البحر الرائق: ۱۷۳/۲، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

میت کو غسل کے بغیر قبر میں رکھ دیا

اگر میت کو غسل دیئے بغیر قبر میں رکھ دیا گیا ہے مگر ابھی تک مٹی نہیں ڈالی گئی ہے تو اس کو قبر سے نکال کر غسل دینا ضروری ہے، ہاں اگر مٹی ڈال چکے ہیں تو پھر نہیں نکالنا چاہیے۔(۱)

میت کو قبر میں اتارتے وقت

میت کو قبر میں اتارتے وقت یہ دعا پڑھے:

"بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ." (۲)

میت کو قبر میں دائیں کروٹ پر لٹانا

☆......سنت طریقہ یہ ہے کہ میت کو قبلہ رخ دائیں کروٹ پر لٹایا جائے، اور پیٹھ کی جانب سے مٹی سے سہارا دے دیا جائے، تاکہ مردہ پلٹ نہ جائے۔

☆......بعض لوگ میت کو قبر میں چت لٹا کر صرف چہرہ قبلہ کی طرف کر دیتے

---

(۱) ولو صلوا عليه قبل الغسل أعادوا الصلاة وكذا إذا ذكروا قبل أن يهال عليه التراب وينزع اللبن ويخرج ويغسل ويصلى عليه وأن أهالوه لم ينبش (البحر الرائق: ۱۷۳/۲، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

(وإن دفن) وأهيل عليه التراب (بغير صلاة) أوبها بلاغسل.... (صلى على قبره)

قوله: وأهيل عليه التراب) فإن لم يهل أخرج وصلى عليه .بحر (الدر مع الرد: ۲۲۴/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في كراهة صلاة الجنازة في المسجد، ط: سعيد)

(البحر الرائق: ۱۷۳/۲، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

(۲) عن ابن عمر: أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا أدخل الميت القبر" وقال أبو خالد مرة إذا وضع الميت في لحده، قال مرة: بسم الله وبالله وعلى ملة رسول الله، وقال مرة: بسم الله وبالله وعلى سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم. (جامع الترمذي: ۲۰۲/۱، ابواب الجنائز، باب ماجاء إذا أدخل الميت قبره، ط: سعيد)

(ابن ماجه: ص: ۱۱۱، ابواب الجنائز، باب ماجاء في إدخال الميت القبر، ط: قديمي)

(الدر المختار: ۲۳۵/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في دفن الميت، ط: سعيد)

ہیں یہ سنت طریقے کے خلاف ہے۔(۱)

میت کو قبلہ رخ دفن نہیں کیا

اگر دفن کرنے والوں نے غلطی سے میت کو قبلہ رخ کر کے دفن کرنے کے بجائے مشرق کی طرف رخ کر کے دفن کر دیا اور مٹی وغیرہ ڈالنے کے بعد یاد آیا تو اس وقت قبر کو دوبارہ کھولنے کی اجازت نہیں ہے۔اور اگر مٹی ڈالنے سے پہلے یاد آ جائے تو میت کا رخ قبلہ کی طرف کر دیا جائے۔(۲)

میت کو قبلے کی طرف سے قبر میں اتاریں

میت کو قبر میں قبلے کی طرف سے اتارنا مسنون ہے۔اس کی صورت یہ ہے کہ

---

(۱) ویوضع القبر علی جنبه الأیمن مستقبل القبلة وتحل العقدة ویسوی اللبن والعصب. (الهندیة: ۱/۱۶۶، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن، ط: رشیدیه)

ویوجه إلیها وجوبا وینبغی کونه علی شقه الایمن.

قوله: وجوبا)...... بحدیث أبی داود والنسائی،أن رجلا قال:یارسول الله ماالکبائر؟ قال: هی تسع، فذکر منها"استحلال البیت الحرام قبلتکم أحیاء وامواتا..اه."قلت: ووجهه أن ظاهره التسویة بین الحیاة والموت فی وجوب استقباله،لکن صرح فی التحفة:بأنه سنة،(الدر مع الرد: ۲/ ۲۳۵، ۲۳۶، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب: فی دفن المیت،ط:سعید)

(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی :ص:۶۰۹،کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط: قدیمی)

(۲) لودفن مستدبرا لها وأهالوا التراب لاینبش؛ لأن التوجه الی القبلة سنة، والنبش حرام، بخلاف ماإذاکان بعد اقامة اللبن قبل اهالة التراب. (شامی، ۲/۲۳۶ کتاب الجنائز، مطلب في دفن المیت،ط:سعید)

افاد کلام المصنف أنه لووضع لغیر القبلة أوعلی شقه الایسر او جعل رأسه في موضع رجلیه او دفن بلاغسل وأهیل علیه التراب، فانه لاینبش. قال في البدائع: لأن النبش حرام. (البحر،۲/۱۹۵ باب الجنائز،ط:سعید)

الفتاوی التاتارخانیة، ۲/۱۳۳، کتاب الصلاة، باب الجنائز ،الفصل الثانی والثلاثون فی الجنائز ،نوع آخر :فی الخطأ الذی یقع فی الباب، المتفرقات،ط:سعید)

جنازہ کو قبر سے قبلے کی جانب رکھا جائے، اور اتارنے والے قبلہ رخ کھڑے ہو کر میت کو اٹھا کر قبر میں رکھ دیں، قبر میں اتارنے والوں کا طاق یا جفت ہونا مسنون نہیں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی مقدس قبر میں چار آدمیوں نے اتارا تھا۔(۱)

میت کو کیسے اتارے؟

"میت کو قبلے کی طرف سے قبر میں اتاریں" عنوان کے تحت دیکھیں!(۳۴۶/۲)

میت کو لٹانا

"کفن پہنا کر کس طرح لٹایا جائے؟" عنوان کے تحت دیکھیں!(۱۸۴/۲)

میت کو نہلانے والا کوئی عزیز ہو

میت کو نہلانے والا میت کا کوئی عزیز رشتہ دار ہونا بہتر ہے، اور اگر میت کے عزیز

---

(۱) ویدخل المیت فی القبر من قبل القبلة كما أدخل النبی صلی الله علیه وسلم إن امكن فتوضع الجنازة علی القبر من جهة القبلة ویحمله الآخذ مستقبلاً حال الأخذ ویضعه فی اللحد لشرف القبلة...... ولایضر دخول وتر أو شفع فی القبر بقدر الكفایة.

قوله: ولایضر دخول وتر) فی الحلبی عن الذخیرة: ولایتعین عد د الواضعین لأن المعتبر حصول الكفایة ودخل قبره صلی الله علیه وسلم أربعة علی والعباس وابنه الفضل واختلف فی الرابع هل هو صهیب أو المغیرة أورافع أوصالح. (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۶۰۸، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)

ویوضع المیت فی قبره وضعا من جهة القبلة مستقبل القبلة عند وضعه ولایسل سلا عندنا؛...... ولایتعین فی عدد الواضعین وفی الذخیرة: لایضر وتر دخله أو شفع لأن المعتبر حصول الكفایة. (حلبی كبیر: ص: ۵۹۶، ۵۹۷، فصل فی الجنائز، ط: سهیل اكیڈمی)

(البحرالرائق: ۱۹۳/۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان احق بصلاته، ط: سعید)

ویدخل من قبل القبلة) بأن یوضع من جهتها ثم یحمل فیلحد.

قوله: بأن یوضع من جهتها ثم یحمل) أی فیكون الآخذ له مستقبل القبلة حال الاخذ...... ولایضر عندنا كون الداخل فی القبر وترا أو شفعا واختارا لشافعی الوتر...... (الدرمع الرد: ۲۳۵/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

واقارب غسل دینا نہ جانتے ہوں تو کسی متقی، نیک اور پرہیزگار آدمی سے غسل دلائیں۔(۱)

میت کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرنا

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ اپنے مردوں کو نیک اور صالح لوگوں کے درمیان دفن کریں، اس لیے کہ مردے کو برے پڑوسی سے اسی طرح تکلیف پہنچتی ہے جس طرح زندہ کو۔

☆......علماء نے لکھا ہے کہ مردے کو صالحین اور نیکوکاروں کے قبرستان میں دفن کرنا مستحب ہے، تاکہ برکت بھی ہو اور ان کے قریب ہونے سے فائدہ بھی ہو۔

☆......لکھا ہے کہ ایک نیک عورت کو ایک فاسق شخص کے پڑوس میں دفن کیا گیا، وہ خواب میں اپنے گھر والوں کو نظر آئی اور ان سے کہا: تمہیں میرے دفن کرنے کے لیے تنور کے قریب کے علاوہ اور کوئی جگہ نہیں ملی؟ اس کے گھر والوں کو اس جگہ اور اس کے آس پاس کی جگہ میں کوئی تنور نہیں ملا تو انہوں نے تفتیش کی کہ اس عورت کے پڑوس میں کون دفن ہے؟ تو معلوم ہوا کہ اس عورت کے پڑوس میں ایک جلاد کی قبر ہے۔(۲)

---

(۱) والأولى فى الغاسل أن يكون أقرب الناس إلى الميت فإن لم يحسن الغسل فأهل الامانة والورع (حلبى كبير: ص: ۵۸۰، فصل: فى الجنائز، ط: رشيديه)

🗁 (النهر الفائق: ۱/ ۴۸۵، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: رشيديه)

🗁 ويستحب للغاسل أن يكون أقرب الناس إلى الميت فإن لم يعلم الغسل فأهل الامانة والورع (الهنديه: ۱/ ۵۹، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الثانى فى الغسل، ط: رشيديه)

(۲) عن على رضى الله عنه قال: أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن ندفن موتانا وسط قوم صالحين فإن الموتى يتأذون بالجار السوء كمايتأذى به الأحياء...... قال علماؤنا: ويستحب لك -رحمك الله- أن تقصد بميتك قبور الصالحين، ومدافن أهل الخير، فتدفنه معهم، وتنزله بازائهم، وتسكنه فى جوارهم، تبركاً بهم، وتوسلاً إلى الله عزوجل بقربهم، وأن تجتنب به قبور من سواهم، ممن يخاف التأذى بمجاورته، والتألم بمشاهدة حاله حسب ما جاء فى الحديثِ يروى أن امرأة دفنت بقرطبة-أعادها الله- فأتت أهلها فى النوم فجعلت تعتبهم وتشكوهم =

میت کی آنکھوں کے کونٹیک لینس نکالنے کا حکم

''کونٹیک لینس'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۰/۲)

میت کی پیشانی پر ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' لکھنا

''پیشانی پر'' بسم اللہ الرحمٰن الرحیم 'لکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!

میت کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا

☆...... جب جنازہ قریب سے گزرتا ہے تو جو لوگ بیٹھے ہوئے ہوں ان کو جنازہ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جانا بہتر ہے۔

☆...... میت کو دیکھ کر کھڑا ہونا حدیث شریف سے ثابت ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

☆...... اس کے علاوہ بھی اور بہت سی احادیث منقول ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے قیام کا حکم تھا پھر منسوخ ہو گیا۔ لیکن جواز پھر بھی باقی رہا ہے، اور کھڑا ہونا دراصل انسان کے خالق اور فرشتوں کی تعظیم کے لیے ہے۔ (۱)

= وتقول: ماوجدتم أن تدفنوني إلا إلى فرن الجير؟ فلما أصبحوا نظروا فلم يروا في ذالك الموضع كله ولا بقربه فرن جير، فبحثوا وسألوا عن من كان مدفونا بازائها؟ فوجدوه رجلاً سيافا كان لابن عامر وقبره إلى قبرها، فأخرجوها من جواره. (التذكرة في أحوال الماوتي وأمورا لآخرة، ص: ٨٣، باب يختار للميت قوم صالحين يكون معهم، ط: دار الحديث قاهره)

(١) عن علي رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرنا بالقيام في الجنازة ثم جلس بعد ذالك وأمرنا بالجلوس ،رواه احمد

وعن محمد بن سيرين قال: إن جنازة مرت بالحسن بن علي وابن عباس فقام الحسن ولم يقم ابن عباس فقال الحسن: أليس قد قام رسول الله صلى الله عليه وسلم لجنازة يهودي قال: نعم! ثم جلس، رواه النسائي

وعن أبي موسى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذامرت بك جنازة يهودي أونصراني أومسلم فقوموا لها فلستم لها تقومون إنما تقومون لمن معها من الملائكة، رواه احمد

(مشكاة المصابيح: ص: ١٤٧، كتاب الجنائز، باب المشي بالجنازة، ط: قديمي)=

میت کی خبر ملے

کسی بھی میت کی خبر ملے یا کوئی بھی میت سامنے ملے، مسلم ہو یا غیر مسلم اس کو دیکھ کر اپنی موت کو یاد کرنا چاہیے، جس کے لیے بہتر الفاظ یہ ہیں:

" اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ "(۱)

میت کی روح گھر میں نہیں آتی

"روح کا گھر میں آنا" عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۳۹۲)</segment)

= قوله: جلس) أي ترك القيام للجنازة فالقيام منسوخ وعليه الجمهور أوحتى قعد من ذالك القيام بعد أن غابت تلك الجنازة والمراد ماتبعها وبالجملة فهذااللفظ محتمل فالاستدلال به وحده لايخلو عن خفاء لكن قد جاء مايدل عليه. (حاشية السندى على ابن ماجه: ۲/ ۲۳۹، كتاب الجنائز، باب ماجاء فى القيام للجنازة منسوخ، ط: دار المعرفة)

ولأحمد وابن حبان والحاكم من طريق قتادة عن أنس مرفوعاً إنما قمنا للملائكة ونحوه لأحمد من حديث أبى موسى ولأحمد وابن حبان والحاكم من حديث عبد الله بن عمرو مرفوعاً إنما تقومون إعظاما للذى يقبض النفوس ولفظ ابن حبان إعظاما لله الذى يقبض الارواح فإن ذالك أيضا فى التعليل السابق لأن القيام للفزع من الموت فيه تعظيم لأمر الله وتعظيم للقائمين بأمر فى ذالك وهم الملائكة. (فتح البارى: ۳/ ۱۸۰، كتاب الجنائز، باب من قام لجنازة يهودى، ط: قديمى)

هذا، يكره أن يقوم الناس عند مرور الجنازة عليهم وهم جلوس باتفاق ثلاث. وقال الشافعية: يستحب القيام عند رؤية الجنازة على المختار. (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۳۰۰، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، حكم تشييع الميت ومايتعلق به، ط: دار الغد الجديد

(۱) "إنالله" إقرار له بالملك "وإنا إليه راجعون" إقرار على نفوسنا بالهلك. (تفسير النسفى: ص: ۸۸، بقره، الآية، ۱۵۶، ط: دار المعرفة)

قال أبوبكر الوراق: "إنا لله" إقرار منا له بالملك، وإنا إليه راجعون" إقرار منا أنفسنا بالهلاك، (تفسير الرازى: ۲/ ۱۳۳، بقره، الآية: ۱۵۶، داراحياء التراث العربى)

الذين إذاأصابتهم مصيبة قالوا: إنالله وإنا إليه راجعون، وفى قوله: "إنالله" إقرار بالعبودية والملك وفى قوله: "إناإليه راجعون" إقرار بالفناء والبعث من القبور واليقين بأن مرجع الامر كله لله تعالىٰ (تفسير المراغى لأحمد مصطفى المراغى، ۱/ ۲۵، بقره، الآية: ۱۵۶، ط: شركة مكتبة وطبعة مصطفى البانى الحلبى)

میت کی زیارت خواب میں

امام یافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میت کی روحوں کو اچھی حالت میں ہوں یا بری حالت میں، کبھی ظاہر کردیتا ہے تاکہ دیکھنے والے کو اطمینان اور خوشی ہو، اور اس سے سبق اور نصیحت حاصل کرے، اور میت کو مغفرت کی دعا، قرآن مجید کی تلاوت، یا صدقہ خیرات سے فائدہ پہنچائے۔

اور یہ بھی فرمایا ہے کہ میت کی زیارت اکثر و بیشتر خواب میں ہوتی ہے اور کبھی خواب کے بغیر جاگنے کی حالت میں بھی ہوتی ہے، مگر یہ اولیاء اللہ کو ہوتی ہے، اور یہ ان کی کرامت ہے۔

اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ روحیں اگر نیک ہیں تو علیین میں اور اگر بد ہیں تو سجّین میں رہتی ہیں، اور کبھی کبھی اللہ تعالیٰ ان ارواح کو قبر میں ڈالتا ہے، خصوصاً جمعہ کے دن اور اس کی رات میں تو یہ روحیں بیٹھ کر آپس میں باتیں کرتی ہیں، نیک روحوں کو ثواب ملتا ہے، اور بد روحوں کو عذاب ہوتا ہے، اور جب قبر میں آتی ہیں تو روح اور بدن دونوں کو ثواب و عذاب ہوتا ہے۔(۱)

---

(۱) وقال اليافعي: رؤية الموتىٰ في خير أو شر نوع من الكشف، يظهره الله تبشيرًا وموعظة أو لمصلحة للميت من إيصال خير له و قضاء دين أو غير ذٰلك، ثم هٰذه الرؤية قد تكون في النوم وهو الغالب، وقد تكون في اليقظة، وذٰلك من كرامات الأولياء أصحاب الأحوال.

وقال في موضع آخر، مذهب أهل السنة أن أرواح الموتىٰ ترد في بعض الأوقات من علّيين أو من السجين إلى أجسادهم في قبورهم، عند إرادة الله تعالىٰ وخصوصًا ليلة الجمعة، ويجلسون ويتحدثون وينعم أهل النعيم، ويعذب أهل العذاب.

قال: وتختص الأرواح دون الأجساد بالنعيم أو العذاب مادامت في عليين أو سجين، وفي القبور يشترك الروح والجسد، انتهى. (شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور: (ص: ٢٧٩) باب زيارة القبور وعلم الموتىٰ بزوارهم ورؤيتهم لهم، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

میت کی طرف سے حج بدل کرنا

"حج بدل کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں! (۳۱۴/۱)

میت کی طرف سے قربانی کرنا

"قربانی کرنا میت کی طرف سے" عنوان کے تحت دیکھیں! (۱۵۵/۲)

میت کی طرف سے نماز روزہ ادا کرنا

اگر میت کے وارثین اس کے حکم سے اس کی فوت شدہ نمازوں کی قضا کریں تو یہ نمازیں میت کی طرف سے ادا نہیں ہوں گی، اس لیے کہ نماز بدنی عبادت ہے، جس کا ہر مکلّف کو خود ادا کرنے کا حکم ہے، دوسروں کے ادا کرنے سے اس کی طرف سے ادا نہیں ہوتی، البتہ حج کا حکم اس سے مختلف ہے۔ اس لیے اگر وارث میت کی طرف سے حج ادا کرے گا، یا کسی اور سے کرائے گا تو میت کے ذمہ سے فرض حج ساقط ہو جائے گا، اگر چہ میت نے حج بدل کرانے کی وصیت بھی نہ کی ہو۔ (۱)

میت کی موجودگی میں کھانا کھانا

"میت گھر میں ہوتے ہوئے کھانا کھانا" عنوان کے تحت دیکھیں! (۳۶۰/۲)

میت کی یہ وصیتیں باطل ہیں

اگر میت نے یہ وصیت کی کہ فلاں شخص اس کو غسل دے اور فلاں آدمی اس کو

---

(۱) (ولو قضاها ورثته بأمره لم يجز) لأنها عبادة بدنية (بخلاف الحج) لأنه يقبل النيابة. (الدر المختار: ۷۴/۲، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب: في بطلان الوصية بالختمات والتهاليل، ط: سعيد)

ولو قضاها ورثته بأمره لايجوز وفي الحج يجوز. (البحر الرائق: ۹۱/۲، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، قبيل باب سجود السهو، ط: سعيد)

(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۴۳۹، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، فصل: في إسقاط الصلاة والصوم، ط: قديمي)

دفن کرے، فلاں جنازہ کی نماز پڑھائے، اور فلاں جگہ دفن کیا جائے، یہ تمام وصیتیں شریعت میں معتبر نہیں ہیں۔ یہ تمام چیزیں میت کے اختیار میں نہیں ہیں، ورثاء کا حق ہیں، ورثاء جو بہتر سمجھیں اس پر عمل کر سکتے ہیں۔(۱)

میت کے اختیار میں یہ چیزیں نہیں ہیں

''میت کی یہ وصیتیں باطل ہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۳۵۲،۲)

میت کے اوپر بارش برس جائے

اگر میت پر بارش برس جائے یا اور کسی طرح پانی پہنچ جائے تو یہ غسل کے لیے کافی نہیں ہوگا، بلکہ زندہ لوگوں پر اس کو غسل دینا فرض ہوگا۔(۲)

---

(۱) أوصى بأن يصلي عليه فلان أويحمل بعد موته إلى بلد آخر أويكفن في ثوب كذا...... فهي باطلة. (الدر المختار: ۶۶۶/۶، كتاب الوصايا، قبيل باب الوصية بالثلث، ط: سعيد)

(الهندية: ۹۶/۶، كتاب الوصايا، الباب الثاني في بيان الالفاظ التي تكون وصية والتي لاتكون وصية، ط: رشيديه)

(الخانية على هامش الهندية: ۴۹۴/۳، كتاب الوصايا، فصل: فيما يكون وصية وفيما لايكون؟ ط: رشيديه)

وإذاأوصى لأحد بأن يصلي عليه أوبأن يغسله فهي وصية باطلة لاتنفذ ولمن له حق التقدم أن يأذن غيره في الصلاة، (كتاب الصلاة على المذاهب الاربعة: ۵۲۴/۱، مباحث الجنائز، مبحث الاحق بالصلاة على الميت، ط: داراحياء التراث العربي بيروت)

(۲) وفي الخانية: إذاجرى الماء على الميت أوأصابه المطر عن أبي يوسف أنه لاينوب عن الغسل لأنا أمرنا بالغسل وجريان الماء وإصابة المطر ليس بغسل. (البحرالرائق: ۱۷۴/۲، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

(الخانية على هامش الهندية: ۱۸۷/۱، كتاب الصلاة، باب في غسل الميت ومايتعلق به من الصلاة...... الخ، ط: رشيديه)

(الشامية: ۲۰۰/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في حديث ''كل سبب ونسب منقطع إلا سببي ونسبي، ط: سعيد

میت کے اوپر کا کپڑا ناپاک ہو جائے

"غسل دیتے وقت میت کے اوپر کا کپڑا ناپاک ہو جائے" عنوان کے تحت دیکھیں!

میت کے بارے میں فرشتے کیا کہتے ہیں

"فرشتے جنازہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۷۷)

میت کے پاس غسل سے پہلے تلاوت کا حکم

"تلاوت کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۲۰۸)

میت کے پاس لوگ رہیں

"میت کو تنہا نہ رکھا جائے" عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۳۳۵)

میت کے تین ٹکڑے

اگر میت کے تین ٹکڑے ہو گئے، ایک گردن تک، دوسرا کمر تک، تیسرا پاؤں والا حصہ، تو جسم کی ہیئت باقی نہ رہنے کی وجہ سے غسل اور مسنون کفن دینا اور جنازہ کی نماز پڑھنا لازم نہیں ہوگا، بلکہ ایک کپڑے میں لپیٹ کو مسلم قبرستان میں دفن کر دیا جائے۔(۱)

---

(۱) (وجد رأس آدمی) أو أحد شقيه (لا يغسل ولا يصلى عليه) بل يدفن، الا أن يوجد أكثر من نصفه ولو بلا رأس. (الدر مع الرد: (۲/۱۹۹) كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: سعيد)

وقيد بعدم التفسخ؛ لأنّه لا يصلى عليه بعد التفسخ؛ لأنّ الصلاة شرعت على بدن الميت، فإذا تفسخ، لم يبق بدنه قائما. (البحر الرائق: (۲/۳۲۰) كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: رشيديه)

(قوله: مالم يتفسخ) أى تتفرق أعضاءه، فإن تفسخ لايصلى عليه مطلقا؛ لأنها شرعت على البدن ولا وجود له مع التفسخ وإذا وجد أكثر البدن أو نصفه مع الرأس، غسل وصلى عليه والا لا. (حاشية الطحطاوى على المراقى: (ص: ۵۷۵) كتاب الصلاة، أحكام الجنائز، الصلاة عليه، ط: قديمى)

میت کے غسل کی اہمیت

☆...... اللہ تعالیٰ کا جو بندہ اس دنیا سے رخصت ہوکر موت کے راستے آخرت کی طرف جاتا ہے، اسلامی شریعت نے اس کو عزت واحترام کے ساتھ رخصت کرنے کا ایک خاص طریقہ مقرر کیا ہے جو نہایت ہی پاکیزہ، انتہائی خدا پرستانہ اور نہایت ہمدردانہ اور شریفانہ طریقہ ہے۔

☆...... شریعت کا حکم ہے کہ پہلے میت کو ٹھیک اس طرح غسل دیا جائے جس طرح کوئی زندہ آدمی پاکی اور پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے نہاتا ہے، اس غسل میں پاکی اور صفائی حاصل کرنے کے علاوہ غسل کے آداب کا پورا لحاظ رکھا جائے، غسل کے پانی میں وہ چیزیں شامل کی جائیں جو میل کچیل کو صاف کرنے کے لیے لوگ زندگی میں نہانے میں استعمال کرتے ہیں، اس کے علاوہ کافور جیسی خوشبو بھی پانی میں شامل کی جائے، تاکہ میت کا جسم پاک صاف ہونے کے علاوہ خوشبودار بھی ہوجائے اور دیر تک کیڑے مکوڑوں سے بھی محفوظ رہے۔(۱) پھر صاف ستھرے پاک کپڑوں

---

(۱) والغسل بالماء الحار أفضل عندنا...... ويغلى الماء بالسدر أوبالحرض فإن لم يكن فالماء القراح...... ويغسل رأسه ولحيته بالخطمى وإن لم يكن فبالصابون ونحوه لانه يعمل عمله. (الهنديه: ۱/ ۱۵۸، كتاب الصلاة، البا ب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الثانى فى الغسل، ط: رشيديه)

🗁 وصب عليه ماء مغلى بالسدر أوحرض) مبالغة فى التنظيف...... (وإلا فالقراح...... وغسل رأسه ولحيته بالخطمى) لأنه أبلغ فى استخلاص الوسخ وإن لم يكن فبالصابون ونحوه. (البحر الرائق: ۲/ ۱۷۲، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

🗁 (ويصب عليه ماء مغلى بالسدر) ورق البنق (أوحرض)...... الأشنان (إن تيسر وإلا فماء خالص) مغلى (ويغسل رأسه ولحيته بالخطمى) نبت بالعراق (إن وجد وإلا فبالصابون ونحوه) قوله: ورق البنق)...... وفى التذكرة السدر شجر معروف وثمره البنق...... ومن خواصه أنه يطرد الهوام ويشد العصب ويمنع الميت من البلاء...اه.

قوله: نبت بالعراق) طيب الرائحة يعمل عمل الصابون. (الدر مع الرد: ۲/ ۱۹۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى القراء ة عند الميت، ط: سعيد)

میں کفنایا جائے لیکن اس سلسلے میں اسراف سے بھی کام نہ لیا جائے۔(۱)

☆......اس کے بعد جنازہ کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی جائے، جس میں میت کے لیے اہتمام اور خلوص کے ساتھ مغفرت اور رحمت کی دعا کی جائے۔(۲)

☆......پھر اکرام اور احترام کے ساتھ بظاہر قبر کے حوالے اور حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سپرد کر دیا جائے۔

☆......زمین کی گود میں دے دیا جائے، جس کے اجزاء سے اس کا جسم بنا اور پلا تھا، اور جو ایک طرح سے گویا اس کی ماں تھی،(۳) پھر لوگ زبانی اور عملی طور پر میت کے اقارب اور گھر والوں کی غم خواری اور ہمدردی کریں، اور ان کی تسلی، تشفی اور

---

(۱) ویؤخذ الکفن مما کان یلبسه...... فی حیاته...... ویحسن للحدیث حسنوا أکفان الموتی فإنهم یتزاورون فیما بینهم ویتفاخرون بحسن أکفانهم ولا یغالی فیه لقوله صلی الله علیه وسلم: لاتغالوا فی الکفن فإنه یسلب سریعا. (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۵۷۶، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط: قدیمی)

قوله: ویحسن الکفن) بأن یکفن بکفن مثله.... وتکره المغالاة فی الکفن (الشامیة: ۲/ ۲۰۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی الکفن، ط: سعید)

(اللباب فی شرح الکتاب، ۱/ ۱۲۹، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ط: قدیمی)

(۲) وأما أرکانها ففی فتح القدیر أن الذی یفهم أنها الدعاء والقیام والتکبیر لقولهم إن حقیقتها هو الدعاء والمقصود منها (البحر الرائق: ۲/ ۱۷۹، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعید)

(شامی: ۲/ ۲۰۹، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی، ط: سعید)

(فتح القدیر: ۲/ ۸۵، ۸۶، کتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: فی الصلاة علی المیت، ط: رشیدیه)

(۳) (والصلاة علیه): ..... (فرض کفایة) بالإجماع...... (کدفنه) وغسله وتجهیزه فإنها فرض کفایة. (الدر المختار: ۲/ ۲۰۷، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی صلاة الجنازة، ط: سعید)

(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۵۸۰، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: الصلاة علیه، ط: قدیمی)

(طحطاوی علی الدر: ۱/ ۳۷۱، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: رشیدیه)

غم ہلکا کرنے کی کوشش کریں۔(۱)

میت کے گھر عورتوں کا اجتماع

''عورتوں کا اجتماع''عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/ ۵۱۴)

میت کے گھر قیام پذیر ہونا

''ضیافت''عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/ ۴۸۲)

میت کے گھر کھانے کو ضروری سمجھنا

بعض علاقوں میں میت کو دفن کرنے کے بعد قریبی رشتہ دار میت کے وارثوں کو اپنے ہمراہ کھانا کھلانے کے لیے میت کے گھر آتے ہیں، لیکن اور بھی بہت سے حضرات اس کھانے میں شریک ہو جاتے ہیں، جس کی وجہ سے کھانا کم پڑ جاتا ہے اور میت والے رنج وغم اور صدمے کی وجہ سے پہلے سے پریشان ہوتے ہیں پھر کھانا

---

(۱) ولا بأس...... بتعزية أهله وترغيبهم فى الصبر.

قوله: وبتعزية أهله)أى تصبيرهم والدعاء لهم به...... قال فى شرح المنية وتستحب التعزية للرجال والنساء اللاتى لايفتن. (الدر مع الرد: ۲/ ۲۳۹، ۲۴۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، قبيل مطلب: فى الثواب على المصيبة، ط: سعيد)

🗀 وتستحب التعزية للرجال والنساء اللاتى لايفتن

قوله: وتستحب التعزية...... الخ)...... ولاحجر فى لفظ التعزية...... لأن المقصود منها ذكر مايسلى صاحب الميت ويخفف حزنه ويحضه على الصبر كما نبهنا الشارع على هذا المقصود فى غير ما حديث. (مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۶۱۸، كتاب الصلاةِ باب احكام الجنائز، فصل: فى حملها ودفنها، ط: قديمى)

🗀 التعزية لصاحب المصيبة حسن. (الهندية: ۱/ ۱۶۷، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل السادس فى القبر والدفن.... ومما يتصل بذالك مسائل، ط: رشيديه)

🗀 (معارف الحدیث: ۳/ ۲۷۹، کتاب الصلاۃ، نماز جنازہ، عنوان: میت کا غسل وکفن، ط: دارالاشاعت)

وغیرہ کم پڑنے کی وجہ سے مزید پریشان اور شرمندہ ہوتے ہیں، اور یہ مصیبت پر مصیبت ہوتی ہے۔ ایسی رسم یقیناً ناجائز ہے، اور انتہائی بے غیرتی کی بات ہے، اس لیے ایسی رسم کو ترک کرنا لازم ہے ورنہ ثواب کی بجائے الٹا گناہ ہوگا۔ (۱)

میت کے گھر میں ضیافت

''ضیافت'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۴۸۲)

میت کے گھر والوں کے لیے کھانا بھیجنا

''کھانا بھیجنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۲۱۰)

میت کے لیے دعا کرنا

میت کے لیے دعا کرنا درست ہے، دعا اس طرح کی جائے جس سے دیکھنے

---

(۱) من المقابح التى درج عليها الناس أيامنا هذه أن يقيم أهل الميت أوأقرباؤه وليمة الناس ثالث أيام وفاته، وهذه لاأصل لها فى الشريعة، إذاالمشروع كما أسفلنا إرسال طعام لأهل الميت يوم وفاته لاشتغالهم به وبأحزانهم عن ذالک، وإنما نشأت هذه العادت وتطورت بعد من أمر مشروع إلى أمر قبيح غير مشروع فقد بدأت ـعلى مايبدوـ بأن يعد أهل المتى طعاما بناء على وصية أوتطوعاً منهم يوزعونه على الفقراء، ثم تطورت إلى دعوه الفقراء إليهم ولاسيما أن هؤلاء كانوايأتون طلبا للاحسان، ثم تطورت فأصبحت على شكلها الصبيح وليمة كبرى يدعى لها الوجهاء والأعيان والزملاء والأقرباء ولايكاد يكون للفقراء منها نصيب ولأن الناس يقلد بعضهم بعض، فقد استحكمت هذه العادة فأصبحت وبالاً على أهل الميت وأقربائه ففوق مصائبهم وأحزانهم وأتراح قلوبهم ،يكون عليهم أن يعدوا الطعام ويحسنوا المائدة ويتكلفوا البشاشة فى وجوه الضيوف. (المفصل فى الفقه الحنفى محمد ماجد عتر، ص: ۲۴۹، الفصل الثامن ،صلاة الجنازة ومايتبعها، الوليمة القبيحة، ط: دارالفكر)

واتفق الائمة على كراهة صنح أهل الميت طعام للناس يجتمعون عليه، لما فى ذالک من زيارة المصيبة عليهم وشغلاً إلى شغلهم وتشبهاً بصنع أهل الجاهلية لحديث جرير قال: كنا نعد الاجتماع إلى أهل الميت وصنعه الطعام بعد دفنه من النياحة. (فقه السنة: ۱/۳۲۹، الجنائز، استحباب صنع الطعام لأهل الميت، ط: دارابن كثير)

والے کو شبہ نہ ہو کہ قبر سے کچھ مانگ رہے ہیں۔(۱)

میت کے لیے قربانی بہتر ہے یا صدقہ کرنا؟

”قربانی بہتر ہے یا صدقہ کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں!(۱۵۴/۲)

میت کے مکان پر آنا

میت کو دفن کرنے کے بعد واپسی میں سب لوگوں کا میت کے مکان پر آنے کا رواج شریعت کے مطابق نہیں ہے، اس لیے ایسے رواج کو ختم کرنا ضروری ہے، بلکہ دفن سے فارغ ہو کر عام افراد اپنے اپنے کام کو چلے جائیں۔(۲)

میت کے مکان پر واپسی میں آنا

”واپسی میں میت کے مکان پر آنا“ عنوان کے تحت دیکھیں!(۳۵۱/۲)

---

(۱) وفی حدیث ابن مسعود رضی الله عنه رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فی قبر عبد الله ذی البجادین الحدیث. وفیه فلما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعاً یدیه،أخرجه أبوعوانة فی صحیحه. (فتح الباری: ۱۷۳/۱۱،کتاب الدعوات،باب الدعاء مستقبل القبلة،ط:قدیمی)

🗀 مرقاة المفاتیح: ۱۶۴/۴،کتاب الجنائز، باب دفن المیت، الفصل الثانی،ط:رشیدیه)

🗀 قال فی الفتح: والسنة زیارتها قائما، والدعاء عندنا قائما کما یفعله صلی الله علیه وسلم فی الخروج إلی البقیع. (الشامیة: ۲۴۲/۲،کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب:فی زیارة القبور، ط: سعید)

🗀 (الهندیه: ۱۶۶/۱،کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن...... الخ،ط:رشیدیه)

(۲) قال کثیر من متأخری أئمتنارحمهم الله :یکره الإجتماع عند صاحب المیت حتی یأتی إلیه من یعزی بل إذارجع الناس من الدفن فلیتفرقوا ،ویشتغلوا بأمورهم وصاحب المیت بأمره. (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص: ۶۱۶،۶۱۷،کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل؛ فی حملها ودفنها، ط:قدیمی)

🗀 (الشامیة: ۲۴۱/۲،کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی کراهة الضیافة من أهل المیت، ط:سعید)

🗀 (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۳۰۴/۱،کتاب الصلاة، مباحث الجنائز، التعزیة، ط: دار الغد الجدید)

میت کے نیچے گدا بچھانا

میت کو جنازہ کے پلنگ میں رکھنے کے لیے گدے یا چٹائی بچھانے کی ضرورت نہیں ہے، کفن کے ساتھ اٹھا کر جنازہ کے پلنگ میں رکھ دیں اور جنازہ کے پلنگ سے قبر میں رکھ دیں، اگر کبھی ضرورت محسوس ہو تو چادر وغیرہ جو بھی موجود ہو اسے کام میں لائیں۔ پھر اس چادر کو اپنے استعمال میں بھی لا سکتے ہیں۔ (۱)

میت گھر میں ہوتے ہوئے کھانا کھانا

☆ ...... میت کی موجودگی میں بھی کھانا کھانا جائز ہے، البتہ صدمہ اور غم کی وجہ سے کھانا نہ کھا سکیں تو اور بات ہے۔

☆ ...... آج کل بعض علاقوں میں یہ رسم بن گئی ہے، اور اس کا اہتمام بھی ہونے لگا ہے کہ جب تک میت گھر میں ہو گھر والے بھوک کے باوجود کھانا کھانے کو گناہ سمجھتے ہیں۔ شریعت میں اس قسم کی رسم کا کوئی ثبوت نہیں ہے، (البتہ صدمہ اور رنج و غم کی وجہ سے کھانا نہ کھا سکیں تو اور بات ہے) اس لیے اس رسم کو ترک کرنا لازم ہے، عزیز و اقارب اور پڑوسیوں کو چاہیے کہ اگر میت کے گھر والے بھوکے ہیں تو ان کو ترغیب اور اصرار سے کھلائیں۔ (۲)

---

(۱) فتاوی رحیمیہ: ۸۱/۷، کتاب الجنائز، باب ما یتعلق بحمل الجنائز، سوال نمبر: ۷۷، ط: دالاشاعت)

(۲) أما أهل السنة والجماعة فيقولون: كل فعل وقول لم يثبت عن الصحابة رضى الله عنهم: هو بدعة لأنه لو كان خيراً لسبقونا إليه، لأنهم لم يتركوا خصلة من خصال الخير إلا وقد بادروا إليها. (تفسير ابن كثير: ۵۶۷/۵، سورة الاحقاف، الآية: ۱۱، ط: مكتبه رشيديه)

🗁 قال النووى: البدعة كل شىء عمل على غير مثال سبق، وفى الشرع إحداث مالم يكن فى عهده صلى الله عليه وسلم. (مرقاة المفاتيح: ۳۳۷/۱، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، ط: رشيديه)

🗁 ويستحب لجيران أهل الميت والاقرباء الأباعد تهيئة طعام لهم يشبعهم يومهم وليلتهم =

میت مسجد سے باہر ہو

بعض جگہ دستور ہے کہ مساجد میں قبلہ کی جانب سے باہر جنازہ رکھنے کے لیے چبوترہ بناتے ہیں، اور محراب میں اس طرف کھڑکی یا دروازہ رکھتے ہیں، امام محراب کے اندر کھڑا ہو کر جنازہ کی نماز پڑھاتا ہے، یہ بھی مکروہ ہے، کیونکہ مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھنا بہر حال مکروہ ہے۔ خواہ جنازہ مسجد سے باہر ہو، اور امام اور مقتدی مسجد کے اندر، یا جنازہ اور امام باہر ہوں اور نمازی مسجد کے اندر، یا جنازہ مسجد کے باہر ہو، امام اور کچھ نمازی مسجد سے باہر اور کچھ نمازی مسجد کے اندر، یا میت، امام اور نمازی سب مسجد کے اندر ہوں ان تمام صورتوں میں مسجد استعمال ہونے کی وجہ سے نماز مکروہ ہے۔

ہاں اگر بارش، پانی، جنگ وغیرہ جیسا عذر ہو، یا باہر جگہ ہی نہ ہو، تو ان صورتوں میں مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا بلا کراہت جائز ہے، ایسی صورت میں بھی اگر جنازہ، امام اور کچھ نمازی مسجد سے باہر ہوں تو زیادہ بہتر ہے، کیونکہ بعض اعتبار سے جنازہ امام کے حکم میں ہے، اور صرف امام کا الگ مکان میں کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے۔(۱)

= لقوله صلى الله عليه وسلم :اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد جائهم مايشغلهم...... ولأنه بر ومعروف ويلح عليهم فى الأكل لأن الحزن يمنعهم من ذالك فيضعفون.(فتح القدير : ۲/ ۱۴۲، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ط:رشيديه)

(حلبى كبير: ص: ۶۰۹، فصل: فى الجنائز، ط:سهيل اكيڈمى)

(الشامية: ۲/ ۲۴۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى الثواب على المصيبة، ط: سعيد)

(۱) وصلاة الجنازة فى المسجد الذى تقام فيه الجماعة مكروهة سواء كان الميت والقوم فى المسجد أو كان الميت خارج المسجد والقوم فى المسجد أو كان الامام مع بعض القوم خارج المسجد والقوم الباقى فى المسجد أو الميت فى المسجد والامام والقوم خارج المسجد هو المختار...... ولاتكره بعذر المطر ونحوه.(الهندية، ۱/ ۱۶۵، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلاة على الميت، ط:رشيديه)

(حاشية الطحطاوى على المراقى: (ص: ۵۹۵)، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:قديمى)=

میت مسلمان ہے یا نہیں؟ معلوم نہیں!

اگر کوئی میت کہیں مل جائے، اور کسی علامت اور قرینے سے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ مسلمان تھا، یا غیر مسلم تو اگر ایسا معاملہ مسلمانوں کے ملک میں ہوا ہے، تو اس کو غسل دیا جائے گا، اور جنازہ کی نماز بھی پڑھی جائے گی، اور اس کو دفن بھی کیا جائے گا۔(۱)

میت مشتبہ ہو

اگر کسی میت کے بارے میں یہ بات واضح طور پر معلوم نہ ہو کہ وہ مسلمان ہے یا کافر، شیعہ ہے یا سنی، تو اس کے جنازے کی نماز پڑھی جائے گی۔(۲)

اور اگر معلوم ہو گیا کہ وہ مسلمان نہیں ہے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہوگا۔

= قوله: لأنه كالإمام من وجه) لإشتراط هذه الشروط وعدم صحتها بفقدها أوفقد بعضها. (الشامية: ۲/ ۲۰۹، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب:هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى؟، ط: سعيد)

(البحر الرائق: ۲/ ۱۷۹، كتاب الجنائز، فصل؛السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)

تكره الصلاة على الميت فى المساجد،وإن كان الميت خارج المسجد، كما يكره إدخاله فى المسجد من غير صلاة،عند الحنفية و المالكية.(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة؛ ۱/ ۲۹۷، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز ،هل يجوز الصلاة على الميت فى المساجد،ط:دار الغد الجديد)

(۱) لولم يدر أمسلم أم كافر ولاعلامة،فإن فى دارنا غسل وصلى عليه وإلا لا. (الدر المختار: ۲/ ۲۰۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى حديث "كل سبب ونسب منقطع إلا سببى ونسبى، ط: سعيد)

(الهندية: ۱/ ۱۵۹، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الثانى فى الغسل، ط:رشيديه)

(البحر الرائق ۲/ ۱۷۴، كتاب الجنائز، ط:سعيد)

(۲) لقوله عليه الصلاة والسلام: "صلوا على كل بر و فاجر". (كنز العمال: (۶/ ۵۴) رقم الحديث: (۱۴۸۱۵) الفصل الثالث فى أحكام الامارة وآدابها، ط: المكتب الإسلامى)

فكل مسلم مات بعد الولادة، يصلى عليه صغيرا كان أو كبيرا، ذكرا كا أو انثى، حرا كان أو عبدًا، الا البغاة وقطاع الطريق ومن بمثل حالهم. (بدائع الصنائع: كتاب الصلاة، الجنائز، فصل: وأمّا بيان من يصلى عليه (۲/ ۴۷) ط: رشيديه) =

میت منتقل کرنے کے مصارف

میت کو منتقل کرنے کے اخراجات، دفن کے اخراجات میں شامل نہیں کیے جائیں گے اور ترکہ سے نہیں لیے جائیں گے، اگر بالغ ورثاء کی رضامندی سے میت کی منتقلی کا کام ہوا ہے یا اب راضی ہیں تو ان کے حصے سے اخراجات ادا کیے جائیں گے، نابالغ ورثاء کے حصے سے نہیں لیے جائیں گے۔(۱)

میت میں کوئی بری بات دیکھیں تو

''میت میں کوئی عمدہ بات دیکھیں تو'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۳۶۴)

= عن أبي هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال : قال رسول الله ﷺ : الجهاد واجب عليكم مع كل أمير برا كان أو فاجرا ، والصلاة واجبة على كل مسلم برا كان أو فاجرا ، وان عمل الكبائر .

(سنن أبي داود : (۱/ ۳۵۰) كتاب الجهاد ، باب في الغزو مع أئمة الجور ، ط: امداديه ملتان)

ويصلى على كل مسلم مات بعد الولادة صغيرا كان أو كبيرا ، ذكرا كان أو أنثىٰ ، حرا كان أو عبدًا ، الا البغاة و قطاع الطريق الخ . (الهندية : (۱/ ۱۶۳) كتاب الصلاة ، باب الجنائز ، الفصل الخامس في الصلاة عليه ، ط: رشيديه)

حاشية الطحطاوى على المراقى : (ص: ۵۸۰) كتاب الصلاة ، باب أحكام الجنائز ، فصل في الصلاة ، ط:قديمي .

(۱) ثم اعلم أن الواجب عليه تكفينها وتجهيزها الشرعيان من كفن السنة أو الكفاية وحنوط وأجرة غسل وحمل ودفن دون ماابتدع في زماننا من مهللين وقراء ة مغنين وطعام ثلاثة أيام ونحو ذالک، ومن فعل ذالک بدون رضا بقية الورثة البالغين يضمنه في ماله.(الشامية: ۲/ ۲۰۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب: في كفن الزوجة على الزوج، ط:سعيد)

رجل أوصى بأن يحمل بعد موته إلى موضع كذاويدفن هناک...... قال أبو القاسم...... ووصيته بالحمل باطلة ولو حمله الوصى يضمن ماأنفق في الحمل إذاحمله بغير إذن الورثة وإن حمله بإذن الوارث لايضمن.(مجمع الضمانات،ص: ۴۲۷،الباب الخامس والثلاثون في الوصى والولى والقاضى،ط:دارالكتب العلمية)

(الجوهرة النيرة: ۲/ ۳۹۹، كتاب الوصايا،ط:قديمى)

میت میں کوئی عمدہ بات دیکھیں تو

اگر میت کو غسل دینے والے لوگ میت کو غسل دیتے وقت اس میں کوئی عمدہ بات دیکھیں تو اس کو لوگوں میں بیان کردیں، اور اگر کوئی بری بات دیکھیں تو کسی پر ظاہر نہ کریں، ہاں اگر میت کوئی مشہور بدعتی کی ہو، اور اس میں کوئی بری بات دیکھیں تو ظاہر کردیں، تاکہ اور لوگوں کو عبرت اور سبق ہو اور اس بدعت کے کرنے سے باز رہیں۔(۱)

میت نجاست حکمیہ سے پاک نہ ہو

اگر کوئی میت نجاست حکمیہ سے پاک نہ ہو، یعنی اس کو غسل نہ دیا گیا ہو، یا غسل ناممکن ہونے کی صورت میں تیمّم نہ کرایا گیا ہو، اس کی نماز درست نہیں ہے۔ ہاں اگر اس کا پاک کرنا ممکن نہ ہو، مثلاً: غسل یا تیمّم کرائے بغیر دفن کردیا گیا ہو، اور قبر پر مٹی بھی پڑ چکی ہو تو پھر اس کے جنازہ کی نماز اس کی قبر پر اسی حالت میں پڑھنا

---

(۱) ویستحب أن یکون الغاسل ثقة یستوفی الغسل ویکتم مایری من قبیح ویظهر مایری من جمیل فإن رأی مایعجبه من تهلیل وجهه وطیب رائحته وأشباه ذالک یستحب له أن یحدث به الناس وإن رأی ما یکره...... لم یجز له أن یحدث به أحدا...... فإن کان المیت مبتدعاً مظهر البدعة ورأی الغاسل منه ما یکره فلابأس بأن یحدث به الناس لیکون زجرا لهم عن البدعة. (الهندیة: ۱/ ۱۵۹، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی فی الغسل، ط: رشیدیه)

وإن رأی به مایکره لم یجز ذکره

قوله: لم یجز ذکره) أی مالم یکن المیت صاحب بدعة لیرتدع غیره. (الدرمع الرد: ۲/ ۲۳۹، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

وینبغی للغاسل ولمن حضر إذارأی مایجب المیت ستره أن یستره ولایحدث به لأنه غیبة وکذا إذاکان عیبا حادثاً بالموت کسواد وجهه ونحوه مالم یکن مشهورا ببدعة فلابأس بذکره تحذیراً من بدعته وإن رأی من أمارات الخیر کوضاءة الوجه، والتبسم ونحوه استحب إظهاره لکثرة الترحم علیه والحث علی مثل عمله، شرح المنیة (الشامیة: ۲/ ۲۰۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی الکفن، ط: سعید)

(حلبی کبیر: ص: ۵۸۰، فصل فی الجنائز، ط: سهیل اکیڈمی)

جائز ہے۔(۱)

میت نے وصیت کی

''وصیت'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/ ۳۵۳)

میت والوں سے دعوت لینا

میت کو دفن کرنے والوں کے لیے میت کے گھر والون سے دعوت لینا جائز نہیں ہے۔(۲)

میت والوں کی طرف سے دعوت

''اہلِ میت کی طرف سے دعوت'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/ ۹۷)

---

(۱) وشرطها إسلام الميت وطهارته)...... ولاتصح على من لم يغسل لأنه له حكم الإمام من وجه لامن كل وجه.وهذا الشرط عند الإمكان فلو دفن بلاغسل ولم يمكن إخراجه إلا بالنبش صلى على قبره بلاغسل للضرورة.(البحر الرائق: ۲/ ۱۷۹، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

(الدرمع الرد: ۲/ ۲۰۷، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في صلاة الجنازة، ط: سعيد)

وشرطها إسلام الميت وطهارته مادام الغسل ممكنا وإن لم يمكن إخراجه إلا بالنبش تجوز صلاته على قبره للضرورة.(الهندية: ۱/ ۱۶۲، ۱۶۳، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

(۲) قال كثير من متأخرى أئمتنا رحمهم الله: يكره الإجتماع عند صاحب الميت حتى يأتى إليه من يعزى بل إذارجع الناس من الدفن فليتفرقوا، ويشتغلوا بأمورهم وصاحب الميت بأمره.(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۶۱۶، ۶۱۷، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: في حملها ودفنها، ط: قديمى)

(الشامية: ۲/ ۲۴۱، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى كراهة الضيافة من أهل الميت، ط: سعيد)

ومن البدع المكروهة مايفعل الآن من ذبح الذبائح... وإعداد الطعام لمن يجتمع للتعزية، وتقديمه لهم كما يفعل ذالک فى الافراح ومحافل السرور ...... روى الإمام أحمد وابن ماجه عن جرير بن عبد الله قال: كنا نعد الاجتماع إلى أهل الميت وصنعهم الطعام من النياحة(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۳۰۴، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، مبحث الذبائح وعمل الاطعمة فى المآتم، ط: دار الغد الجديد)

ن

نابالغ بچہ

☆......نابالغ بچہ کفر اور اسلام میں اپنے والدین کے تابع ہوتا ہے۔ والدین میں سے کوئی مسلمان ہو تو اس کے تابع ہو کر مسلمان سمجھا جائے گا، جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی۔

☆...... اگر غیر مسلم کافر کا بچہ تمیز دار، یعنی سات سال کا ہو جائے تو اس کا اسلام لانا صحیح اور معتبر ہے، اگر وہ سات سال کا ہو کر کلمہ پڑھ کر مرا تو اس کو مسلمان سمجھا جائے گا اور تجہیز و تکفین مسلمانوں کی طرح کی جائیگی۔(۱)

نابالغ بچہ کلمہ پڑھ لے

اگر غیر مسلم کافر کا بچہ تمیز دار یعنی سات سال کا ہو جائے تو اس کا اسلام لانا صحیح اور معتبر ہے، اگر وہ سات سال کا ہو کر کلمہ پڑھ کر مرا تو اس کو مسلمان سمجھا جائے گا،

---

(۱) وإلا يستهل (غسل وسمى...... وأدرج في خرقة ودفن ولم يصل عليه)...... (كصبي سبي مع أحد أبويه) لايصلى عليه لأنه تبع له أي في احكام الدنيا لاالعقبى. (ولوسبي بدونه)فهو مسلم تبعا للدار أو للسبي (أوبه فأسلم هو أو) أسلم (الصبي وهو عاقل) أي ابن سبع سنين (صلى عليه (لصيرورته مسلما.

قوله: أوبه أي سبي بأحد أبويه أي معه. قوله: فأسلم هو) أي أحد أبويه ،أي فإن الصبي يصير مسلما، لأن الولد يتبع خير الأبوين دينا. ولافرق بين كون الولد مميزاً أولا. (الدرمع الرد: ۲/ ۲۲۸، ۲۳۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب مهم: إذاقال: إن شتمت فلانا في المسجد يتوقف على كون الشاتم فيه. ،ط: سعيد)

(البحر الرائق: ۲/ ۱۸۹، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص؛ ۵۹۹، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمي)

اور تجہیز و تکفین مسلمانوں کی طرح کی جائیگی۔(۱)

نابالغ کا کفن

چھوٹے لڑکے اور لڑکیوں کا کفن بالغوں کے کفن کے موافق ہو تو بہتر ہے۔ اور ایک یا دو کپڑے کا کفن ہو تو بھی جائز ہے۔(۲)

نابالغ کو ثواب پہنچانا

نابالغ کو بھی اپنی نیکیوں کا ثواب ملتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ کو بھی ثواب پہنچانے سے ثواب پہنچ جاتا ہے، نیز اس پر جنازہ کی نماز کی دعا بھی اس کے لیے مفید ہے اس سے بھی نابالغ کے لئے ایصالِ ثواب کا فائدہ مند ہونا ثابت ہوا۔(۳)

---

(۱) أسلم (الصبی وهو عاقل)أی ابن سبع سنین (صلی علیه .(الدرمع الرد: ۲/ ۲۳۰،کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب قبیل:فی حمل المیت،ط:سعید)

(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص؛ ۵۹۹،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز، ط: قدیمی)

(منحة الخالق علی البحر: ۲/ ۱۸۹،کتاب الجنائز، السلطان أحق بصلاته، ط:سعید)

(۲) والطفل الذی لم یبلغ حد الشهوة فالأحسن أن یکفن فیما یکفن البالغ وإن کفن فی ثوب واحد جاز.(الخانیة علی هامش الهندیه: ۱/ ۱۸۹،کتاب الصلاة، باب فی غسل المیت ومایتعلق به من الصلاة، ط:رشیدیه)

(خلاصة الفتاویٰ: ۱/ ۲۲۰،الفصل الخامس والعشرون فی الجنائز، الجنس الثالث فی تکفین المیت، ط:مکتبه رشیدیه)

(الشامیة: ۲/ ۲۰۴،کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی الکفن، ط:سعید)

(۳) وهو دعاء له ایضا بتقدمه فی الخیر، لاسیما وقد قالوا حسنات الصبی له،لالأبویه بل لهما ثواب التعلیم.(الدر المختارمع الرد: ۲/ ۲۱۵،کتاب الصلاة ،باب صلاة الجنازة، مطلب: هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی؟،ط:سعید)

(قول الشارح وقد قالوا حسنات الصبی له لالأبویه)هذاقول عامة المشایخ، وقال بعضهم ینتفع المرء بعلم ولده بعد موته ویکون لوالده أجر ذالک من غیر أن ینقص من أجر الولد شیء اه سندی (تقریرات رافعی: ۲/ ۱۱۹،کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،ط:سعید)

(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص:۵۸۷،کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: الصلاة علیه، ط:قدیمی)

نابالغ کو وضو کرانا

نابالغ بچہ اور بچی کو بھی موت کے غسل میں وضو کرانا چاہیے، اور اس کا طریقہ ''وضو کرانا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱)

نابالغ کی اقتدا میں جنازہ پڑھنا

اگر نابالغ بچے نے جنازے کی نماز پڑھائی تو نماز درست نہیں ہے، دوبارہ بالغ امام کے پیچھے یا تنہا جنازہ کی نماز پڑھنا لازم ہوگا ورنہ جنازہ کی نماز کے بغیر دفن کرنے سے سب گناہ گار ہوں گے۔(۲)

نابالغ کی امامت

جنازہ کی نماز میں بھی نابالغ کی امامت جائز نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) والصبی الذی لایعقل الصلاة یوضأ ایضا.(الشامیة: ۲/۱۹۶، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی القراء ة عند المیت، ط:سعید)

أن هذاالوضوء سنة الغسل المفروض للمیت لاتعلق بکون المیت بحیث یصلی أولا کما فی المجنون.(حلبی کبیر:ص:۵۷۸،فصل:فی الجنائز، ط:سهیل اکیڈمی)

(حاشیة الطحطاوی علی المراقی:ص:۵۹۸،کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط: قدیمی)

(۲،۳) قوله:وبقی من الشروط بلوغ الإمام)...... قال الإمام الاستروشی فی کتاب احکام الصغار: الصبی إذاغسل المیت جاز وإذا أم فی صلاة الجنازة ینبغی أن لایجوز،وهوا لظاهر لأنها من فروض الکفایة وهو لیس من أهل اداء الفرض...... أقول: حاصله أنهالا تسقط عن البالغین بفعله لأن صلاتهم لم تصح لفقدشرط الاقتداء وهو بلوغ الامام وصلاته وإن صحت لنفسه لاتقع فرضا لأنه لیس من أهله وعلیه فلوصلی وحده لایسقط الفرض عنهم بفعله.(الشامیة: ۲/۲۰۸، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب:هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی؟،ط:سعید)

(منحة الخالق علی البحر الرائق: ۲/۱۷۹، کتاب الجنائز، السلطان أحق بصلاته،ط:سعید)

فسد اقتداء رجل وامرأة بصبی فی فرض قضاء وأداء بالاتفاق...... وفی النفل روایتان عنا، قیل: یجوز،وقیل لایجوز وهو المختار...... وفیه اشارة إلی أنه لایقتدی به فی صلاة الجنازة. (مجمع الانهر: ۱/۱۶۷،۱۶۸، کتاب الصلاة، أولی الناس بالإمامة،ط:دارالکتب العلمیة)

نابالغ، نابالغہ کو غسل دینے والے

کم سن، نابالغ لڑکے اور نابالغہ لڑکی کو عورت اور مرد دونوں غسل دے سکتے ہیں۔(۱)

نابالغہ اور نابالغ کو غسل دینے والے

''نابالغ، نابالغہ کو غسل دینے والے'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۳۶۹)

ناپاک آدمی کا جنازہ کو کندھا دینا

ناپاک آدمی کا جنازہ کو کندھا دینا درست ہے۔

واضح رہے کہ جنازہ اٹھانے والے کے لیے پاک ہونا شرط نہیں ہے تاہم جنازہ کے ساتھ ناپاک آدمی کا جانا مناسب بھی نہیں ہے، باقی جنازہ کی نماز کے لیے پاک ہونا شرط ہے۔(۲)

---

(۱) ویجوز للرجل والمرأة تغسیل صبی وصبیة لم یشتهیا. (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص:۵۷۳، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط:قدیمی)

(الهندیة: ۱/۱۶۰، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی فی الغسل، ط:رشیدیه)

(البحرالرائق: ۲/۱۷۴، کتاب الجنائز، ط:سعید)

(۲) وفی القنیة: الطهارة من النجاسة فی ثوب وبدن ومکان وستر العورة شرط فی حق المیت والإمام جمیعا، فلو أم بلاطهارة والقوم بها أعیدت وبعکسه لا.

قوله: أعیدت) لأنه لاصحة لها بدون الطهارة، وإذالم تصح صلاة الامام لم تصح صلاة القوم.

قوله: وبعکسه لا) أی لاتعاد لصحة صلاة الامام وإن لم تصح صلاة من خلفه. (الدر مع الرد: ۲/۲۰۸، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی؟ ط: سعید)

(البحرالرائق: ۲/۱۷۹، کتاب الجنائز فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:سعید)

(حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۵۸۲، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط:قدیمی)

ناپاک آدمی نے غسل دیا

اگر ناپاک آدمی نے میت کو غسل دیا تب بھی غسل صحیح ہو جائے گا مگر مکروہ ہوگا، اس لیے کسی پاک آدمی کو غسل دینا چاہیے۔ (۱)

ناپاک حالت میں قبر کی زیارت کرنا

جنابت، حیض اور نفاس کی حالت میں قبر کی زیارت کے لیے نہیں جانا چاہیے، کیونکہ وہاں جا کر قرآن کریم پڑھنا بھی مسنون ہے اور ناپاکی کی حالت میں قرآن کریم پڑھنا جائز نہیں ہے، اگر قرآن شریف نہ پڑھے تو ناپاکی کی حالت میں قبرستان جانا گناہ تو نہیں ہے، لیکن بہتر نہیں ہے۔ (۲)

ناپاک زمین پر جنازہ کی نماز پڑھنا

☆...... زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے، لہٰذا اگر زمین خشک ہے اور ظاہری اعتبار سے اس پر نجاست نہیں ہے تو وہاں جنازے کی نماز پڑھنا درست

---

(۱) وینبغی أن یکون غاسل المیت علی الطهارة...... ولو کان الغاسل جنبا أو حائضا...... جاز ویکره (الهندیة: ۱/۱۵۹، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی فی الغسل، ط: رشیدیه)

🗀 (الخانیة علی هامش الهندیة: ۱/۱۸۸، کتاب الصلاة، باب فی غسل المیت ومایتعلق به.... الخ، ط: رشیدیه)

🗀 (التاتار خانیه: ۲/۱۳۸، کتاب الصلاة، الباب الثانی والثلاثون فی الجنائز، نوع آخر: من هذا الفصل فی المتفرقات، ط: قدیمی)

(۲) قوله: (وزیارة القبور) أی لابأس به، بل تندب...... والأفضل أن یکون ذالک یوم الخمیس متطهراً. (الشامیة: ۲/۲۴۲ کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی زیارة القبور، ط: سعید)

🗀 (والأفضل) وفی نسخة یستحب (أن یکون ذالک) أی وقت زیارتهم (یوم الخمیس متطهراً) أی من الاقذار والأوزار. (مناسک الملاعلی القاری: ص: ۲۲۵، باب زیارة سید المرسلین صلی الله علیه وسلم، فصل: فی زیارة جبل أحد وأهله، ط: ادارة القرآن)

ہے، اگر خشک زمین پر کچھ نجاست خشک پڑی ہوئی ہو تو اس کو ہٹا دیا جائے۔(۱)

☆...... میت اور جنازہ پاک ہو تو جس مقام پر جنازہ رکھا گیا ہے اس کا ناپاک ہونا مضر نہیں، نماز درست ہے، لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔(۲)

ناپاک زمین میں قبر بنانا

ناپاک زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے، اور اس میں میت کو دفن کرنا درست ہے،(۳) اور اگر ناپاک زمین خشک نہیں ہے تو اس میں میت کو دفن کرنا

---

(۱) ومنها الجفاف وزوال الأثر،الأرضُ تطهر باليبس وذهاب الأثر للصلاة لاللتيمم.(الهنديه: ۱/ ۴۴، كتاب الطهارة ،الباب السابع فى النجاسة واحكامها، الفصل الاول فى تطهير الانجاس، ط: رشيديه)

وإذاذهب أثر النجاسة عن الارض وقد جفت ولو بغير الشمس على الصحيح طهرت. (مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى:ص: ۱۶۴ ،كتاب الطهارة، باب الانجاس والطهارة عنها، ط: قديمى)

وذكر فى المحيط عن شمس الائمة السرخسى:الأرض إذاجفت أى بعد إصابة النجاسة ولم يتبين اثر النجاسة فيها تطهر.(حلبى كبير:ص:۱۸۷ ،شرائط الصلاة، الشرط الثانى، ط: سهيل اكيڈمى)

(۲) وفى القنية:الطهارة من النجاسة فى ثوب وبدن ومكان وستر العورة شرط فى حق الميت والإمام جميعا.

قوله: وفى القنية:الخ)...... لكن فى التاتارخانيه سئل قاضيخان عن طهارة مكان الميت هل تشترط لجواز الصلاة عليه؟قال إن كان الميت على الجنازة لاشك أنه يجوز وإلافلاروايةلهذا وينبغى الجواز وهكذا أجاب القاضى بدر الدين...... ١٥. (الدر مع الرد:۲/ ۲۰۸،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب:هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى؟ ط:سعيد)

(البحر الرائق:۲/ ۱۷۹ ،كتاب الجنائز فصل:السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)

(حاشية الطحطاوى على المراقى:ص: ۵۸۲،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز،ط:قديمى)

(۳) ومنها الجفاف وزوال الأثر،الأرضُ تطهر باليبس وذهاب الأثر للصلاة لاللتيمم.(الهنديه: ۱/ ۴۴، كتاب الطهارة ،الباب السابع فى النجاسة واحكامها، الفصل الاول فى تطهير الانجاس، ط: رشيديه)

وإذاذهب أثر النجاسة عن الارض وقد جفت ولو بغير الشمس على الصحيح طهرت. (مراقى لفلاح مع حاشية الطحطاوى:ص: ۱۶۴ ،كتاب الطهارة، باب الانجاس والطهارة عنها، ط: قديمى)

وذكر فى المحيط عن شمس الائمة السرخسى:الأرض إذاجفت أى بعد إصابة النجاسة ولم يتبين اثر النجاسة فيها تطهر.(حلبى كبير:ص:۱۸۷ ،شرائط الصلاة، الشرط الثانى، ط: سهيل اكيڈمى)

عن أبى قلابة وهو من التابعين أنه قال:ذكاة الارض يبسها.(السنن الكبرى للبيهقى: ۲/ ۴۲۹، رقم الحديث:۲۲۵ ،كتاب الصلاة، جماع ابواب الصلاة بالنجاسة وموضع الصلاة من مسجد وغيره،باب من قال بطهور الارض إذايبست ،ط:اداره تاليفات اشرفيه)

درست نہیں ہے۔(۱)

ناپاک کپڑے سے کفن دینا

اگر کپڑے میں کوئی ناپاک چیز ہے تو اس سے میت کو کفن دینا جائز نہیں ہے، اس لیے شک وشبہ کی صورت میں تحقیق کرلینی چاہیے، اور اگر کپڑے میں کوئی مادی نجاست نہیں ہے، بلکہ پاک ہے تو اس سے کفن دینا جائز ہے۔(۲)

---

(۱) وتطهر أرض بيبسها: أى جفافها ولو بريح وذهاب أثرها كلون وريح لأجل صلاة عليها...... (الدر مع الرد: ۱/۱۱ ۳، باب الانجاس، ط: سعيد)

(الهندية: ۱/۴۳، الفصل الاول فى تطهير الانجاس، ط: رشيديه)

(تاتارخانيه: ۱/۳۰۹، الفصل الثامن فى تطهيرا لنجاسات، ط: ادارة القرآن)

وإذاذهب اثر النجاسة عن الارض وقد جفت ولو بغير الشمس على الصحيح، طهرت وجازت الصلاة عليها لقوله عليه السلام: "أيما أرض جفت فقد زكت" الخ (مراقى الفلاح: ص: ۱۶۴، باب الانجاس، ط: قديمى)

وكذا الارض إذا أصابها نجس، وجفت، وحكم بطهارتها ثم أصابها الماء، فى رواية لاتعود نجسته، وفى رواية لا، والمختار الثانى لماقلنا وكذا قال قاضى خان: الصحيح انها لاتعود نجسة. (الحلبى الكبير، ص: ۱۵۶، باب الانجاس، ط: سهيل اكيڈمى)

(هندية: ۱/۴۴، الفصل الاول فى تطهير الانجاس، ط: رشيديه)

(فتاوى قاضيخان على هامش الفتاوى الهندية ۱/۴۴، فصل فى النجاسة التى تصيب الثوب، ط: رشيديه)

ولو كانت الارض مغصوبة...... أو كانت تربتها فاسدة لملحوحه أونحوها...... فالافضل اجتنابها. (نهاية المحتاج: ۳/۳۲، كتاب الجنائز، فصل: فى دفن الميت ومايتعلق به، ط: دار الفكر)

(حواشى الشروانى وابن القاسم العبادى على تحفة المحتاج، ۳/۲۰۰، كتاب الجنائز، فصل فى الدفن ومايتبعه، ط: داراحياء التراث العربى بيروت)

(حاشية الجميل على شرح المنهج: ۲/۲۰۱، كتاب الجنائز، فصل: فى دفن الميت ومايتعلق به، ط: دارالفكر)

(۲) وفى ط: عن الخزانة: إذاتنجس الكفن بنجاسة الميت لايضر دفعا للحرج بخلاف الكفن المتنجس ابتداء......اه (الشامية: ۲/۲۰۸، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى؟، ط: سعيد)

طحطاوى على الدر: ۱/۳۷۱، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: المكتبة العربية)=

ناپاک کپڑے میں کفن دیا گیا

اگر کسی میت کو ناپاک کپڑے میں کفن دیا گیا تو میت گناہ گار نہیں ہوگی، بلکہ جان بوجھ کر ناپاک کپڑے سے کفن دینے والے گناہ گار ہوں گے۔(۱)

ناپاک کپڑے میں کفن دینے کی وصیت کی ہے

اگر میت نے زندگی میں ناپاک کپڑے میں کفن دینے کی وصیت کی ہے یا اس کو علم تھا کہ ناپاک کپڑے کا کفن دیا جائے گا، پھر بھی جان بوجھ کر منع نہیں کیا، تو میت گناہ گار ہوگا۔(۲)

ناخن

میت کے ناخنوں کو کاٹنا درست نہیں ہے، اس لیے میت کے ناخن نہ کاٹے

= ویشترط طهارة الكفن إلاإذاشق ذالک لمافي الخزانة:أنه إن تنجس الكفن بنجاسة الميت لايضر دفعا للحرج بخلاف الكفن المتنجس ابتداء.(حاشية الطحطاوى على المراقى: ص: ۵۸۲، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز ،فصل: الصلاة عليه، ط:قديمى)

(۲،۱) قال الله تعالىٰ:ولاتزر وازرة وزر أخرى(إلى قوله)وثانيها أخص من الذى قبله ماإذا أوصى أهله بذالک...... قال ابن المرابط:إذاعلم المرء بماجاء فى النهى عن النوح وعرف أن أهله من شانهم يفعلون ذلک ولم يعلمهم بتحريمهم ولازجرهم عن تعاطيه إذاعذب على ذالک عذب بفعل نفسه لابفعل غيره بمجرده.(فتح البارى:۱۵۴/۳ ،كتاب الجنائز ، باب قول النبى صلى الله عليه وسلم يعذب الميت ببعض بكاء أهله عليه...الخ،ط:قديمى)

عمدة القارى:۱۸۱/۴ ، كتاب الجنائز ، باب قول النبى صلى الله عليه وسلم يعذب الميت ببعض بكاء أهله عليه،ط:دارالفكر بيروت)

شرح النووى على المسلم، ۳۰۲/۱،كتاب الجنائز ، فصل:إن الميت لايعذب ببكاء أهله عليه إلاأن يكون راضيا أوأوصى،ط:قديمى)

والحاصل :أن الميت إذاكان له تسبب فى هذه المعصية فالعذاب على حقيقته ،ويعذب بفعل نفسه حيث تسبب فى ذالک لابفعل غيره...... وبهذا يحصل الجمع بين قوله تعالىٰ: "ولاتزر وازرة وزر أخرى"وبين الاحاديث المطلقة فى هذة البلية الكبرى.(حاشية الطحطاوى على المراقى: ص:۵۲۶، كتاب الطهارة،باب احكام الجنائز ، ط:قديمى)

جائیں، ہاں اگر کوئی ناخن خود بخود ٹوٹ جائے تو اس کو علیحدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ جس طرح وفات ہوئی ہے، اسی حال میں دفن کیا جائے۔(۱)

ناخن پالش

☆......ناخن پالش والی میت کی پالش صاف کر کے غسل دینا ضروری ہے۔ ورنہ اس کا غسل صحیح نہیں ہوگا۔اور جنازہ کی نماز بھی صحیح نہیں ہوگی۔(۲)

☆......اگر کسی عورت کی ناخن پالش چھڑائے بغیر اس کو غسل دیا گیا تو غسل نہیں ہوگا، ایسی صورت میں ناخن سے پالش ہٹا کر ناخن دھو دینا کافی ہے، دوبارہ پورے غسل کے اعادے کی ضرورت نہیں ہوگی۔(۳)

---

(۱) ولا یقص ظفره ولا شعره...... ویدفن بجمیع ما کان علیه...... وإن کان ظفره منکسراً فلابأس بأن یأخذه. (الهندیه: ۱/۱۵۸، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی فی الغسل، ط: رشیدیه)

🗀 (المحیط البرهانی: ۴۹/۳، کتاب الصلاة، الباب الثانی والثلاثون فی الجنائز، قسم آخر فی بیان کیفیة الغسل، ط: ادارة القرآن)

🗀 (التاتارخانیه: ۱۰۴/۲، کتاب الصلاة، الباب الثانی والثلاثون فی الجنائز، قسم آخر: فی بیان کیفیة الغسل، ط: قدیمی)

(۲) ولا یمنع (ماعلی ظفر صباغ و) لا (طعام بین أسنانه) أو فی سنه المجوت به یفتی، وقیل: إن صلبا منع وهو الأصح. (الدر المختار: ۱/۱۵۴، کتاب الطهارة، مطلب: فی أبحاث الغسل، ط: سعید)

🗀 وإن کان علی ظاهر بدنه جلد سمک أو خبز ممضوغ قد جف فاغتسل ولم یصل الماء الی ماتحته لایجوز. (الهندیة: ۱/۱۳، کتاب الطهارة، الباب الثانی فی الغسل، ط: رشیدیه)

🗀 (حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۱۰۲، کتاب الطهارة، فصل: لبیان فرائض الغسل، ط: قدیمی)

(۳) ولو کفنوه وبقی منه عضو فإنه یغسل ذالک العضو. (الشامیة: ۲/۲۰۱، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی حدیث ''کل سبب ونسب منقطع إلا سببی ونسبی'' ط: سعید)

🗀 (البحر الرائق: ۲/۱۷۳، کتاب الجنائز، ط: سعید)

🗀 طحطاوی علی الدر: ۱/۳۶۶، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: المکتبة العربیة)

نادان

''مومن عقلمند'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۴/۲)

ناراض والدین کے لیے ایصال ثواب

''والدین ناراض تھے'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۴۵۲/۲)

ناگہانی موت سے پناہ مانگنی چاہیے

''اچانک موت سے پناہ مانگنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۶۹/۱)

نامحرم سے لپٹ لپٹ کر رونا

بعض جگہ عورتیں میت کے گھر میں جمع ہو کر غم کی شدت کی وجہ سے اپنے نامحرم عزیز و رشتہ دار مثلاً: دیور، چچازاد بھائی، تایازاد بھائی، اور خالہ زاد بھائی وغیرہ سے لپٹ لپٹ کر روتی ہیں، یہ ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ رنج و غم میں شریعت کے احکام ختم نہیں ہوجاتے، ان چیزوں سے بھی بچنا بے حد ضروری ہے ورنہ آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔ (۱)

---

(۱) وعنه (عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه) عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشیطان، رواه الترمذی (مشكاة المصابيح: ص: ۲۶۹، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الثانی، ط: قديمی)

قال الله تعالىٰ: يدنين عليهن من جلابيبهن)...... قال أبوبكر: في هذه الآية دلالة على أن المرأة الشابة مأمورة بستر وجهها عن الأجنبيين وإظهار الستر والعفاف عند الخروج لئلا يطمع أهل الريب فيهن. (أحكام القرآن للجصاص. ۵۴۶/۳، سورة الاحزاب، الآية: ۵۹، ط: قديمی)

والتعزية مستحبة للرجال والنساء دون اختلاط محرم. (المفصل فی الفقه الحنفی محمد ماجد عتر ص: ۲۴۸، الفصل الثامن، صلاة الجنازة وما يتبعها، التعزية، ط: دار الفكر)

نامحرم عورت کا جنازہ اٹھانا

نامحرم عورت کا جنازہ غیر محرم مرد کے لیے بھی اٹھانا درست اور ثواب ہے۔(۱)

نامعلوم افراد کے ہاتھوں مارا گیا

☆......اگر کسی آدمی کو نامعلوم آدمی نے قتل کردیا تو وہ شہید ہے، اس کو غسل کے بغیر جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کیا جائے گا۔

☆......اگر کسی آدمی کو اپنے گھر میں رات کے وقت کسی نامعلوم آدمی نے قتل کر دیا تو وہ بھی شہید ہے، اس کو غسل کے بغیر جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کر دیا جائے گا۔(۲)

نیز اگر دن میں نقاب پوش چور یا ڈاکو گھس آئیں اور انہوں نے اس آدمی کو قتل کر دیا، یا اچانک اس طرح قتل کر دیں کہ قاتل کا علم نہ ہو سکے، تو ان صورتوں میں بھی شہید ہوگا۔(۳)

---

(۱) واعلم أن اصل الحمل والدفن فرض كفاية...... وحمل الجنازة عبادة فينبغي لكل أحد أن يبادر إليها. (حاشية الطحطاوي على المراقي:ص:۶۰۲، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: في حملها ودفنها، ط:قديمي)

(الجوهرة النيرة: ۲۶۸،۲۶۷/۱، كتاب الصلاة، باب الجنائز، مطلب: في حمل الجنازة ودفنها، ط:قديمي جديد)

(التاتارخانية: ۱۱۵/۲، كتاب الصلاة، الباب الثاني والثلاثون في الجنائز، نوع آخر: من هذاالفصل في حمل الجنازة، ط:قديمي)

(۳،۲) (قوله: أوقاطع طريق) والمكابرون في المصر ليلاً بمنزلة قطاع الطريق، كما في البحر عن شرح المجمع ممن قتلوه ولوبغير محدد، فهوشهيد كمالوقتله القطاع. وكذا من قتله اللصوص ليلاً. (شامي، كتاب الصلاة،باب الشهيد، ۲۴۹/۲،ط:سعيد)

ولونزل عليه اللصوص ليلاً في المصرفقتل بسلاح أوغيره أوقتله قطاع الطريق خارج المصر بسلاح أوغيره فهوشهيد. (بدائع، كتاب الصلاة، فصل في الشهيد، ۳۲۱/۱،ط:سعيد)

البحر، كتاب الجنائز،باب الشهيد، (۱۹۹/۲،ط:سعيد)

نام کا پتھر لگوانا

☆......قبر پر میت کے نام کا پتھر لگانا جائز ہے،(۱) لیکن اس سے میت کو کچھ بھی اجر نہیں ملے گا، البتہ فقیر، غریب اور مسکین کی امداد کر کے یا صدقۂ جاریہ کا کوئی کام کر کے ثواب پہنچایا جائے گا تو میت کو اجر وثواب ملے گا۔(۲)

☆......وقف قبرستان میں میت کا نام نہ لکھنا بہتر ہے۔(۳)

(۱) لابأس بالكتابة إن احتيج إليها حتى لايذهب الأثر ولايمتهن.(الدر المختار: ۲/۲۳۷، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في دفن الميت، ط:سعيد)

وفي الأزهار: يستحب أن يجعل على القبر علامة يعرف بها لقوله عليه الصلاة والسلام: وأعلم بها قبر أخي.(مرقاة المفاتيح: ۴/۱۶۸، كتاب الجنائز، باب دفن الميت، ط: رشيديه)

والقبر يعلم...... أي يجعل على القبر علامة يعرف القبر بها.(عون المعبود: ۲/۴۶۶، كتاب الجنائز، باب في الرجل يجمع موتا وفي مقبرة والقبر يعلم، ط: دارابن حزم)

(۲) عن سعد بن عبادة قال: يارسول الله! إن أم سعد ماتت، فأي الصدقة أفضل؟ قال: "الماء" فحفر بئراً وقال: هذه لأم سعد، رواه ابوداود والنسائي،(مشكاة المصابيح: ص؛ ۱۶۹، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة، الفصل الثاني، ط: قديمي)

(قال الماء) إنما كان الماء أفضل لأنه أعم نفعا في الامور الدينية والدنيوية خصوصا في تلك البلاد الحارة، ولذلک من الله تعالیٰ بقوله: "وأنزلنا من السماء ماء طهوراً" كذا ذكره الطيبي، وفي الازهار: الافضلية من الامور النسبية وكان هناک أفضل لشدة الحر والحاجة وقلة الماء. (مرقاة المفاتيح: ۴/۳۵۴، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

قيل الأفضل ماكان أنفع في نفسه...... وأفضل الصدقة ماصادفت حاجة من المتصدق عليه وكانت دائمة مستمرة. ومنه قول النبي صلى الله عليه وسلم: أفضل الصدقة سقي الماء وهذا موضع يقل فيه الماء ويكثر فيه العطش وإلا فسقي الماء على الأنهار لايكون أفضل من إطعام الطعام عند الحاجة.(كتاب الروح لابن القيم: ص: ۲۲۴، المسألة السادسة عشرة، أي الاعمال أفضل في إهداد الثواب إلى الميت، ط: دار الكتب العربي، بيروت)

(۳) عن جابر رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن تجصص القبور وأن يكتب عليها وأن يبنى عليها، وأن توطأ.(جامع الترمذي: ۱/۲۰۳، ابواب الجنائز، باب ماجاء في كراهية تجصيص القبور والكتابة عليها، ط: سعيد)

(نيل الأوطار: ۴/۹۲، كتاب الجنائز، باب تسنيم القبر ورشه بالماء،...... وكراهة البناء والكتابة عليه، ط: داراحياء التراث العربي.=

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۳۸۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعزیتی مکتوب

''تعزیتی خط'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۲۰۵)

نبی کریم ﷺ کو غسل کس نے دیا

نبی کریم ﷺ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت عباس اور ان کے دونوں صاحبزادوں فضل اور قثم اور اسامہ اور شقران رضی اللہ عنہم نے غسل دیا، اور اس کی صورت یہ تھی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ غسل دے رہے تھے، اور حضرت عباس اور ان کے دونوں صاحبزادے فضل اور قثم کروٹیں بدلتے تھے، اور اسامہ اور شقران پانی ڈال رہے تھے۔(۱)

= (فیض القدیر: ۸/۴۲۲، رقم الحدیث: ۹۳۷۱، حرف النون، ط: دار الحدیث قاھرۃ

الحنفية. قالوا: الكتابة على القبر مكروهة تحريما مطلقا، إلا إذا خيف ذهاب أثره فلايكره.

(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۳۰۳، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، مبحث البكاء على الميت ومايمنع ذالك، ط: دار الغد الجديد)

(۱) أخبرنا محمد بن عمر حدثني محمد بن عبد الله عن الزهرى عن عبد الله بن ثعلبة بن صفير قال غسل النبى صلى الله عليه وسلم على والفضل وأسامة بن زيد وشقران وولى غسل سفلته على والفضل محتضنه وكان العباس واسامة بن زيد وشقران يصبون الماء (الطبقات الكبرى لابن سعد (۲/۲۷۹) ذكر غسل رسول الله صلى الله عليه وسلم، ط: دار صادر للطباعة والنشر، إلا انه لم يذكر فيه قثم رضى الله عنه.

عن ابن عباس قال اجتمع القوم لغسل رسول الله صلى الله عليه وسلم وليس فى البيت إلا أهله عمه العباس بن عبد المطلب وعلى بن أبى طالب والفضل بن عباس وقثم بن العباس واسامة بن زيد بن حارثة وصالح مولاه فلما اجتمعوا لغسله نادى من وراء الناس أوس ابن خولى الانصارى أحد بنى عوف بن الخزرج وكان بدريا على بن أبى طالب فقال يا على ننشدك الله وحظنا من رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له على أدخل فدخل فحضر غسل رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يل من غسله شيئا فاسنده على الى صدره وعليه قميصه وكان العباس وفضل وقثم يقلبونه مع على وكان اسامة بن زيد وصالح مولاه هما يصبان الماء وجعل على يغسله (البداية والنهاية (۵/۲۶۸) صفة غسله عليه الصلوة والسلام، ط: رشيدية، كتب خانه كوئٹه)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر مبارک میں کتنے صحابہ نے اتارا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عباس اور ان کے دونوں صاحبزادے فضل اور قثم رضی اللہ عنہم نے قبر میں اتارا، جب دفن سے فارغ ہوئے تو کوہاں کی شکل میں آپ کی قبر تیار کی اور پانی چھڑکا۔(۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح کے کپڑے کا کفن دیا گیا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کے بعد سحول کے بنے ہوئے تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، جن میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا، اور وہ پیراہن جس میں آپ کو غسل دیا گیا وہ اتار

---

(۱) اخبرنا محمد بن عمر حدثني موسى بن محمد بن إبراهيم بن الحارث التيمي عن ابيه قال نزل في حفرة رسول الله صلى الله عليه وسلم على والفضل بن العباس والعباس و أسامة بن زيد وأوس بن خولى (الطبقات الكبرى لابن سعد (۲/۳۰۱) ذكر من نزل في قبر النبي صلى الله عليه وسلم) ط: دار صادر للطباعة والنشر.

وذكر أيضا: أخبرنا سعيد بن محمد الوراق الثقفي عن سفيان بن دينار قال رايت قبر النبي صلى الله عليه وسلم وأبي بكر وعمر مسنمة.

أخبرنا طلق بن غنام النخعي أخبرنا عبد الرحمن بن جريس أخبرنا حماد عن إبراهيم ان النبي صلى الله عليه وسلم جعل على قبره شيء مرتفع من الأرض حتى يعرف انه قبره (الطبقات الكبرى لابن سعد (۲/۳۰۶) ذكر تسنيم قبر النبي صلى الله عليه وسلم) ط: دار صادر للطباعة والنشر.

أخبرنا محمد بن عمر حدثني عبد الله بن جعفر عن بن أبي عون عن أبي عتيق عن جابر بن عبد الله قال رش على قبر النبي صلى الله عليه وسلم الما (الطبقات الكبرى لابن سعد (۲/۳۰۱) ذكر رش الماء على قبر النبي صلى الله عليه وسلم) ط: دار صادر للطباعة والنشر.

وهكذا رواه ابن ماجه عن نصر بن على الجهضمي عن وهب بن جرير عن أبيه عن محمد بن اسحاق فذكر باسناده مثله وزاد في آخره ونزل في حفرته عبى بن ابى طالب والفضل وقثم ابنا عباس وشقران مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أوس بن خولى وهو أبو ليلى لعلى بن أبي طالب انشدك الله وحظنا من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال له على انزل (البداية والنهاية (۵/۳۷۸) صفة دفنه عليه الصلاة والسلام. ط: ؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟

لیا گیا۔(۱)

(۱) اخبرنا عبد الله بن مسلمة بن قعنب بمحمد بن عمر قالا أخبرنا عبد العزيز بن محمد عن عمرو بن أبی عمرو عن القاسم بن محمد قال محمد بن عمر عن عائشة قالت كفن رسول الله صلى الله عليه وسلم فی ثلاثة أثواب سحولية ليس فيها قميص ولاعمامة (الطبقات الكبرى لابن سعد (۲۸۲/۲) ذكر من قال كفن رسول الله ﷺ فی ثلاثة أثواب) ط: دار صادر للطباعة والنشر.

وفی البداية والنهاية: وقال الامام أبو عبد الله محمد بن ادريس الشافعی ثنا مالك عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت كفن رسول الله صلى الله عليه وسلم فی ثلاثة أثواب بيض سحولية ليس فيها قميص ولاعمامة (البداية والنهاية: ۳۷۱/۵، صفة كفنه عليه الصلاة والسلام)، ط: ؟؟؟؟

أخبرنا محمد بن عبد الله الحافظ، حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، حدثنا أبو الدرداء هاشم بن يعلى الأنصاری، حدثنا إسماعيل بن أبی اويس، حدثنی مالك وهو خاله، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، كفن فی ثلاثة اثواب سحولية ليس فيه قميص ولاعمامة، هذا هو الصحيح (سنن الصغرى (۱۳/۲)، باب التكفين والتحنيط، ط: دار الوفاء، للطباعة والنشر والتوزيع)

حدثنا أبو جعفر: كامل لن أحمد المستملی اخبرنا ابو سهل: بشر بن أحمد الإسفرائينی حدثنا داود بن الحسين البيهقی حدثنا يحيى بن يحيى أخبرنا عبد العزيز بن محمد عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضی الله عنها أخبرته: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم وكفن فی ثلاثة أثواب سحولية بيض ليس فيها قميص ولاعمامة. رواه مسلم فی الصحيح عن يحيى بن يحيى. (السنن الكبرى (۳۹۹/۳)، باب السنة فی تكفين الرجل، ط: نشر السنة بيرون بوهر كيت ملتان)

عبد الرزاق عن الثوری عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت: كفن النبی صلى الله عليه وسلم فی ثلاثة أثواب سحول كرسف بيض ليس فيها قميص ولاعمامة (مصنف صنعانی (۴۲۲/۳)، كتاب الجنائز، باب الكفن، رقم الحديث: ۶۱۷۲، ط: المكتب الإسلامی بيروت)

حدثنا إسمعيل قال حدثنی مالك عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضی الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كفن فی ثلاثة أثواب بيض سحولية ليس فيها قميص ولاعمامة (صحيح بخاری: ۱۶۹/۱، كتاب الجنائز، باب الكفن بلاعمامة، قديمی كتب خانه)

حدثنا يحيى بن يحيى وأبوبكر بن أبی شيبة وأبو كريب واللفظ ليحيى قال يحيى أخبرنا وقال الآخران حدثنا أبو معاوية عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت كفن رسول الله صلى الله عليه وسلم فی ثلاثة أثواب بيض سحولية من كرسف ليس فيها قميص ولاعمامة أما الحلة فانما شبه على الناس فيها أنها اشتريت له ليكفن فيها فتركت الحلة وكفن فی ثلاثة أثواب بيض سحولية فأخذاه عبد الله بن أبی بكر فقال لأحبسنها حتى أكفّن فيها نفسی ثم قال لو رضيها الله عز وجل لنبيه لكفنه فيها. فباعها وتصدق بثمنها. (مسلم مع شرحه للنووی المنهاج: ۱۱/۷، كتاب الجنائز، باب فی كفن الميت، دار المعرفة بيروت لبنان)

نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کس صحابی نے کھودی

نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کھودی، اور آپ کے لئے لحد تیار کی۔

واقعہ یہ ہوا کہ تجہیز و تکفین کے بعد یہ سوال پیدا ہوا کہ آپ ﷺ کہاں دفن ہوں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ پیغمبر اسی جگہ دفن ہوتے ہیں جہاں ان کی روح قبض ہوتی ہے (ترمذی، ابن ماجہ) (۱)

چنانچہ اسی جگہ آپ کا بستر اٹھا کر قبر کھودنا تجویز ہوا، لیکن اس میں آپس میں اختلاف ہوا کہ کس قسم کی قبر کھودی جائے، مہاجرین نے کہا کہ مکہ کے دستور کے مطابق بغلی قبر کھودی جائے، انصار نے کہا کہ مدینہ کے طریقہ پر لحد تیار کی جائے، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بغلی قبر اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ لحد کھودنے میں ماہر تھے، یہ طے پایا کہ دونوں کو بلانے کے لئے آدمی بھیج دیا جائے، جونسا شخص پہلے آجائے وہ اپنا کام کرے، چنانچہ ابوطلحہ پہلے آگئے اور آپ کے لئے لحد تیار کی، اور قبر کو کوہان کی شکل پر بنا دیا گیا۔ (بخاری) (۲)

---

(۱) حدثنا أبو كريب، حدثنا أبو معاوية، عن عبد الرحمن بن أبي بكر، عن ابن أبي مليكة، عن عائشة قالت: لما قبض رسول الله ﷺ، اختلفوا في دفنه، فقال أبو بكر: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئاً مانسيته؛ قال: ((ما قبض الله نبيا إلافي الموضع الذي يحب أن يدفن فيه)) أدفنوه في موضع فراشه. (سنن الترمذي (۳/۲۲۰) كتاب الجنائز، باب، رقم الحديث: ۱۰۱۸، ط: دار الحديث القاهره)

وفي الطبقات لابن سعد: فأخر الفراش ثم حفرله تحته (الطبقات الكبرى (۲/۲۹۲) ذكر موضع قبر رسول الله ﷺ) ط: دار صادر للطباعة والنشر.

(۲) حدثنا محمود بن غيلان، قال حدثنا هاشم بن القاسم، قال حدثنا مبارك بن فضالة، قال حدثني حميد الطويل، عن أنس بن مالك، قال: لما توفي النبي ﷺ كان بالمدينة رجل يلحد وآخر يضرح، فقالوا: نستخير ربنا ونبعث اليهما، فأيهما سبق بركناه، فأرسل إليهما، فسبق صاحب اللحد، فلحدوا للنبي ﷺ. (سنن ابن ماجة (۳/۸۵-۵۶) كتاب الجنائز، باب ماجاء في الشق، رقم الحديث: (۱۵۵۸)، ط: دار الجبل بيروت)=

نبی کریم ﷺ کی نماز جنازہ

نبی کریم ﷺ کے جنازے کی نماز میں امام کوئی نہیں تھا، امام کے بغیر ہی لوگ آتے رہے اور نماز پڑھتے رہے۔(۱)

= أخبرنا محمد بن عبد الله الأنصاری أخبرنا محمد بن عمرو عن أبی سلمة بن عبد الرحمن ویحیی بن عبد الرحمن بن حاطب قالا أرسل إلی أبی طلحة وإلی رجل من أهل مكة وأهل مكة یشقون واهل المدینةیلحدون فجاء أبو طلحة فحفر له (الطبقات الكبری لابن سعد (۲/۲۹۵) ذكر حفر قبر رسول اللهﷺ واللحد له) ط: دار صادر للطباعة والنشر.

وذكر أیضا: أخبرنا محمد بن عبد الله الأسدی أخبرنا سفیان الثوری عن عبد الرحمن بن [illegible] قالكان بالمدینة رجل یشق وآخر یلحد فلما قبض النبی صلی الله علیه وسلم اجتمع اصحاب رسو[illegible]ـله صلی الله علیه وسلم فأرسلوا إلیهما وقالوا اللهم خر له فطلع الذی یلحد (الطبقات الكبری لابـ[illegible]ـعد (۲/۲۹۵-۲۹۶))

أخبرنا أنس بن عیاض اللیثی عن جعفر بن محمد عن أبیه أن الذی ألحد قبر النبی صلی الله علیه وسلم أبو طلحة (الطبقات الكبری لابن سعد (۲/۲۹۶))

ثم دعا العباس رجلین فقال أحدكما لیذهب الی أبی عبیدة بن الجراح وكان أبو عبیدة یصرخ لأهل مكة ولیذهب الآخر أبی طلحة ابن سهل الأنصاری وكان أبو طلحة یلحد لأهل المدینة قال ثم قال العباس حین سرحهما اللهم خر لرسولک قال فذهبا فلم یجد صاحب ابی عبیدة أبا عبیدة ووجد صاحب أبی طلحة أبا طلحة فلحد لرسول الله صلی الله علیه وسلم انفر به احمد (البدایة والنهایة: ۵/۲۶۸)

(۱) وعن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال: نعی لنا نبینا و حبیبنا ﷺ قلنا: فمتی الاجل، قال: دنا الأجل، والمنقلب إلی الله، وإلی السدرة المنتهٰی، وإلی جنة المأوی، وإلی الكأس، والأوفٰی والرفیق الأعلی، والعیش الأهنا، قلت: فمن یغسلک؟ قال: رجال من أهل بیتی الأدنی فالأدنی، قلنا: ففیما نكفنک؟ قال: فی ثیابی هٰذه أو فی بیاض مصر أو حلة یمانیة، قلنا: فمن یصلی علیک؟ قال: فبكی وبكینا، فقال: مهلاً، غفر الله لكم، وجزاكم عن نبیكم خیرًا إذا غسلتمونی وكفنتمونی، فضعونی علی سریری فی بیتی هذا علی شفیر قبری هذا، ثم خرجوا عنی ساعة، فأول من یصلی علیّ خلیلی، وجلیسی جبرئیل، ثم میكائیل، ثم اسرافیل، ثم ملک الموت، وجنوده من الملائكة بأجمعها، ثم ادخلوا علیّ فوجا فوجا، فصلوا علیّ وسلّموا تسلیمًا، ولا تؤذونی بتزكیة ولا بصیحة ولا رنّة ولیبدأ بالصلاة علیّ رجال أهل بیتی و نساؤهم، ثم أنتم بعد. الحدیث. (مختصر اتحاف السادة المهرة بزوائد المسانید العشرة، تالیف أبی العباس أحمد بن أبی بكر الشهیر بالبوصیری: (۹/۱۲۵) باب فی فرضه و وصیته و وفاته و غسله وتكفینه والصلاة علیه الخ، ط: مكتبة عباس أحمد الباز مكّة المكرّمة)=

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں غسل کے وقت کس طرف تھے؟

''غسل کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کس طرف تھے؟'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۵۹/۲)

نبی کریم ﷺ کے جنازے کی نماز سب نے الگ الگ کیوں پڑھی

نبی کریم ﷺ کے انتقال کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین بنے اور ساری ذمہ داریاں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر عائد تھیں، یہاں تک کہ نماز وغیرہ بھی لیکن اس کے باوجود حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے جنازے کی نماز امام بن کر نہیں پڑھائی، بلکہ سب لوگوں نے الگ الگ نماز پڑھی، اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین ہونے کی وجہ سے ولی تھے، اگر ولی جنازے کی نماز پڑھا دے تو پھر کسی آدمی کو اس میت کے جنازے کی نماز پڑھنے کا حق نہیں ہوتا، لہٰذا اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ امام بن کر جنازے کی نماز پڑھا دیتے تو بے شمار صحابہ اس سعادت سے محروم رہ جاتے، اس لئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے امام بن کر جنازہ کی نماز نہیں پڑھائی بلکہ سب لوگوں نے الگ الگ

= 🗀 اتحاف سادة المتقين بشرح أحياء علوم الدين: (۱۳۶/۱۴، ۱۳۷) كتاب ذكر الموت وما بعده، الباب الرابع فى وفاة رسول الله ﷺ، ط: دار الكتب العلمية، بيروت.

🗀 إحياء علوم الدين: (۴۷۱/۴) الباب الرابع فى وفاة رسول الله ﷺ والخلفاء الراشدين، ط: دار إحياء التراث العربى، بيروت.

🗀 البداية والنهاية: (۲۴۲/۴) فصل فى ذكر الوقت الّذى توفى فيه رسول الله ﷺ، كيفية الصلاة عليه ﷺ، ط: دار الفكر بيروت.

🗀 الطبقات الكبرىٰ لابن سعد: (۲۸۸/۲ ـ ۲۹۰) باب ذكر الصلاة على رسول الله ﷺ، ط: دار صادر، بيروت.

نماز پڑھی۔(۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ کی نماز کس نے پڑھائی؟

☆...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے جنازہ کی نماز تنہا تنہا اپنے طور پر پڑھی ہے، صحابۂ کرام کی ایک جماعت حجرۂ شریفہ میں داخل ہوتی اور انفرادی طور پر نماز پڑھتی، جب یہ فارغ ہوکر نکلتی تو صحابہ کرام کی دوسری جماعت داخل ہوکر پڑھتی تھی۔

☆...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ کی نماز کی امامت کسی نے نہیں کی تھی، انفرادی طور پر لوگوں نے پڑھی تھی اور یہ طریقہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتایا تھا۔(۲)

☆...... حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مرض وفات

---

(۱) (وإن صلى هو) أى الولى (بحق) بأن لم يحضر من يقدم عليه (لا يصلى غيره بعده).
(الد، مع الرد: (۲/۲۲۳) كتاب الصلاة، باب الجنازة، ط: سعيد)

وإن صلى عليه الولى لم يجز لأحد أن يصلى بعده. (الهندية: (۱/۱۶۴) كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون، الفصل الخامس، ط: رشيديه)

....

....

....

....

....

(۲) روى الترمذى رحمه الله تعالىٰ عن سالم بن عبيدا لله رضى الله عنه فى حديث طويل، قالوا لأبى بكر رضى الله تعالىٰ عنه، ياصاحب رسول الله أنصلى على رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نعم، قالوا: وكيف؟ قال يدخل قوم فيكبرون ويدعون ويصلون ثم يخرجون ثم يدخل قوم فيكبرون ويصلون ويدعون ثم يخرجون حتى يدخل الناس.... الحديث (شمائل مع السنن للامام الترمذى، ص: ۲۷، باب ماجاء فى وفاة رسول الله صلى الله عليه وسلم، ط: سعيد)=

کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر کے تمام افراد کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارکہ میں طلب فرمایا، انہیں چند نصائح ارشاد فرمائے، آخر میں انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وصال کے بعد آپ کے جنازہ کی نماز کون پڑھائے؟ اور کس طرح پڑھی جائے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم لوگ مجھے غسل دے کر اور کفن پہنا کر فارغ ہو جاؤ تو تم سب کے سب تھوڑی دیر کے لیے عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے حجرہ سے باہر نکل جانا، تو سب سے پہلے جبرئیل علیہ السلام میرے جنازہ کی نماز پڑھیں گے، پھر میکائیل علیہ السلام پھر اسرافیل علیہ السلام پھر عزرائیل علیہ السلام جنازہ کی نماز (درود وسلام اور دعا) پڑھیں گے، پھر باقی ماندہ فرشتے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔

اس کے بعد آپ حضرات پہلے مرد، پھر عورتیں گروہ در گروہ اندر آ کر مجھ پر صلاۃ وسلام پڑھنا، پھر عام مسلمان مرد و عورت۔

چنانچہ سب سے پہلے اہلِ بیت حضرات نے صلاۃ وسلام پیش کیا، پھر مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم مردوں کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق وعمر رضی اللہ عنہما نے کھڑے درود وسلام پیش فرمایا۔(۱)

= قال القاضی عیاض الصحیح الذی علیه الجمهور أن الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم کانت صلاة حقیقة لا مجرد الدعاء فقط وأجیب عما اعتل به الأولون بأن المقصود من الصلاة علیه عود التشریف علی المسلمین مع أن الکامل یقبل زیادة التکمیل نعم لا خلاف أنه لم یؤمهم احد علیه کمامر لقول علی رضی الله عنه هو امامکم حیا ومیتا فلا یقوم علیه أحد...... الحدیث رواه ابن سعد. (شرح زرقانی علی المؤطا: جامع الصلاة علی الجنائز، ماجاء فی دفن المیت، (۲/ ۲۲، ط: المطبعة الخیریة دولة الامارات العربیة المتحدة، ووزارة الشئون الاسلامی والأوقاف)

(۱) عن عبدالله بن مسعود قال: لما ثقل رسول الله صلی الله علیه وسلم اجتمعنا فی بیت عائشة فنظر إلینا رسول الله صلی الله علیه وسلم فدمعت عیناه، ثم قال لنا: قد دنا الفراق، ونعی إلینا نفسه، ثم قال: مرحبا بکم حیاکم الله، هداکم الله، نصرکم الله، نفعکم الله، وفقکم الله، سدد =

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ کی نماز میں خلفاء کی شرکت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ کی نماز میں چاروں خلفاء نے شرکت کی۔(۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازے میں کتنے آدمی تھے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس جنازے میں کتنے آدمی تھے، اس کی صحیح تعداد معلوم

= كم الله، وقاكم الله، أعانكم الله، قبلكم الله، أوصيكم بتقوى الله، وأوصى الله بكم، وأستخلفه عليكم، إني لكم منه نذير مبين، أن لاتعلوا على الله في عبادة وبلادة، فإن الله قال لي ولكم "تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لايريدون علواً في الارض ولافساداً والعاقبة للمتقين" وقال: "أليس في جهنم مثوى للمتكبرين" قلنا: فمتى أجلك يارسول الله؟ قال: قددناالأجل، والمنقلب إلى الله والسدرة المنتهىٰ والكأس الا وفى والفرش الاعلى، قلنا: فمن يغسلك يارسول الله ؟ قال رجال أهل بيتي الادنى فالادنى مع ملائكة كثيرة يرونكم من حيث لاترونهم، قلنا: ففيم نكفنك يارسول الله؟ قال: في ثيابي هذه إن شئتم أوفي يمنية أوفي بياض مصر، قلنا: فمن يصلي عليك يارسول الله؟ قال: فبكى وبكينا، وقال: مهلا! غفر الله لكم، وجزاكم عن نبيكم خيراً، إذاغسلتموني وحنطتموني وكفنتموني فضعوني على شفير قبري، ثم اخرجوا عني ساعة، فإن أول من يصلي على خليلاي وجلساي جبريل وميكائيل ثم إسرافيل، ثم ملك الموت مع جنود من الملائكة عليهم السلام، وليبدأ بالصلاة عليّ رجال أهل بيتي ثم نساؤهم ثم ادخلوا على أفواجا أفواجا وفرادىٰ فرادىٰ. (البداية والنهاية: ۳/۲۶۵، ۲۶۶، ذكر اعتراف سعد بن عبادة بصحة ماقاله الصديق يوم الثقيفة، ط: المكتبة الحقانية)

(حاشية سنن ابن ماجه: ص: ۱۱۷، ابواب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه صلى الله عليه وسلم، ط: قديمي)

(الطبقات الكبرى: ۷/۲۸۸، ۲۸۹، باب ذكر الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم، كيفية الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم، ط: دارصادربيروت)

(۱) لماكفن رسول الله صلى الله عليه وسلم ووضع على سريره، دخل ابوبكر وعمر، فقالا: السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته، ومعهما نفرمن المهاجرين، والانصار، قدر مايسع البيت فسلموا كماسلم ابوبكروعمر. (الطبقات الكبرىٰ: ۷/۲۸۸، ۲۸۱، باب ذكر الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم، كيفيةالصلاة عليه صلى الله غليه وسلم، ط: دارصادر بيروت)

قال الواقدي: حدثني موسى بن محمد بن ابراهيم قال: وجدت كتابا بخط ابى فيه: انه لما كفن رسول الله صلى الله عليه وسلم وضع على سريره دخل ابوبكروعمر. (البداية والنهاية، ۳/۲۷۸، كيفية الصلاة عليه، ط: المكتبة الحقانية)

نہیں اگر ایک ہی وقت میں جماعت کے ساتھ جنازے کی نماز ہوتی وشرکت کرنے والوں کے بارے میں اندازہ لگانا آسان ہوتا، مگر وہاں تو امام کے بغیر ہی لوگ آکر نماز پڑھتے رہے اس لئے صحیح تعداد کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔(۱)

نجات دینے والی چیزیں

طبرانی، حکیم ترمذی اور اصفہانی نے عبدالرحمٰن بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے، اور فرمایا: میں نے آج کی رات عجیب خواب دیکھا ہے، ایک شخص کو دیکھا جو میری امت میں سے ہے کہ اس کے پاس ملک الموت آئے تا کہ اس کی روح قبض کریں، اس وقت اس کا احسان جو اپنے ماں باپ کے ساتھ کیا تھا آیا اور ملک الموت کو رخصت کیا۔

اور ایک شخص کو اپنی امت سے دیکھا کہ جب اس کو دفن کر کے واپس ہوئے تو

(۱) عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما قال : لما مات رسول اللّٰه ﷺ ادخل الرجال ، فصلوا علیه بغیر إمام ارسالاً حتی فرغوا ، ثم ادخلوا النّساء فصلین علیه ، ثم ادخل الصبیان فصلوا علیه ثم ادخل العبید فصلوا علیه ارسالاً لم یؤمهم علی رسول اللّٰه ﷺ .

قال حدثنا الواقدی ...... عن أبیه عن جدّه : لمّا أدرج رسول اللّٰه فی أکفانه ، وضع علی سریره ، ثم وضع علی شفیر حجرته ، ثم کان النّاس یدخلون علیه رفقا رفقا لایؤمهم أحد .

قال الواقدی :...... وجدت صحیفةً کتاباً بخط أبی فیه أنّه لما توفی رسول اللّٰه ﷺ ووضع علی سریره ، دخل أبو بکر و عمر و معهما نفر من المهاجرین والأنصار قدر ما یسع البیت وقالا : السلام علیک أیّها النّبیّ ورحمة اللّٰه وبرکاته ، وسلم المهاجرون والأنصار کما سلم أبوبکر ، ثم صفوا صفوفا لایؤمهم علیه أحد ، فقال أبوبکر و عمر رضی اللّٰه عنهما وهما فی الصفّ الأوّل ، حیال رسول اللّٰه ﷺ : اللّٰهم إنّا نشهد أن قد بلغ ما أنزل إلیه ، ونصح لأمته وجاهد فی سبیل اللّٰه ...... فیخرجون ویدخلون آخرون ، حتی صلی علیه الرجال ، ثم النساء ، ثم الصبیان . (دلائل النبوة و معرفة أحوال صاحب الشریعة للبیهقی : (۷/۲۵۰ ، ۲۵۱) باب ماجاء فی الصلاة علی رسول اللّٰه ﷺ ، ط: دار الکتب العلمیة ، بیروت)

البدایة والنهایة : (۵/۲۶۵) ذکر الوقت الّذی توفی فیه رسول اللّٰه ﷺ الخ و کیفیة الصلاة علیه ، ط: دار الفکر بیروت)

اس پر قبر کا عذاب نازل ہوا، اس کے وضو نے آ کر اس کو عذاب سے بچا لیا۔

ایک اور شخص کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ جان کنی کی حالت میں ہے، شیطان نے اس کو رنج و مشقت میں ڈالا ہے، پس اللہ کا ذکر آیا اور اس کو شیاطین سے نجات دلائے۔

ایک اور شخص کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ عذاب کے فرشتے نے اس کو غمگین، پریشان اور خوف زدہ کر دیا ہے، پس اس کی نماز آئی اور بچا لیا۔

ایک اور شخص کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ اس سے کچھ دور انبیاء حلقے کئے بیٹھے ہوئے ہیں، جب وہ ان کے پاس آنے کا قصد کرتا ہے تو منع کیا جاتا ہے، پس اس کا غسل جنابت آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر میرے پہلو میں بٹھا دیا۔

اور ایک شخص کو اپنی امت سے دیکھا کہ اس کے چاروں طرف نہایت اندھیرا ہے وہ پریشان ہے کہ کدھر جاؤں، کیا تدبیر کروں، پس اس کا حج و عمرہ آیا اور اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لایا۔

ایک اور شخص کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ وہ مومنوں سے بات کرتا ہے، مگر وہ اس کی بات نہیں سنتے، اور جواب بھی نہیں دیتے، پس اس کا نیک سلوک آیا جو قرابت دار اور رشتہ داروں کے ساتھ کیا تھا، اور پکار کر کہا: اے ایمان والو! اس سے گفتگو کرو، پس سب نے گفتگو کی۔

ایک اور شخص کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ دوزخ کے شعلہ اور گرمی سے بچنے کے واسطے دونوں ہاتھ اپنے منہ پر رکھے ہے، پس اس کا صدقہ آیا، اور دیوار بن کر اس کو گرمی سے بچایا، اور اس پر سایہ کر لیا۔

ایک اور شخص کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ عذاب کے فرشتے نے اس کو ہر طرف سے گھیرا ہوا ہے، پس اس نے دنیا میں جو نیکی کرنے کا حکم اور برائی سے بچنے کا حکم

لوگوں کو سنایا تھا وہ آیا، اور فرشتوں سے چھڑا لیا، اور رحمت کے فرشتے کے حوالے کر دیا۔

ایک اور شخص کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ گھٹنوں کے بل اللہ تعالیٰ کے دربار میں جاتا ہے، لیکن درمیان میں ایک پردہ پڑا ہے پس اس کی اچھی خصلت آئی اور ہاتھ پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچا دیا۔

ایک اور شخص کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ اس کا نامۂ اعمال بائیں طرف سے آیا، پس اللہ کا خوف جو دنیا میں اس کے دل میں تھا، وہ آیا اور اسکا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دے دیا۔

ایک اور شخص کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ حساب کے وقت اس کی نیکی کا وزن ہلکا ہو گیا، پس اس کا ''فرط'' آیا اور وزن کو بھاری کر دیا۔ ''فرط'' ان بچوں کو کہتے ہیں جو بچپن مین مر گئے، اور ماں باپ نے ثواب کی امید سے ان پر صبر کیا۔

ایک اور شخص کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ جہنم کے کنارہ پر کھڑا ہے، پس اس کا خوف جو اللہ تعالیٰ سے دنیا میں رکھتا تھا، آیا اور اس کو نجات دی۔

ایک اور شخص کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ جہنم میں گر جانے کے قریب ہو گیا ہے، پس اس کا آنسو جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا کرتا تھا، آیا اور جہنم سے اس کو بچایا۔

ایک اور شخص کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ پل صراط پر کبھی گھٹنوں کے بل چلتا ہے اور کبھی سرین کے بل، پس اس کی نماز آئی، اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کر دیا اور وہ پل صراط سے گزر گیا۔

ایک اور شخص کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ جنت کے دروازہ تک پہنچا تھا کہ دروازہ بند ہو گیا، پس اس کا کلمہ شہادت لا إلٰہ الا اللّٰہ آیا اور دروازہ کھول کر اس کو جنت میں داخل کیا۔

اس کے بعد میں نے کچھ آدمیوں کو دیکھا کہ ان کی زبان اوپر کو کھنچی ہے اور

لوگ لٹکتے ہیں، میں نے پوچھا اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ کہا یہ وہ لوگ ہیں جو مومن مرد اور مومن عورتوں پر زنا کی جھوٹی تہمت لگاتے تھے۔

اور میں نے کچھ آدمیوں کو دیکھا کہ ان کے دونوں لب قینچی سے کاٹے جارہے ہیں، میں نے پوچھا، اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ مسلمانوں میں چغل خوری کرتے تھے۔(۱)

---

(۱) أخرج الطبرانی فی الکبیر، والحکیم والترمذی فی نوادر الأصول والأصبهانی فی الترغیب، عن عبدالرحمٰن بن سمرة، قال: خرج علینا رسول اللّٰه ﷺ ذات یوم، فقال: إنّی رأیت البارحه عجبا، رأیت رجلا من أمتی، جاءه ملک الموت لیقبض روحه فجاء بره لوالدیه فردّه عنه، ورأیت رجلا من أمّتی، بسط علیه عذاب القبر، فجاء وضوءه فاستنقذه من ذٰلک، ورأیت رجلا من أمّتی قد احتوشته الشیاطین، فجاء ذکر اللّٰه فخلصه من بینهم، ورأیت رجلا من أمّتی قد احتوشته ملائکة العذب، فجائته صلاته فاستنقذته من أیدیهم، ورأیت رجلا من أمّتی یلهث عطشا کلما ورد حوضا منع منه، فجاءه صیامه فسقاه وأروه، ورأیت رجلا من أمّتی والنبیون قعودا حلقا حلقا، کلما دنا لحلقة طردوه، فجاء اغتساله من الجنابة، فأخذ بیده، واقعده إلی جنبه، ورأیت رجلا من أمّتی بین یدیه کلمة، وخلفه ظلمة، وعن یمینه ظلمة، وعن یساره ظلمة، ومن فوقه ظلمة، ومن تحته ظلمة، وادخلاه النور، ورأیت رجلا من أمّتی یکلم المؤمنین ولایکلمونه، فجائته صلة الرحم، فقالت: یا معشر المؤمنین، کلموه، فکلموه، ورأیت رجلا من أمّتی یتقی وهج النّار وشررها بیده عن وجهه، فجائته صدقته فصارت سترًا علی وجهه، وظلّا علی رأسه، ورأیت رجلا من أمّتی أخذته الزبانیة من کل مکان، فجاءه أمره بالمعروف ونهیه عن المنکر فانتقذاه من أیدیهم، وأدخلاه مع ملائکة الرحمة، ورأیت رجلا من أمّتی جاثیاعلی رکبتیه بینه و بین اللّٰه حجاب فجاءه حسن خُلقه، ، فأخذ بیده، فأدخله علی اللّٰه، ورأیت رجلا من أمّتی قد هوت به صحیفته من قبل شماله، فجاءه خوفه من اللّٰه تعالیٰ، فأخذ صحیفته، فجعلها عن یمینه، ورأیت رجلا من أمّتی قد خفّ میزانه، فجائته أفراطه، فثقلوا میزانه، ورأیت رجلا من أمّتی قائما علی شفیر جهنم، فجاءه وجله من اللّٰه فاستنقذه من ذٰلک ومضی، ورأیت رجلا من أمّتی، هوی فی النّار فجائته دموعه الّتی بلی بها من خشیة اللّٰه فی الدنیا، فاستخلصته من النّار، ورأیت رجلا من أمّتی قائما علی الصراط، یُرعد کما ترعد السعفة، فجائه حسن ظنه باللّٰه فسکن روعه ومضی، ورأیت رجلا من أمّتی علی الصراط، یزحف أحیانا، ویحبو أحیانافجاء ته صلاته علیّ، فأخذته بیده فأقامته، ومضی علی الصراط، ورأیت رجلا من أمّتی انتهی إلی أبواب الجنة، =

نجاست حکمیہ سے پاک نہ ہو

اگر کوئی میت نجاست حکمیہ سے پاک نہ ہو، یعنی اس پر جنابت یا حیض ونفاس کی وجہ سے غسل واجب تھا، اوراس کو غسل نہ دیا گیا، یا غسل ناممکن ہونے کی صورت میں تیمّم نہ کرایا گیا تو اس کی نمازِ جنازہ درست نہیں ہوگی، ہاں اگر اس کو پاک کرنا ممکن نہ ہو، مثلاً: غسل یا تیمّم کرائے بغیر دفن کر چکے ہوں اور قبر پر مٹی بھی پڑ چکی ہو تو پھر اس کے جنازہ کی نماز اس کی قبر پر اسی حالت میں پڑھنا جائز ہے۔(۱)

نجاست نکلے

"غسل دینے کے بعد نجاست نکلے" عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۵۱)

= فغُلّقت الأبواب دونه ، فجاء ته شهادة أن لا إلٰه إلاّ اللّٰه ، ففتحت له الأبواب، وأدخلته الجنّة، ورأيت ناسا تقرض شفاههم ، فقلت : يا جبرئيل من هٰؤلاء ؟ قال : المشاؤون بين النّاس بالنميمة، ورأيت رجالا معلقين بألسنتهم ، فقلت : من هٰؤلاء يا جبرئيل ؟ قال : هٰؤلاء الّذين يرمون المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا .

قال القرطبي : هٰذا حديث عظيم ، ذكر فيه أعمالا خاصة ، تنجي من أهوال خاصه .

(شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور : (ص: ۲۳۰، ۲۳۲) باب ماينجي من عذاب القبر ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

(۱) وشرطها اسلام الميت وطهارته)...... ولاتصح على من لم يغسل لأنه له حكم الامام من وجه لامن كل وجه، وهذا الشرط عند الإمكان فلو دفن بلاغسل ولم يمكن اخراجه إلا بالنبش صلى على قبره بلاغسل للضرورة. (البحر الرائق: ۲/۱۷۹، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

(الدر مع الرد: ۲/۲۰۷، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى صلاة الجنازة، ط: سعيد)

وشرطها اسلام الميت وطهارته مادام الغسل ممكنا وإن لم يمكن اخراجه إلا بالنبش تجوز الصلاة على قبره للضرورة. (الهنديه: ۱/۱۶۲، ۱۶۳، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

نجاشی کے علاوہ بھی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی یا نہیں؟

☆...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی اور معاویہ بن ابی معاویہ مزنی رضی اللہ عنہما کے علاوہ کسی اور پر غائبانہ جنازہ کی نماز نہیں پڑھی۔

☆...... جنازہ کی نماز صحیح ہونے کے لیے میت کا سامنے موجود ہونا شرط ہے اگر چہ صرف امام ہی کے سامنے ہو، غائب پر جنازہ کی نماز پڑھنا درست نہیں۔ ہاں اگر میت کو جنازہ کی نماز کے بغیر دفن کر دیا گیا ہو تو قبر پر اس وقت تک جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی جب تک لاش پھٹی نہ ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ (رحمہ اللہ) پر غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھی ہے، یہ روایت درست ہے، حدیث کے شارحین نے شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: نجاشی کا جنازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر دیا گیا تھا، وہ غائب نہیں تھا، اور نماز پڑھنے والے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع تھے۔

☆......علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ: اگر میت کو کسی شہر میں جنازہ کی نماز کے بغیر دفن کر دیا گیا ہے، جیسا کہ نجاشی کا حال تھا، تو دوسرے شہر کے لوگ جنازے کی نماز غائبانہ پڑھیں، اگر جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کیا گیا ہو تو نہ پڑھیں، کیونکہ فرض پہلی نماز کے ذریعے ادا ہو گیا ہے۔ یہ حنبلی مسلک کے مطابق ہے، حنفی مسلک کے مطابق نہیں۔

☆...... بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دور دراز مقامات پر وفات پائی، جیسے بیر معونہ کا واقعہ پیش آیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے خبر دی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صدمہ بھی ہوا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غائبانہ جنازہ کی نماز نہیں پڑھی۔

☆......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کسی میت پر غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھنا کہیں ثابت نہیں ہے، اگر یہ عمل واقعۃً سنت ہوتا تو صحابہ کرام اس پر ضرور عمل کرتے۔(۱)

☆......حرمین شریفین کے ائمہ کرام، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مقلد ہیں، اس لیے اپنے مسلک کے مطابق ان کا غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھنا صحیح ہے، امام اعظم

---

(۱) وشرط صحتها شرائط الصلاة المطلقه واسلام الميت وطهارته ووضعه امام المصلى وبهذا القيد علم أنها لاتجوز على غائب...... ولذالو دفن بلاصلاة أوبلاغسل ولم يمكن اخراجه إلابالنبش سقط هذاالشرط أوالشرطان وصلى على قبره بلاغسل للضرورة...... وأما صلاته عليه الصلاة والسلام على النجاشي فإما لإنه رفع له سريره حتى رآه بحضرته فتكون صلاة من خلفه على ميت يراه الامام ويحضره دون المأمومين وهذاغير مانع من الإقتداء ...... وإما لأن ذالک امر خص به النجاشي فلايلتحق به غيره وإن كان أفضل منه كشهادة خزيمة مع شهادة الصديق، فإن قيل: بل قد صلى على غيره وهو معاوية بن معاوية المزنى...... قلنا: إنما ادعينا الخصوصية بتقدير أن لايكون رفع له سريره ولم يكن مرئيا له وماذكر بخلاف ذالک على أن طرقه ضعيفة...... ثم دليل الخصوصية أنه عليه السلام لم يصل على غائب سوى هؤلاء ومن عدا النجاشي صرح فيه بأنه رفع له وكان بمراى منه ،ثم أنه قد توفى خلق كثير منهم غيبا فى الغزوات وغيرها ومن أعز الناس إليه كان القراء ولم يؤثر قط عنه عليه الصلاة والسلام أنه صلى عليهم وكان على الصلاة على كل من توفى أصحابه شديد الحرص حتى قال: لايموتن أحد منكم إلا آذنتمونى به فإن صلاتى رحمة له.(حلبى كبير: ص:۵۸۳،۵۸۴، فصل: فى الجنائز، ط:سهيل اکیڈمی)

🗁 (الدرمع الرد: ۲/۲۰۹، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى؟ط:سعيد)

🗁 وشرطها اسلام الميت وطهارته) مالم يهل عليه التراب فيصلى على قبره بلاغسل)أى قبل أن يتفسخ كما سيأتى.(الدرمع الرد: ۲/۲۰۷، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى صلاة الجنازة، ط:سعيد)

🗁 وقال شيخ الاسلام ابن تيمية :الصواب أن الغائب إن مات ببلد لم يصل عليه فيه، صلى عليه صلاة الغائب، كما صلى النبى صلى الله عليه وسلم على النجاشى لأنه مات بين الكفار ولم يصل عليه، وإن صلى عليه حيث مات لم يصل عليه صلاة الغائب، لأن الفرض قد سقط صلاة المسلمين عليه.(زادالمعادفى هدى خير العباد: ۲/۵۲۰، فصل: ولم يكن من هديه وسنته الصلاة على كل ميت غائب، ط:مؤسسة الرسالة)

ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک غائبانہ جنازہ کی نماز صحیح نہیں ہے۔(۱)

نرس کا غسل دینا

☆......موجودہ دور میں عام طور پر بچوں کی پیدائش ہسپتال میں ہوتی ہے، اور کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ بچہ مردہ پیدا ہوتا ہے، تو اس مردہ بچہ کو ہسپتال میں نرس غسل دے کر اور کفن پہنا کر تیار کر دیتی ہے اور اس کو براہ راست قبرستان میں دفن کر دیا جاتا ہے، گھر پر اسے دوبارہ غسل نہیں دیا جاتا، اس صورت میں اگر نرس مسلمان ہے، پھر تو کوئی بات نہیں، غسل صحیح ہے۔ دوبارہ غسل دینے کی ضرورت نہیں اور اگر نرس غیر مسلم ہے تو اس کے ہاتھوں سے دیا گیا غسل بھی غسل کے حکم میں آئے گا، کیونکہ غسل دینے والے کا مکلّف ہونا شرط نہیں۔(۲)

---

(۱) ومن ذالک قول الشافعی واحمد بصحة الصلاة علی الغائب مع قول ابی حنیفة ومالک بعدم صحتها.(المیزان الکبری للشعرانی: ۱/ ۲۲۵،کتاب الجنائز، ط:مکتبه مصطفی البانی)

وتجوز الصلاة علی الغائب...... وبهذا قال الشافعي وقال مالك وأبو حنيفة: لاتجوز. (المغنی لابن قدامه:۳/ ۴۴۶، کتاب الجنائز، فصول:الصلاة علی الغائب،مسأله:ومن فاتته الصلاة علی صلی علیه قبره، فصل:وتجوز الصلاة علی الغائب،ط:هجر)

(أوجز المسالک:۲/ ۴۴۵، کتاب الصلاة، باب الجنائز، نعی النبی صلی الله علیه وسلم النجاشی وخرج إلی المصلی،ط: کتبه امدادیه)

ومنها أن یکون المیت حاضرا،فلاتجوز الصلاة علی الغائب، أما صلاة النبی صلی الله علیه وسلم علی النجاشی فهی خصوصیة له،باتفاق الحنفیة والمالکیة وخالف الشافعیة والحنابلة...... الحنابلة۔ قالوا: تجوز الصلاة علی الغائب إن کان بعد موته بشهر،فأقل.(کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۲۲، کتاب الصلاة، مباحث الجنائز، شروط صلاة الجنازة، ط:دارالفکر بیروت)

(۲) وأنه یسقط وإن لم یکن الغاسل مکلفاً.(الشامیة:۲/ ۲۰۰،کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی حدیث"کل سبب ونسب منقطع إلاسببی ونسبی"،ط:سعید)

(طحطاوی علی الدر: ۱/ ۳۶۸،کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،ط: المکتبة العربیة)

(احکام الصغار:مسائل الکراهیة،رقم المسألة:۴۸۷،ط:دار الکتب العلمیة)

مگر اس میں دو خرابیاں ہیں:

۱- غیر مسلم کے ہاتھوں سے دیا گیا غسل سنت کے مطابق نہیں ہے۔

۲- مسلمان میت کو غسل دینا، کفن پہنانا، نماز پڑھنا، اور دفن کرنا یہ سارے کام مسلمانوں پر لازم ہیں، اس صورت میں غسل اور کفن دینے کی ذمہ داری مسلمانوں پر باقی رہ جائے گی اس لیے مسلمانوں کے ہاتھوں سے مسنون طریقہ کے مطابق غسل دیا جانا ضروری ہے، چاہے وہ ہسپتال میں ہو یا گھر میں۔

☆...... اسی طرح اگر کسی بڑے مرد یا عورت کی میت کو بھی ہسپتال کی نرس غسل دے کر کفن دے، تو اگر وہ نرس مسلمان ہے تو ٹھیک ہے، ورنہ مسلمان اس کو دوبارہ ہسپتال یا گھر میں یا جہاں کہیں بھی آسانی ہو، سنت کے مطابق غسل دے کر سنت کے مطابق کفن پہنا کر دفن کریں۔(۱)

نزع کی حالت میں پانی پلانا

''پانی پلانا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۱۷۱)

---

(۱) لو وجد میت فی الماء فلابد من غسله ثلاثا)لأناأمرنا بالغسل فیحرکه فی الماء بنیة الغسل ثلاثا، فتح، وتعلیله أنهم لوصلوا علیه بلاإعادة غسله صح وإن لم یسقط وجوبه عنهم فتدبر قوله: وتعلیله)أی تعلیل الفتح بقوله:لأناأمرنا الخ أی ولم یقل فی التعلیل لأنه لم یطهر.(الدر مع الرد: ۲/۲۰۰، کتاب الصلاة،باب صلاةالجنازة،مطلب:فی حدیث "کل سبب ونسب منقطع إلاسببی ونسبی"ط:سعید)

🗁 (طحطاوی علی الدر: ۱/۳۶۸، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،ط:المکتبة العربیة)

🗁 وتغسیل الکافر أشد کراهة إلاإذا لم یوجد غیره.(حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۵۷۰، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط:قدیمی)

🗁 المیت إذاوجد فی الماء لابد من غسله لأن الخطاب بالغسل توجه علی بنی آدم ولم یوجد من بنی آدم فعل.(الهندیة: ۱/۱۵۸، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی فی الغسل ،ط:رشیدیه)

نشان باقی رہے

☆......اگر قبر کا نشان باقی رہنے کی ضرورت سمجھی جائے تو اس پر وقتاً فوقتاً مٹی ڈالی جاسکتی ہے، نیز قبر کی بے حرمتی، توہین اور پامالی سے بچانے کے لیے قبر کا نشان باقی رکھنے کے لیے اس پر میت کا نام اور وفات کی تاریخ لکھنا جائز ہے، (۱) اگرچہ کچھ نہ لکھنا بہتر ہے۔

☆......شریعت کے ہر حکم میں بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں ہوتی ہیں، اگر پختہ قبر ممنوع نہیں ہوتی، تو آج چاروں طرف قبریں ہی قبریں ہوتیں، مکانات اور کھیتی کے لیے بھی زمین ملنا دشوار ہو جاتا۔ (۲)

نشہ کرنے والے کے جنازہ کی نماز

نشہ کی چیز کھانا، پینا، لگانا اور نشہ کرنا حرام ہے، (۳) ایسے شخص کے ساتھ کھانا

---

(۱) لابأس بالكتابة إن احتيج إليها حتى لايذهب الأثر ولايمتهن. (الدر المختار: ۲/۲۳۷، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في دفن الميت، ط: سعيد)

🗀 والحديث المتقدم يمنع الكتابة فليكن المعول عليه لكن فصل في المحيط، فقال: وإن احتيج إلى الكتابة حتى لايذهب الأثر ولايمتهن، فلابأس به فأماالكتابة من غير عذر، فلا. اه (البحر الرائق: ۲/۱۹۴، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

🗀 وفي الازهار: يستحب أن يجعل على القبر علامة يعرف بها لقوله عليه الصلاة والسلام: أعلم بها قبر أخي. (مرقاة المفاتيح: ۴/۱۶۸، كتاب الجنائز، باب دفن الميت، ط: رشيديه)

(۲) عن جابر قال نهى النبي صلى الله عليه وسلم: أن يجصص القبور وأن يكتب عليها وأن يبنى عليها وأن توطأ. (جامع الترمذي: ۱/۲۰۳، ابواب الجنائز، باب ماجاء في كراهية تجصيص القبور والكتابة عليها، ط: سعيد)

🗀 (نيل الاوطار: ۴/۹۲، كتاب الجنائز، باب تسنيم القبور ورشه بالماء...... وكراهة البناء والكتابة عليه، ط: داراحياء التراث العربي)

🗀 (فيض القدير: ۸/۴۲۲، رقم الحديث: ۹۳۷۱، حرف النون، ط: دارالحديث قاهره)

(۳) حرمة أكل البنج وحشيشة وأفيون "لكن دون حرمة الخمر...... وفي النهر: التحقيق مافي العناية أن البنج مباح، لأنه حشيش، أماالسكر منه فحرام، قال الامام الشامي رحمه الله تحت =

پینا نہیں چاہیے، لیکن اس کے مرنے پر اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا ضروری ہے، باقی ایسے لوگوں۔ کے جنازہ میں عام لوگ شریک ہوں، مقتدا لوگ شریک نہ ہوں۔(۱)

نشہ کی حالت میں مرگیا

جس نے نشہ پیا اور نشہ کی حالت میں مرگیا، تو قبر میں بھی نشہ کی حالت میں داخل ہوگا، اور نشہ کی حالت میں منکر ونکیر کو دیکھے گا، اور جب عقل وسمجھ ٹھکانہ پر نہیں ہوگی تو منکر ونکیر کا سوال نہیں سمجھے گا، اور جواب بھی نہیں دے سکے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من فارق الدنيا وهو سكران دخل القبر وهو سكران".

ترجمہ: جو آدمی نشہ کی حالت میں دنیا چھوڑے گا تو وہ نشہ کی حالت میں قبر میں داخل

= (قوله: إن البنج مباح) قيل هذا عندهما، وعند محمد ماأسكر كثيره قليله حرام، وعليه الفتویٰ. (الدر مع الرد: ۴۲/۴، كتاب الحدود، باب حد الشرط المحرم، ط: سعيد)

(البحر الرائق: ۲۴۸/۳، كتاب الطلاق، ط: سعيد)

(الهندية: ۴۱۵/۵، كتاب الاشربة، الباب الثاني: في المتفرقات، ط: رشيديه)

(۱) فكل مسلم مات بعد الولادة يصلى عليه صغيرا كان أو كبيرا ذكراً كان أو أنثى...... إلا البغاة وقطع الطريق ومن بمثل حالهم لقول النبي صلى الله عليه وسلم: صلو على كل بر وفاجر. (بدائع الصنائع: ۳۱۱/۱، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: الكلام في الجنازة، ط: سعيد)

قال القاضي: مذهب العلماء كافة الصلاة على كل مسلم ومحدود ومرجوم وقاتل نفسه وولد الزنا وعن مالك وغيره: أن الإمام يجتنب الصلاة على مقتول في حدود وإن أهل الفضل لايصلون على الفساق زجراً لهم. (شرح النووي على المسلم: ۳۱۴/۱، كتاب الجنائز، قبيل كتاب الزكوٰة، ط: قديمي)

ومن قتل نفسه عمداً يغسل ويصلى عليه على المفتي به، عند الحنفية والشافعية:...... ورأى قوم كأبي يوسف وابن الهمام أنه لايصلى عليه...... وقال المالكية ايضا: وينبغي لأهل الفضل أن يجتنبوا الصلاة على المبتدعة ومظهري الكبائر ردعا لأمثالهم. (الفقه الاسلامي وأدلته: ۱۵۰۹/۲، المبحث الثامن: صلاة الجنازة واحكام الجنائز، الفرض الثالث: الصلاة على الميت، أولاً: حكم الصلاة على الميت، ط: مكتبة الرشيدية)

ہوگا۔(۱)

نصف بدن سے کم ملے

"بدن کے اعضاء ملے" عنوان کے تحت دیکھیں!(۱؍۳۵)

نصف بدن ملے

"بدن کے اعضاء ملے" عنوان کے تحت دیکھیں!(۱؍۳۵)

نصف جسم

☆......اگر کسی آدمی کا صرف سر ملے تو اس کو غسل نہیں دیا جائے گا بلکہ یوں ہی دفن کر دیا جائے گا۔

☆......اور اگر کسی کا بدن نصف سے زائد ملے خواہ سر کے ساتھ ملے، یا سر کے بغیر، تو اس کو غسل اور کفن دے کر جنازہ کی نماز پڑھ کر قبرستان میں دفن کرنا ضروری ہے۔

☆......اور اگر نصف سے زیادہ نہ ہو، بلکہ نصف ہو، اگر سر کے ساتھ ملے تو غسل دے کر کفن پہنا کر جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کر دیا جائے، اور اگر سر کے ساتھ نہ ملے تو غسل اور کفن نہیں دیا جائے گا، اور جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی، بلکہ کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے گا۔

☆......اور اگر نصف سے کم ہو، خواہ سر کے ساتھ ہو یا سر کے بغیر، تو غسل اور

---

(۱) الثانية عشر : أخرج الأصبهانی فی الترغيب من طريق أبی هدبة ، عن أشعث الحرانی، عن أنس مرفوعا : من فارق الدنيا وهو سكران ، دخل القبر سكران".

وأخرج أبو المفضل الطوسی ، فی عيون الأخبار من طريق أبی هدبة عن أنس و فيه : فإنّه يعاين ملك الموت سكران ، ويعاين منكرًا و نكيرًا سكران . (شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور: (ص: ۱۸۵) باب فتنة القبر و سؤال الملكين ، فصل فيه فوائد ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

کفن نہیں دیا جائے گا، جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی بلکہ پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے گا۔(۱)

نصف سے زیادہ بدن ملے

"بدن کے اعضاء ملے" عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۱۳۵)

نظر کہاں ہونی چاہیے؟

جنازہ کی نماز پڑھتے ہوئے سجدہ کے مقام پر نظر رکھنی چاہیے۔(۲)

---

(۱) ولو وجد أكثر البدن أونصفه مع الرأس يغسل ويكفن ويصلى عليه...... وإن وجد نصفه من غير الرأس أووجدنصفه مشقوقا ،فإنه لايغسل ولايصلى عليه ويلف فى خرقة ويدفن فيها. (الهندية: ۱/۱۵۹،كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الثانى فى الغسل، ط:رشيديه)

إذاوجد طرف من أطراف الانسان كيدأورجل أنه لايغسل لأن الشرع ورد بغسل الميت والميت اسم لكله ولو وجد أكثر منه غسل لأن للأكثر حكم الكل وإن وجد الأقل منه أو النصف لم يغسل...... وذكر القاضى فى شرحه مختصر الطحاوى :أنه إذاوجد النصف ومعه الرأس يغسل وإن لم يكن معه الرأس لايغسل فكأنه جعله مع الرأس فى حكم الاكثر لكونه معظم البدن ولووجد نصفه مشقوقا لا يغسل لما قلنا.(بدائع الصنائع: ۱/۳۰۲،كتاب الصلاة،باب الجنائز،فصل:فى صلاة الجنازة،ط:سعيد)

وجد طرف من أطراف إنسان أونصفه مشقوقا طولاً أوعرضا يلف فى خرقة إلاإذاكان معه الرأس فيكفن كما فى البدائع.(الشامية: ۲/۲۰۵،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى الكفن، ط:سعيد)

(۲) (قوله:وسن إدامة نظر محل سجوده)...... (وإن كان عند الكعبة...... أوفى الظلمة...... أوفى صلاة الجنازة)أى سن ذالک وإن كان فى صلاة الجنازة وهذ الغاية للردعلى من استثنى صلاة الجنازة فقال:أنه ينظر إلى الميت.(إعانةالطالبين لسيد البكر الدمياطى: ۱/۱۷۶، فرع سن دخول صلاة بنشأة وفراغ قلب...... الخ،ط:داراحياء التراث العربى)

(حاشية الجمل على المنهج: ۲/۱۱۶،باب صفة الصلاة، ط:دارالكتب العلمية)

(حاشية البجيرمى على المنهج: ۱/۲۲۸،باب صفة الصلاة، ط:مطبعة الحلبى)

نعت پڑھنا جنازہ کے ساتھ

''جنازہ کے ساتھ نعت پڑھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/ ۲۷۳)

نعش باہر آجائے

''قبر کھل جائے'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/ ۱۲۳)

نعشیں کافر اور مسلمانوں کی مل جائیں

اگر مسلمانوں کی نعشیں، کافروں کی نعشوں میں مل جائیں، اور کوئی تمیز، علامت باقی نہ رہے تو ان سب کو غسل دیا جائے، اور اگر تمیز باقی ہو تو مسلمانوں کی نعشیں علیحدہ کر لی جائیں، اور صرف انہی کو غسل دیا جائے، کافروں کی نعشوں کو غسل نہ دیا جائے۔(۱)

نفاس کی حالت میں انتقال ہو جائے

''حائضہ میت کے منہ میں پانی ڈالنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/ ۳۱۳)

نفاس کی حالت میں قبر کی زیارت کرنا

''ناپاک حالت میں قبر کی زیارت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/ ۳۷۰)

---

(۱) لولم يدر أمسلم أم كافر ولاعلامة فإن في دارنا غسل وصلى عليه وإلا، لا. اختلط موتانا بكفار ولاعلامة اعتبر الاكثر فإن استووا غسلوا.

قوله: فإن في دارنا...... الخ) أفاد بذكر التفصيل في المكان بعد انتفاء العلامة أن العلامة مقدمة عند فقدها يعتبر المكان في الصحيح لأنه يحصل به غلبة الظن كمافي النهر عن البدائع، فيها أن علامة المسلمين أربعة الختان والخضاب ولبس الثواب وحلق العانة. قلت: في زماننا لبس السواد لم يبق علامة للمسلمين. (الدر مع الرد: ۲/ ۲۰۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في حديث "كل سبب ونسب منقطع إلاسببي ونسبي" ط: سعيد)

(بدائع الصنائع: ۱/ ۳۰۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: وأماشرائط وجوبه، ط: سعيد)

ومن لايدر أمسلم أم كافر إن كان عليه سيما المسلمين أوفي بقاع ديار الاسلام يغسل وإلا فلا، (البحر الرائق: ۲/ ۱۷۴، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

نفاس والی عورت میت کو غسل نہ دے

نفاس یا حیض والی عورت کسی میت کو غسل نہ دے، کیوں کہ یہ مکروہ ہے۔(۱)

ہاں اگر عورت کو غسل دینے کے لیے کوئی اور عورت نہیں ہے تو مجبوراً حیض یا نفاس والی عورت بھی غسل دے سکتی ہے۔(۲)

نفاس والی مرجائے

''حیض والی مرجائے'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱؍۳۲۳)

نفاس والی میت کے پاس نہ رہے

نفاس والی عورت مردہ کے پاس نہ رہے تو بہتر ہے۔(۳)

---

(۱) وينبغي أن يكون غاسل الميت على الطهارة ولو كان الغاسل جنبا أو حائضا...... جاز ويكره. (الهندية: ۱/۱۵۹، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل، ط: رشيديه)

(خانية على هامش الهندية: ۱/۱۸۸، كتاب الصلاة، باب في غسل الميت ومايتعلق به......الخ، ط: رشيديه)

(التاتارخانية: ۲/۱۳۸، كتاب الصلاة، الباب الثاني والثلاثون في الجنائز، نوع آخر: من هذا الفصل في المتفرقات، ط: قديمي)

(۲) ويكره أن يكون جنبا أو بها حيض.

قوله: ويكره أن يكون جنبا) وتغسيل الكافر أشد كراهة إلا إذا لم يوجد غيره. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۵۷۰، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمي)

(۳) واختلفوا في إخراج الحائض والنفساء والجنب من عنده) وجه الإخراج امتناع حضور الملائكة محلا به الحائض أو النفساء.

قوله: وجه الإخراج..الخ) إخراجهم على سبيل الأولوية إذا كان عن حضورهم غني. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۵۶۳، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمي)

ويخرج من عنده الحائض والنفساء والجنب. (البحر الرائق: ۲/۱۷۱، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

(الدر المختار: ۲/۱۹۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في أطفال المشركين، ط: سعيد)

نفل توڑنا جنازہ کی نماز کے لیے

جنازہ کی نماز میں شامل ہونے کے لیے نفل نماز توڑنا جائز ہے البتہ نفل نماز کو توڑنے کی وجہ سے بعد میں قضا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

نفل نماز کے دوران جنازہ حاضر ہو

گر کوئی شخص نفل نماز پڑھ رہا ہے اور اس دوران جنازہ حاضر ہو جائے تو اگر یہ یقین ہو کہ نفل نماز پوری کر کے جنازہ میں شریک ہو سکے گا تو نفل نماز پوری کر کے جنازہ میں شریک ہو جائے اور اگر نفل نماز پوری کرنے کی صورت میں جنازہ کی نماز فوت ہو جانے کا یقین ہو تو نفل نماز توڑ کر جنازہ کی نماز میں شریک ہو جائے اور بعد میں نفل نماز کی قضا کرے، کیوں کہ جنازہ کی نماز کی قضا نہیں ہے اور نفل نماز کی توڑنے کے بعد قضا ہو سکتی ہے۔(۲)

نماز بے وضو پڑھنے کا عذاب

''بے وضو نماز پڑھی تھی'' عنون کے تحت دیکھیں۔(۱۵۸/۲)

نماز پڑھانے کی وصیت کرنا

اگر کوئی شخص یہ وصیت کرے کہ اس کے جنازہ کی نماز فلاں آدمی پڑھائے تو اس وصیت کا اعتبار نہیں ہے اور اس پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے، اگر اس کے علاوہ دوسرا آدمی نماز پڑھا دے تب بھی نماز درست ہو جائے گی اور فرض ادا ہو جائے گا،

(۱،۲) إن كان فی النفل فجیء بجنازة وخاف فوتها قطعه لإمكان قضائه. (الدر المختار: ۵۱/۲، كتاب الصلاة، باب إدراک الفريضة، ط: سعيد)

(حاشية الطحطاوی مع المراقی: ص: ۴۴۸، كتاب الصلاة، باب إدراک الفريضة، ط: قديمی)

(البحر الرائق: ۷۱/۲، كتاب الصلاة، باب إدراک الفريضة، ط: سعيد)

کیونکہ وہ وصیت باطل ہے۔(۱)

نماز تلاش کرتے ہیں ملک الموت

''ملک الموت نماز تلاش کرتے ہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۰۱/۲)

نماز جنازہ

مسلمان میت کو غسل دینا، اس کی تجہیز وتکفین کا بندوبست کرنا اور اس کی نماز پڑھنا یہ سب باتیں فرض کفایہ ہیں، یعنی اگر ایک دو یا چند افراد ادا کرلیں گے تو باقی سب مسلمانوں کے ذمے سے یہ فرض ساقط ہو جائے گا ورنہ سب کے سب گناہ گار ہوں گے۔(۲)

---

(۱) أوصى بأن يصلي عليه فلان أو يحمل بعد موته إلى بلد آخر...... فهي باطلة.(الدر المختار: ۶/ ۶۶۶، كتاب الوصايا،قبيل باب الوصية بالثلث، ط:سعيد)

🗀 (الهنديه: ۶/ ۹۶، كتاب الوصايا، الباب الثاني في بيان الالفاظ التي تكون وصية والتي لاتكون وصية،ط:رشيديه)

🗀 (خانية على هامش الهنديه: ۳/ ۴۹۴، كتاب الوصايا، فصل فيما يكون وصية وفيما لايكون ، ط: رشيديه)

🗀 (وفي الكبرى:الميت إذا أوصى أن يصلي عليه فلان فالوصية باطلة وعليه الفتوىٰ.(الهندية: ۱/ ۱۶۳، كتاب الصلاة،الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

(۲) (والصلوة عليه)صفتها (فرض كفاية)بالاجماع فيكفر منكرها لأنه أنكر الإجماع.قنية (كدفنه) وغسله وتجهيزه فإنها فرض كفاية (الشامي : ۲/ ۲۰۷،باب صلوة الجنازة ،ط:سعيد)

(الفصل الثاني في الغسل)غسل الميت حق واجب على الأحياء بالسنة و إجماع الأمة ،كذا في النهاية ولكن إذا قام به البعض سقط عن الباقين كذا في الكافي.(عالمگیری : ۱/ ۱۵۸ الباب الحادي والعشرون في الجنائز، ط:رشيد يه)

(الفصل الثالث في التكفين) وهو فرض على الكفاية كذ افي فتح القدير. (عالمگیری : ۱/ ۱۶۰، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، ط:رشيد يه)

(الفصل الخامس في الصلوة على الميت)الصلاة على الجنازة فرض كفاية إذا قام به البعض واحدا كان أو جماعة ذكرا كان أو أنثى سقط عن الباقين واذا ترك الكل أثموا.هكذا في التتارخانية. (عالمگیری: ۱/ ۱۶۲ الباب الحادي والعشرون في الجنائز ،ط:رشيد يه)

نماز جنازہ پڑھانے والا نہ ملے تو

"جنازہ کی نماز پڑھانے والا نہ ملے تو" (۱/۲۵۱) اور "جنازہ کی نماز صحیح طور پر ادا کرنا کوئی نہیں جانتا" عنوانوں کے تحت دیکھیں! (۱/۲۵۴)

نماز جنازہ پڑھنے آیا

☆ اگر ایک شخص پہلے سے جنازہ کی نماز کے وقت موجود تھا اور کسی وجہ سے امام کی تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) میں شریک نہ ہوسکا تو دوسری تکبیر (اللہ اکبر) کا انتظار نہ کرے بلکہ فوراً نیت کرکے "اللہ اکبر" کہہ کر جماعت میں شامل ہو جائے۔

☆ اور اگر امام کی تکبیر تحریمہ "اللہ اکبر" کہنے کے بعد آیا ہے تو اس صورت میں اسے دوسری تکبیر (اللہ اکبر) تک امام کا انتظار کرنا چاہیے، جب امام دوسری تکبیر (اللہ اکبر) کہہ لے اس وقت "اللہ اکبر" کہہ کر یہ بھی شامل ہو جائے اور جس وقت امام سلام پھیرے اس وقت یہ شخص سلام نہ پھیرے، امام کے سلام کے بعد فوت شدہ تکبیر "اللہ اکبر" کہہ کر سلام پھیر دے، یہی حکم دوسری اور تیسری تکبیر نہ ملنے کا بھی ہے۔

☆ اگر کوئی شخص چوتھی تکبیر ختم ہونے کے بعد آیا تو سلام سے پہلے پہلے جماعت میں شامل ہو جائے اور جنازہ اٹھانے سے پہلے پہلے تین دفعہ "اللہ اکبر" کہہ کر سلام پھیر دے، درمیان میں دعائیں نہ پڑھے۔

☆ اگر امام دوسری یا تیسری تکبیر کے بعد بھولے سے سلام پھیر دے تو نماز پوری کرلے، اس سہو سے نماز میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔ (۱)

---

(۱) وإذا جاء رجل وقد كبر الإمام التكبيرة الأولى ولم يكن حاضراً انتظره حتى يكبر الثانية ويكبر معه فإذا فرغ الإمام كبر المسبوق التكبيرة اللتى فاتته قبل إن ترفع الجنازة وهذا قول إبى حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى.

وكذا إن جاء وقد كبر الإمام تكبيرتين أو ثلثاً كذا فى السراج الوهاج. وإن جاء رجل وقد =

نمازِ جنازہ پڑھنے والے کے سامنے سے گزرنا

جنازہ کی نماز پڑھنے والے کے سامنے سے گزرنا جائز ہے کیونکہ امام کے سامنے جنازہ کی چارپائی امام کی سترہ ہے، اور امام کا سترہ مقتدیوں کو بھی کافی ہے۔ اور سامنے سے گزرنے کی ممانعت جنازہ کے علاوہ باقی نمازوں میں ہے۔(۱)

نماز جنازہ دوبارہ پڑھنا

☆اگر ولی نے خود جنازہ کی نماز پڑھ لی یا ولی کی اجازت سے ایک مرتبہ جنازہ کی نماز پڑھ لی گئی تو دوبارہ جنازہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہے، بلکہ دوسروں کو دوبارہ جنازہ کی نماز پڑھنے کا اختیار بھی نہیں ہوگا۔

ہاں اگر ولی نے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی یا ولی کی اجازت سے جنازہ کی نماز

= كبر الامام أربعاً ولم يسلم لا يدخل معه في رواية عن أبي حنيفة رحمه الله والأصح أنه يدخل وعليه الفتوىٰ كذا في المضمرات. ثم كبر ثلثا قبل أن ترفع الجنازة متتابعاً لادعاء فيها كذا في الخلاصة وفتاوى قاضي خان. (الهندية : ۱/۱۶۴، ۱۶۵، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت، ط: ماجد يه)

(وكذا في البدائع : ۱/۳۱۴، فصل في بيان كيفية الصلاة على الجنازة، ط: سعيد)

وكذا في السراجيه : ۲۳، كتاب الجنائز، باب الصلوة على الجنازة، ط: سعيد)

(۱) وانظر هل صلاة الجنازة تفتقر إلى سترة؟ والأظهر أنها لاتفتقر والميت ولو كان بالأرض هو السترہ لأن سروضع السترة موجود فيه فيمتنع المرور بين الإمام وبينه نقله (عج) عن الابى ثم قال: أما إذا كانت الميت على السرير فالأمر واضح وأما إذاكان بالارض فلم نجعله كالخط لأن هذاأقوى منه. (حاشية الخرشي على مختصر سيدى الخليل، ۱/۵۲۳، كتا ب الصلاة، فصل: في فرائض الصلاة، ط: دار الكتب العلمية)

🗁 (حاشية الصاوى على الشرح الصغير : ۱/۳۳۵، ط: دار المعارف)

🗁 والميت في الجنازة كاف ولاينظر للقول بنجاسته ولأنه ليس إرتفاع ذراع للخلاف في ذالك كما للشيخ الأجهوري. اه (حاشية الدسوقي على الشرح الكبير، ۱/۲۴۵، سنن الصلاة، سترة المصلى، ط: دار الكتاب العربى)

نہیں پڑھی گئی تو ولی کو دوبارہ جنازہ کی نماز پڑھنے کی اجازت ہوگی۔(۱)

نماز جنازہ سوار ہو کر پڑھنا

جنازہ کی نماز سوار ہو کر پڑھنا جائز نہیں ہے، اسی طرح اگر جنازہ لوگوں نے ہاتھوں پر اٹھایا ہوا ہے تو بھی جنازہ کی نماز درست نہیں، ہاں اگر کوئی عذر ہے مثلاً سیلاب کا پانی اور کیچڑ وغیرہ ہے تو درست ہے۔(۲)

نماز جنازہ سے واپسی

جنازہ کے ساتھ جتنے لوگ نماز کے لئے آتے ہیں ان میں سے کوئی شخص جنازہ کی نماز ہونے سے پہلے واپس نہ جائے، جب جنازہ کی نماز ہو جائے اور ولی واپس جانے کی اجازت دیدے تو دفن سے پہلے جا سکتے ہیں، اور اگر اجازت نہ دے تو بھی جانا جائز ہے، لیکن بہتر نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) (فإن صلى غيره) أى الولى (ممن ليس له حق التقدم) على الولى (ولم يتابعه) الولى (أعاد الولى) ولو على قبره...... (وإلا) إى وإن صلى من له حق التقدم...... أو من ليس له حق التقدم وتابعه الولى (لا) يعيد. اهـ. (الشامى: ۲/۲۲۳، باب صلوة الجنازة، ط: سعيد)

(كذا فى الهندية: ۱/۱۶۳، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلوة على الميت، ط: ماجديه)

(۲) ولو صلى على ميت كان على الدابة أو على أيدى الناس لا تجوز وعليه الفتوىٰ (السراجية: ۲۳، كتاب الجنائز، باب الصلوة على الجنازة، ط: سعيد)

(وكذا فى الهندية: ۱/۱۶۴، الباب الحادى والعشرون، الفصل الخامس، ط: ماجدية)

(وركنها) شيئان (التكبيرات)...... (والقيام) فلم تجز قاعداً بلا عذر (الدر المختار)

(قوله: فلم تجز قاعداً) أى ولا راكباً (قوله: بلا عذر) فلو تعذر النزول لطين أو مطر جازت راكباً (الشامى: ۲/۲۰۹، باب صلوة الجنازة، ط: سعيد)

(۳) (وله) أى للولى...... (الاذن لغيره فيها)...... (الدر المختار)

(قوله: فيها) أى فى الصلوة على الميت، وفسر الإذن بتفسير أخر، وهو أن يأذن للناس فى الانصراف بعد الصلوة قبل الدفن، لأنه لا ينبغى لهم أن ينصرفوا إلا بإذنه" (الشامى: ۲/۲۲۲، باب صلوة الجنازة، مطلب تعظيم اولى الأمر واجب، ط: سعيد)

نماز جنازہ غائبانہ

☆ جنازہ کی نماز صحیح ہونے کے لئے میت کا جنازہ پڑھنے والوں کے سامنے موجود ہونا ضروری ہے، اگر میت جنازہ پڑھنے والوں کے سامنے موجود نہ ہوتو غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھنا درست نہیں۔

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کے نجاشی بادشاہ اور حضرت معاویہ لیثی مزنی رضی اللہ عنہ پر غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھی ہے، اس پر دوسروں کے غائبانہ جنازہ کی نماز کو قیاس کرنا درست نہیں کیونکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی، اور دونوں مخصوص واقعے ہیں اور یہ عام حکم نہیں تھا ورنہ مدینہ اور مدینہ سے باہر بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وفات یا شہادت کے واقعات پیش آئے، اور وحی کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر بھی ہوئی، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی غائبانہ جنازہ کی نماز نہیں پڑھی، مثلاً قراء صحابہ کرام میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت محبوب صحابی حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ حضور کو اطلاع ملی، مگر آپ نے خود بھی غائبانہ جنازہ کی نماز نہیں پڑھی اور صحابہ کرام کو بھی غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا۔(۱)

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی

---

(۱) وقال بعض العلماء: إنما صلى عليه لأنه كان يكتم إيمانه من قومه فلم يكن عنده يوم مات من يصلي عليه، فلهذا صلى عليه صلى الله عليه وسلم، قالوا: فالغائب إن كان قد صلى عليه ببلده لا تشرع الصلاة عليه ببلد أخرى فلهذا لم يصل على النبي صلى الله عليه وسلم في غير المدينة لا أهل مكة ولا غيرهم، وهكذا ابو بكر وعمر وعثمان وغيرهم لم ينقل انه صلى على أحد منهم في غير البلدة التي صلى عليه فيها فالله اعلم. (البداية والنهاية، باب هجرة من هجر من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من مكة الى أرض الحبشة فرارا بدينهم من الفتنة: ۲۹۸/۳، ط: المكتبة الرشيدية كوئته)

اللہ عنہ کی وفات اور حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی شہادت کے واقعات پیش آئے، اور ظاہر ہے کہ صحابہ کرام میں ان چاروں سے بڑھ کر کوئی نہیں تھا، مگر کہیں بھی ان کی غائبانہ جنازہ کی نماز نہیں پڑھی گئی، حالانکہ سارے صحابہ جنازہ کے وقت موجود نہیں تھے، بہت سارے صحابہ حاضر نہیں تھے، اور بہت سارے صحابہ مدینہ منورہ میں موجود نہیں تھے، جہاد و تبلیغ کے لئے دور دراز علاقوں میں تھے، مگر مغرب و مشرق اور جنوب و شمال میں غیر موجود اور غیر حاضر صحابہ اور تابعین نے وفات اور شہادت کی اطلاع ملنے کے بعد غائبانہ جنازہ کی نماز نہیں پڑھی۔(۱)

☆ نجاشی اور حضرت معاویہ مزنی رضی اللہ عنہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھنا یہ آپ کی خصوصیات میں سے تھا، کیونکہ ان دونوں کی میتوں کو معجزہ کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر کر دیا گیا تھا، اور آپ نے ان دونوں کا معائنہ کیا تو ایسی صورت میں پیچھے نماز پڑھنے والوں کی حالت ایسی ہوگئی کہ امام کو تو سامنے میت نظر آ رہی ہو، لیکن مقتدیوں کو کسی وجہ سے میت نظر نہ آئے تو ایسی صورت میں اقتداء بھی درست ہے اور جنازہ کی نماز بھی صحیح ہے۔(۲)

(۱) أنظر إلى الحاشية السابقة رقم:(۱) فی الصفحة السابقة.

(۲) عن أبی أمامة الباهلی رضی الله عنه قال أتی رسول الله صلی الله علیه وسلم جبرائیل علیه السلام وهو بتبوک فقال یا محمد ! اشهد جنازة معاویة المزنی قال فخرج رسول الله صلی الله علیه وسلم ونزل جبرائیل علیه السلام فی سبعین الفاً من الملائکة فوضع جناحه الایمن علی رؤوس الجبال فتواضعت ووضع جناحه الأیسر علی الأرضین ،فتواضعت حتی نظر مکة والمدینة فصلی علیه رسول الله صلی الله علیه وسلم وجبرائیل والملائکة علیهم السلام ، فلما فرغ قال یا جبرائیل بم بلغ معاویة هذه المنزلة ؟ قال بقرائته قل هو الله أحد قائما وقاعداً وراکباً وماشیاً .

(عمل الیوم واللیلة لابن سنی ،باب قراءة قل هو الله أحد فی الطریق إذا مشی ،رقم الحدیث: ۱۸۰ ،ص : ۹۴ ،ط:مکتبة المؤید ریاض)

🗀 المعجم الاوسط للطبرانی : ۵۲۰/۴ ،رقم الحدیث : ۳۸۸۶ ،ط:مکتبة المعارف ریاض

🗀 المنتظم فی تاریخ الملوک والامم ،تحت سنة تسع من الهجرة : ۳۷۸/۳ ،ط:مکتبة العلمیة بیروت ،سنة الطبع ۱۴۱۲ھ

☆امام ابن عبد البر رحمہ اللہ نے "کتاب التمهيد" میں لکھا ہے کہ اکثر اہل علم اس کو حضور کے ساتھ مخصوص مانتے ہیں، نجاشی کی میت کو آپ کے سامنے حاضر کر دیا گیا تھا، اور درمیانی حجابات اٹھا دیئے گئے تھے، آپ نے اس کا مشاہدہ کیا اور نماز جنازہ پڑھائی، یا ان کا جنازہ اس طرح اٹھا کر سامنے کیا گیا جیسا کہ معراج سے واپسی کے بعد کفار کے سوالات پر بیت المقدس آپ کے سامنے کر دیا گیا تھا اور حجابات اٹھا لئے گئے تھے۔(۱)

ظاہر ہے کہ یہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی خصوصیت تھی کہ نظروں سے اوجھل چیز معجزہ کے طور پر نظروں کے سامنے آگئی۔

جنازہ میں شریک صحابہ کرام کو بھی محسوس ہونے لگا کہ جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے موجود ہے، چنانچہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بھائی نجاشی کا انتقال ہو گیا، اس کی جنازہ کی نماز پڑھو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ہم بھی رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے پیچھے صف بنا کر کھڑے ہو گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیریں کہیں اور ہم یہ گمان کرتے تھے کہ جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہے۔(۲)

---

(۱) وأكثر أهل العلم يقولون: ان هذا خصوص للنبى صلى الله عليه وسلم ،لانه ـ والله اعلم ـ احضر روح النجاشي بين يديه، حيث شاهدها وصلى عليها او رفعت له جنازة كما كشف له عن بيت المقدس حين سألته قريش عن صفته.

(التمهيد لابن عبد البر ،۳۲۸/۶،ط: المملكة المغربية.وزارة الاوقاف)

الجوهر النقى ،باب الصلاة على الغائب :۵۰/۴،ط:نشر السنة بيرون بوهڑ گيٹ ملتان.

(۲) عن عمران بن حصين رضى الله عنه قال: أنبأنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أخاكم النجاشى توفى فقوموا فصلوا عليه ،فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم وصفوا خلفه، وكبر أربعا، وهم لا يظنون إلا أن جنازته بين يديه (التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان ،كتاب الجنائز، فصل فى الصلاة على الجنازة:۸۷/۵،رقم الحديث :۳۰۹۲،ط:دارباوزير جده ۱۴۲۴ھ)

المسند للامام احمد ،حديث عمران بن حصين :۹۸/۱۵،رقم الحديث :۱۹۸۹۰،ط: دار الحديث قاهرة ۱۴۱۶ھ.

"مسند أبی عوانہ" میں ہے کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور ہم یہی سمجھتے تھے کہ جنازہ ہمارے سامنے موجود ہے۔ (۱)

☆ اگر غائبانہ نماز جنازہ جائز ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ان صحابہ پر غائبانہ جنازہ کی نماز ضرور پڑھتے جو مدینہ منورہ سے باہر فوت ہو چکے تھے اور مسلمان بھی مشرق، مغرب اور جنوب وشمال میں خلفاء راشدین پر غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھتے، حالانکہ کسی سے یہ منقول نہیں۔ (۲)

نماز جنازہ کا سلام آہستہ یا زور سے؟

جنازہ کی نماز کے سلام کے بارے میں تین اقوال ہیں:

۱- دونوں سلام آہستہ کہے۔

۲- ایک سلام بلند آواز سے کہے اور دوسرا سلام آہستہ کہے۔

۳- دونوں بلند آواز سے کہے۔

پہلی صورت یعنی دونوں سلام آہستہ کہنا افضل ہے، اور تیسری صورت یعنی

---

(۱) ولابی عوانة: فصلينا خلفه ونحن لا ندری الا ان الجنازة قدامنا.

(فتح الملهم ،اقوال العلماء فی مشروعية الصلاة على الميت الغائب ...... ۴/۴۸۰-۴۸۱، ط: دارالقلم دمشق ۱۴۲۷ھ)

🗀 نيل الأوطار، كتاب الجنائز ،الصلاة على الغائب بالنية وعلى القبر الى شهر: ۴/۵۰، المطبعة العثمانية المصرية ۱۳۵۷ھ

🗀 فتح البارى ،باب الصفوف على الجنازة: ۳/۱۸۶، ط:ادارات البحوث العلمية

🗀 عمدة القارى ،باب الصفوف على الجنازة: ۸/۱۱۹، ط:مكتبة رشيديه كوئته

(۲) ولو جازت الصلاة على غائب لصلى عليه الصلاة والسلام على من مات من اصحابه ،ولصلى المسلمون شرقا وغربا على الخلفاء الأربعة وغيرهم ولم ينقل ذلک.

(فتح الملهم،اقوال العلماء فی مشروعية الصلاة على الميت الغائب... ۴/۴۸۱، ط: دار القلم دمشق ۱۴۲۷ھ)

🗀 الجوهر النقى، باب الصلاة على الغائب: ۴/۵۱، ط:نشر السنة بيرون بوهر گيٹ ملتان.

امام کا دونوں سلام بلند آواز سے کہنے پر عام تعامل ہونے کی وجہ سے اس کو بھی فضیلت حاصل ہے، اور دوسری صورت اختیار کرنا عوام میں فتنہ فساد اور انتشار کا موجب ہے، اس لیے اس سے احتراز کرنا چاہیے۔

خلاصہ یہ کہ امام بلند آواز سے سلام پھیرے اور انفرادی طور پر جنازہ کی نماز پڑھنے والا آہستہ آواز سے سلام پھیرے۔(۱)

نماز جنازہ کا طریقہ

☆...... جنازہ کی نماز کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینے کے برابر میں کھڑا ہو جائے، اور تمام نمازی امام کے پیچھے کھڑے ہو کر یہ نیت کریں:

---

(۱) ویسر الكل إلاالتكبير زيلعي وغيره، لكن في البدائع العمل في زماننا على الجهر بالتسليم وفي جواهر الفتاوى:يجهر بواحدة.

قوله: لكن في البدائع:)...... والذي في البدائع:ولايجهر بما يقرأ عقب كل تكبيرة لأنه ذكر والسنة فيه المخافة،وهل يرفع صوته بالتسليم ؟ لم يتعرض له في ظاهر الرواية،وذكر الحسن بن زياد أنه لايرفع لأنه للإعلام ،ولاحاجة له لأن التسليم مشروع عقب التكبير بلافصل ولكن العمل في زماننا خلافه...... اه(الدر مع الرد: ۲/۲۱۳،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب:هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟،ط:سعيد)

🗀 (بدائع الصنائع: ۱/۳۱۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: واما بيان كيفية الصلاة على الجنازة، ط:سعيد)

🗀 ولاينبغي أن يرفع صوته بالتسليم فيها)قال الزيلعي :ويخافت في الكل إلافي التكبير، ومشايخ بلخ قالوا:السنة أن يسمع كل صف الصف الذي بعده ،وعن ابي يوسف أنه لايجهر كل الجهر ولايسر كل الاسرار حموى عن الظهيرية كذافي السيد، وروى الامام محمد في موطئه عن مالك حدثنا نافع أن ابن عمر كان إذاصلى على جنازة سلم حتى يسمع من يليه قال محمد: وبهذا ناخذ فيسلم عن يمينه ويساره ويسمع من يليه، وهو قول ابي حنيفة قال شارحه الملاعلي: فقول الشمني غير رافع بهما صوته، ليس في محله ،أو محمول على غير الامام، أوعلى المبالغة...... اه، (حاشية الطحطاوي على المراقي:ص: ۵۸۶،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط:قديمي)

”نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ صَلَاۃَ الْجَنَازَۃِ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَدُعَآءً لِلْمَیِّتِ۔“ (۱)

ترجمہ: میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور میت کی دعا کے لیے جنازہ کی نماز پڑھنے کا ارادہ کیا۔

☆...... یہ نیت عربی، اردو یا مادری زبان وغیرہ میں کر کے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر ”اللہ اکبر“ کہہ کر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لیں۔

☆...... پہلی تکبیر کے بعد یہ ثنا پڑھیں:

”سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَائُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ۔“ (۲)

☆...... پھر دوسری بار ”اللہ اکبر“ کہیں۔ مگر اس مرتبہ ہاتھ نہ اٹھائیں، (۳)

---

(۱) وللجنازة ينوی الصلاة لله تعالیٰ والدعاء للميت...... (البحر الرائق: ۱/ ۳۸۳، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ط:سعيد)

(الدر المختار: ۱/ ۴۲۳، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: إذااجتمعت الاشارة والتسمية، ط: سعيد)

(مجمع الأنهر: ۱/ ۱۲۹، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاةِ ط:دارالكتب العلمية)

(۲) (وقرأ) كما كبر(سبحانک اللهم تاركا) وجل ثناؤک إلافی جنازة(الدر المختار: ۱/ ۴۸۸، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب:فی بيان المتواتر والشاذ،ط:سعيد)

(وسننها أربع)...... والثانية الثناء بعد التكبيرة الاولی)وهو سبحانک اللهم وبحمدک إلی آخره،قوله:وهو سبحانک اللهم وبحمدک. الخ)قال فی سكب الانهر:والاولی ترک وجل ثناؤک إلافی صلاة الجنازة.(مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی. ص: ۵۸۳، ۵۸۴، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط:قديمی)

(حاشية الطحطاوی علی المراقی:ص: ۲۵۹، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاةو أركانها، فصل: فی بيان سننها،ط:قديمی)

(البحرالرائق: ۲/ ۱۸۳، كتاب الجنائز، ط:سعيد)

(۳) وقد تقدم فی كيفية الصلاة أنه لاترفع الأيدی فی صلاة الجنازة سوی تكبيرة الإفتتاح وهو ظاهر الرواية.(البحرالرائق: ۲/ ۱۸۳، كتاب الجنائز، ط:سعيد)

وهی أربع تكبيرات كل تكبيرة قائمة مقام ركعة، يرفع يديه فی الأولی فقط(الدر مع الرد: ۲/ ۲۱۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط:سعيد)

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص: ۵۸۱، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل فی الصلاة عليه، ط:قديمی)

اس کے بعد نماز والا درود شریف پڑھیں۔(۱)

☆......پھر اس کے بعد تیسری بار " اللہ اکبر "کہیں۔اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں،اور میت کے لیے دعا کریں۔(۲)

☆......اگر میت بالغ ہے خواہ مرد ہو یا عورت،تو یہ دعا پڑھیں:

" اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ. " (۳)

---

(۱) والصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم بعد التكبيره الثانية اللهم صل على محمد وعلى آل محمد...... إلى آخره.قوله: (اللهم صل على محمد......الخ) يعنى صلاة التشهد.(مراقى الفلاح مع الطحطاوى: ص: ۵۸۵،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل:فى الصلاة عليه، ط: قديمى)

(الدرمع الرد: ۲/ ۲۱۲،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط:سعيد)

(البحرالرائق: ۲/ ۱۸۳،كتاب الجنائز، ط:سعيد)

(۲) وقد تقدم فى كيفية الصلاة أنه لاترفع الأيدى فى صلاة الجنازة سوى تكبيرة الإفتتاح وهو ظاهر الرواية.(البحرالرائق: ۲/ ۱۸۳،كتاب الجنائز، ط:سعيد)

وهى أربع تكبيرات كل تكبيرة قائمة مقام ركعة، يرفع يديه فى الأولى فقط(الدر مع الرد: ۲/ ۲۱۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط:سعيد)

(مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص: ۵۸۱،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل فى الصلاةعليه، ط:قديمى)

(۳) قال حدثنى أبو ابراهيم الأشهلى عن أبيه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم:إذا صلى على الجنازة،قال:اللهم اغفرلحينا وميتنا وشاهدنا وغائبنا وصغيرنا و كبيرنا وذكرنا وانثانا....

عن ابى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم مثل ذالک وزاد فيه:اللهم من أحييته منافأحيه على الاسلام ومن توفيته منا فتوفه على الايمان،(جامع الترمذى: ۱/ ۱۹۸،ابواب الجنائز، باب مايقول فى الصلاة على الميت، ط:سعيد)

(سنن ابى داؤد: ۲/ ۴۵۶، كتاب الجنائز، باب الدعاء للميت، ط:مير محمد)

(سنن النسائى: ۱/ ۲۸۱،كتاب الجنائز،الدعاء فى الصلاةعلى الجنازة،ط:قديمى)

(سنن ابن ماجه:ص: ۱۰۷،ابواب الجنائز، باب ماجاء فى الدعاء فى الصلاة على الجنازة، ط: قديمى)

اور بعض احادیث میں اور دعائیں بھی منقول ہیں۔ اگر ان دعاؤں کو بھی پڑھنا چاہیں تو پڑھ سکتے ہیں۔(۱)

☆......اور اگر میت نابالغ لڑکا ہے تو یہ دعا پڑھیں:

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعاً وَّمُشَفَّعاً." (۲)

☆......اور اگر میت نابالغ لڑکی ہے تو یہ دعا پڑھیں:

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطاً وَّاجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَذُخْرًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا

---

(۱) ولاتوقيت فى الدعاء ،سوى أنه بأمور الآخرة ،وإن دعا بالماثوره فما أحسنه ،وأبلغه! ومن الماثور: حديث عوف بن مالك...... اللهم اغفر له وارحمه وعافه...... رواه مسلم والترمذى والنسائى، وفى حديث إبراهيم الأشهل ،عن أبيه...... اللهم اغفر لحينا وميتنا...... رواه الترمذى والنسائى وابوداود،وفى موطا مالك:اللهم إن كان حسنا فزد فى إحسانه وإن كان سيئا فتجاوز عنه سيئاته. (فتح القدير: ۸۵/۲،كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: فى الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى:ص:۵۸۵،۵۸۶،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمى)

(الدرمع الرد: ۲/۲۱۲،۲۱۳، كتاب الصلاة ،باب صلاة الجنازة،مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى،ط:سعيد)

(البحر الرائق: ۲/۱۸۳، كتاب الجنائز، فصل:السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)

(۲) عن أبى هريرة أنه يصلى على المنفوس الذى لم يعمل خطيئة قط، ويقول:اللهم اجعله لنا سلفا وفرطاوذخراً.(السنن الكبرى للبيهقى: ۹/۴، كتاب الجنائز، باب السقط يغسل ويكفن ويصلى عليه إن استهل، ط:اداره تاليفات اشرفيه)

عن سفيان بن الحسين عن الحسن أنه يقول:اللهم اجعله لنا فرطا وذخرا وأجرا. (مصنف ابى ابى شيبة: ۱۰۵/۶ ،فى السقط والمولود ومايدعى لها به، ط:مكتبة الرشد)

فإن كان الميت صغيراً عن ابى حنيفة رحمه الله أنه يقول:اللهم اجعله لنا فرطا اللهم اجعله لنا ذخر واجرا اللهم اجعله لنا شافعا ومشفعاً.(الهنديه: ۱/۱۶۴، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلاة على الميت، ط:رشيديه)

(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص:۵۸۷، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط:قديمى)

شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً." (۱)

☆...... جب یہ دعا پڑھ چکیں تو پھر چوتھی مرتبہ "اللہ اکبر" کہیں اور اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں، اور اس تکبیر کے بعد سلام پھیر دیں، یعنی دائیں طرف "السلام علیکم ورحمة الله" کہیں، پھر بائیں طرف "السلام علیکم ورحمة الله" کہیں۔ (۲)

☆...... سلام کے بعد دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دیں، ناف کے نیچے مزید باندھ کر نہ رکھیں۔ (۳)

---

(۱) وفی مجمع الانهر: وإن كان الميت مؤنثا أنث الضمائر الراجعة إليه. اه (حاشية الطحطاوى على المراقى: ص: ۵۸۶، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط: قديمى)

هذا إذا كان الميت مذكرا وأما إذا كان مؤنثا فيلزم تانيث الضمائر الراجعة الى المؤنث. (مجمع الانهر: ۱/ ۲۷۱، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ط: دار الكتب العلمية)

فإن كان أنثى يبدل ضمير المذكر بضمير الانثى. (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۲۰، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، اركان صلاة الجنازة، ط: دار الفكر)

(۲) ويسلم...... بعد الرابعة تسليمتين. (الدر المختار: ۲/ ۲۱۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى؟ ط: سعيد)

(البحر الرائق: ۲/ ۱۸۳، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

والأصل أن كل قيام فيه ذكر مسنون يعتمد فيه ومالا فلاهو الصحيح فيعتمد فى حالة القنوت وصلاة الجنازة، (الهدايه: ۱/ ۱۰۲، كتاب الصلاة، ،باب صفة الصلاة، ط: المصباح)

(قوله: ويسن وضع الرجل يده اليمنى على اليسرى تحت سرته) كما فرغ من التكبير للإحرام بلا إرسال...... ولابد فى ذالك القيام أن يكون فيه ذكر مسنون، ومالا فلا كما فى السراج وغيره، (حاشية الطحطاوى على المراقى، ص: ۲۵۸، كتا ب الصلاة، باب أحكام الجنائز، فصل: فى بيان سننها، ط: قديمى)

(حلبى كبير: ص؛ ۲۶۲، فصل: فى صفة الصلاة، ط: قديمى/ نعمانيه)

(۳) ويسلم...... بعد الرابعة تسليمتين. (الدر المختار: ۲/ ۲۱۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى؟ ط: سعيد)

(البحر الرائق: ۲/ ۱۸۳، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)=

☆...... جنازہ کی نماز میں التحیات، قرآن شریف کی قراءت وغیرہ نہیں ہے۔

☆...... جنازہ کی نماز میں امام جو پڑھتا ہے مقتدی بھی آہستہ آہستہ وہی پڑھیں، یعنی امام جب تکبیر کہے تو مقتدی بھی تکبیر کہیں، جب امام ثنا پڑھے تو مقتدی بھی اس کے ساتھ آہستہ آہستہ ثنا پڑھیں، جب وہ تکبیر کہے تو مقتدی بھی تکبیر کہیں، جب امام درود شریف پڑھے تو مقتدی بھی اس کے ساتھ ساتھ درود شریف پڑھیں، اور جب امام دعا پڑھے تو مقتدی بھی اس کے ساتھ ساتھ دعا پڑھیں، جب امام سلام پھیر دے تو مقتدی بھی سلام پھیر دیں۔(۱)

☆...... جنازہ کی نماز کی ہر تکبیر میں سجدہ کی جگہ پر دیکھیں، آسمان کی طرف سر نہ اٹھائیں۔(۲)

= والأصل أن كل قيام فيه ذكر مسنون يعتمد فيه ومالا فلاهو الصحيح فيعتمد في حالة القنوت وصلاة الجنازة، (الهدايه: ۱۰۲/۱، كتاب الصلاة، ،باب صفة الصلاة، ط:المصباح)

(قوله :ويسن وضع الرجل يده اليمنى على اليسرى تحت سرته)كما فرغ من التكبير للإحرام بلاإرسال...... ولابد في ذالك القيام أن يكون فيه ذكر مسنون،ومالا فلاكمافي السراج وغيره، (حاشية الطحطاوى على المراقى،ص:۲۵۸،كتا ب الصلاة، باب أحكام الجنائز، فصل: في بيان سننها، ط:قديمى)

(حلبى كبير:ص؛۲۶۲، فصل:في صفة الصلاة، ط:قديمى/نعمانيه)

(۱) ويخافت في الكل إلا في التكبير ولايقرأ فيها القرآن...... ولايرفع يديه إلافي التكبيرة الاولى...... الامام والقوم فيه سواء. (الهنديه: ۱۶۴/۱، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز ،الفصل الخامس في الصلاة على الميت،ط:رشيديه)

(حاشية الطحطاوى على المراقى:ص: ۵۸۴،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط:قديمى)

(البحر الرائق:۱۸۳/۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)

(۲) قوله:وسن إدامة نظر محل سجوده)...... (وإن كان عند الكعبة...... أوفي الظلمة...... أو في صلاة الجنازة)أى سن ذالك وإن كان في صلاة الجنازةوهذا الغاية للرد على من استثنى صلاة الجنازة، فقال:أنه ينظر إلى الميت،(إعانة الطالبين سرح قرة العين لسيد البكر الدمياطى: ۱/ ۱۷۶، فرع سن دخول صلاة بنشأة وفراغ قلب...... الخ،ط:داراحياء التراث العربى)

☆اگر کسی کو جنازہ کی دعا یاد نہ ہو تو صرف " اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ " پڑھ لے(۱) اگر بد قسمتی سے یہ دعا بھی یاد نہ ہو تو صرف چار مرتبہ اللہ اکبر کہنے سے بھی جنازہ کی نماز ہو جائے گی، اس لئے کہ دعا اور درود شریف فرض نہیں سنت ہیں (۲) لیکن ایسے لوگ دعا یاد کرنے کی کوشش جاری رکھیں تاکہ نماز سنت کے مطابق ادا کر سکیں۔

نماز جنازہ کا واجب

ایک قول کے مطابق جنازہ کی نماز کا واجب صرف ایک ہے، اور وہ ہے میت کے لئے دعا کرنا، اگر بچہ کا جنازہ ہو تو اپنے لئے دعا کی جاتی ہے۔(۳)

نماز جنازہ کو فاسد کرنے والی چیزیں

جنازہ کی نماز کو فاسد کرنے والی چیزیں وہی ہیں جن سے پانچ وقت کی

---

(۱) هذا اذا كان يحسن ذلك فان كان لايحسن يأتي بأیّ دعاء شاء. الفتاوى الهندية، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلوة على الميت: ۱/۱۶۴، ط: رشيديه كوئٹه.

ومن لايحسن الدعاء يقول اللّٰهم اغفر للمؤمنين والمؤمنات. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته: ۲/۱۸۳، ط: ایچ ایم سعید کمپنی کراچی.

ردالمحتار على الدر المختار، باب صلاة الجنائز، فصل فى صلاة الجنازة: ۲/۲۱۲، ط: ایچ ایم سعید کمپنی کراچی.

(۲) وأما ركنها فالتكبيرات والقيام وأما سننها فالتحميد والثناء والدعاء فيها(البحر الرائق: ۲/۱۸۰، ط: سعيد)

الدر مع الرد: ۲/۲۱۰،باب صلاة الجنازة ،مطلب هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى ، ط: سعيد.

(۳) (ومصلى الجنازة ينوى الصلاة لله تعالى،و) ينوى أيضا (الدعاء للميت)لانه الواجب عليه فيقول أصلى لله داعياً للميت.

(ولا يستغفر فيها لصبى ومجنون)ومعتوه لعدم تكليفهم(بل يقول بعد دعاء البالغين : اللهم اجعله لنا فرطاً)

(الشامى: ۲/۲۱۵،باب صلاة الجنازة، ط:سعيد)

نمازیں فاسد ہوتی ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ اگر جنازہ کی نماز میں مرد کے برابر عورت آکر کھڑی ہو جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔(۱)

نماز جنازہ کی امامت کا حقدار کون ہے؟

جنازہ کی نماز پڑھانے کیلئے امامت کا سب سے زیادہ حقدار مسلمانوں کا مسلمان خلیفہ، بادشاہ اور حاکم اعلی ہے،اس کے بعد شہر کا مسلمان قاضی (جج) اس کے بعد محلّہ کی مسجد کا امام، کیونکہ زندگی میں اس کے پیچھے نمازیں پڑھتا تھا،اس کے بعد ولی کا نمبر ہے، جو میت کا قریبی رشتہ دار ہو یعنی بیٹا،پھر باپ پھر حقیقی بھائی پھر علاتی بھائی وغیرہ۔(۲)

---

(۱) (فصل) وأما بيان ما تفسد به الجنازة فنقول ڤنها تفسد بما تفسد به سائر الصلوات وهو بما ذكرنا من الحدث العمد والكلام والقهقهة وغيرها من نواقض الصلاة إلا المحاذة فإنها غير مفسد ة في هذه الصلاة...وكذا القهقهة في هذه الصلاة لا تنقض الطهارة.

(بدائع الصنائع : ۱/ ۳۱۶،ط:سعید کراچی)

(وكذا في الهندية : ۱/ ۱۶۴ ،الباب الحادی والعشرون ،الفصل الخامس في الصلاة على الميت، ط:ماجدية)

(۲) ”أولى الناس بالصلاة عليه السلطان ان حضر فإن لم يحضر فالقاضي ثم أمام الحي ثم الولى هكذا في اكثر المتون“

(الهندية : ۱/ ۱۶۳،الباب الخامس في الصلاة على الميت ،الباب الحادی والعشرون في الجنائز،ط: ماجدية)

”والاولياء على ترتيب العصبات الاقرب فاقرب إلا الاب فإنه يقدم على الابن كذا في خزانة المفتيين قيل هذا قول محمد رحمه الله تعالى وعندهما الابن أولى والصحيح أنه قول الكل كذا في التبيين.“

(الهندية : ۱/ ۱۶۳،الباب الخامس في الصلاة على الميت ،الباب الحادی والعشرون في الجنائز،ط: ماجدية)

(كذا في الشامي : ۲/ ۲۱۹ . ۲۲۰ ،باب صلاة الجنازة ،مطلب في بيان من هو أحق بالصلاة على الميت ، ط:سعيد)

نماز جنازہ کی تکبیرات

☆ جنازہ کی نماز میں چار تکبیرات ہیں (۱)، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت کا جنازہ کی چار تکبیرات پر اتفاق ہے۔ (۲)

☆ حضرت عمر، علی، عبداللہ بن مسعود، براء بن عازب، ابو ہریرہ، عبداللہ بن عباس، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ وہ بھی جنازہ کی چار تکبیرات کہتے

---

(۱) وهی أربع تکبیرات...... الخ.

(حلبی کبیر: ۵۰۴، فصل فی الجنائز، ط: مکتبہ نعمانیہ کوئٹہ)

🗁 ثم اعلم أنه إنما كان التكبير فی الجنازة أربعا.

(شرح النقایة: ۳۱۸/۱، کتاب الصلاة، باب فی الجنائز، ط: ایچ ایم سعید (قدیم نسخه)

(۲) عن ابراهیم قال: سئل عبد الله عن التكبیر علی الجنائز فقال كل ذلك قد صنع ورایت الناس قد أجمعوا علی أربع.

(مصنف ابن أبی شیبة: ۲۶۲/۷، رقم الحدیث: ۱۱۵۴۳، کتاب الجنائز، باب ما قالوا فی التكبیر علی الجنازة، من كبر أربعا، ط: ادارة القرأن والعلوم الاسلامیة کراچی)

🗁 وعن ابن مسعود قال: كنا نكبر علی المیت خمسا وستا ثم اجتمعنا علی أربع تكبیرات.

(مصنف ابن أبی شیبة: ۲۶۴/۷، رقم الحدیث: ۱۱۵۵۴، کتاب الجنائز، باب ما قالوا فی التكبیر علی الجنازة، من كبر أربعا، ط: ادارة القرأن والعلوم الاسلامیة کراچی)

وقال ابراهیم: اختلف أصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فی التكبیر علی الجنازة ثم اتفقوا بعد علی أربع تكبیرات.

(مصنف ابن أبی شیبة: ۲۶۲/۷، رقم الحدیث: ۱۱۵۶۵، کتاب الجنائز، باب ما قالوا فی التكبیر علی الجنازة، من كبر أربعا، ط: ادارة القرأن والعلوم الاسلامیة کراچی)

(مصنف عبد الرزاق: ۴۸۱/۳، رقم الحدیث: ۶۴۰۱، کتاب الجنائز، باب التكبیر علی الجنازة، ط: المجلس العلمی)

شرح معانی الأثار: ۲۵/۲، رقم الحدیث: ۲۷۷۴، کتاب الجنائز، باب التكبیر علی الجنائز كم هو؟ ط: قدیمی کتب خانه.

تھے۔(۱)

(۱) قال عمر: كل قد فعل، فتعالوا نجتمع على امر ياخذ به من بعدنا ،فكبروا على الجنازة أربعا
(مصنف ابن أبی شيبة :۲۶۶/۷ ،رقم الحديث : ۱۱۵۶۱ ، كتاب الجنائز ، باب ما قالوا فی التكبير على الجنازة، من كبر أربعا،ط: ادارة القرأن والعلوم الاسلامية كراچی)
شرح معانی الأثار-۲/ ۲۵ ،رقم الحديث۔۲۷۷۳ ، كتاب الجنائز ،باب التكبير على الجنازة كم هو؟ط:قديمی كتب خانه كراچی.
وعن أبی وائل قال :جمع عمر الناس فاستشارهم فی التكبير على الجنازة فقال بعضهم كبر رسول الله صلى عليه وسلم خمسا وقال بعضهم : كبر أربعا،قال فجمعهم على أربع تكبيرات كأطول الصلاة.
(مصنف ابن أبی شيبة :۲۶۷/۷ ،رقم الحديث :۱۱۵۴۳ ، كتاب الجنائز ، باب ما قالوا فی التكبير على الجنازة ،من كبر أربعا،ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراچی)
(مصنف عبد الرزاق:۴۷۹/۳ ،رقم الحديث :۶۳۹۵ وص: ۴۸۰ رقم الحديث :۶۳۹۷ ، كتاب الجنائز ، باب التكبيرعلى الجنازة ،ط: المجلس العلمی)
السنن الكبرىٰ للبيهقی :۳۷/۴ ، كتاب الجنائز ،باب ما يستدل به على أن أكثر الصحابة اجتمعوا على أربع ورآى بعضهم الزيادة منسوخة ،ط: نشر السنة ملتان.
ورواه البغوی فی الجعديات، رقم: ۹۵ ومن طريقه ابن حزم: ۱۲۵/۵ ،رقم: ۵۷۳ .
عن عبد خير قال: قبض علی وهو يكبر أربعا.
(مصنف ابن أبی شيبة :۲۶۲/۷ ،رقم الحديث :۱۱۵۴۰ ، كتاب الجنائز ، باب ما قالوا فی التكبير على الجنازة ،من كبر أربعا،ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراچی)
سنن الدار قطنی :۵۲/۲ ،رقم الحديث :۱۸۰۵ ، كتاب الجنائز ،باب التسليم فی الجنازة، ط: دارالفكر بيروت.
وعن عمير بن سعيد قال: صليت خلف علی رضی الله عنه على يزيد بن المكفف فكبر عليه أربعا.
(مصنف ابن أبی شيبة :۲۶۲/۷ ،رقم الحديث :۱۱۵۴۱ ، كتاب الجنائز ، باب ما قالوا فی التكبير على الجنازة ،من كبر أربعا،ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراچی)
(مصنف عبد الرزاق:۴۸۰/۳ ،رقم الحديث :۶۳۹۸ ، كتاب الجنائز ، باب التكبيرعلى الجنازة، ط: المجلس العلمی)
شرح معانی الآثار- ۲۸/۲ ،رقم الحديث۔ ۲۷۹۰ ، كتاب الجنائز ،باب التكبير على الجنازة كم هو؟، ط: قديمی كتب خانه قال عبد الله : التكبير على الجنائز أربع تكبيرات بتكبير الخروج.
(مصنف ابن أبی شيبة:۲۶۳/۷ ،رقم الحديث:۱۱۵۴۴ ، كتاب الجنائز ، باب ما قالوا فی التكبير على الجنازة ،من كبر أربعا،ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراچی) =

= شرح معانی الآثار-۲/۲۷،رقم الحدیث-۲۷۸۴،کتاب الجنائز،باب التکبیر علی الجنازة کم ھو؟،ط: قدیمی کتب خانه.

عن مهاجر ابی الحسن قال : صليت خلف البراء رضى الله عنه على الجنازة فكبر أربعاً.

(مصنف ابن أبی شيبة :۷/۲۶۳،رقم الحديث :۱۱۵۴۵،کتاب الجنائز، باب ما قالوا فی التكبير على الجنازة ،من كبر أربعا،ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراچی)

شرح معانی الآثار-۲/۳۰،رقم الحدیث-۲۸۰۰،کتاب الجنائز،باب التکبیر علی الجنازة کم ھو؟،ط: قدیمی کتب خانه.

عن ابی العنبس عن ابيه قال : صليت خلف ابى هريرة رضى الله عنه على جنازة فكبر عليه أربعا.

(مصنف ابن أبی شيبة :۷/۲۶۳،رقم الحديث :۱۱۵۴۹،کتاب الجنائز، باب ما قالوا فی التكبير على الجنازة ،من كبر أربعا،ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراچی)

شرح معانی الآثار-۲/۳۰،رقم الحدیث-۲۸۰۱،کتاب الجنائز،باب التکبیر علی الجنازة کم ھو؟ ط: قدیمی کتب خانه.

عن زيد بن طلحة قال : شهدت ابن عباس رضی الله عنه كبر على جنازة أربعاً.

(مصنف ابن أبی شيبة :۷/۲۶۳،رقم الحديث :۱۱۵۴۷،کتاب الجنائز، باب ما قالوا فی التكبير على الجنازة ،من كبر أربعا،ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراچی)

شرح معانی الآثار-۲/۲۹،رقم الحدیث-۲۷۹۵،کتاب الجنائز،باب التکبیر علی الجنازة کم ھو؟،ط: قدیمی کتب خانه.

عن ثابت بن عبيد : ان زيد بن ثابت كبر أربعا وان ابا هريرة كبر أربعاً.

(مصنف ابن أبی شيبة :۷/۲۶۳،کتاب الجنائز، باب ما قالوا فی التكبير على الجنازة ،من كبر أربعا،ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراچی)

شرح معانی الآثار-۲/۲۹،رقم الحدیث-۲۷۹۸،کتاب الجنائز،باب التکبیر علی الجنازة کم ھو؟ط: قدیمی کتب خانه.

(مصنف عبد الرزاق:۳/۴۸۰،رقم الحديث :۶۳۹۶،کتاب الجنائز، باب التكبير على الجنازة ، ط: المجلس العلمی)

عن نافع ان ابن عمر كان لا يزيد على أربع تكبيرات على الميت.

(مصنف ابن أبی شيبة :۷/۲۶۴،رقم الحديث :۱۱۵۴۸،کتاب الجنائز، باب ما قالوا فی التكبير على الجنازة ،من كبر أربعا،ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراچی)

عن عقبة بن عامر قال : سأله رجل عن التكبير على الجنازة ؟ فقال أربعاً فقلت : الليل والنهار سواء؟ قال : فقال الليل والنهار سواء.=

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع میں کبھی کبھار چار سے آٹھ تک تکبیرات بھی ثابت ہیں لیکن جو جنازہ آپ نے حیات مبارکہ کے آخر میں پڑھایا تھا اس پر چار ہی تکبیرات پڑھی تھیں۔(۱)

= (مصنف ابن أبی شیبة :۷/۲۶۳،رقم الحدیث :۱۱۵۴۲،کتاب الجنائز، باب ما قالوا فی التکبیر علی الجنازة ،من کبر أربعا،ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة کراچی)

عن أبی مجلز : أنه کان یکبر علی الجنازة أربعاً.

(مصنف ابن أبی شیبة :۷/۲۶۵،رقم الحدیث :۱۱۵۵۷،کتاب الجنائز، باب ما قالوا فی التکبیر علی الجنازة ،من کبر أربعا،ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة کراچی)

🗁 عن الهجری قال : صلیت مع عبد الله بن أبی أوفی علی جنازة ،فکبر علیها أربعا ثم قام هنیهة حتی ظننت أنه یکبر خمساً ثم سلم فقال اکنتم ترون أنی اکبر خمسا انما قمت کما رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم قام.

(مصنف ابن أبی شیبة :۷/۲۶۵،رقم الحدیث :۱۱۵۵۸،کتاب الجنائز، باب ما قالوا فی التکبیر علی الجنازة ،من کبر أربعا،ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة کراچی)

شرح معانی الآثار: ۲/۲۳،رقم الحدیث۔۲۷۶۵،کتاب الجنائز،باب التکبیر علی الجنازة کم هو؟،ط: قدیمی کتب خانه.

(مصنف عبد الرزاق: ۳/۴۸۲،رقم الحدیث : ۶۴۰۴،کتاب الجنائز، باب التکبیرعلی الجنازة ، ط: المجلس العلمی)

سنن ابن ماجه،ص :۱۰۸،ابواب الجنائز ،باب ما جاء فی التکبیر علی الجنازة أربعا،ط: قدیمی کتب خانه کراچی.

🗁 عن عمرو بن مهاجر قال: صلیت خلف واثلة فکبر أربعاً.

(مصنف ابن أبی شیبة :۷/۲۶۶،رقم الحدیث :۱۱۵۶۲،کتاب الجنائز، باب ما قالوا فی التکبیر علی الجنازة ،من کبر أربعا،ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة کراچی)

(۱) قال أبو عیسی حدیث ابی هریرة هذا حدیث حسن صحیح والعمل علی هذا عند اکثر اهل العلم من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم وغیرهم یرون التکبیر علی الجنازة اربع تکبیرات و هو قول سفیان الثوری ومالک بن انس وابن المبارک والشافعی واحمد واسحاق.

(سنن الترمذی : ۱/۱۹۸،ابواب الجنائز ،باب ما جاء فی التکبیر علی الجنازة ،ط: ایچ ایم سعید)

🗁 وحدیث ابی هریرة هذا أخرجه الأئمة الستة ومالک وابن ابی شیبة واحمد وعبد الرزاق و الطحاوی فی شرح معانی الأثار والطیالسی وابن حبان والبغوی وابو یعلی والحمیدی .=

Scanned by CamScanner

نماز جنازہ کی تکبیرات میں رفع یدین

☆ جنازہ کی نماز میں صرف پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائے، اور باقی تکبیروں کے ساتھ ہاتھ نہ اٹھائے۔(۱)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جنازہ کی نماز پڑھتے تھے تو پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے تھے پھر داہنے ہاتھ کو بائیں پر رکھ دیتے تھے۔(۲)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کی نماز کے وقت پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے تھے اور دوبارہ پلٹ

= وروی البیهقی والطبرانی عن ابن عباس قال أخر جنازة صلی علیها رسول الله صلی الله علیه وسلم کبر علیها أربعاً (شرح النقایه : ۱/۳۱۹)

المعجم الاوسط للطبرانی : ۶/۲۲۳، رقم الحدیث : ۵۴۷۰، ط: مکتبة المعارف ریاض.

السنن الکبریٰ للبیهقی : ۴/۳۷، کتاب الجنائز، باب ما یستدل به علی. الخ، ط: نشر السنة ملتان.

عن ابن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یکبر علی اهل بدر سبع تکبیرات وعلی بنی هاشم خمس تکبیرات ثم کان أخر صلا ته أربع تکبیرات حتیٰ خرج من الدنیا.

المعجم الکبیر للطبرانی : ۱۱/۱۶۰، رقم الحدیث : ۱۱۳۶۲.

مجمع الزوائد : ۳/۳۵، باب التکبیر، ط: دار الفکر بیروت.

سنن الدار قطنی ۲/۵۱، رقم الحدیث : ۱۸۰۰، کتاب الجنائز، باب التسلیم فی الجنازة، وأخرج نحوه الحازمی عن انس فی الاعتبار : ۱/۳۶۱، کتاب الصلاة [illegible] عدد التکبیر علی الجنائز، ط: دار ابن حزم.

(۱) ولا ترفع الایدی فی صلاة الجنازة إلا فی التکبیرة الاولی فی ظاهر الروایة (حلبی کبیر، ص: ۵۰۶، ط: قدیمی کتب خانه)

ویرفع یدیه فی تکبیرة الافتتاح فی صلاة الجنازة ولا یرفع فی سائر التکبیرات. المحیط البرهانی: ۳/۷۷، ط: ادارة القرأن والعلوم الاسلامیة.

(۲) عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کبر علی الجنازة فرفع یدیه فی اول تکبیرة ووضع الیمنی علی الیسریٰ، سنن الترمذی: ۱/۲۰۶، ابواب الجنائز، باب ما جاء فی رفع الیدین علی الجنازة، ط: سعید.

سنن الدارقطنی : ۲/۵۳، کتاب الجنائز، باب وضع الیمنی علی الیسری...، ط: دار الفکر بیروت

السنن الکبری للبیهقی : ۴/۳۸، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی وضع الیمنی......، ط: نشر السنة ملتان

کر ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔(۱)

☆ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ جنازہ کی نماز میں پہلی تکبیر کے علاوہ کسی اور تکبیر میں رفع یدین نہ کیا جائے کیونکہ پہلی تکبیر کے علاوہ دوسری تکبیرات میں رفع یدین کرنا کسی نص (صریح حدیث) سے ثابت نہیں، اسی طرح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کا مسلک ہے۔(۲)

☆ امام ابراہیم نخعی اور حسن بن عبید سے منقول ہے کہ وہ بھی صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔(۳)

---

(۱) عن ابن عباس :ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه على الجنازة فى اول تكبيرة ثم لا يعود

سنن الدارقطني :۵۳/۲، كتاب الجنائز ،باب وضع اليمنى على اليسرى،ط: دار الفكر ، بيروت.

ان ابن عباس كان يرفع يديه فى التكبيرة الاولى ثم لا يرفع بعد وكان يكبر أربعا.

مصنف عبد الرزاق :۴۷۰/۳،رقم الحديث :۶۳۶۱،ط: المجلس العلمي.

وعن معمر بلغه عن ابن مسعود مثل ذلك.

مصنف عبد الرزاق:۴۷۰/۳،رقم الحديث :۶۳۶۳، كتاب الجنائز ،باب رفع اليدين فى التكبير على الجنائز ،ط: المجلس العلمي.

(۲) ولا ترفع اليدان فى الصلاة على الجنازة إلا فى أول تكبيرة فقط لأنه لم يأت برفع الأيدى فيما عدا نص ، وروى مثل قولنا هذا عن ابن مسعود وابن عباس وهو قول ابى حنيفة وسفيان.

المحلى لابن حزم :۱۷۶/۵،ط: مكتبة دار التراث ،القاهرة ،مصر.

(۳) عن الوليد بن عبد الله بن جميع قال : رايت ابراهيم إذا صلى على جنازة رفع يديه فكبر ثم لا يرفع يديه فيما بقى وكان يكبر أربعاً.

مصنف ابن ابى شيبة :۲۵۵/۷،رقم الحديث : ۱۱۵۰۴، كتاب الجنائز ،باب فى الرجل يرفع يديه ،ط: ادارة القرأن والعلوم الاسلامية.

مصنف عبد الرزاق :۴۷۰/۳،رقم الحديث: ۶۳۶۱، كتاب الجنائز ،باب التكبير على الجنازة، ط: المجلس العلمي.

وعن الحسن بن عبيد الله أنه كان يرفع يديه فى اول تكبيرة على الجنازة.

مصنف ابن ابى شيبة :۲۵۵/۷،رقم الحديث : ۱۱۵۰۵، كتاب الجنائز ،باب فى الرجل يرفع يديه، ط: ادارة القرأن والعلوم الاسلامية.

نماز جنازہ کی دعا آہستہ پڑھنا سنت ہے

جنازہ کی نماز میں تکبیرات کے علاوہ ثنا، درود شریف اور دعا آہستہ پڑھنا سنت ہے اور بلند آواز سے پڑھنا سنت کے خلاف ہے، اگرچہ نماز ہوجائے گی، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔(۱)

نماز جنازہ کی سنت

جنازہ کی نماز کی سنتیں دو ہیں:

۱- ثناء وتسبیح ۲- درود شریف (۲)

نماز جنازہ کی شرائط

جنازہ کی نماز کے لیے وہی تمام شرائط ہیں جو دوسری نمازوں کے لیے ہیں، البتہ قراءت، رکوع، سجدہ اور قعدہ کی شرط نہیں ہے۔(۳)

مزید ''نماز جنازہ کے لیے شرائط'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/ ۴۳۰)

---

(۱) ویسلم بلادعاء بعد الرابعة تسلیمتین ناویا المیت مع القوم ویسرا لکل الاالتکبیر.
(الدرالمختار مع الرد، ۲/ ۲۱۳، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ،ط:سعید)

🗀 ویخافت في الکل الا التکبیر. کذا في التبیین. (الهندیة، (۱/ ۱۶۴) کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة علی المیت،ط:رشیدیه)

🗀 البحر، ۲/ ۱۸۳ کتاب الجنائز، باب صلاة الجنازة،)

(۲) (وسنتها) ثلثة (التحمید والثناء والدعاء فیها).

وفی رد المحتار: ومقتضی قول الشارح ثلثة أن الثناء غیر التحمید مع أنه فیما یأتی فسر الثناء بقوله "سبحانک اللهم وبحمدک" فعلم أن المراد بهما واحد علی ما یأتی بیانه، فکان علیه أن یذکر الثالث الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم.

(شامی: ۲/ ۲۰۹، باب صلاة الجنازة ،ط: سعید کراچی)

(۳) وأما الشروط التی ترجع إلی المصلی فهی شروط بقیة الصلوات من الطهارة الحقیقیة بدنا وثوبا ومکانا والحکمیة وستر العورة والاستقبال والنیة سوی الوقت.(الشامیة: ۲/ ۲۰۷، =

نماز جنازہ کے ارکان

جنازہ کی نماز کے صرف دو رکن ہیں: (۱)

۱- قیام یعنی کھڑے ہو کر جنازہ کی نماز پڑھنا، اگر کوئی شخص شرعی عذر کے بغیر بیٹھ کر جنازہ کی نماز پڑھے گا تو نماز نہیں ہوگی۔

۲- چار تکبیریں، یہ چار تکبیریں چار رکعتوں کے قائم مقام ہیں۔ (۲)

نماز جنازہ کے بعد دعا

جنازہ کی نماز میں سلام پھیرنے کے بعد وہیں انفرادی یا اجتماعی شکل میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا قرآن وسنت، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین سے ثابت نہیں ہے، فقہاء کرام نے اس کو بدعت اور مکروہ کہا ہے، کیونکہ جنازے کی نماز خود دعا

= كتاب الصلاةِ باب صلاة الجنازة، مطلب: في صلاة الجنازة، ط:سعيد)

(البحر الرائق: ۱۷۹/۲، ۱۸۰ كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)

(الهندية: ۱۶۴/۱، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلاة على الميت، ط:رشيديه)

ولأن هذه ليست بصلاة على الحقيقة إنما هى دعاء واستغفار للميت ألاترى أنه ليس فيها أركان الصلاة من الركوع والسجود والتسمية بالصلاة لما بينا فيما سبق أن الصلاة فى اللغة الدعاء واشتراط الطهارة واستقبال القبلة فيها لايدل على أنها صلاة حقيقة وإن فيها قراءة كسجدة التلاوة. (المبسوط للسرخسى، ۱۰۲/۲، كتاب الصلاة، باب غسل الميت، ط:مكتبه غفارية)

(۱) (وركنها) شيئان (التكبيرات) الأربع، فالأولى ركن أيضا لا شرط، فلذا لم يجز بناء أخرى عليها (والقيام) فلم تجز قاعداً بلا عذر.

(الشامى: ۲۰۹/۲، باب صلاة الجنازة، ط:سعيد كراچى)

(۲) (وهى أربع تكبيرات) كل تكبيرة قائمة مقام ركعة (الشامى: ۲۱۲/۲، باب صلاة الجنازة، ط: سعيد كراچى) البدائع الصنائع: ۳۱۴/۱، فصل وأما بيان كيفية صلاة الجنازة على الميت، ط:سعيد.

ہے(۱) اس سے زیادتی کا شبہ ہوتا ہے، البتہ سنت طریقہ یہ ہے کہ میت کو دفن کرنے کے بعد قبر کے قریب کھڑے ہو کر انفرادی یا اجتماعی شکل میں دعا کی جائے۔(۲)

(۱) ولایدعو للمیت بعد صلاۃ الجنازۃ لأنه یشبه الزیادۃ فی صلاۃ الجنازۃ. مرقاۃ المفاتیح: ۶۴/۴، باب المشی بالجنازۃ والصلاۃ علیها، الفصل الثالث، ط: مکتبه امدادیة ملتان. لا یقوم بالدعاء بعد صلاۃ الجنائز لأنه دعاء مرۃ؛ لأن اکثرها دعاء. الفتاوی البزازیة علی هامش الهندیة: ۸۰/۴، کتاب الصلاۃ، الخامس والعشرون فی الجنائز، ط: رشیدیة. المحیط البرهانی: ۱۰۹/۳، کتاب الصلاۃ، الفصل الثانی والثلاثون، الجنائز، نوع آخر فی المتفرقات، ط: ادارۃ القرآن.

▭ لأنه لا یدعو بعد التسلیم. البحر الرائق: ۱۲۳/۲، کتاب الجنائز، ط: دار الکتب العلمیة.

▭ لایقوم بالدعاء بعد صلاۃ الجنازۃ. خلاصة الفتاوی: ۲۲۵/۱، کتاب الصلاۃ، الفصل الخامس والعشرون فی الجنائز، الجنس الرابع، ط: مکتبة رشیدیة.

لیست فی صلاۃ الجنازۃ دعاء موقت إذا فرغ من الصلاۃ لایقوم بالدعاء. فتاوی سراجیة: ۲۳، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی الجنازۃ، ط: سعید.

(۲) روی الأعمش عن ابی وائل عن عبد الله بن مسعود انه قال لکأنی اری رسول الله صلی الله علیه وسلم فی غزوۃ تبوک وهو فی قبر عبد الله ذی البجادین وابو بکر وعمر یدلیانه ورسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ادنیا منی اخاکما فاخذه من قبل القبلة حتیٰ اسنده فی لحده ثم خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم وولیا هما العمل فلما فرغا من دفنه استقبل القبلة رافعاً یدیه یقول اللهم انی امسیت عنه راضیا فارض عنه قال: یقول ابن مسعود: فوالله لوددت انی مکانه ولقد اسلمت قبله بخمس عشرۃ سنة. اسد الغابة فی معرفة الصحابة: ۲۲۹/۳، حرف العین، باب العین والباء، عبد الله ذو البجادین، ط: دار الکتب العلمیة و: ۱۲۳/۳ حرف العین باب العین والباء، ط: المکتبة الاسلامیه تهران.

معرفة الصحابة لأبی نعیم الاصبهانی: ۱۶۳۶/۳، باب الدال من باب العین و ۱۴۱۴/۱۱، باب الذال من باب العین، ط: دار الوطن للنشر و: ۱۳۵/۳، باب الذال من باب العین، ط: دار الکتب العلمیة.

وفی حدیث ابن مسعود: رأیت رسول صلی الله علیه وسلم فی قبر عبد الله ذی البجادین الحدیث وفیه: فلما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعاً یدیه اخرجه ابو عوانة فی صحیحه. فتح الباری شرح صحیح البخاری: ۱۴۴/۱۱، کتاب الدعوات، باب الدعاء مستقبل القبلة، ط: دار المعرفة بیروت.

وحدثنی هارون بن سعید الأیلی قال...... قالت عائشة: ألا أحدثکم عنی وعن رسول الله صلی الله علیه وسلم قلنا بلیٰ قال، قالت: لما کانت لیلتی التی کان النبی صلی الله علیه وسلم فیها عندی انقلب فوضع ردائه وخلع نعلیه فوضعهما عند رجلیه وبسط طرف ازاره علی فراشه فاضطجع فلم یلبث الاریث ما ظن أن قدرقدت فأخذ رداءه رویداً وانتعل رویداً وفتح الباب رویداً فخرج ثم أجافه رویداً، =

نماز جنازہ کے بغیر میت دفن کردی

میت پر جنازہ کی نماز پڑھنا فرض ہے، جنازہ کی نماز کے بغیر میت کو دفن کرنے والے لوگ گناہ گار ہوں گے، بلکہ جن لوگوں کو اطلاع ہوئی ہے وہ سب گناہ گار ہوں گے، ایسے جنازے کا حکم یہ ہے کہ جب تک میت قبر میں پھٹنے اور گلنے کا گمان نہ ہو اس کی قبر پر جنازہ کی نماز پڑھی جائے۔

اور میت کے پھٹنے اور گلنے کے بارے میں بعض علماء نے تین دن کی تحدید کی ہے، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ کوئی مدت مقرر نہیں ہے، بلکہ جب تک میت پھٹنے اور گلنے کا گمان نہ ہو اس وقت تک جنازہ کی نماز پڑھنا فرض ہے، اگر گمان یہ ہے کہ میت پھٹ گئی ہے تو جنازہ کی نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہوگی، اور وہ سب لوگ گناہ گار ہوں گے، ان سب پر لازم ہوگا کہ توبہ استغفار کریں اور آئندہ ایسا نہ کریں۔(۱)

= فجعلت درعي في رأسي واختمرت وتقنعت ازاري ثم انطلقت على اثره حتى جاء البقيع فقام فأطال القيام ثم رفع يديه ثلاث مرات ثم انحرف فانحرفت فاسرع فاسرعت فهرول فهرولت فاحضر فاحضرت فسبقته فدخلت فليس الا ان اضطجعت ،فدخل فقال : مالك ياعائش حشيا رابية،الخ.

(مسلم : ۳۱۳/۱، كتاب الجنائز،ط:قديمى)

وفي شرح النووى :قولها: جاء البقيع فاطال القيام ثم رفع يديه ثلاث مرات: فيه استحباب اطالة الدعاء وتكرير رفع اليدين فيه ،وفيه ان دعاء القائم اكمل من دعاء الجالس في القبور.(ايضاً)

(۱) (وإن دفن)وأهيل عليه التراب(بلاصلاة)...... صلى على قبره وإن لم يغسل)لسقوط شرط طهارته لحرمة نبشه...... (مالم يتفسخ)والمعتبر فيه اكبر الرأى على الصحيح لاختلافه باختلاف الزمان والإنسان.

قوله: مالم يتفسخ)أى تفرق أعضاؤه فإن تفسخ لايصلى عليه مطلقا لأنها شرعت على البدن ولاوجود له مع التفسخ.(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۵۹۱، ۵۹۲، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز ، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:قديمى)

🗁 (وإن دفن)وأهيل عليه التراب(بغير صلاة)...... (صلى على قبره)استحسانا(مالم يغلب على الظن تفسخه)من غير تقدير هو الاصح.

قوله: وهو الاصح)لأنه يختلف باختلاف الاوقات حراًوبرداً والميت سمنا وهزالا والأمكنة بحر، قيل: يقدر بثلاثة ايام. (الدر مع الرد: ۲۲۴/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: =

نماز جنازہ کے فرائض

جنازہ کی نماز میں دو چیزیں فرض ہیں:

۱- چار مرتبہ "اللہ اکبر" کہنا، اور ہر تکبیر یہاں ایک رکعت کے قائم مقام سمجھی جاتی ہے۔

۲- قیام، یعنی کھڑے ہو کر جنازہ کی نماز پڑھنا، جس طرح فرض اور واجب نمازوں میں قیام فرض ہے، اور عذر کے بغیر بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں، اسی طرح یہاں بھی قیام فرض ہے۔ اور عذر کے بغیر ترک کرنا جائز نہیں ہے۔ رکوع، سجدہ، قعدہ وغیرہ جنازہ کی نماز میں نہیں ہیں۔ (۱)

نماز جنازہ کے لیے تیمّم کرنا

"تیمّم کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/ ۲۱۳)

= فی کراهة صلاة الجنازة، فی المسجد، ط:سعید)

(البحر الرائق: ۲/ ۲۸۲، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:سعید)

الصلاة على الجنازة، فرض کفایة إذاقام به البعض واحداً کان أوجماعة ذکراکان أو أنثى سقط عن الباقین، وإذاترک الکل أثموا (الهندیه: ۱/ ۱۶۲، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس: فی الصلاة علی المیت، ط: رشیدیه)

(حلبی کبیر: ص: ۵۰۲، فصل: فی الجنائز، البحث الرابع: فی الصلاة علیه، ط: نعمانیه)

(کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۱۶، کتاب الصلاةِ مباحث الجنائز، مباحث صلاة الجنازة، حکمها، ط: دارالفکر)

(۱) ورکنها شیئان (التکبیرات) الأربع..... (والقیام) فلم تجز قاعدا بلاعذر (الدر المختار مع الرد: ۲/ ۲۰۹، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی؟، ط:سعید)

(البحر الرائق: ۲/ ۱۷۹، ۱۸۰ کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:سعید)

(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۵۸۰، ۵۸۱، کتاب الصلاةِ باب احکام الجنائز، فصل: الصلاة علیه، ط: قدیمی)

نماز جنازہ کے لیے شرائط

☆...... جنازہ کی نماز واجب ہونے کی وہی سب شرطیں ہیں جو عام نمازوں کے لیے ہیں، البتہ اس میں ایک شرط اور زائد ہے، وہ کہ اس شخص کی موت کا علم ہو، جس کو یہ خبر نہ ہوگی وہ معذور ہے، جنازہ کی نماز پڑھنا اس پر ضروری نہیں ہے۔

☆...... جنازہ کی نماز صحیح ہونے کے لیے دو قسم کی شرطیں ہیں، ایک وہ جو نماز پڑھنے والوں سے تعلق رکھتی ہیں، وہ وہی ہیں جو اور نمازوں کے لیے ہیں۔ مثلاً:

۱- طہارت۔ ۲- ناف سے گھٹنے تک ستر کا چھپا ہونا۔ ۳- استقبال قبلہ۔ ۴- نیت۔

''وقت'' اس کے لیے شرط نہیں ہے۔

☆...... دوسری قسم کی وہ شرطیں ہیں جن کا میت سے تعلق ہے، وہ یہ ہیں:

۱- میت کا مسلمان ہونا، کافر اور مرتد کے جنازہ کی نماز صحیح نہیں۔ مسلمان اگر چہ فاسق یا بدعتی ہو اس کے جنازہ کی نماز لازم ہے۔

۲- میت کا بدن اور کفن، حقیقیہ اور حکمیہ نجاست سے پاک ہو، ہاں اگر نجاست حقیقیہ اس کے بدن سے خارج ہوئی ہو، اور اس سبب سے اس کا بدن بالکل نجس ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں، نماز درست ہے۔

۳- میت کے جسم کا پوشیدہ ہونا۔ اگر میت بالکل ننگی ہو تو اس کے جنازہ کی نماز درست نہیں ہے۔

۴- نماز پڑھنے والے کے آگے میت کا ہونا، اگر میت نماز پڑھنے والے کے پیچھے ہو تو نماز نہیں ہوگی۔

۵- میت یا جس چیز پر میت ہو اس کا زمین پر رکھا ہوا ہونا، اگر میت کو لوگ

اپنے ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے ہوں یا کسی گاڑی یا جانور پر میت ہو اور اسی حالت میں اس کی نماز پڑھی جائے تو نماز صحیح نہیں ہوگی۔

۶- میت کا وہاں موجود ہونا، اگر میت وہاں نہ ہو تو نماز صحیح نہیں ہوگی۔

☆......میت جس جگہ پر رکھی ہو، اس جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں ہے۔(۱)

---

(۱)وأما شروطها:فمنها أن يكون الميت مسلما، فتحرم الصلوة على الكافر...... ومنها:أن يكون الميت حاضرا، فلاتجوز الصلاة على الغائب...... ومنها تطهير الميت...... ومنها أن يكون الميت مقدما أمام القوم، فلاتصح الصلاة عليه إذاكان موضوعا خلفهم باتفاق...... ومنها أن لايكون الميت محمولا على دابة أوعلى أيدى الناس أوأعناقهم وقت الصلاة...... ومنها أن يكون الحاضر من بدن الميت الجزء الذى يلزم تغسيله...... وأما شروطها االمتعلقة با لمصلى،فهى شروط الصلاة:من النية،والطهارة واستقبال القبلة،وستر العورة، ونحو ذالک،(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۲۲،كتاب الصلاة،مباحث الجنائز، شروط صلاة الجنازة، ط:دارالفكر)

🗀 (وشرطها)ستة(إسلام الميت وطهارته)...... وفى القنية:الخ)الطهارة من النجاسة فى ثوب وبدن ومكان وستر العورة شرط فى حق الميت والإمام جميعا.فلوأم بلاطهارة والقوم بهاأعيدت وبعكسه لاكما لو أمت امرأة ولوأمة لسقوط فرضها بواحد.وبقى من الشروط بلوغ الامام تأمل وشرطها ايضا حضوره (ووضعه)وكونه هوأواكثره (أمام المصلى)وكونه للقبلة فلاتصح على غائب ومحمول على نحو دابة وموضوع خلفه.

قوله:وشرطها)أى شرط صحتها وأما شروط وجوبها فهى شروط بقية الصلوات من القدرة والعقل والبلوغ والاسلام مع زيادة العلم بموته تأمل، قوله: ستة)ثلاثة فى المتن وثلاثة فى الشرح: وهى ستر العورة،وحضورالميت،وكونه أواكثره أمام المصلى،وزادايضا سابعا:وهو بلوغ الامام ،ثم هذه الشروط راجعة إلى الميت، وأماالشروط التى ترجع إلى المصلى فهى شروط بقية الصلوات من الطهارة الحقيقية بدنا وثوبا ومكانا والحكمية وستر الغورة والاستقبال والنية سوى الوقت.

قوله:وفى القنية:الخ)...... لكن فى التاتارخانيه سئل قاضيخان عن طهارة مكان الميت هل تشترط لجواز الصلاة عليه؟قال إن كان الميت على الجنازة لاشک أنه يجوز وإلافلارواية لهذا وينبغى الجواز.

وفى ط:عن الخزانة :إذا تنجس الكفن بنجاسة الميت لايضر دفعا للحرج بخلاف الكفن المتنجس ابتداء، وكذالو تنجس بدنه بما خرج منه إن كان قبل أن يكفن غسل وبعد لا. (الدر مع الرد: ۲/ ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب:هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى؟ ط:سعيد)

🗀 (البحرالرائق: ۲/ ۱۷۹، ۱۸۰،كتاب الجنائز،،فصل:السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)

🗀 (مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى:ص: ۵۸۰، ۵۸۲،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط:قديمى)

۸- جنازہ کی نماز میں جماعت شرط نہیں ہے، اگر ایک شخص بھی جنازہ کی نماز پڑھ لے تو فرض ادا ہو جائے گا، خواہ وہ عورت ہو یا مرد، بالغ ہو یا سمجھ دار نابالغ۔(۱)

نماز جنازہ کے لیے نفل توڑنا

اگر کوئی شخص نفل نماز پڑھ رہا ہے اور جنازہ کی نماز شروع ہو جائے، اور اسے یقین ہو کہ نفل سے فارغ ہو کر جنازہ کی نماز میں شامل نہیں ہو سکے گا تو نفل نماز توڑ کر جنازہ میں شامل ہونا جائز ہے، البتہ بعد میں نفل نماز کی قضا کرنا ضروری ہے۔(۲)

نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا

بارش، پانی اور جگہ کی تنگی وغیرہ عذر کے بغیر جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے(۳)، اور یہ بہت سارے آثار اور اقوال سے ثابت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں عام طور پر مسجد میں جنازہ کی نماز ادا نہیں کی جاتی تھی، اس کے لئے مسجد سے باہر جگہ مقرر تھی، اس میں ہی ادا کی جاتی تھی۔

---

(۱) الصلاة على الجنازة، فرض كفاية إذاقام به البعض واحداًكان أوجماعة ذكراكان أو أنثى سقط عن الباقين ،وإذاترك الكل أثموا.(الهنديه: ۱/۱۶۲،كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس:فى الصلاة على الميت، ط:رشيديه)

(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۵۱۶، كتاب الصلاةِ مباحث الجنائز، مباحث صلاة الجنازة، حكمها، ط:دارالفكر)

(مراقى الفلاح مع الطحطاوى:ص: ۵۸۰،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط: قديمى)

(۲) إن كان فى النفل فجىء بجنازة وخاف فوتها قطعه لإمكان قضائه. (الدر المختار: ۲/۵۱، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة،ط:سعيد)

(البحرالرائق: ۲/۷۱،كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ط:سعيد)

(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى:ص:۴۴۸، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ط: قديمى)

(۳) وانما يكره الصلاة على الجنازة فى المسجد الجامع ومسجد الحىّ عندنا (المحيط البرهانى: ۳/۱۰۸ ،كتاب الصلاة ،الفصل الثانى والثلاثون ،ط: المجلس العلمى وكذا فى ۷/ ۵۰۴، كتاب الكراهية والاستحسان ،الفصل الرابع ،ط: المجلس العلمى)

حدیث شریف میں ہے:

عن أبی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :من صلی علی جنازة فی المسجد فلیس له شیء.(۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جس نے مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھی اس کے لئے کچھ بھی نہیں ہے (یعنی اس کو جنازہ کی نماز پڑھنے کا ثواب نہیں ملے گا)۔

علامہ شمس الدین ابن القیم نے زاد المعاد میں اس حدیث کی تصحیح اور توثیق کی ہے، اور لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور عادت جنازہ کی نماز مسجد سے

---

(۱) عن أبی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من صلی علی جنازة فی المسجد فلیس له شیء، سنن ابن ماجه، ص : ۱۰۹، کتاب الجنائز، باب ما فی الصلاة علی الجنائز فی المسجد، ط: قدیمی کتب خانه.

سنن ابی داود: ۲/۴۵۴، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الجنازة فی المسجد، ط: میر محمد، کراچی.

مصنف عبد الرزاق :۳/۵۲۷، رقم الحدیث :۶۵۷۹، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الجنازة فی المسجد، ط: المجلس العلمی.

شرح معانی الأثار : ۲/۲۱، رقم الحدیث: ۲۷۵۱، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الجنازة، ط: قدیمی.

مصنف ابن ابی شیبة :۷/۴۲۷، رقم الحدیث :۱۲۰۹۷، وزاد فیه :

"قال : وکان اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا تضایق بهم المکان رجعوا ولم یصلوا" کتاب الجنائز، باب من کره الصلاة علی الجنازة فی المسجد، ط: ادارة القرأن والعلوم الاسلامیة.

مسند احمد ابن حنبل :۹/۲۹۵، رقم الحدیث :۹۶۹۱، و: ۴۳۳، رقم الحدیث: ۹۸۲۶، و ص: ۵۰۴، رقم: ۱۰۵۰۹، ط: دار الحدیث قاهره.

السنن الکبری للبیهقی :۴/۵۲، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الجنازة فی المسجد، ط: نشر السنه ملتان.

باہر پڑھنے کی تھی۔(۱)

☆ مسجد حرام اس حکم سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ وہ پانچ وقت فرائض، جمعہ، عیدین، کسوف، خسوف، جنازہ، استسقاء، سب کے لئے ہے، اور یہ بات اس کی عظمت کی وجہ سے ہے، کیونکہ وہ قبلہ ہے، انوارات اور تجلیات نازل ہونے کی جگہ ہے، وہاں جو قبولیت ہے وہ کسی دوسرے مقام میں نہیں۔

نماز جنازہ میں امام اور مقتدی میں فرق

جنازہ کی نماز امام اور مقتدی دونوں کے حق میں ایک جیسی ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ امام تکبیریں اور سلام بلند آواز سے کہے گا اور مقتدی آہستہ آواز سے باقی چیزیں یعنی ثنا، درود شریف اور دعا مقتدی بھی آہستہ سے پڑھیں گے اور امام بھی آہستہ آواز سے پڑھے گا۔(۲)

نماز جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں

۱- اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا۔

۲- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا۔

---

(۱) لم یکن من ھدیه الراتب الصلاة علیه فی المسجد وانما کان یصلی علی الجنازة خارج المسجد (زاد المعاد: ۱/۴۸۱، ط: موۃسسة الرسالة)

(۲) ویخافت فی الکل إلافی التکبیر...... الإمام والقوم فیه سواء. (الهندیة: ۱/۱۶۴، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس فی الصلاة علی المیت، ط: رشیدیه)

🗀 ویسلم بلادعاء بعد الرابعة تسلیمتین ناویا للمیت مع القوم ویسر الکل إلا التکبیر زیلعی وغیره لکن فی البدائع العمل فی زماننا علی الجهر بالتسلیم(الدر المختارمع الرد: ۲/۲۱۳، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی؟، ط: سعید)

🗀 ولایجهر بما یقرأ عقب کل تکبیرة لأنه ذکر والسنة فیه المخافة کذافی البدائع. (البحر الرائق: ۲/۱۸۴، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعید)

۳-میت کے لیے مغفرت کی دعا کرنا (ایک قول کے مطابق)۔(۱)

نماز جنازہ میں سلام بھول جانا

جنازہ کی نماز میں سلام پھیرنا فرض یا واجب نہیں ہے، اس لیے بھول کر سلام نہ پھیرنے کی صورت میں نماز ہو جائے گی، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوگی، البتہ جان بوجھ کر ایسا کرنا سنت کے خلاف ہے۔(۲)

---

(۱) وسننها ثلاثة: التحميد والثناء والدعاء فيها. (الدر المختار: ۲/ ۲۰۹، كتاب الصلاة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟، ط: سعيد)

▭ الحنفية قالوا: يسن الثناء بعد التكبيرة الاولى.... والصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التكبيرة الثانية، والدعاء على القول بأنه ليس ركنا (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: ۱/ ۵۲۲، ۵۲۳، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، سنن صلاة الجنازة، ط: دار الفكر)

▭ (حاشية الطحطاوي على الدر: ۱/ ۳۷۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: المكتبة العربية)

▭ (البحر الرائق: ۲/ ۱۷۰، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

(۲) وركنها...... التكبيرات الأربع...... والقيام...... وسننها ثلاثة: التحميد والثناء والدعاء فيها (الدر المختار: ۲/ ۲۰۹، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟ ط: سعيد)

▭ (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۵۸۰، ۵۸۱، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط: قديمي)

▭ (طحطاوي على الدر: ۱/ ۳۷۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: المكتبة العربية)

▭ خامسها: السلام بعد التكبيرة الرابعة وهو ركن عند ثلاثة، وقال الحنفية: إنه واجب، كالسلام في باقي الصلوات، فلاتبطل الصلاة بتركه. (كتاب الصلاة على المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۱۹، ۵۲۱، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، أركان صلاة الجنازة، ط: دار الفكر)

▭ ويجب السلام مرتين بعد التكبيرة الرابعة، فالواجب عندهم شيء واحد وهو السلام (الفقه الاسلام وأدلته، ۲/ ۵۸۶، المبحث الثامن: صلاة الجنازة، المطلب الثاني: حقوق الميت، الفرض الثالث: الصلاة على الميت، رابعا: أركان صلاة الجنازة، وسننها و كيفيتها، ط: دار الفكر)

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا

جنازہ صورت کے اعتبار سے نماز ہے، مثلاً اس کے لئے وضو کرنا ہوتا ہے، تکبیر تحریمہ کہہ کر نیت باندھنی ہوتی ہے، قبلہ کی طرف رخ کرنا اور ستر کو چھپانا شرط ہونا ہے، مگر حقیقت میں یہ نماز نہیں بلکہ مردہ کے لئے دعا اور استغفار ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا صليتم على الميت فأخلصو له الدعاء.(۱)

ترجمہ: جب تم میت کی نماز جنازہ پڑھو تو اس کے لئے اخلاص کے ساتھ دعا کرو۔

"زاد المعاد" میں ہے:

ومقصود الصلاة على الجنازة هو الدعاء للميت.(۲)

ترجمہ: جنازہ کی نماز کا مقصد مردہ کے لئے دعا کرنا ہے۔

چونکہ جنازہ کی نماز اپنی اصل کے اعتبار سے دعا ہے نماز نہیں، اس لئے نماز کی طرح اس میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھنی ہے، اور جن روایتوں میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا ذکر آیا ہے وہ سند کے اعتبار سے ضعیف اور کمزور ہیں۔

علامہ ابن قیم حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ويذكر عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه أمر أن يقرأ على الجنازة

---

(۱) سنن ابی داوقد ،ص: ۴۵۶،كتاب الجنائز ،باب الدعاء للميت ،ط: مير محمد كراچي
سنن ابن ماجه ،ص: ۱۰۷ ،ابواب ما جاء في الجنائز ،باب ما جاء في الدعاء في الصلاة على الجنازة ، ط: قديمي كتب خانه.
الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان : ۳۱/۵،رقم الحديث:۳۰۶۵ ،كتاب الجنائز ،ذكر الأمر لمن صلى على الميت أن يخلص له الدعاء ط: دار الكتب العلمية بيروت ۱۴۰۷ھ.
(۲) زاد المعاد : ۵۰۵/۱،فصل فى هديه صلى الله عليه وسلم فى الجنائز والصلاة عليها ،ط: مؤسسة الرسالة بيروت ۱۴۱۲ھ.

بفاتحة الكتاب، ولا يصح اسناده.(۱)

ترجمہ: ذکر کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ کی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا تھا لیکن اس کی سند صحیح نہیں۔

اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ جنازہ کی نماز میں قراءت نہیں ہے، "المدونة الكبرىٰ" میں ہے:

قلت لابن القاسم اى شىء يقال على الميت فى قول مالك، قال الدعاء للميت، قلت: فهل يقرأعلى الجنازة فى قول مالك؟ قال: لا.(۲)

ترجمہ: میں نے ابن القاسم سے کہا کہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک مردہ پر کیا پڑھا جائے؟ فرمایا مردہ کے لئے دعا، میں نے عرض کیا کہ کیا امام مالک رحمہ اللہ کے قول میں نماز جنازہ میں قراءت ہے؟ فرمایا نہیں۔

چنانچہ ابن وہب نے بہت سے بڑے بڑے صحابہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت فضالہ بن عبید، حضرت ابو ہریرہ، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہم اور بڑے بڑے تابعین مثلاً قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ، سعید بن المسیب، ربیعہ، عطاء بن ابی رباح، یحییٰ بن سعید رحمہم اللہ کے متعلق نقل کیا ہے کہ وہ جنازہ کی نماز میں قراءت نہیں کرتے تھے اور امام مالک

---

(۱) زاد المعاد: ۵۰۵/۱، فصل فی هديه صلى الله عليه وسلم فى الجنائز والصلاة عليها، ط: مؤسسة الرسالة بيروت ۱۴۱۲ھ

(۲) المدونة الكبرى: ۱۷۴/۱، كتاب الجنائز، القراءة على الجنازة، ط: مطبعة السعادة مصر "مالک عن نافع ان عبد الله بن عمر كان لا يقرأ فى الصلاة على الجنازة"

(مؤطا مالک: ۲۱۰، كتاب الجنائز، ما يقول المصلى على الجنازة، ط: مير محمد كتب خانه كراچى)

فتح القدير: ۱۲۵/۲، كتاب الصلاة، فصل فى الصلاة على الميت، ط: رشيدية كوئته

البحر الرائق: ۱۸۳/۲، كتاب الصلاة، فصل السلطان احق بصلاته، ط: ايچ ايم سعيد.

رحمہ اللہ نے بھی اس کے معمول بہا ہونے کا انکار کیا ہے۔(۱)

اور ظاہر ہے کہ قراءت میں سورۂ فاتحہ بھی شامل ہے اور جنازہ کی نماز میں قراءت نہ ہونے کی اصل وجہ وہی ہے جو اوپر بیان کی گئی، یعنی جنازہ کی نماز حقیقت میں نماز نہیں بلکہ میت کے لئے دعا ہے، اگر جنازہ کی نماز اصل میں نماز ہوتی تو اس میں قراء ت بھی ہوتی، چونکہ یہ اصل کے اعتبار سے نماز نہیں، صرف صورت کے اعتبار سے نماز ہے اس لئے اس میں قراءت نہیں، البتہ سورۂ فاتحہ کے مضامین چونکہ حمد وثناء اور دعا پر مشتمل ہیں، لہذا اگر کوئی شخص قراءت کی نیت کے بغیر صرف حمد وثناء اور دعا کے ارادہ سے سورۂ فاتحہ پڑھ لے تو گنجائش ہے۔(۲)

نماز جنازہ میں قراءت

☆ اگر کوئی شخص جنازہ کی نماز میں سورۂ فاتحہ کو قراءت کی نیت سے پڑھے گا تو گناہ گار ہوگا، کیونکہ جنازہ کی نماز میں قرآن پڑھنا شریعت سے ثابت نہیں ہے، البتہ

---

(۱) المدونة الكبرى : ۱/۱۷۴، كتاب الجنائز ،القراء ة على الجنازة ،ط: مطبعة السعادة مصر.

قال مالك :قراء ة الفاتحة ليست معمولا بها فى بلدنا ،وقال الطحاوى : ولعل من قرأ الفاتحة من الصحابة كان على وجه الدعاء لا على وجه القراء ة ،وقال ابن الهمام: لا يقرأ الفاتحة الا بنية الثناء ولم يثبت القراء ة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم".

(بذل المجهود : ۴/۲۰۶، كتاب الجنائز ،باب مايقرأ على الجنازة ،ط: معهد الخليل كراچى)

... ولم يذكر القراء ة لانها لم تثبت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم.

البحر الرائق: ۲/۱۸۳، كتاب الصلاة ،فصل السلطان احق بصلاته ،ط: ايچ ايم سعيد.

(۲) قالوا : لايقرأ الفاتحة الا أن يقرأ ها بنية الثناء.

(فتح القدير : ۲/۱۲۵، كتاب الصلاة ،فصل فى الصلاة على الميت ،ط: رشيدية كوئته)

ولو قرأ الفاتحة فيها بنية الدعاء فلا بأس به وان قرأها بنية القراء ة لا يجوز لأنها محل الدعاء دون القراء ة.

البحر الرائق: ۲/۱۸۳، كتاب الصلاة ،فصل السلطان احق بصلاته ،ط: ايچ ايم سعيد.

ثناء کی جگہ پر ثناء اور حمد کی نیت سے سورہ فاتحہ پڑھ لے تو مضائقہ نہیں۔(۱)

☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت امام نخعیؒ، محمد بن سیرینؒ، ابو العالیہؒ، فضالہ بن عبیدہؒ، ابو بردہؒ، عطاءؒ، طاوسؒ، میمونؒ، بکر بن عبد اللہؒ سے منقول ہے کہ وہ جنازہ کی نماز میں قراءت نہیں کرتے تھے اور قراءت کرنے سے منع کرتے تھے۔(۲)

☆ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

ان النبی صلی اللہ علیه وسلم لم یوقت فیها قولاً ولا قراءة.(۳)

ترجمہ: بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ کی نماز میں کوئی خاص دعا اور قراءت مقرر نہیں فرمائی۔

---

(۱) ویدعو فی صلاة الجنازة بالأدعیة المعروفة ولا یقرأ بفاتحة الکتاب فإن قرأ بنیة الثناء لا بأس به، وان قرأها بنیة القراءة کره ذلک.(فتاوی قاضی خان علی هامش الهندیة : ۱/۱۹۳،باب فی غسل المیت وما یتعلق به ، ط: رشیدیة) وفی الهندیة : ولایقرأ فیها القرأن،ولو قرأ الفاتحة بنیة الدعاء فلاباس وإن قرأها بنیة القراءة لایجوز لأنها محل الدعاء دون القراءة ،کذا فی محیط السرخسی. الفصل الخامس فی الصلاة علی المیت : ۱/۱۶۴،ط: رشیدیة .کذا فی الشامی: ۲/ ۲۱۴، باب صلاة الجنازة،ط:سعید

(۲) من قال لیس علی الجنازة قراءة ابوهریرة رضی الله عنه،عبد الله بن عمررضی الله عنه، محمد بن سیرین، ابو العالیة ،فضالة بن عبید ،عطاء، ابو حصین ،شعبی، طاؤس ،بکر بن عبد الله، سالم، ابن المسیب

(مصنف ابن ابی شیبة :۷/۲۵۸، ۲۵۹،، ۲۹۱،۲۹۲رقم الحدیث :۱۱۵۲۲. ۱۱۵۳۲،کتاب الجنائز، من قال لیس علی الجنازة قراءة ،ط: ادارة القرأن والعلوم الاسلامیة کراچی.)

مصنف عبد الرزاق :۳/۴۸۸،رقم الحدیث:۶۴۲۵. ۶۴۳۵،باب القراءة والدعاء فی الصلاة علی المیت:،ط: المجلس العلمی.عمدة القاری: ۸/۱۳۹،با ب قراءة فاتحة الکتاب علی الجنازة، ط: مکتبة رشیدیة کوئته)

(۳) عمدة القاری: ۸/۱۳۹، با ب قراء ةفاتحة الکتاب علی الجنازة،ط: مکتبة رشیدیة کوئته)

... المعجم الکبیر للطبرانی : ۹/۳۷۷،رقم الحدیث : ۹۶۰۴،۹۶۰۶،باب العین ،عبد الله بن مسعود.

☆ان عبد الله بن عمر كان لا يقرأ فى الصلاة على الجنازة.(۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر جنازہ کی نماز میں قراءت نہیں کرتے تھے۔

☆کسی صحیح روایت سے جنازہ کی نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا ثابت نہیں ہے۔

☆حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے کہ میں نے جنازہ کی نماز میں سورہ فاتحہ اس لئے پڑھی ہے تا کہ تم جان لو کہ یہ بھی مسنون ہے۔

اس کے بارے میں وضاحت یہ کہ حضرت عمر، عبداللہ بن عمر، علی، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم جنازہ کی نماز میں قرآن پڑھنے سے انکار کرتے تھے اور تابعین میں سے حضرت عطاء، طاؤس، سعید بن المسیب، ابن سیرین، سعید بن جبیر، شعبی، مجاہد رحمہم اللہ اور ان کے علاوہ حماد، سفیان ثوری رحمہما اللہ بھی انکار کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کی توجیہ یہ ہے کہ وہ فاتحہ کو صرف ثناء کے طور پر پڑھتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں، علماء احناف بھی اس سے منع نہیں کرتے۔(۲)

مزید ''نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا'' عنوان کے تحت بھی دیکھیں۔(۴۳۶/۲)

نماز جنازہ میں ہاتھ کس وقت چھوڑے

جنازہ کی نماز میں سلام پھیرتے وقت ہاتھ کب چھوڑے اس میں تین قول

---

(۱) عن نافع عن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما انه كان اذا صلى على الجنازة لم يكن يقرأ (مؤطا مالك: ۲۱۰، كتاب الجنائز، باب ما يقول المصلى على الجنازة، ط: مير محمد كتب خانه) (مصنف ابن ابى شيبة: ۲۵۸/۷، رقم الحديث: ۱۱۵۲۲، كتاب الجنائز، من قال ليس على الجنازة قراءة، ط: ادارة القرأن والعلوم الاسلامية كراچى.

(۲) ولو قرأ الفاتحه بنية الدعاء فلا بأس به. الفتاوى الهندية: ۱۶۴/۱، الفصل الخامس فى الصلاة على الميت، ط: رشيدية. (فتاوى قاضى خان على هامش الهندية: ۱۹۳/۱، باب فى غسل الميت وما يتعلق به، ط: رشيدية).

ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ چوتھی تکبیر کہہ کر سلام سے پہلے دونوں ہاتھ چھوڑ دے پھر دونوں طرف سلام پھیر دے۔(۱)

وسرا قول یہ ہے کہ چوتھی تکبیر کہہ کر دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد دونوں ہاتھ چھوڑے۔(۲)

تیسرا قول یہ ہے کہ چوتھی تکبیر کہہ کر دائیں طرف سلام پھیر کر دایاں ہاتھ چھوڑ دے بائیں طرف سلام پھیر کر بایاں ہاتھ چھوڑ دے۔

ان میں دوسرے قول کے مطابق اکابر کا عمل اور دارالعلوم دیوبند اور بنوری ٹاؤن کا فتوی ہے(۳) کیوں کہ "سلام" اللہ کا نام ہونے کی وجہ سے ذکر مسنون میں داخل ہے، اور ذکر مسنون میں ہاتھ باندھے رکھنا چاہئے۔

---

(۱) ولا يعقد بعد التكبير الرابع؛ لأنه لايبقى ذكر مسنون حتى يعقد، فالصحيح أنه يحل اليدين ثم يسلم تسليمتين. خلاصة الفتاوى (۲۲۵/۱) كتاب الصلاة، الفصل الخامس والعشرون فى الجنائز، نوع منه اذا اجتمعت الجنائز، ط: رشيدية. ومن ههنا يخرج الجواب عما سئلت فى سنة وثمانين ايضا من انه هل يضع مصلى الجنازة بعد التكبير الأخير من تكبيراته، ثم يسلم أم يرسل، ثم يسلم، وهو أنه ليس بعد التكبير الأخير ذكر مسنون، فيسن فيه الارسال. سعاية: (۱۵۹/۲) باب صفة الصلاة، بيان ارسال اليدين...... بعد التكبير الأخير من تكبيرات صلاة الجنازة. ط: سهيل اكيڈمى.

(۲) وهو سنة قيام له قرار فيه ذكر مسنون، فيضع حالة الثناء وفى القنوت وتكبيرات الجنازة. الدرالمختار مع الرد (۴۸۷/۱،۴۸۸) فصل اذا اراد الشروع. ط: سعيد.

فيعتمد فى حالة القنوت وصلوة الجنازة. هداية (۱۰۲/۱) باب صفة الصلاة. ط: شركة علمية. اس سے معلوم ہوا کہ جب تک جنازہ کی نماز تمام نہیں ہوگی تب تک ہاتھ باندھے رہے، اور سلام سے پہلے نماز تمام نہیں ہوتی، اس لئے سلام ختم ہونے تک ہاتھ باندھے رہے۔

ويسلم بلا دعاء بعد الرابعة تسليمتين. الدرالمختار مع الرد (۲۱۲/۲) باب الجنائز، ط: سعيد.

(۳) فتاوى دارالعلوم ديوبند (۲۱۸/۵) سوال نمبر ۲۸۷۳، كتاب الجنائز، فصل خامس نماز جنازه، ط: دارالاشاعت.

نماز جنازہ نہیں آتی

جن لوگوں کو جنازہ کی نماز نہیں آتی اور دعائیں یاد نہیں ہیں، وہ لوگ صرف امام کے پیچھے اقتدا کریں اور امام کے ساتھ " اللہ اکبر "کہیں، نماز ہو جائے گی۔ اور نماز کا طریقہ اور دعا یاد کرنے کی کوشش جاری رکھیں، تاکہ بعد میں سنت کے مطابق نماز ادا کرنے پر قادر ہوں۔(۱)

نماز کا طریقہ معلوم نہیں

جو لوگ جنازہ کی نماز پڑھنے کا طریقہ نہیں جانتے وہ لوگ بھی جنازہ کی نماز میں شریک ہو جائیں۔ امام کے ساتھ " اللہ اکبر " کہتے رہیں۔ اور دعا یاد نہ ہو تو ہر تکبیر کے بعد " اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا " پڑھیں۔(۲)

نماز کے بعد قطرہ آنا معلوم ہوا

امام نے جنازہ کی نماز پڑھائی، پھر چند قدم چل کر معلوم ہوا کہ عضو مخصوص پر

---

(۱) وفی الفتاوی الحجة: والأمی والهنود الذین لایعلمون الأدعیة یكبر تكبیرات ویسلم تجوز صلاته لأن الاركان فیها التكبیرات. (التاتارخانیه: ۱۱۸/۲، كتاب الصلاة، الباب الثانی والثلاثون فی الجنائز، فصل: فی الصلاة علی الجنازة، القسم الثانی: كیفیة الصلاة علی المیت، ط: قدیمی)

ومن لایحسن الدعاء...... وهو لایقتضی ركنیة الدعاء...... لأن نفس التكبیرات رحمة للمیت وإن لم یدع. (البحر الرائق: ۱۸۳/۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعید)

وركنها التكبیرات. (الدر المختار: ۲۰۹/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل یسقط فرض الكفایة بفعل الصبی؟ ط: سعید)

(۲) ثم أفاد أنه من لم یحسن الدعاء بالماثور یقول: اللهم اغفرلنا ولوالدینا وله وللمؤمنین والمؤمنات. (الشامیة: ۲۱۲/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل یسقط فرض الكفایة بفعل الصبی؟ ط: سعید)

(البحر الرائق: ۱۸۳/۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعید)

(حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۵۸۶، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة علیه، ط: قدیمی)

پیشاب کا قطرہ آ گیا تو ایسے شبہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ پہلے والی نماز ہو گئی۔(۱)

نماز کے بعد کپڑے پر دھبہ دیکھا

''دھبہ دیکھا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۳۶۵)

نماز میت کی طرف سے پڑھنا

''میت کی طرف سے نماز روزہ ادا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۳۵۲)

نماز میں جنازہ الٹا رکھا گیا

''جنازہ الٹا رکھا گیا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۲۴۸)

نمازوں کا فدیہ کتنا ہے؟

''قضا نمازوں کا فدیہ کب ادا کیا جائے؟'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۱۶۶)

ننگی کھڑی ہے

حاکم نے مستدرک میں روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی کسی زوجہ کے پاس ایک عورت آئی، اور کہا آپ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میرا ہاتھ درست کر دے، پوچھا: تیرے ہاتھ کو کیا ہو گیا ہے؟ کہا: میرا باپ بڑا سخی اور مالدار تھا، اور میری ماں

(۱) الیقین لایزول بالشک.(الاشباہ والنظائر: ص: ۶۰، القاعدة الثالثة،الیقین لایزول بالشک، ط: قدیمی)

فإن الشک والإحتمال لایوجب الحکم بالنقض إذاالیقین لایزول بالشک. (الشامیة: ۱/۱۴۸، کتاب الطھارة، مطلب:فی ندب مراعاة الخلاف إذالم یرتکب مکروہ مذھبه، ط: سعید)

والثابت بالیقین لایزول بالشک.(بدائع الصنائع:۵/۱۴۷، کتاب البیوع، فصل:وأما الذی یرجع إلی المعقود علیه، ط:سعید)

بڑی بخیل تھی، میں نے اس کو کسی غریب کو کچھ دیتے ہوئے نہیں دیکھا، البتہ ایک دن ہم نے گائے ذبح کی، میری ماں نے اس کی چربی ایک مسکین کو دیدی، اور ایک کپڑا چھوٹا سا اس کو پہنا دیا، پھر میرے ماں باپ مر گئے، میں نے باپ کو خواب میں دیکھا کہ ایک نہر پر بیٹھ کر لوگوں کو پانی پلاتا ہے، میں نے پوچھا: ابو جی! میری ماں کو آپ نے دیکھا ہے، کہا: نہیں، میں اس کو تلاش کرنے لگی، دیکھا کہ ایک جگہ ننگی کھڑی ہے، اس کے بدن پر صرف وہی چھوٹا کپڑا ہے جو اس نے مسکین کو دیا تھا، اور اس کے ہاتھ میں وہی چربی ہے، اسکو چاٹتی ہے، اور پیاس پیاس پکارتی ہے، میں نے کہا: اے ماں! تیرے لئے پانی لاتی ہوں، میں اپنے باپ کے پاس گئی، اور ایک پیالہ پانی لا کر پلایا، پھر کسی نے میرے باپ کے پاس جا کر کہا، فلاں عورت کو جس نے پانی پلایا ہے، اللہ تعالیٰ اسکے ہاتھ کو شل کر دے، جب میں خواب سے اٹھی تو اپنا ہاتھ بے کار پایا۔(۱)

ننگے پاؤں زمین پر کھڑا ہونا

زمین خشک ہو اور اس پر کوئی گندگی نہ ہو تو اس پر ننگے پاؤں کھڑے ہو کر

---

(۱) وأخرج الحاكم عن معمر، قال: حدثني شيخ لنا، أن المرأة جاء ت إلى بعض أزواج النبيّ ﷺ، فقالت لها: ادعى الله أن يطلق لي يدي، قالت: وما شان يدك؟ قالت: كان لي ابوان، فكان أبي كثير المال والمعروف، ولم يكن عند أمّي شئ من ذلك، لم أرها تصدقت بشئ غير أنّا نحرنا بقرة، فأعطت مسكينا شحمة، والبسته خرقة، فمات أمي، ومات أبي، فرأيت أبي على نهر يسقي الناس، فقلت: يا أبتاه هل رأيت أمّي؟ قال: لا، فذهبت التمسها فوجدتها قائمة عريانة، ليس عليها الا تلك الخرقة، وفي يدها تلك الشحمة، وهي تضرب بها في يدى الأخرىٰ، ثم تمص أثرها، وتقول: واعطشاه، فقلت: يا أمّه، الا اسقيك؟، قالت: بلى، فذهبت إلى أبي، فأخذت من عنده إناء فسقيتها فنبه بي بعض من كان عندها، فأتى فقال: من سقاها أشل الله يده، فاستيقظت قد شلت يدي. (شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور: (ص: ۳۳۶) باب تلاقي أرواح الموتىٰ وأرواح الأحياء في النوم، قبل: فصل، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)
وأخرجه الحكم في "مستدركه" (۴/۴۷۲).

جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے۔(۱)

ننگے سر جنازہ کے ساتھ جانا

جنازے کے ساتھ ننگے سر نہیں جانا چاہیے، کیوں کہ یہ غیر مسلموں کا طریقہ ہے۔(۲)

نوحہ کرنا

☆......نوحہ جائز نہیں ہے، یعنی میت کی خوبیوں کو بیان کر کے رونا، اپنا چہرہ سیاہ کر لینا، منہ پیٹنا، اور گریبان پھاڑنا وغیرہ ناجائز اور حرام ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے چہرے پر طمانچے مارے اور گریبان پھاڑے وہ ہم

---

(۱) ومنها الجفاف وزوال الأثر. الأرض تطهر باليبس وذهاب الأثر للصلاة لاللتيمم. (الهندية: ۴۴/۱، كتاب الطهارة، الباب السابع فى النجاسة واحكامها، الفصل الاول فى تطهير الانجاس، ط: رشيديه)

وإذاذهب أثر النجاسة عن الأرض وقد جفت ولو بغير الشمس على الصحيح طهرت. (مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۱۶۴، كتاب الصلاة، باب الأنجاس والطهارة عنها، ط: قديمى)

وذكر فى المحيط عن شمس الائمة السرخسى: الأرض إذا جفت أى بعد إصابة النجاسة ولم يتبين أثر النجاسة فيها تطهر. (حلبى كبير: ص: ۱۸۷، شرائط الصلاة، الشرط الثانى، ط: سهيل اكيڈمى

(۲) عن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن ابى دائود: ۵۵۸/۲، كتاب اللباس، باب ماجاء فى الاقبية ولبس الشهرة، ط: مير محمد)

(مشكاة المصابيح: ص: ۳۷۵، كتاب اللباس، الفصل الثانى، ط: قديمى)

من تشبه بقوم فهو منهم أى من شبه نفسه بالكفار مثلاً فى اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار فهو منهم أى فى الإثم، قال الطيبى: هذا عام فى الخلق والخلق والشعار. (مرقاة المفاتيح: ۲۲۲/۸، كتاب اللباس، الفصل الثانى، ط: رشيديه)

میں سے نہیں ہے۔(۱)

نیت

☆...... جنازہ کی نماز میں امام کو مقتدی کی نیت کرنا ضروری نہیں ہے،(۲) اور اس نیت کو زبان سے کہنا بھی ضروری نہیں ہے، نیت دل سے عزم وارادہ کو کہتے ہیں، وہ کافی ہے، البتہ زبان سے کہنا مستحب ہے۔(۳)

(۱) عن عبد الله رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليس منا من لطم الخدود وشق الجيوب ودعا بدعوى الجاهلية. (صحيح البخاري: ۱/۱۷۲، كتاب الجنائز، باب ليس منا من شق الجيوب، ط: قديمي)

(جامع الترمذي: ۱/۱۹۵، ابواب الجنائز، باب ماجاء في النهى عن ضرب الخدود وشق الجيوب عند المصيبة، ط: سعيد)

(سنن ابن ماجه: ص: ۱۱۳، ابواب الجنائز، باب ماجاء في النهى عن ضرب الخدود، ط: قديمي)

ويحرم النوح وشق الجيوب وخمش الخدود ولطمها ونحو ذالك من الأفعال لما في الصحيح: ليس منا من لطم الخدود وشق الجيوب ودعى بدعوة الجاهلية (حلبي كبير: ص: ۵۹۴، فصل: في الجنائز، ط: سهيل اكيڈمي)

(۲) وأما كيفية النية فالمصلي لايخلو إما أن يكون منفرداً وإما أن يكون إماما...... وإن كان إماما فكذالك الجوب، لأنه منفرد فينوي ماينوي المنفرد، وهل يحتاج إلى نية الإمامة؟ أما نية الرجال فلايحتاج إليها، ويصح إقتدائهم بدون نية إمامتهم. (بدائع الصنائع: ۱/۱۲۷، ۱۲۸، كتاب الصلاة، وأما شرائط الاركان، البحث في النية، ط: سعيد)

(والامام ينوي صلاته فقط) و(لا) يشترط لصحة الإقتداء نية (إمامة المقتدى). (الدر المختار: ۱/ ۴۲۴، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ط: سعيد)

(الهندية: ۱/ ۶۶، كتاب الصلاة، الفصل الرابع في النية، ط: رشيديه)

(۳) والمعتبر فيها عمل القلب اللازم للارادة، وهو أن يعلم هدايته أي صلاة يصلي والتلفظ بها مستحب، هو المختار. (الدر المختار: ۱/ ۴۱۵، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ط: سعيد)

النية إرادة الدخول في الصلاة، والشرط أن يعلم بقلبه أي صلاة يصلي وأدناها لوسئل لأمكنه أن يجيب على البديهة، وإن لم يقدر على أن يجيب إلا بتامل، لم تجز صلاته، ولاعبرة للذكر باللسان فإن فعله لتجتمع عزيمة قلبه فهو حسن. (الهندية: ۱/ ۶۵، كتاب الصلاة، الفصل الرابع في النية، ط: رشيديه)

وأما الاول فالنية هي الارادة، فنية الصلاة هي إرادة الصلاة لله تعالىٰ على الخلوص والإرادة عمل القلب. (بدائع الصنائع: ۱/ ۱۲۷، كتاب الصلاة، البحث في النية، ط: سعيد)

اور ''اللہ اکبر''کو زبان سے ادا کرنا لازم ہے، یہ دل میں کہنا کافی نہیں ہے۔(۱)

☆......اگر میت مرد ہے یا عورت مشتبہ ہوجائے تو اس صورت میں یہ نیت کرے کہ جس میت پر امام نماز پڑھتا ہے میں بھی امام کے ساتھ اس میت پر جنازہ کی نماز پڑھتا ہوں، اگر مرد وعورت کی تعیین نہیں کی، بلکہ مطلقاً جنازہ کی نماز کی نیت کی تب بھی درست ہے۔(۲)

---

(۱)(والرابع منها(أی من شروط صحة التحریمة)النطق بالتحریمة بحیث یسمع نفسه)بدون صمم ولایلزم الأخرس تحریک لسانه علی الصحیح، وغیر الأخرس یشترط سماعه نطقه(علی الاصح). (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص:۲۱۸،۲۱۹، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاةوأرکانها، ط:قدیمی)

🗀 شروط لتحریم خظت بجمعها مهذبة حسنا مدی الدهر تزهر، دخول الوقت واعتقاد دخوله،...... ونطقه...... وفی الرد:ونطقه)اعتراض بأن النطق رکن التحریمة فکیف یکون شرطا؟ وأجیب بأن المراد نطقه علی وجه خاص، وهوأن یسمع بها نفسه فمن همس بها أوأجراها علی قلبه لاتجزیه.(الدر مع الرد: ۴۵۲/۱،کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، بحث شروط التحریمة، ط: سعید)

🗀 (طحطاوی علی الدر: ۲۰۵/۱، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ط:رشیدیه)

(۲) (ومصلی الجنازةینوی الصلاة لله تعالیٰ وینوی أیضا الدعاء للمیت.....وإن اشتبه علیه المیت) ذکر أم أنثی(یقول:نویت أن أصلی مع الإمام علی من یصلی علیه الإمام.(الدر المختار: ۴۲۳/۱، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: إذااجتمعت الإشارة والتسمیة، ط: سعید)

🗀 (الدر المنتقیٰ مع مجمع الانهر: ۱۲۹/۱، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة،ط:دار الکتب العلمیة)

🗀 وللجنازة ینوی الصلاة لله تعالیٰ والدعاء للمیت...... ولو لم یعرف الجنازة ذکر أو أنثی یقول: أصلی مع الامام علی المیت الذی یصلی علیه .(مجمع الانهر: ۱۲۹/۱، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ط:دارالکتب العلمیة)

🗀 (الهندیة: ۶۶/۱، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الرابع فی النیة، ط:رشیدیه)

☆......اگر جنازہ کے بارے میں اتنا معلوم ہے کہ نابالغ ہے لیکن لڑکا ہے یا لڑکی ہے، یہ معلوم نہیں، تو" اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً" کو مذکر کی ضمیر کے ساتھ پڑھے یا مونث کی ضمیر کے ساتھ دونوں صحیح ہیں۔(۱)

☆......اگر اتفاق سے جنازوں کی تعداد ایک سے زیادہ ہے تو سب جنازوں کی نماز ایک ساتھ پڑھنا جائز ہے، اور اس میں تمام میتوں کی نیت کی جائے۔(۲)

نیچے گر کر مرا

"دب کر مرنے والے کے جنازہ کی نماز" عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۳۴۴)

---

(۱) وإن كان غير مكلف يقول...... اللهم اجعله لنا فرطا اللهم اجعله لنا اجرا وذخرا اللهم اجعله لنا شافعا ومشفعا.(حلبی کبیر: ص:۵۸۷، فصل: فی الجنائز، ط:سهیل اکیڈمی)

🗀 ولايستغفر لصبي ولالمجنون ويقول: اللهم اجعله لنا فرطا واجعله لنا أجراً وذخراً واجعله لنا شافعا ومشفعا.(البحر الرائق: ۱/۱۸۴، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)

🗀 وروى مثله سفيان في جامعه ،عن الحسن،قال: والظاهر أنه يدعو بهذه الالفاظ الواردة في هذه الاحاديث، سواء كان الميت ذكراً أو أنثى، ولايحول الضمائر المذكورة إلى صيغة التانيث، إذاكانت الميت أنثى، لأن مرجعها الميت، وهو يقال على الذكر والانثى..اه (تحفة الاحوذي: ۴/۹۱، ابواب الجنائز، باب مايقول في الصلاة على الميت، ط:قديمي)

🗀 (فقه السنة: ۱/۳۴۵، الجنائز، الصلاة على الميت، موضع هذه الأدعية ،ط:دارابن كثير)

(۲) (وإن حضر موتى نواهم)أي الصلاة عليهم.(نهاية المحتاج: ۲/۴۰ ۵، كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: في الصلاة على الميت، ط:دارالفكر بيروت)

🗀 (حواشي الشرواني وابن قاسم العبادي: ۳/۱۶۰، كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل:في الصلاة على الميت، ط:داراحياء التراث العربي)

🗀 وذكر ح بحثا: أنه لابد من تعيين السبب وهو الميت أوالاكثر ،فإن أراد الصلاة على جنازتين نواهما معا، أو على أحدهما فلابد من التعيين.(الشامية: ۱/۴۲۳، كتاب الصلاة ،باب شروط الصلاة، مطلب:إذااجتمعت الإشاره والتسمية،ط:سعيد)

نیک بختی کی علامت

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ موت کی تمنّا نہ کرو، کیونکہ آخرت کا معاملہ نہایت سخت ہے، اور نیک بختی کی علامت یہ ہے کہ عمر زیادہ ہو، اور اس کو توبہ کی توفیق ہو۔

نیک کام کو ہلکا مت سمجھو

''دنیا سراسر دھوکہ ہے''عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۸/۱)

نیک لوگوں کے قریب میت کو دفن کرنا

''میت کو نیک لوگوں کے قریب دفن کرنا''عنوان کے تحت دیکھیں! (۳۴۸/۲)

نیک ہمسایہ سے مردوں کو نفع ہوتا ہے

''ہمسایہ مردے''عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۶/۲)

نیل پالش

''ناخن پالش''عنوان کے تحت دیکھیں! (۳۷۴/۲)

---

(۱) أخرج أحمد والبزار وأبو يعلى والحاكم والبيهقي في شعب الايمان عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: لا تمنّوا الموت، فإن هول المطّلع شديد، وإن من السعادة أن يطول عمر المرء، حتى يرزقه الله الإنابة. (شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور: (ص: ۱۴) باب النهي عن تمنّي الموت والدعاء به لضر ينزل به في المال والجسد، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

و

واپس آنا

☆...... جنازہ کی نماز سے پہلے واپس آنا مکروہ ہے، ہاں اگر جنازہ کی نماز کے بعد میت والے اجازت دے دیں تو واپس آنا مکروہ نہیں ہے۔(۱)

☆...... جنازہ سے واپس آتے وقت سواری اور گاڑی پر آنا بلا کراہت جائز ہے، کیوں کہ واپسی میں سواری پر آنا خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔(۲)

---

(۱) ولاينبغي أن يرجع من جنازة حتى يصلي عليه وبعد ماصلي ،لايرجع إلا باذن أهل الجنازة، قبل الدفن وبعد الدفن يسعه الرجوع بغير إذنهم.(الهندية: ۱/۱۶۵، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلاة على الميت، ط:رشيديه)

ولاينبغي أن يرجع من يتبع الجنازة حتى يصلي لأن الإتباع للصلاه عليها فلايرجع قبل حصول المقصود. (البحر الرائق: ۲/ ۱۹۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

(بدائع الصنائع: ۱/ ۳۱۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: وأما الكلام فى صلاة الجنازة، ط:سعيد)

(۲) وكان يمشي إذاتبع الجنازة ،ويقول:لم أكن لأركب والملائكه يمشون، فإذاانصرف عنها، فربما مشى وربما مركب.(زادالمعاد: ۱/ ۵۱۸، فصل: وكان إذاانصرف عنها ،فربما مشى وربما مركب، ط:مؤسسة الرسالة)

عن ثوبان رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم:أتى بدابة وهو مع جنازة فأبى أن يركب فلما انصرف أتى بدابة فركب فقيل له فقال:إن الملائكة كانت تمشى فلم أكن لأركب وهم يمشون ، فلما ذهبوا ركبت.(سنن ابى داود: ۲/ ۴۵۲،كتاب الجنائز، باب الركوب فى الجنازة، ط:مير محمد)

(فلما انصرف)النبى صلى الله عليه وسلم من الجنازة(فركب)فيه إباحة الركوب فى الرجوع عن الجنازة وكراهة الركوب فى الذهاب معها.(عون المعبود: ۲/ ۱۴۳۸، ابواب الجنائز، باب الركوب فى الجنازة،ط:دارابن حزم)

(شرح المسلم للنووى: ۱/ ۳۱۱، كتاب الجنائز، فصل: فى جواز الركوب بعد الانصراف من الجنازة، ط:قديمى)

واپسی کے لیے اجازت لینا

جنازہ کی نماز کے بعد دفن سے پہلے اگر کوئی شخص واپس جانا چاہے تو میت کے رشتہ داروں سے اجازت لینا ضروری نہیں، بلکہ مستحب ہے، البتہ دفن کر کے آنے کی صورت میں جتنا ثواب ملتا ہے دفن سے پہلے واپس آنے کی صورت میں اتنا ثواب نہیں ملے گا۔(۱)

واپسی میں میت کے مکان پر آنا

میت کو دفن کرنے کے بعد واپسی میں تمام لوگوں کا میت کے گھر پر آنا صحیح نہیں ہے، بلکہ دفن سے فارغ ہونے کے بعد اپنے کام کو چلے جانا چاہیے۔(۲)

والدین کا قاتل

اگر کسی نے ماں باپ کو قتل کر دیا ہو، اور اس کو حکومت نے قتل کے بدلہ میں

---

(۱) والرجل يتبع الجنازة فيصلي عليها، فليس له أن يرجع حتى يستأمر أهلها، وفي سكب الانهر: لو انصرف بدون إذن الولي قيل :يكره وقيل: لا، وهو الأوجه، وفي الصحيحين من اتبع جنازة مسلم حتى يصلي عليها. فله قيراط من الاجر، ومن أتبعها حتى تدفن فله قيراطان، والقيراط مثل أحد.(حاشية الطحطاوي على المراقي: ص: ۵۹۰، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته،ط:قديمي)

(تبيين الحقائق: ۱/۲۳۹، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ط: امداديه)

ولا يرجع عن الجنازة قبل الدفن بغير إذن أهلها.(الخانيةعلى هامش الهندية: ۱/۱۹۰، كتاب الصلاة، باب في غسل الميت ومايتعلق به من الصلاة على الجنازة،...... الخ، ط:رشيديه)

(۲) يكره الاجتماع عند صاحب الميت حتى يأتي إليه من يعزى بل إذارجع الناس من الدفن فليتفرقوا ويشتغلوا بأمورهم وصاحب الميت بأمره.(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۶۱۶، ۶۱۷، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط:قديمي)

(الشامية: ۲/۲۴۱، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في كراهة الضيافة من أهل الميت، ط:سعيد)

(طحطاوي على الدر: ۱/۳۸۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: المكتبة العربية)

قصاصاً قتل کر دیا تو اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھا جائے گا۔ اگر وہ اپنی موت مرے تو اس کا جنازہ پڑھا جائے گا، تاہم اس میں اچھے لوگ شرکت نہ کریں۔ (۱)

والدین کے مزار پر جانا

اپنے والدین کے مزار پر جانا جائز ہے، ملک میں ہو یا غیر ملک میں اس میں کوئی قباحت نہیں، البتہ کسی خاص دن کو ہمیشہ کے لیے متعین کر کے جانا درست نہیں ہے۔ (۲)

والدین ناراض تھے

☆...... اگر والدین ناراض ہو کر وفات پا گئے ہیں تو ان کے لیے قرآن مجید کی تلاوت، نفلی عبادات اور صدقہ خیرات سے ان کی ارواح کو ثواب بخش دے، ان کے لیے استغفار کرتا رہے، ان کا قرض ہو تو وہ ادا کرے، استطاعت ہو تو ان کی

---

(۱) لایصلی علی قاتل أحد أبویه إهانة له، وألحقه فی النهر بالبغاة.

قوله: لایصلی علی قاتل أحد أبویه)الظاهر أن المراد أنه لایصلی علیه إذاقتله الإمام قصاصا. أما لو مات حتف أنفه یصلی علیه کما فی البغاة ونحوهم ،ولم أر صریحا فلیراجع. (الدر مع الرد: ۲/ ۲۱۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی؟،ط: سعید)

🗀 ولایصلی علی قاتل أحد أبویه عمدا ظلما إهانة له. (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۶۰۲، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط:قدیمی)

🗀 (النهر الفائق: ۱/۴۰۹، کتاب الصلاة، باب صلاة الشهید،ط:رشیدیه)

(۲) قوله:وبزیارة القبور)أی لابأس بها ،بل تندب...... وتزار فی کل أسبوع...... قال فی شرح لباب المناسک إلا أن الافضل یوم الجمعة والسبت والاثنین والخمیس...... وفیه: یستحب أن یزور جبل أحد، لما روی ابن ابی شیبة "أن النبی صلی الله علیه وسلم کان یأتی قبورالشهداء بأحد علی رأس کل حول فیقول: السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار"والأفضل أن یکون ذالک یوم الخمیس متطهراً مبکراً لئلاتفوته الظهر بالمسجد النبوی...... اه قلت: استفید منه ندب الزیارة وإن بعد محلها. (الشامیة: ۲/۲۴۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی زیارة القبور، ط:سعید)

🗀 (طحطاوی علی الدر: ۱/۳۸۳، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط:المکتبة العربیة)

🗀 (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۱/۳۰۴، کتاب الصلاة، مباحث الجنائز، خاتمة فی زیارة القبور،ط:دارالغد الجدید)

طرف سے حج کرے یا کرائے تو ان شاء اللہ وہ راضی ہو جائیں گے اور اولاد مطیع اور فرماں بردار سمجھی جائے گی۔

حدیث شریف میں ہے کہ: جو شخص اپنے ماں باپ کی طرف سے حج ادا کرے گا تو وہ ان کی طرف سے ادا ہو جائے گا، اور ان کی ارواح کو بشارت دی جائے گی، اور اللہ کے نزدیک اولاد مطیع و فرماں بردار سمجھی جائے گی۔

☆......نفل کے ذریعے بھی ثواب پہنچایا جاسکتا ہے۔(۱)

وصیت

وارثوں کے حق میں وصیت کا اعتبار نہیں، اور وارثوں پر اس کے مطابق عمل

---

(۱) اعلم أن فعل الولد ذالک مندوب إليه جداً،لما أخرج الدارقطني :عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما عنه صلی الله علیه وسلم" لمن حج عن أبويه أوقضى عنهما مغرما بعث يوم القيامة مع الأبرار" وأخرج ايضا عن جابر أنه عليه الصلاة والسلام قال:"من حج عن أبيه وأمه فقد قضى عنه حجته وكان له فضل عشر حجج، وأخرج أيضا عن زيد بن أرقم قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:"إذاحج الرجل عن والديه تقبل منهما واستبشرت أرواحهما وكتب عند الله براً.

(الشامية: ۶۰۹/۲، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، مطلب: العمل على القياس دون الاستحسان هنا،ط:سعيد)

(منحة الخالق على البحر الرائق: ۷۳/۳،۷۴، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ط:سعيد)

(تبيين الحقائق: ۸۷/۲، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ط:امداديه ملتان

عن أبي هريرة رضي الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:إذامات الانسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة إلا من صدقة جارية أوعلم ينتفع به أو ولد صالح يدعو له، رواه مسلم (مشكاة المصابيح: ص: ۳۲، كتاب العلم، الفصل الاول،ط:قديمي)

الأصل أن كل من أتى بعبادةٍ مّا له جعل ثوابها لغيره وإن نواها، عند الفعل لنفسه لظاهر الأدلة.

(قوله:بعبادة ما)أي سواء كانت صلاة أوصوما أوصدقة أوقراءة أوذكراًأوطوافاأوحجا أوعمرة أو غير ذالک.(الدر مع الرد: ۵۹۵/۲،۵۹۶، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، مطلب: في إهداء ثواب الأعمال للغير، ط:سعيد)

کرنا لازم نہیں، ہاں اگر تمام ورثاء بالغ ہیں اور سب مل کر رضا مندی سے اس پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو کرسکتے ہیں، اور اگر عمل کرنا نہیں چاہتے تو وصیت کے مطابق عمل کرنے کے لیے مجبور کرنا جائز نہیں ہے، البتہ وارثوں کے علاوہ غیر وارثوں کے لیے ایک تہائی تک وصیت کرنا درست ہے۔(۱)

مزید "خیرات کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۳۴۰)

وصیت کے باوجود فدیہ نہ دینا

اگر میت نے نماز، روزہ وغیرہ کا فدیہ ادا کرنے کی وصیت کی اور ترکہ میں مال بھی چھوڑا تو وارثوں پر ایک تہائی ترکہ سے وصیت کے مطابق فدیہ ادا کرنا لازم ہے، اگر ورثاء ایک تہائی ترکہ سے فدیہ ادا نہیں کریں گے تو گناہ گار ہوں گے، اور جب تک اللہ معاف نہیں کرے گا میت بھی آخرت کی پکڑ سے بری نہیں ہوگی۔(۲)

---

(۱) ولا لوارثه...... إلا بإجازة ورثته...... وهم كبار)عقلاء فلم تجز إجازة صغير ومجنون.(الدر المختار: ۶/۶۵۵،۶۵۶،كتاب الوصايا، ط:سعيد)

ثم تصح الوصية لأجنبي من غير إجازة الورثة...... ولاتجوز بما زاد على الثلث إلاأن يجيزه الورثه بعدموته وهم كبار...... ولاتجوز الوصية للوارث عندنا إلاأن يجيزها الورثة. (الهندية:۶/ ۹۰، كتاب الوصايا، الباب الاول في تفسيرها وشرط جوازها وحكمها...... الخ، ط:رشيديه)

وكونه اجنبيا حتى إن الوصية للوارث لاتجوز إلا بإجازة الورثة.(البحرالرائق: ۸/۴۶۰، كتاب الوصايا، ط:سعيد)

(۲) ولومات وعليه صلوات فائتة وأوصى بالكفارة يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر كالفطرة...... وإنما يعطى من ثلث ماله، وفي الرد:فلوزادت الوصية على الثلث لايلزم الولي إخراج الزائد إلا بإجازة الورثة.(الدر مع الرد:۲/۷۲،۷۳، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب: في إسقاط الصلاة عن الميت، ط:سعيد)

(البحرالرائق:۲/۱۹۰،۱۹۱، كتاب الصلاة،باب صلاة المريض، ط:سعيد)

(الهندية: ۱/۱۲۵، كتاب الصلاة، الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت، مسائل متفرقة، ط: رشيدية)

وصیت کے بغیر مرا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص وصیت کے بغیر مرے گا، وہ دوسرے مردوں سے کلام (بات چیت) نہیں کر سکے گا، یعنی قیامت تک گونگے کے مانند رہے گا، صحابہ کرام نے پوچھا: یا رسول اللہ! مردے بھی آپس میں کلام کرتے ہیں، فرمایا: ہاں، بات چیت کرتے ہیں، اور ملاقات کرنے بھی جاتے ہیں۔(۱)

وضو جنازہ کے لیے کیا

اگر جنازہ کی نماز پڑھنے کے لیے وضو کیا تو اس وضو سے ظہر وعصر (نمازیں) وغیرہ پڑھنا درست ہے۔(۲)

وضو کرانا

☆......میت کو غسل دینے سے پہلے اسی طرح وضو کرانا مستحب ہے جس طرح زندہ انسان جنابت (ناپاکی) سے پاک ہونے کے لیے غسل کرتے وقت

---

(۱) أخرج أبو الشيخ وابن حبان في كتاب الوصايا، عن قيس بن قبيصه مرفوعًا: من لم يوص، لم يؤذن له في الكلام مع الموتى، قيل يا رسول الله! وهل تتكلّم الموتى؟ قال: نعم، ويتزاورون.

وأخرج أبو أحمد، والحاكم في الكنى، عن جابر مرفوعًا: من مات على غير وصية، لم يؤذن له في الكلام إلى يوم القيامة، قالوا: يا رسول الله! ويتكلّمون قبل يوم القيامة؟ قال: نعم، ويزور بوضهم بعضًا. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۳۳۰) باب الوصية، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

(۲) أن الصلاة تصح عندنا بالوضو ولولم يكن منويا. (الشامية: ۱/ ۱۰۶، كتاب الطهارة، مطلب: الفرق بين الطاعة والقربة والعبادة، ط: سعيد)

کرتا ہے، لیکن اس وضو میں کلی کرانا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے، تا کہ میت کے پیٹ میں پانی جا کر خرابی پیدا نہ کرے، مزید یہ کہ میت کو کلی کرانے اور ناک میں پانی ڈالنے اور نکالنے میں دشواری بھی ہے، البتہ مستحب یہ ہے کہ میت کو غسل دینے والا اپنی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے پر پاک کپڑا لپیٹ کر اس کو پانی سے تر کر لے، پھر اس سے میت کے دانتوں اور مسوڑھوں اور نتھنوں کا مسح کرے، یعنی بھیگے ہوئے کپڑے والی انگلی پھیر دے، اور یہ عمل کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کے قائم مقام ہے۔

☆......نابالغ بچے اور بچی کو بھی موت کے غسل میں وضو کرانا چاہیے۔(۱)

---

(۱) (ویوضأ)من یؤمر بالصلاۃ(بلامضمضة واستنشاق)للحرج وقیل یفعلان بخرقة ،وعلیه العمل الیوم.

قوله: ویوضأ من یؤمر بالصلاۃ)خرج الصبی الذی لم یعقل لأنه لم یکن بحیث یصلی قاله الحلوانی وهذاالتوجیه لیس بقوی إذیقال: إن هذاالوضوء سنة الغسل المفروض للمیت لاتعلق لکون المیت بحیث یصلی علیه أولا کما فی المجنون شرح المنیة ومقتضاہ أنه لا کلام فی أن المجنون یوضأ وأن الصبی الذی لایعقل الصلاۃ یوضأ أیضا.

قوله: للحرج)إذلایمکن إخراج الماء أویعسر فیترکان.قوله:بخرقة)أی یجعل الغاسل فی أصبعه یمسح بها أسنانه ولهانه ولثته ویدخلها منخرۃ أیضا. (الدرمع الرد:۲/۱۹۵،۱۹۶، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: فی القراء ۃ عند المیت، ط:سعید)

🗁 (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص:۵۶۷،۵۶۸، کتاب الصلاۃ، باب احکام الجنائز، ط:قدیمی)

🗁 (حلبی کبیر:ص:۵۷۸، فصل: فی الجنائز، ط:سهیل اکیڈمی)

🗁 (البحر الرائق مع حاشیة منحة الخالق،۲/۱۷۱،۱۷۲، کتاب الجنائز، ط:سعید)

🗁 یندب أن یوضأ کما یتوضأ الحی عند الغسل من الجنابة الا المضمضة والاستنشاق،فانهما لایفعلان فی وضوء المیت، لئلا یدخل الماء إلی جوفه ،فیسرع فسادہ ولوجود مشقة فی ذالک ولکن یستحب ان یلف الغاسل خرقة علی سبابته وإبهامه ویبلها بالماء ثم یمسح بها اسنان المیت ولثته ومنخریه فیقوم ذالک مقام المضمضة والاستنشاق وهذامتفق علیه بین الحنفیة (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۱/۵۰۸، مباحث الجنائز ،هل یوضأ المیت قبل غسله،ط:داراحیاء التراث العربی بیروت)

وضو کے بغیر جنازہ کی نماز پڑھنا

وضو یا تیمّم کے بغیر جنازہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں، کبیرہ گناہ ہے، البتہ اگر امام نے جنازہ کی نماز شروع کردی، وضو کرنے کی صورت میں نماز فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں تیمّم کرکے جنازہ کی نماز میں شریک ہوجائے۔(۱)

لیکن یہ تیمّم صرف جنازہ کی نماز کے لیے ہوگا، اس تیمّم سے دوسری نمازیں پڑھنا جائز نہیں ہوگا بلکہ وضو کرنا ضروری ہوگا۔(۲)

وضو کے بغیر نماز پڑھادی

اگر امام نے بے خیالی میں وضو کے بغیر جنازہ کی نماز پڑھادی، پھر جنازہ چلے جانے کے بعد امام صاحب کو علم ہوا کہ نماز کے دوران وضو نہیں تھا تو اس صورت

---

(۱) وجاز(لخوف فوت صلاة الجنازة) أی کل تکبیراتها

قوله: أی کل تکبیراتها)فإن کان یرجو أن یدرک البعض لایتیمم لأنه یمکنه أداء الباقی وحده.

(الدر مع الرد: ۱/۲۴۱، کتاب الطهارة، باب التیمم،ط:سعید)

🗀 ومن العذر خوف فوت جنازة،...... لأنها تفوت بلاخلف فإن کان یدرک تکبیرة منها توضأ

(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص:۱۱۷،کتاب الطهارة، باب التیمم، ط:قدیمی)

🗀 (الهندیة: ۱/۳۱، کتاب الطهارة،الباب الرابع فی التیمم ،الفصل الثالث فی المتفرقات، ط: رشیدیه)

(۲) قوله:بخلاف صلاة جنازة)أی فإن تیممها تجوز به سائر الصلوات لکن عند فقد الماء، وأما عند وجوده إذاخاف فوتها فإنما تجوز به الصلاة علی جنازة أخری إذالم یکن بینها فاصل کمامر، ولایجوز به غیرها من الصلوات. (الشامیة: ۱/۲۴۵، کتاب الطهارة، باب التیمم، ط:سعید)

🗀 (لاتصح بدون طهارة)فیکون المنوی إما صلاة أو جزأ للصلاة فی حد ذاته کقوله :نویت التیمم للصلاة أو لصلاة الجنازة أو سجدة التلاوة ...... (فلایصلی به) المتیمم.(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص:۱۱۳، کتاب الطهارة، باب التیمم، ط:قدیمی)

🗀 ثم لایخفی أن قولهم یجوز الصلاة بالتیمم لصلاة الجنازة محمول علی إذا لم یکن واجدا للماء (البحرالرائق: ۱/۱۵۱، کتاب الطهارة، باب التیمم، ط:سعید)

میں جنازہ کی نماز نہیں ہوئی، جنازہ کی نماز دوبارہ پڑھنا لازم ہے، (۱) اگر میت کو دفن کر دیا ہے تو قبر پر اس وقت تک جنازہ کی نماز پڑھنا لازم ہے جب تک میت کے سڑنے اور پھٹنے کا غالب گمان نہ ہو۔

بعض فقہاء نے تین دن کی تحدید کی ہے، اگر یہ مدت گزر گئی ہے پھر قبر پر بھی جنازہ کی نماز نہ پڑھیں۔ (۲)

وضو کے بغیر نماز پڑھی

''بے وضو نماز پڑھی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۱۵۸)

وقتی نماز اقتدا میں پڑھنے کے لیے راضی نہیں تھے

''امام کے پیچھے وقتی نماز نہ پڑھنے والے میت کی امامت'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۹۱)

---

(۱) ولو صلى الامام بلاطهارة أعادوا لأنه لاصحة لها بدون الطهارة فإذالم تصح صلاة الإمام لم تصح صلاة القوم. (البحر الرائق: ۲/۱۷۹، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

فلو أم بلاطهارة والقوم بهاأعيدت. وفى الرد: قوله: أعيدت) لأنه لاصحة لها بدون الطهارة وإذالم تصح صلاة الامام لم تصح صلاة القوم. (الدرمع الرد: ۲/۲۰۸، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى؟ ط: سعيد)

ولو صلى الإمام بلاطهارة، والقوم بها أعيدت لعدم انعقاد صلاة الجميع (حاشية الطحطاوى على المراقى: ص: ۵۸۲، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط: قديمى)

(۲) (وإن دفن) وأهيل عليه التراب (بغير صلاة) أوبها غسل...... (صلى على قبره) استحساناً (مالم يغلب على الظن تفسخه) من غير تقدير هو الاصح.

قوله: هو الاصح) لأنه يختلف باختلاف الاوقات حرا وبرداً...... وقيل بثلاثه أيام (الدر مع الرد: ۲/۲۲۴، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى كراهة صلاة الجنازة فى المسجد، ط: سعيد)

(طحطاوى على الدر: ۱/۳۷۷، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: المكتبة العربية)

(التاتارخانيه: ۲/۱۳۲، كتاب الصلاة، الباب الثانى والثلاثون فى الجنائز، نوع آخر: فى الخطأ الذى يقع فى اللباب، ط: قديمى)

وقف کی رقم

ایک وقف کی رقم دوسرے وقف میں بھی استعمال کرنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے، اس لیے وقف قبرستان کی رقم کو کسی اور جگہ پر استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

وقف میں میراث جاری نہیں ہوتی

اگر کسی زمین کو باقاعدہ شرعی طور پر وقف کیا گیا ہے تو اس میں میراث جاری نہیں ہوگی، بلکہ وقف کرنے والے نے جو حصہ جس طرح متعین کردیا ہے اس کے موافق مستحقین میں تقسیم کیا جائے گا،(۲) اور اگر وہ زمین باقاعدہ وقف نہیں، بلکہ کسی خاص شخص کی ملک ہے، تو اس مالک کے انتقال کے بعد شرعی طور پر میراث جاری

---

(۱) (اتحد الواقف) والجهة وقل مرسوم بعض الموقوف عليه) بسبب خراب وقف أحدهما (جاز للحاكم أن يصرف من فاضل الوقف الآخر عليه) لأنهما حينئذ كشيء واحد (وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين أو رجل مسجد ومدرسة ووقف عليهما أوقافا، (لا) يجوز له ذالک.
(الدر المختار: ۳۶۰/۴، كتاب الوقف، مطلب: في نقل أنقاض المسجد ونحوه، ط: سعيد)
(البحر الرائق: ۲۳۴/۵، كتاب الوقف، ط: سعيد)
أما إذا اختلف الواقف أو اتحد الواقف واختلف الجهة بأن بنى مدرسة ومسجدا وعين لكل وقفا وفضل من غلة أحدها لا يبدل شرط الواقف وكذا إذا اختلف الواقف لا الجهة يتبع شرط الواقف وقد علم بهذا التقرير اعمال العلتين الاخياء ورعاية شرط الواقف هذا هو الحاصل من الفتاوىٰ. (بزازيه على هامش الهندية: ۲۶۱/۶، كتاب الوقف، نوع في وقف المنقول، ط: رشيديه)

(۲) إذا جعل داره مسكنا للمساكين ودفعهما إلى والٍ بقوم بذالک فليس له أن يرجع فيها...... وإن مات لم تكن ميراثاً عنه وإن لم يسكنها أحد. (الهندية: ۴۶۵/۲، ۴۶۶، كتاب الوقف، الباب الثاني عشر في الرباطات والمقابر والخانات...... الخ، ط: رشيديه)
ولا يملك الوقف) بإجماع الفقهاء كما نقله في فتح القدير ولقوله عليه السلام لعمر رضي الله عنه تصدق بأصلها لا تباع ولا تورث. (البحر الرائق: ۲۲۱/۵، كتاب الوقف، ط: سعيد)
(تبيين الحقائق: ۳۲۵/۳، كتاب الوقف، ط: امداديه)

ہوگی۔(۱)

ولد الزنا کے جنازے کا حکم

☆...... ولد الزنا جس کے ماں باپ دونوں یا دونوں میں سے کوئی ایک مسلمان ہو، وہ مسلمان بچہ ہے، اس کے جنازے کی نماز پڑھنا لازم ہے، کیونکہ اس بچے کا کوئی قصور نہیں ہے، اس کے والدین کا قصور ہے، والدین کے قصور کی وجہ سے بچے کی پکڑ نہیں ہوگی، بچہ تو معصوم، بے گناہ ہے۔

☆...... جو مسلمان شخص کسی مسلمان عورت کو نکاح کے بغیر بھگا کر لے گیا اور اسی عورت سے بچہ پیدا ہوا اور وہ مر گیا اس کے جنازے کی نماز پڑھنا ضروری ہے، کیونکہ وہ بچہ قصور وار نہیں ہے، اور وہ مسلمان بچہ ہے۔

☆...... مسلمان زانیہ کا بچہ جو غیر مسلم سے ہو اس کے جنازے کی نماز پڑھنی چاہیے۔(۲)

---

(۱) لایجوز التصرف فی مال غیرہ بلاإذنه ولا ولایته.(الدر المختار: ۶/ ۲۰۰، کتاب الغصب، مطلب: فیمایجوز من التصرف بمال الغیر بدون إذن صریح، ط:سعید)

(الاشباہ والنظائر لابن نجیم، ص: ۲۷۶، کتاب الغصب، ط:قدیمی)

یبدأ من ترکة المیت...... بتجهیزہ...... ثم تقدم دیونه...... ثم...... وصیته...... ثم...... یقسم الباقی...... بین ورثته . (الدرالمختار مع الدر : (۶/ ۷۵۹، ۷۶۱) کتاب الفرائض، ط:سعید)

والإرث جبری.(الشامیة: ۴/ ۴۷۳، کتاب الطلاق، باب الکفارۃ، مطلب: لااستحالة فی جعل المعصیة سببا للعبادۃ، ط:سعید)

(۲) عن عمر بن یحی رضی الله عنه قال: صلی رسول الله صلی الله علیه وسلم علی ولد الزنا وأمه ماتت فی نفاسها.(مصنف عبد الرزاق: ۳/ ۵۳۴، رقم الحدیث: ۶۶۱۲، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی ولد الزنا والمرجوم،ط: ادارۃ القرآن)

فکل مسلم مات بعد الولادۃ یصلی علیه صغیراً کان أو کبیرا ذکراً کان أو أنثی...... إلا البغاۃ وقطاع الطریق ومن بمثل حالهم لقول النبی صلی الله علیه وسلم: صلوا علی کل بر وفاجر. (بدائع الصنائع: ۱/ ۳۱۱، کتاب الصلاۃ، باب صلوۃ الجنازۃ، فصل: وأما الکلام فی صلوۃ الجنازۃ. ط: سعید)=

ولی غیر عالم کو امام بنا کر جنازہ کی نماز پڑھ لے

اگر میت کا ولی غیر عالم کو امام بنا کر جنازہ کی نماز پڑھ لے تو راجح اور احوط یہی ہے کہ نماز کا اعادہ نہ کیا جائے، (۱) اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جنازے کی نماز کا تکرار مشروع نہیں ہے۔ اس لیے بھی نہ لوٹانا ہی احتیاط ہے۔ (۲)

ولی نے نماز پڑھ لی

☆......اگر جنازہ کی پہلی نماز ولی نے پڑھی، یا اس کی اجازت سے دوسرے نے پڑھائی اور ولی جماعت میں شامل ہوا، پھر کسی دوسرے کو دوبارہ اس میت پر یا

= قال القاضي: مذهب العلماء كافة الصلاة على كل مسلم ومحدود ومرجوم وقاتل نفسه وولد الزنا. (شرح النووى على المسلم: ۱/۳۱۴، قبيل: كتاب الزكاة، ط: قديمى)

والصلاة عليه...... فرض كفاية...... وشرطها...... إسلام الميت.

قوله: إسلام الميت) أى ولو بطريق التبعية لأحد الأبوين. (الدر مع الرد: ۲/۲۰۷، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى صلاة الجنازة، ط: سعيد)

(وشرائطها) ستة أولها (إسلام الميت)

قوله: إسلام الميت) إما بنفسه أو بإسلام أحد أبويه. (مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۵۸۱، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط: قديمى)

(۱) وإن صلى الولى لم يجز لأحد أن يصلى بعده...... اه. ونحوه فى الكنز وغيره، فقوله: لم يجز لأحد يشمل السلطان، ثم رأيت فى غاية البيان مانصه، هذا على سبيل العموم حتى لا تجوز الإعادة لا لسلطان ولا لغيره...... اه (الشامية: ۲/۲۲۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: تعظيم أولى الأمر واجب، ط: سعيد)

(البحر الرائق: ۲/۱۸۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

(تبيين الحقائق: ۱/۲۴۰، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ط: امداديه)

(۲) ليس لمن صلى عليها أن يعيد مع الولى لأن تكرارها غير مشروع. (الشامية: ۲/۲۲۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: تعظيم أولى الأمر واجب، ط: سعيد)

ولا يصلى على ميت إلا مرة واحدة. (الهندية: ۱/۱۶۳، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

(بدائع الصنائع: ۱/۳۱۱، كتاب الصلاة، فصل: الكلام فى صلاة الجنازة، ط: سعيد)

اس کی قبر پر جنازہ کی نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔

☆......اور اگر ولی نے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی تھی، تو اس کو دوبارہ جنازہ کی نماز پڑھنے کا حق ہے لیکن جو لوگ پہلے نماز پڑھ چکے ہیں، وہ شریک نہ ہوں۔(۱)

---

(۱) (فإن صلى غيره)أي الولي(ممن ليس له حق التقدم...... ولم يتابعه)الولي (أعاد الولي)ولو على قبره إن شاء لأجل حقه لالإسقاط الفرض ولذ قلنا ليس لمن صلى عليهاأن يعيد مع الولي لأن تكرارها غير مشروع...... (وإن صلى هو)أي الولي(بحق...... لايصلي غيره بعده). (الشامية: ۲/ ۲۲۲، ۲۲۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: تعظيم أولي الأمر واجب، ط:سعيد)

🗀 (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي:ص: ۵۹۱،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته،ط:قديمي)

🗀 (البحر الرائق: ۲/ ۱۸۱، كتاب الجنائز، فصل:السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)

ھ

ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

''دفن کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/ ۳۵۴)

ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا قبر پر

''قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/ ۹۲)

ہاتھ دھونا تدفین کے بعد

اگر تدفین کے بعد ہاتھ میں مٹی لگی ہوئی ہوتو اس کو دھونا درست ہے، ہاتھ دھونے میں شرعاً کچھ حرج نہیں ہے، اگر ہاتھ خراب نہ ہوں تو دھونا ضروری نہیں ہے۔

ہاتھ شل ہو گیا

''دننگی کھڑی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/ ۴۴۳)

ہاتھ کیسے رکھے؟

میت کو کفناتے وقت دونوں ہاتھ پیٹ پر نہ رکھیں، بلکہ دونوں ہاتھ سیدھے رکھ کر رانوں کے برابر کر دیے جائیں۔ (۱)

ہبہ کرنا

زندگی اور صحت کی حالت میں اپنی جائیداد اور مال کسی کو ہبہ کر کے قبضہ دے

---

(۱) ویوضع یداه فی جانبیه لاعلی صدره لأنه من عمل الکفار. (الدر المختار: ۲/ ۱۹۸، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی حدیث: کل سبب ونسب منقطع إلاسببی ونسبی؟، ط: سعید)

(وتوضع یداه بجنبیه) إشارة لتسلیمة الأمر لربه (ولایجوز وضعهما علی صدره) لأنه صنع أهل الکتاب. (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۵۶۴، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط: قدیمی)

طحطاوی علی المراقی: ۱/ ۳۶۷، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: رشیدیه)

کر مالک ومختار بنانا جائز ہے، (اور وہ شرعاً اور قانوناً مالک ہو جائے گا، اور ہبہ معتبر ہوگا) بشرطیکہ وارثوں کو کسی شرعی عذر کے بغیر محروم کرنا اور ان کی حق تلفی کرنا مقصد نہ ہو، ورنہ سخت گناہ گار ہوگا۔(۱)

ہڈیاں باقی ہیں

دریا میں غرق ہو کر یا سیلاب یا طوفان میں آدمی کے مر جانے کے بعد لاش ایسی حالت میں برآمد ہوئی کہ جسم کی صرف ہڈیاں باقی ہوں، تو ان پر جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی، بلکہ ان ہڈیوں کو ویسے ہی کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔(۲)

---

(۱) هی تملیک عین بلاعوض ،وتصح بالإیجاب والقبول وتتم بالقبض. (ملتقى الابحر: ۳/ ۴۸۹، کتاب الهبة، ط:مکتبه غفاریه)

ولو وهب رجل شیئا لأولاده فی الصحة وأراد تفضیل البعض علی البعض فی ذالک لارواية لهذا فی الاصل عن أصحابنا وروی عن أبی حنیفة رحمه الله تعالیٰ أنه لابأس به إذاکان المتفضل لزیادة فضل له فی الدین وإن کانا سواء یکره وروی المعلی عن ابی یوسف رحمه الله تعالیٰ أنه لابأس به إذالم یقصد به الاضرار وإن قصد به الاضرار سوی بینهم یعطی الابنة مثل مایعطی للابن وعلیه الفتویٰ. (الهندیة: ۴/ ۳۹۱،کتاب الهبة،الباب السادس فی الهبة للصغیر، ط:رشیدیه)

(الخانیة علی هامش الهندیة: ۳/ ۲۷۹، کتاب الهبة ،فصل: فی هبة الوالد لولده والهبة للصغیر، ط:رشیدیه)

(۲) أن العظام لایصلی علیها بالإجماع.(بدائع الصنائع: ۱/ ۳۰۲،کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، وأماشرائط وجوب الغسل، ط:سعید)

(المحیط البرهانی: ۳/ ۱۰۷، کتاب الصلاةِ الفصل الثانی والثلاثون فی الجنائز، نوع آخر:من هذاالفصل فی المتفرقات، ط:إدارة القرآن)

وإذا وجد شیء من أطراف المیت کید أورجل أورأس لم یغسل ولم یصل علیه ولکنه یدفن، (التاتارخانیة: ۲/ ۱۳۶، کتاب الصلاة، الباب الثانی والثلاثون فی الجنائز، القسم الرابع:نوع آخرمن هذاالفصل فی المتفرقات، ط:قدیمی)

ہڈیاں نکل آئیں

اگر پہلے سے معلوم ہے کہ اس جگہ پر قبر کھودنے سے ہڈیاں نکل آئیں گی، تو وہاں پر جان بوجھ کر قبر نہ کھدوائے۔ اور اگر پہلے سے علم نہ ہو اور قبر کھودتے وقت ایک دو ہڈیاں نکل آئیں، تو انہیں وہیں پر ایک طرف کو رکھ دیا جائے، اور مٹی اس کے درمیان اور میت کے درمیان حائل کر دی جائے۔(۱)

ہر شخص مٹی کتنی ڈالے؟

☆......میت کو قبر میں رکھ کر تختہ وغیرہ پر بوریا ڈال کر مٹی ڈالنا جائز ہے۔(۲)

☆......میت کو دفن کرنے کے بعد ہر شخص قبر پر کتنی مٹی ڈالے؟ اس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے، البتہ تمام حاضرین کے لیے تین تین مٹھی مٹی یا دونوں ہاتھوں

---

(۱) قال في الفتح: ولايحفر قبر لدفن آخر إلاإن بلى الاول فلم يبق له عظم إلاأن يوجد فتضم عظام الأول ويجعل بينهما حاجز من تراب. (الشامية: ۲/۲۳۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في دفن الميت، ط: سعيد)

(فتح القدير: ۲/۱۰۲، كتاب الصلاة، قبيل: باب الشهيد، ط: رشيديه)

(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۲۰۳، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، نبش القبر، ط: دار الغد الجديد)

(۲) ويسوى اللبن عليه والقصب لاالآجر.

قوله: والقصب)...... ونصوا على استحباب القصب فيها كاللبن

(الدر المختارمع الرد: ۲/۲۳۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في دفن الميت، ط: سعيد)

(البحرالرائق: ۲/۱۹۴، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلوته، ط: سعيد)

ويستحب القصب) واللبن وقال في الأصل: اللبن والقصب فدل المذكور في الجامع على أنه لابأس بالجمع بينهما واختلف في القصب المنسوج.

قوله: في القصب المنسوج) أي المجموع بعضه إلى بعض بنحو حبل كالذى يفعله الخصاصون في بولاق وكالحصر. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: (ص: ۶۱۰)، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: في حملها ودفنها، ط: قديمي)

میں مٹی بھر کر قبر میں ڈالنا مستحب ہے۔

☆......عالمگیری میں ہے کہ جو بھی شخص دفن میں حاضر ہو، اس کے لیے تین تین مٹھی بھر کر قبر پر ڈالنا مستحب ہے، اور پہلی مٹھی ڈالتے وقت "مِنهَا خَلَقنٰكُم" پڑھے، اور دوسری مٹھی ڈالتے وقت "وَفِيهَا نُعِيدُكُم" پڑھے، اور تیسری مٹھی پر "وَمِنهَا نُخرِجُكُم تَارَةً اُخریٰ" پڑھے۔

☆......قبر مکمل ہونے کے بعد اگر کوئی آئے تو پھر مٹی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

☆......دفن کے وقت حاضر لوگ تین تین مٹھی ڈال چکیں اور قبر مکمل نہ ہوئی ہو تو بقیہ مٹی ویسے ہی ڈال دی جائے۔(۱)

ہمسایہ مردہ

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے مردوں کو نیک لوگوں کی قبروں کے درمیاں دفن کرو، اس واسطے کہ مردوں کو برے ہمسایہ سے تکلیف پہنچتی ہے جیسے زندوں کو برے ہمسایہ سے تکلیف پہنچتی ہے۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارا کوئی مرجائے تو اس کو اچھا کفن دو اور جلدی لے جاؤ، اور قبر گہری تیار

(۱) ولابأس بأن يهيلوا بأيديهم أو بالمساحي وبكل أمكن...... ويكره أن يزاد على التراب الذى أخرج من القبر...... ويستحب لمن شهد دفن الميت أن يحثو فى قبره ثلاث حثيات من التراب بيديه جميعا...... ويقول فى الحثية الأولى منها خلقناكم وفى الثانية وفيها نعيدكم وفى الثالثة ومنها نخرجكم تارة أخرى. (الهنديه: ١/ ١٦٦، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل السادس فى القبر والدفن...... الخ، ط: رشيديه)

(الجوهرة النيرة: ١/ ١٣٣، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ط: قديمى)

(الدر مع الرد: ٢/ ٢٣٦، ٢٣٧، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى دفن الميت، ط: سعيد)

کرو، اور برے ہمسایہ سے اس کو دور رکھو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! آخرت میں بھی نیک ہمسایہ سے نفع ہوتا ہے؟ آپ نے پوچھا دنیا میں نفع ہوتا ہے، سب نے عرض کیا: ہاں ہوتا ہے، آپ نے فرمایا: اسی طرح آخرت میں بھی ہوتا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کا انتقال مدینہ میں ہوا، اور وہیں دفن کیا گیا، کسی نے اس کو خواب میں دیکھا کہ عذاب میں مبتلا ہے، پھر ساتویں یا آٹھویں روز دیکھا کہ وہ جنت میں ہے، اس نے اس کا سبب پوچھا، اس نے جواب دیا کہ میرے بعد ایک نیک مرد یہاں دفن کیا گیا، اس نے اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے ہمسایوں میں سے چالیس آدمیوں کی بخشش کی سفارش کی، میں بھی اس چالیس میں تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کی سفارش قبول فرمائی۔(۱)

ہمسائے مردے پکار کر کہتے ہیں

محمد بن صبیح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مردہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور

---

(۱) وأخرج أبو نعيم ، وابن مندة ، عن أبی هريرة قال :قال رسول الله ﷺ ادفنوا موتاكم وسط قوم صالحين ، فإنّ الميت يتأذى بجار السوء ، كما يتأذى الحی بجار السوء .

وأخرج ابن عساكر فی تاريخ دمشق ، بسند ضعيف ، عن ابن مسعود ، قال : قال رسول اللّٰه ﷺ : ادفنوا موتاكم فی وسط قوم صالحين فإن الميت يتأذى بجار السوء ، كمايتأذّى الحی بجاره السوء .

وأخرج المالينی عن ابن عباس عن النبیّ ﷺ قال : إذا مات لأحد كما لميت ، فأحسنوا كفنه ، وعجلوه بإنجا ز وصيته وأعمقوا له فی قبرہٖ ، وجنبوه الجار السوء ، قيل يا رسول اللّٰه ! وهل ينفع الجار الصالح فی الآخرة : قال هل ينفع فی الدنيا ، قال : نعم ، قال كذٰلک ينفع فی الآخرة .

وأخرج ابن أبی الدنيا فی القبور عن عبد اللّٰه بن نافع المزنی ، قال : مات رجل بالمدينة فدفن بها ، فرآه رجل كأنّه من أهل النّار ، فاغتم لذٰلک ، ثم أريد بعد سابعة أو ثامنة كأنّه من أهل الجنة فسأله ، قال : دفن معنا رجل من الصالحين ، فشفع فی أربعين من جيرانہٖ ، فكنت فيهم . (شرح الصدور بشرح حال الموتٰی والقبور : (ص: ۱۳۴ ، ۱۳۵) با دفن العبد فی الأرض الّتی خلق منها ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

اس کو عذاب ہوتا ہے، تو اس کے ہمسائے مردے پکار کر کہتے ہیں، اے شخص! تیرے سامنے تیرے بھائی دنیا سے گزر گئے، اور تو زندہ رہا، مگر تو نے ان کو دیکھ کر نصیحت نہ پکڑی، اور ہم لوگ بھی تیرے سامنے دنیا سے گزر گئے، مگر تو نے اپنا عمل درست نہیں کیا، اس کے بعد قبرستان کی زمین ہر طرف سے پکار کر کہے گی، اے غافل! تیرے گھر والوں کو دنیا نے تیرے سامنے دھوکہ دیا، اور تجھ سے پہلے موت نے ان کو قبر کا راستہ دکھلایا اور تو نے دیکھا کہ لوگ ان کو اٹھا کر لے گئے، اور قبر میں دفن کیا، اس کے دوست آشنا سب روتے رہ گئے، اے غافل! تو نے ان سے نصیحت کیوں نہیں پکڑی، آج تیری آہ وزاری کچھ کام نہ آئے گی۔(۱)

ہندؤں کا قبرستان

ہندؤں کے قبرستان میں جہاں صرف بچے ہی مدفون ہوں وہاں پہنچ کر کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) وأخرج ابن أبی الدنیا فی القبور : عن محمد بن صبیح ، قال : بلغنا أنّ الرجل إذا وضع فی قبره ، فعُذب أو أصابه بعض مایکره ، ناداه جیرانه من الموت : أیها المتخلف فی الدنیا بعد إخوانه ، أما کان لک فینامعتبر ؟ أمّا کان لک فی تقدیمنا إیّاک فکرة ؟ أمارأیت انقطاع أعمالنا هنا وأنت فی المهلة ؟ فهلا استدرکت مافات وتنادیه بقاع القبر أیّها المغتر بظهر الأرض ، هلا اعتبرت بمن غُیّب من أهلک فی بطن الأرض ، ممن غرقته الدنیا قبلک ، ثم ساق به أجله إلی القبور اوأنت تراه محمولاً۔ تنادیه أحبّته۔ إلی المنزل الّذی لابدّ منه. (شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور: (ص: ۱۵۱) باب مخاطبة القبر للمیت ، ط: المکتبة التوفیقیة ، مصر)

(۲) ولابأس...... بزیارة القبور...... ویقول السلام علیکم دارقوم مؤمنین.(الدر المختار: ۲/۲۴۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب:فی زیارة القبور،ط:سعید)

الأفضل لمن یتصدق نفلاً أن ینوی لجمیع المؤمنین والمؤمنات لأنها تصل إلیهم ولاینقص من أجره شیء.(الشامیة: ۲/۲۴۳،کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب: فی القراءة للمیت وإهداء ثوابها له، ط:سعید)

(التاتارخانیه: ۲۶۸/۳،کتاب الزکاة، الباب السادس عشرفی ایجاب الصدقة ومایتصل به من الهدی والافضل لمن یتصدق نفلاً أن ینوی لجمیع المسلمین، ط :مکتبه فاروقیه لاهور)

ہندو کے نابالغ بچے

ہندو اور دیگر کفار کے جو نابالغ بچے مرتے ہیں ان کے بارے میں اختلاف ہے، بعضوں نے جنتی کہا ہے (۱) لیکن ایصالِ ثواب صرف مسلمانوں کے قبرستان میں کرنے کا حکم ہے، صرف مسلمانوں کے قبرستان میں پڑھنے کی اجازت ہے، کسی غیر مسلم کے قبرستان میں پڑھنے کا حکم نہیں۔ (۲)

ہوشیار

''مومن عقلمند'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۳۲۴)

ہیجڑے کے جنازے کی نماز

ہیجڑے مرد ہوں یا عورت، بدکاری اور برے کام کی وجہ سے فاسق ہیں، اور کبیرہ گناہ کے مرتکب ہیں، لیکن مسلمان ہیں، اس لیے ان کے انتقال کے بعد تجہیز وتکفین کر کے جنازہ کی نماز پڑھ کر مسلمانوں کے قبرستان مین دفن کرنا لازم ہے، (۳)

---

(۱) وتوقف الامام فی أطفال المشرکین وقیل هم خدام أهل الجنة. (الدر المختار: ۲/۱۹۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی أطفال المشرکین، ط: سعید)

🗁 (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۵۹۹، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: قدیمی)

🗁 (المحیط البرهانی: ۳/۸۵، کتاب الصلاة، الباب الثانی والثلاثون فی الجنائز، القسم الثالث فی بیان من یصلی علیه ومن لایصلی علیه، ط: إدارة القرآن)

(۲) انظر إلی الحاشیة السابقة رقم: ۲. (ولابأس...... بزیارة القبور......)

(۳) فکل مسلم مات بعد الولادة یصلی علیه...... إلا البغاة وقطاع الطریق ومن بمثل حالهم لقول النبی صلی الله علیه وسلم: صلوا علی کل بر وفاجر. (بدائع الصنائع: ۱/۳۱۱، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: الکلام فی صلاة الجنازة، ط: سعید)

🗁 (هندیة: ۱/۱۶۳، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس فی الصلاة علی المیت، ط: رشیدیه)

🗁 وهی فرض علی کل مسلم مات. (الدر المختار: ۲/۲۱۰، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی؟، ط: سعید =

البتہ ہیجڑوں کی مجالس میں شریک ہونا اور ان کی دعوت کھانا درست نہیں ہے، کیونکہ آمدنی حلال نہیں ہے، اور ان کا کام درست نہیں ہے۔(۱)

ہیجڑے مسلمان ہیں

مسلمان ہیجڑے کے جنازے کی نماز پڑھنا لازم ہے، مگر عالم اور پیشوا لوگ نہ پڑھیں بلکہ عام مسلمان جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کر دیں۔(۲)

ہیضہ میں مرے

جو شخص ہیضہ میں مرجائے وہ حکمی شہید ہے، حقیقی شہید نہیں ہے، اس کو غسل اور کفن دے کر جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کرنا ضروری ہے۔(۳)

= قال القاضی: مذهب العلماء كافة الصلاة على كل مسلم ومحدود ومرجوم وقاتل نفسه وولد الزنا وعن مالك وغيره: أن الإمام يجتنب الصلاة على مقتول فی حدود وإن أهل الفضل لايصلون على الفساق زجراً لهم. (شرح النووی علی المسلم: ۱/۳۱۴، كتاب الجنائز، قبيل كتاب الزكوة، ط: قديمی)

وينبغی لأهل الفضل أن يجتنبوا الصلاة على المبتدعة ومظهری الكبائر ردعاً لأمثالهم. (الفقه الاسلامی وأدلته: ۲/۱۵۰۹، المبحث الثامن، صلاة الجنازة، واحكام الجنائز، الفرض الثالث الصلاة على الميت، اولاً: حكم الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

(۱) لايجيب دعوة الفاسق المعلن ليعلم أنه غير راض بفسقه وكذا دعوة من كان غالب ماله حرام. (هنديه: ۵/۳۴۳، كتاب الكراهية، الباب الثانی عشر فی الهدايا والضيافات، ط: رشيديه)

وإن كان غالب ماله الحرام لايقبلها ولايأكل. (الاشباه والنظائر: ص: ۱۱۳، القاعدة الثانية؛ إذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام، ط: قديمی)

(مجمع الأنهر: ۴/۱۸۶، كتاب الكراهية، فصل: فی الكسب، ط: دار الكتب العلمية)

(۲) انظر إلى الحاشية السابقة، رقم: ۳. (فكل مسلم مات بعد الولادة يصلى عليه......)

(۳) فسقط حكم الدنيا وهو ترك الغسل فيغسل، وهو شهيد فی حكم الآخرة له الثواب الموعود للشهداء قوله: وهو شهيد فی حكم الآخرة) عد السيوطی فی التثبيت شهداء الآخرة، فقال: من مات بالبطن واختلف فيه هل المراد الاستسقاء أو الاسهال قولان، ولامانع من الشمول. (مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی: ص: ۶۲۸، كتاب الصلاة، باب احكام الشهيد، ط: قديمی)=

= (الدر مع الرد: ۲/ ۲۵۲، کتاب الصلاة، باب الشهيد، مطلب: فی تعداد الشهداء، ط: سعيد)

الشهداء الذى يغسلون ويصلى عليهم...... ونحن نذكر هؤلاء الشهداء فيما يلى: عن جابر بن عتيک أن النبى صلى الله عليه وسلم قال: الشهادة سبع سوى القتل فى سبيل الله: المطعون شهيد، والغريق شهيد، وصاحب ذات الجنب شهيد، والمبطون شهيد، وصاحب الحرق شهيد والذى يموت تحت الهدم شهيد، والمرأة التى تموت بجمع شهيدة رواه احمد وابوداود والنسائى بسند صحيح. (فقه السنة: ۱/ ۳۳۴، الجنائز، غسل الميت، الشهداء الذين يغسلون ويصلى عليهم، ط: دار ابن كثير)

وأما كونه مقتولا ظلما فهو شرط بلاخلاف حتى أن من افترسه السبع أوسقط عليه البناء أوالحائط أوتردى من جبل أوغرق فى الماء وماأشبه ذالک غسل كغيره من الموتى وفى الخزانة: المبطون يغسل. (التاتارخانيه: ۲/ ۱۰۷، كتاب الصلاة، الباب الثانى والثلاثون فى الجنائز، قسم آخر فى بيان الاسباب المسقطة لغسل الميت، ط: قديمى)

محمد نعمان رنگونی

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی